بعون صانع عالمین و فضل خلاق زمین و زمان
اکبر قانون شفا و اعظم اکسیر رضا مفرح قلوب تشریحات مرغوب معمول مجربات اطبا و اولو الالباب
تشریح الاسباب
و باسم تاریخی موسوم بہ
مظہر علاج
تصنیف لطیف مدار المہام جالینوس دوران صدر نشین حکومت حکمت نقش حکیم قاضی الٰہی بخش صاحب رئیس ... ضلع امرتسر پنجاب
مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ طبع مزین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس حکیم مطلق کو سزاوار ہی جسنے اپنی حکمت شاملہ اور قدرت کاملہ سے ضمن اعتبارات ہر چیز
مین ہزارہا حکمتین اور منفعتین عطا کی ہین اجساد انسان کو مجمع قواے متنوعہ اور مظہر صنائع
فرمایا ہی۔ اپنے بدن مین انسان غور کرے کہ کیا کیا رنگ دکھلایا ہی۔ ہر ہر عضو کو جدا جدا کس انداز
بنایا ہی۔ دل و دماغ و جگر کو مبدء ارواح ثلثہ ایجاد کیا۔ اور گردون اور مثانہ اور آنتون کو مخرج
بول و براز قرار دیا۔ اور سپاس بیقیاس اُس شافی برحق کو لائق اور زیبا ہی جسنے حفظ صحت موجود
اور اعادۂ صحت زائلہ بنی آدم کے لیے جو افضل موجودات ہی کئی ایک اسباب مادی صوری فاعلی غائی
ضروری غیر ضروری کلی جزوی وغیرہ مقرر کئے۔ اور کئی انواع اغذیہ اور ادویہ کے اُسکے لیے مہیا کیے
اُسی نے انسان کو افضل مخلوقات بنایا۔ اور موصوف بہمہ صفات کیا۔ عقل دیکر جان دی بھلے
بُرے کی پہچان دی۔ ہر مریض کو صحت دینا اُسی کا کام ہی۔ شافی مطلق اُسی کا نام ہی۔ اور نعت بیحد
اُس رسول مقبول کو شایان ہی جسنے دواے ہدایت اور ارشاد سے مرض ضلالت اور الحاد کو بالکل
دفع فرمایا۔ اور معجون ملت حقیقی کو اجزاے اربعہ شریعت اور معرفت اور طریقت اور حقیقت سے ترکیب دیا
انھین کے واسطے عرش سے فرش تک تمام موجودات کو منصۂ ظہور پر جلوہ دیا گیا۔ انھین کی ذات سے
بخارات کفر اور ضلالت لوگون کے دلون سے مٹا یا گیا۔ اُنکے اعجاز مسیحی سے مردہ دلون کو جلا ملا
بیشک جسنے اُنکے علاج پر عمل کیا وہ امراض ضلالت اور الحاد سے پاک ہوا۔ اور جسنے اُنکے اوامر اور نواہی سے
انحراف کیا اپنی شامت اعمال سے ہلاک ہوا۔ اور درود نامحدود اُسکے اصحاب کبار پر اور آل اطہار پر

جنھون نے گرفتار ہو رہن مرض مہلک جہل اور نادانی کو علم اور حکمت کے آب حیات سے شفا دیکر
ربانی وہی ہدایت کاملہ انکی تمام عالم کے لیے شفا ہی۔ امراض ظاہری اور باطنی کے لیے گھر انکا دار الشفا ہی
اللھم صل وسلم دائما کثیرا کثیرا امابعد عاصی پر معاصی بندہ قاضی الٰہی بخش ابقاہ اللہ بوجہ ابس شمول بشر
ابن قاضی غلام محی الدین ابن قاضی امام الدین پنجابی امرتسری۔ اجنالوی۔ کریالی۔ ارباب عقل اور
فہم اور اصحاب دانش اور بینش کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ چونکہ علم طب اشرف العلوم اور افضل الفنون
ہی اور دلیل اسکی شرافت اور فضیلت کی یہ ہی کہ غایت اس علم کی حفظ صحت اور ازالہ مرض نوع انسان
ہی اور موضوع اسکا بھی بدن انسان ہی اور یہ امر ظاہر ہی بلکہ اظہر ہی کہ انسان موجب فحوائے ولقد کرمنا
بنی آدم الخ اشرف المخلوقات اور افضل الموجودات ہی پس چاہیے کہ بموجب قاعدۂ مشہورہ کے شرافۃ العلم
یکون لشرافۃ موضوعہ۔ یہ علم بھی افضل اور اشرف قرار دیا جاوے۔ اور زبان مروج مین کئی ایک کتابین
اس علم کی مختلف مضامین مین تصنیف ہوکر مطبوع ہوئی ہین ہر ایک کتاب اپنے اپنے مضمون مین
خوبی اور لطافت کی جہت سے عمدہ سے عمدہ طرز رکھتی ہی لیکن تاحال کوئی رسالہ مستقلہ مضمون ستۂ
ضروریہ مین کہ مدار حیات انسانی اور موقوف علیہ صحت بنی آدم ہی اور حفظ صحت حاصلہ اور اعادۂ صحت زائلہ
کا موجب اور باعث ہی۔ اور سعادات اخروی اور کمالات دنیوی بھی اسپر موقوف ہین۔ کسی صاحب نے
زبان مروجہ مین تالیف نہین کیا۔ اور باوصفیکہ یہ مضمون خاص محتاج الیہ امور دینی اور دنیوی کا ہی
اور معاش اور معاد کا بھی موقوف علیہ ہی پھر بھی کسی صاحب نے اپنی عنان توجہ کو اسکی طرف
معطوف نہین کیا۔ ہان کئی ایک کتابون مین اس مضمون کو مثل دیگر مضامین مندرجۂ کتاب کے
مختصر اور سرسری طور پر لکھا گیا ہی۔ لہذا کئی ایک احباب صمیم القلب نے بجد ہوکر اس احقر کو ارشاد کیا
کہ اگر ایک رسالہ مستقلہ جسمین بیان ستۂ ضروریہ کا بتفصیل بزبان اردو سے مروج مین کتب معتبرہ سے
انتخاب کرکے لکھا جاوے تو یقین ہی کہ باعث فوائد انام اور موجب رفاہ عام ہو۔ اور نیز جب گردش
دور دوار فنا ہنجار کی مجلس احباب کو اپنے حروف کی طرح منتشر اور پراگندہ کریگی تو یہ رسالہ بطور
یادداشت اپنے ہاتھ مین رہیگا۔ اور علاوہ برآن اعانت اور امداد ایسے امر مفید عام کی
خالی ثواب سے نہین۔ مگر یہ احقر بسبب قلت فرصت اور کثرت مشاغل کے کہ موجب
انتشار طبیعت اور مانع حصول جمعیت کے تھی۔ اس امر خطیر سے پہلوتہی کرتا اور امروز فردا کرتا تھا
کیونکہ سوائے کاروبار خانگی ضروری کے یہ احقر ملازم مدرسہ کا بھی ہی۔ علاوہ برآن آبا و اجداد کا
... امت پیشہ اور تعلیم طلبا کا شغل رکھتا ہی۔ اسلیے بسبب مشاغل مذکورہ کے فرصت عنقا صفت ہی

چہ جائے کہ تالیف کتاب ہو لیکن چونکہ احباب نے مجھے چھوڑا بعض صاحب ایسے با اتحاد تھے جنکے
اصرار سے بجز تسلیم کوئی چارہ نہ تھا۔ لہذا اتباعاً للامر چند اوراق ستۂ ضروریہ کے بیان مین زبان مروجہ مین
فی الحال مقبول طبائع تسہیل پسند ہے باوصف کثرت عوائق اور ازدحام موانع کے عرصۂ قلیلہ مین کتب
معتبرہ بسیط سے جنکے نام نامی ذیل مین مندرج ہین انتخاب کرکے ہدیۂ احباب کیا چونکہ اس رسالہ مین
بیان اسباب کا ہے ضروری ہون یا غیر ضروری کلیہ ہون خواہ جزئیہ لہذا اسکا نام تشریح الاسباب رکھا گیا
تاکہ اسم با مسمی اور مطابقت لفظ اور معنی مین ہو۔ اور بسبب اسکے کہ یہ رسالہ سنہ بارہ سو اکانوے ہجری
مین ختم ہوا اسلیے مہندس عقل نے نام تاریخی اسکا مظہر علوم مقرر کیا۔ اب ناظرین ماہرین فن ہذا
سے کہ زیور علم اور کمال سے آراستہ ہین مین یہ التجا کرتا ہون کہ اگر کسی جگہ سہو اور خطا دریافت
کرین تو بلا تکلف اصلاح فرمادین۔ اور حرف گیری کو معرض اظہار مین نہ لاوین کہ حسب مقتضاے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے کوئی فرد بشر خطا سے خالی نہین فرد بوش گر بخطا رسی
وطعنہ مزن چہ کہ ہیچ فرد بشر خالی از خطا نبود ۔ اسامی کتب موجودہ عند التالیف قانونچہ شرح القانونچہ
حواشی قانونچہ موجز القانون نفیسی اور اسکے حواشی مین سے شریف خان اور انوار الحواشی آقسرائی
مغنی غیاثی ستاملی ہر دو جلد کلیات قانون شیخ الرئیس اور اسکی شروح مین سے شرح گیلانی
اور شرح آملی حمیات القانون کامل الصناعۃ دستور العلاج ذخیرۂ خوارزم شاہی خلاصۃ التجارب
زاد غریب کفایۂ منصوری تشریح منصوری بحر الجواہر ناصر المعالجین تکشیف الحکمۃ طب اکبر
شرح اسباب مخزن الادویہ تحفۃ المومنین میزان الطب یوسفی اکسیر اعظم علاج الغربا
فارسی غیاث اللغات میبذی سعدیہ صدرا تشریح الافلاک شرح چغمینی وغیرہ کتب حکمت
سواے کتب مذکورہ بالا کے دیگر کتب علمی اور عملی سے بھی جو امور قابل اندراج تھے مندرج کیے گئے ہین
اور تالیف اس رسالہ کی ایک مقدمہ اور چھ باب اور ایک خاتمہ مع التذہیب کی گئی ہے مقدمہ
اُن امور کے بیان مین جنپر قبل شروع مطلوب اطلاع ضروری ہے اور اسمین ایک فائدہ اور تین
فصلین ہین فائدہ طب کی تعریف اور غایت اور موضوع اور اقسام طب کے بیان مین۔ اور نیز
معانی سبب اور اسکے اقسام کی تشریح مین فصل اول اسباب مادی صحت کے بیان مین یہ چار قسم
پر مشتمل ہے قسم اول ارکان مین قسم دوم ارواح مین قسم سوم اخلاط مین قسم چہارم اعضا مین
اور اسمین تین فائدے ہین فائدہ اول تعریف اور تقسیم اعضا مین فائدہ دوم اعضاء مفردہ مین فائدہ سوم
اعضاء مرکبہ مین فصل دوم اسباب صوری صحت کے بیان مین یہ دو قسم پر مشتمل ہے قسم اول مزاج مین

قسم دوم قوے اور افعال مین فصل سوم اسباب فاعلی صحت کے بیان مین باب اول ہوا کے بیان مین
اور اسمین چار فصول ہین فصل اول ہوا کے مزاج اور وجہ اضطرار اور ہواے مفید اور مضر کے بیان مین
فصل دوم ہوا کے تغیرات طبعی کے بیان مین فصل سوم تغیرات غیر طبعی غیر مضادہ کے بیان مین آخر
مین ایک تنبیہ اور دو مقصد ہین پر مشتمل ہے مقصد اول افلاک مین۔ اسمین ایک مقدمہ اور دو بیان ہین
مقدمہ افلاک کلی مین بیان اول فلک نہم مین بیان دوم فلک ہشتم مین مقصد دوم زمین مین اسی مین
ہفت اقلیم سبع نقشہ بلاد مشہورہ کے بیان کیے گئے ہین فصل چہارم تغیرات غیر طبعی مضادہ کے
بیان مین اسمین وبا اور اسکی علامات اور تدابیر دافعہ وبا بیان ہوئے ہین باب دوم ماکول اور مشروب
کے بیان مین۔ اور اسمین سات فصلین ہین فصل اول وجہ ضرورت ہر دو اور پانی کے مزاج اور شرح
عمدگی وغیرہ کے بیان مین فصل دوم آب قنی اور آب چاہ اور آب نہر اور آب مستنقع اور آب معدنیات
کے بیان مین۔ اور اسمین سات فوائد ہین فائدہ اول معنی عین اور احکام قنی اور چاہ اور نہرین۔
فائدہ دوم ٹھہرے پانی مین فائدہ سوم آب معدنیہ اور علقیہ مین فائدہ چہارم آب برف اور یخ مین فائدہ پنجم
گرم اور سرد پانی کے استعمال مین فائدہ ششم احکام پانیون ردیہ مین فائدہ ہفتم ردی پانی کی
اصلاح اور تنقیہ مین فصل سوم تدبیر مشروب مین۔ اسمین پانچ مشرب اور ایک تتمہ ہے مشرب
اول پانی پینے کے وقت مین مشرب دوم اوقات ممنوعہ پانی پینے مین مشرب سوم اس بیان مین
کہ مختلف پانی جمع کرنے ممنوع ہین مشرب چہارم پانی گرم اور سرد اور نیمگرم پینے مین مشرب پنجم
پیاس صادق اور کاذب مین قاعدہ بحث پانی کا احکام مثلث مین۔ اور اسمین ایک قاعدہ اور چار
تدبیرین ہین قاعدہ معانی مثلث اور اسکے فوائد اور منافع کے بیان مین تدبیر اول لذع کی
تدبیر دوم استلاے شراب کی تدبیر سوم ستون کے ہشیار کرنے کی تدبیر چہارم خمار کے
رفع کرنے کی فصل چہارم غذا اور دوا وغیرہ کے بیان مین۔ اسمین ایک فائدہ ہے تاثیر موثرات کے بیان مین
فصل پنجم غذا کے اقسام اور اغذیہ فصول اربعہ کے بیان مین فصل ششم مسائل مختلفہ مین جو
بحث ماکول سے متعلق ہین۔ اسمین بارہ قواعد ہین قاعدہ اول غذاے لذیذ اور رعایت عادت
کے بیان مین قاعدہ دوم اغذیہ مختلفہ جمع کرنے کے بیان مین قاعدہ سوم مدح غذاے مطلق مین
قاعدہ چہارم غذاے دوائی مین قاعدہ پنجم ترتیب غذا مین قاعدہ ششم اغذیہ مسددہ مین قاعدہ ہفتم
اس بیان مین کہ بعض غذاؤن کو بعض حالات کے بعد کھانا منہی عنہ ہے قاعدہ ہشتم اختلاف امزجہ اور
اسکی تدبیر مین قاعدہ نہم اغذیہ مناسبہ ہر مزاج کے بیان مین قاعدہ دہم تدارک ضرر اغذیہ دوائیہ مین

قاعدہ یازدہم تدارک فساد غذا مین قاعدہ دوازدہم اس بیان مین کہ کس کس برتن مین طعام پکانا بہتر
اور کس مین ممنوع فصل ہفتم ہضوم اربعہ مین۔ اور اسی مین کیفیت تولد اخلاط اور بیان قوے اور ارواح کا
تفصیلاً بیان کیا گیا ہے باب سوم خواب اور بیداری کے بیان مین اسمین تین فصول ہین فصل اول
وجہ ضرورت خواب اور بیداری مین فصل دوم خواب کے فوائد اور اسکے قواعد کے بیان مین۔ اسمین
ایک فائدہ ہے جسمین سینہ کی بابت تحقیق کی گئی ہے فصل سوم بیداری مین باب چہارم حرکت اور سکون
بدنی کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصول اور ایک تتمہ ہے فصل اول وجہ ضرورت حرکت اور سکون
اور انکے معانی اور اقسام حرکت کے بیان مین فصل دوم حرکت جماع مین فصل سوم ریاضت مین
تتمہ ورزش کے بیان مین باب پنجم حرکت اور سکون نفسانی کے بیان مین اور اسمین تین فصل ہین
فصل اول عوارض نفسانی کی تعریف اور وجہ اضطرار وغیرہ امور کے بیان مین فصل دوم عوارض
نفسانی کے اقسام اور انکے معانی کے بیان مین فصل سوم ان تصورات نفسیہ مین جو کہ ماسوا عوارض
نفسانی مذکورہ کے ہین باب ششم احتباس اور استفراغ کے بیان مین۔ اور اسمین دو فصل ہین
فصل اول وجہ اضطرار احتباس اور استفراغ اور انکے اسباب کے بیان مین فصل دوم اقسام استفراغ
مین۔ اسمین ایک تمہید اور گیارہ انواع ہین تمہید ان امور کے بیان مین جنکو استفراغ مین ملحوظ رکھنا
ازبس ضروری ہے نوع اول جماع مین نوع دوم بول مین۔ اور اسمین ایک فائدہ اور سات قسمین ہین
فائدہ اس باب مین کہ بول انسان کی اور بولون سے کس طرح تمیز ہو سکتی ہے قسم اول رنگ بول مین
قسم دوم قوام بول مین قسم سوم صفائی اور کدورت مین قسم چہارم رائحہ مین قسم پنجم جھاگ مین قسم ششم قلت اور
کثرت مین قسم ہفتم رسوب مین نوع سوم اسہال مین۔ اور اسمین دو صنف ہین صنف اول قواعد مسہل
اور حقنہ اور پچکاری اور شافہ مین اسمین چار قواعد ہین قاعدہ اول قواعد اور احکام مسہل مین
قاعدہ دوم حقنہ کے طریق مین قاعدہ سوم پچکاری مین قاعدہ چہارم شافہ مین صنف دوم
براز مین نوع چہارم فصد اور حجامت اور جونک اور تومڑی کے بیان مین۔ اسمین بھی دو صنف ہین
صنف اول فصد کے قواعد اور احکام مین۔ اسمین دو قاعدے ہین قاعدہ اول احکام فصد مین قاعدہ دوم
عروق مفصودہ کی تشریح مین صنف دوم حجامت اور جونک اور تومڑی مین۔ اور اسمین تین فوائد ہین
فائدہ اول حجامت مین۔ اسمین دو بیان ہین بیان اول حجامت مع الشرط مین۔ بیان دوم حجامت
بلاشرط مین فائدہ دوم جونک لگانے مین فائدہ سوم محجمہ ناری مین نوع پنجم قے کے بیان مین
نوع ششم عرق پسینا مین نوع ہفتم رعاف مین نوع ہشتم حمام مین۔ اسمین ایک تمہید اور چار فوائد اور

ایک تذنیب ہے تمہید شرائط عمدگی حمام اور آسکے مراتب وغیرہ کے بیان مین فائدہ اول اُن امور کے
بیان مین جو کہ استحمام کے متعلق ہین اور اسمین چھ قاعدے ہین - قاعدہ اول وقت استحمام مین قاعدہ دوم
اُن چیزون کے بیان مین جو کہ میل دور کرتی ہین - قاعدہ سوم مالش کے بیان مین قاعدہ چہارم پاؤن کے
چھامہ کرنے مین قاعدہ پنجم حمام مین سر منڈوانے مین قاعدہ ششم حمام مین قے اور حجامت کے بیان مین فائدہ دوم (جھانوان ۱۲)
آب سرد سے غسل کے بیان مین فائدہ سوم اس بیان مین کہ بعد استعمال آب گرم کے آب سرد کا استعمال کیسا ہے
فائدہ چہارم اس باب مین کہ ریاضت کے بعد آب سرد کا استعمال کیا حکم رکھتا ہے - تذنیل مسائل متفرقہ
غسل مین نوع نہم نفث یعنی تھوک کے بیان مین نوع دہم مخاط یعنے سینک مین نوع یازدہم جراحات مین (پھوڑیا ۱۲)
خاتمہ اسباب غیر ضروریہ کے بیان مین - اور اسمین دو فصلین ہین اور ایک تذنیب ہے خاتمہ فصل اول
اسباب ملحق ستہ ضروریہ کے بیان مین - اسمین پانچ قسم ہین قسم اول اسنان مین قسم دوم اجناس مین
قسم سوم صناعات مین قسم چہارم عادات مین قسم پنجم واردات خارجیہ مین فصل دوم اسباب جزئیہ
امراض مین - اسمین ایک تمہید ہے جسمین احوال اور اعراض انسان کا بیان ہوا ہے تذنیب خاتمہ
اوزان طبیہ اور معالجات خارجیہ اور لغات مستعملہ کتب طب کے بیان مین اور اسمین دو قاعدے ہین
قاعدہ اول اوزان طبیہ مین قاعدہ دوم معالجات خارجی اور لغات مستعملہ کتب طبیہ مین مقدمہ
اُن امور کے بیان مین جنپر قبل شروع مطلوب کے اطلاع ضروری ہے اور اسمین ایک فائدہ اور تین
فصول ہین فائدہ طب کی تعریف اور غایت اور موضوع اور اقسام طب کے بیان مین اور نیز معانی
سبب اور اُسکے اقسام کی تشریح مین مخفی نہ رہے کہ طب کے معنی لغوی سحر (جادو کردن ۱۲) اور اصلاح اور عادت اور
حذق کے ہین - اور اصطلاح اطبا مین طب وہ علم ہے جس سے احوال بدن انسان کا صحت اور مرض کی
جہت سے دریافت ہو سکتا ہے - اور مناسبت درمیان معانی لغوی اور اصطلاحی کے ظاہر ہے
اور غایت اسکی صدور افعال صحیحہ اور حفظ صحت موجودہ اور استرداد صحت زائلہ ہے - اور موضوع اسکا
بدن انسان ہے - اس جہت سے کہ صحیح اور مریض ہوتا ہے - اور طب کی دو قسمین ہین - کیونکہ اگر
اُس سے وہ امور حاصل ہوتے ہین جو کہ بیان کیفیت عمل سے مجرد ہین اُسکو طب نظری کہتے ہین
جیسا یہ علم کہ ارکان چار ہین - اور اصناف حمیات کے تین ہین - یومیہ اور خلطیہ اور دقیہ اور امزجہ
نو ہین چار بسیط ہین - یعنی حرارت اور برودت رطوبت اور یبوست - اور چار مرکب ہین یعنے
حرارت مع الرطوبت - حرارت مع الیبوست - برودت مع الرطوبۃ - برودت مع الیبوستہ
اور ایک اعتدال فرضی جنکا بیان عنقریب آتا ہے - اور اکثر اُس سے وہ امور دریافت ہوتے ہین

از بس ضروری ہے اور ثالث مین یون ہے کہ طبیب پر لازم ہے کہ مزاولت اور استعمال طب کی اسقدر کرے کہ عادت اسکی ہو جاوے اور رابع مین یان بحاذہ ہے کہ طبیب حذق تام اور مہارت تام کی طرف محتاج ہے ۱۲ اصناف جمع صنف بمعنی قسمہا وگونہا ۱۲

جنمین کیفیت عمل کی بیان ہوتی ہے اُسکو طب عملی کہتے ہین۔ جیسے یہ کہ اورام چار وقت مین باعتبار اوقات اربعہ مرض کے (کہ ابتدا اور تزائد اور انتہا اور انحطاط ہین) ابتدا مین تین روز تک بشرط عدم موانع کے روادعات کے استعمال کرین اور تین روز ابتدا اسکے بعد اور تین روز تک محللات مرخیہ کثیرہ اور روادعات قلیلہ ملاکر استعمال کرین۔ اور زمان انتہا مین محللات مساوی روادعات کے آمیزان کرکے ضماد کرین اور زمان انحطاط مین محللات صرفہ پر کفایت کرین وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور واضح رہے کہ چونکہ مقصود بالذات علم طب سے محافظت صحت حاصلہ اور بسیترداد صحت زائلہ ہے اور معرفت شی یعنی صحت کی بدون علم اُسکے ماہیت اور اسباب کے حاصل نہین ہوسکتی لیکن چونکہ معرفت ماہیت صحت کے خاتمہ کی فصل دوم مین بیان کیجائیگی لہذا اسجگہ یعنی مقدمہ مین فقط اسباب صحت کو بیان کیا جاتا ہے اسلیے کہ معرفت اسباب ہر شی کی موجب تحقیق اُسکے وجود کا ہوتی ہے۔ لیکن معرفت سبب مطلق کی سب سے اول ضرور ہے کیونکہ معرفت عام کی معرفت خاص پر مقدم ہے۔ جاننا چاہیے کہ اسباب جمع سبب کی ہے۔ اور سبب کے معنی لغتًا اور عرفًا خاصًا اور عامًا مختلف ہین لیکن معانی مین باہم مناسبت ہے پس لغت مین معنی اُسکے ریسمان اور رسن کے ہین جیسے صراح اور بحر الجواہر وغیرہ مین مصرح ہے۔ اور عرف عام مین وہ ہے جس سے حصول امر دیگر کے لیے توسل کرین۔ اور عرف خاص یعنی حکما و فلاسفہ کی اصطلاح مین یہ ہے۔ السبب ما یتوقف علیہ الشے خواہ توقف وجود کے لیے ہو خواہ ماہیت کے لیے۔ اور اُسکی چار قسمین ہین کیونکہ سبب یا حقیقت شی مسبب مین داخل ہوگا یا خارج پس سبب داخل اگر داخل بالقوۃ ہے اُسکو سبب مادی کہتے ہین جیسے لکڑی بہ نسبت تخت کے۔ اور اگر داخل بالفعل ہے اُسکو سبب صوری کہتے ہین جیسے صورت اور شکل تخت کی مربع یا مخمس یا مسدس یا مثمن وغیرہ ہو۔ اور سبب خارج اگر موجد اور فاعل شی مسبب کا ہو اُسکو سبب فاعلی کہتے ہین جیسا نجار تخت کے لیے۔ اور اگر ایجاد اُسکے لیے ہے اسکو سبب غائی بولتے ہین۔ اور اسباب اربعہ مذکورہ علل اربعہ کے نام سے مشہور ہین چنانچہ علت مادی اور علت صوری اور علت فاعلی اور علت غائی کے نام سے پکاری جاتی ہین جب معانی مذکورہ ذہن نشین ہوگئے اب جاننا چاہیے کہ اسباب مادی صحت کے وہ ہین جنمین صحت مستقر او ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ دو قسم پر ہین مرکب اور بسیط پس اگر اسباب بسیط ہین وہ ارکان ہین۔ اور اگر مرکب ہین انکی تین قسم ہین کثیف۔ لطیف۔ متوسط۔ اگر کثیف ہین وہ اعضا ہین اور اگر لطیف ہین وہ ارواح ہین اگر متوسط ہین وہ اخلاط ہین۔ اور اسباب صوری صحت کے اعتدال مزاج ہے اور نیز اعتدال قوی ہے جو بعد اسکے حاصل ہوتا ہے۔ اور التیام اعضا کا کہ عدم تفرق اتصال اور سوء ترکیب سے عبارت ہے بھی اسباب صوری صحت سے ہے

اور اسباب فاعلی صحت کے وہ ہین کہ مشاکلت اور اعتدال کے طور سے بدن پر وارد ہوتے ہین پس جہت مذکورہ سے حافظ اور موجب صحت ہونگے اور نہین تو باعث مرض ہوجاوینگے اور یہ اسباب کئی قسم پر ہین کیونکہ امور مذکورہ اگر جمیع ازمان اور اوقات مین محتاج الیہ ہون اور تمام افراد انسانی انکی طرف محتاج ہون انکو ستہ ضروریہ کہتے ہین چنانچہ بیان تفصیلی انکا عنقریب شروع ہوتا ہی اور اگر بعض افراد انسانی انکی طرف محتاج ہون انکو اسباب جنسیہ کہتے ہین اور اگر بعض اوقات مین تمام افراد انکی طرف محتاج ہون انکو اسنانی کہتے ہین اور اگر بعض افراد بعض ازمنہ مین انکی طرف محتاج ہون انکو صناعات اور عادات کہتے ہین اور اگر محتاج الیہ نہون انکو واردات خارجی بولتے ہین۔ اور اسباب غائی صحت کے سلامتی افعال کی ہی کہ قوی سے حاصل ہوتی ہی یعنی افعال صحیحہ اور سلیمہ قوے سے صادر ہوتے ہین اور وقوع انکا ہر ایک عضو سے جو اعتدال پر ہوتا ہی اور سبب غائی ذہن مین تمام اسباب سے مقدم ہوتا ہی اور وجود خارجی مین سب سے موخر ہوتا ہی اب اسباب صدر کو تشریحاً قلمبند کرتا ہون فصل اول اسباب مادی صحت کے بیان مین اور انکی چار قسم ہین قسم اول ارکان کے بیان مین۔ ارکان وہ اجسام بسیط ہین کہ بدن انسان وغیرہ کے لیئے توالید ثلثہ سے (یعنے حیوانات اور نباتات اور معدنیات) جزو اولی ہین۔ اور مراد بسیط سے اس جگہ جسم ہی کہ اجسام مختلف الصور والطبائع کی طرف منقسم نہوسکے یعنی جو رکن ارکان مین سے کوئی صورت اور طبیعت مخصوصہ رکھتا ہی جبتک وہ بسیط ہی اپنی صورت اور طبیعت مختصہ پر رہتا ہی اور اسکے کسی عضو مین اختلاف اور امتیاز ظاہر نہین ہوتا فائدہ اگرچہ رکن لغت مین اجزاء اولی (یعنے عناصر) اور ثانوی (یعنی اخلاط) پر اطلاق کیا جاتا ہی۔ لیکن اصطلاح اطبا مین صرف جزو اولیہ سے مخصوص ہی جنکو ارکان اور عناصر اور اسطقس اور اصل اور مادہ اور ہیولی سے تعبیر کرتے ہین الحاصل حقیقت سب کا مصداق واحد ہی لیکن فرق اعتباری ہی پس اجسام مذکورہ باعتبار جزویت مرکب بالفعل کے ارکان سے موسوم ہوتے ہین اور باعتبار انقلاب اور استحالہ باہمی کے اصل نام کیا جاتا ہی چونکہ ہر واحد اجسام سے گویا غیر کے لئے اصل ہی اور باعتبار اسکے کہ انسے ترکیب کا ابتدا ہوتا ہی عنصر کہلاتے ہین۔ اور باعتبار اسکے کہ تحلیل انپر ختم ہوتی ہی اسطقس کہلاتے ہین۔ لانہ معناہ فی لغۃ الیونان ما ینتحیل الیہ الشئ۔ اور باعتبار اسکے کہ وے مطلق صور کے (یعنی سوا صورت معینہ کے) قابل ہین انکو ہیولی کہا جاتا ہی۔ اور باعتبار اسکے کہ وے صورت معینہ کے قابل ہین مادہ کہلاتے ہین کذا قال القرشی فی الشرح القانون۔ اور ارکان مذہب حقیقیہ پر چار ہین کیونکہ وے یا متوجہ جانب مرکز ہین یا جانب محیط۔ بہر دو صورت یا طالب غایۂ محیط اور مرکز ہین یا خواہان جہت محیط اور مرکز لینے

۱؎ یعنی درجہ سے ضروری
۲؎ جمع ... ہین ۱۲
۳؎ یعنی عادت کی ... ۱۲
۴؎ پیشہ ۱۲
۵؎ ابتدا ... ۱۲
۶؎ یعنی دو جسم سے کم ہین اور
۷؎ ...
۸؎ اسطقس لغت یونان مین ہیولی جسکی طرف شی تحلیل ہو ۱۲ منہ شرح ایسا کہا ہی قرشی نے شرح قانون مین ۱۲

اُنکی غایت کو نہین چاہتے۔ پس یہ چار ہی قسم حاصل ہوئین طالب نہایۂ محیط، طالب جہتہ محیط، طالب غایۂ مرکز، طالب جہتہ مرکز۔ اور مراد محیط سے مقعر فلک قمر ہے جسکو آسمان دنیا کہتے ہین اور مراد مرکز سے نقطۂ مفروضہ وسط زمین مین ہے کہ ہر جزو فلک محیط کے بہ نسبت اُسکے متساوی البعد ہے۔ جو جسم کہ طالب غایت محیط ہے وہ آگ ہے اسلیے اُسکو خفیف مطلق بولتے ہین۔ طبع اُسکی گرم و خشک ہے۔ محل اُسکا سب ارکان کے اوپر ہے چنانچہ محدب کرۂ آگ کا مماس مقعر فلک قمر ہے اور یہ کرہ بمتابعت فلک القمر ہمیشہ متحرک رہتا ہے۔ اور فائدہ اسکا مرکبات مین انضاج اور تلطیف اور اُسکو لطیف کرنا اور برودت زمین اور پانی کی توڑنا اور مختلفات کی تفریق اور متماثلات کو جمع کرنا وغیرہ۔ اور جو طالب جہتہ محیط ہے اور غایت کا خواہان نہین وہ ہوا ہے اسلیے اُسکو خفیف مضاف کہتے ہین۔ اور محدب کرہ ہوا کا مماس مقعر کرہ آتش ہے اور طبع اُسکی گرم تر ہے اور محل اُسکا کرۂ آگ کے نیچے ہے اور فائدہ اُسکا مرکبات مین تخفیف اور تحلیل اور تخلخل اور تفتیح اجسام ہے۔ اور اسمین عند البعض چار اور عند الآخرین تین درجہ ہین جیسا شروع باب اول مین تفصیلاً بیان کیا جائیگا۔ اور جو کہ متوجہ غایت مرکز ہے وہ خاک ہے اسلیے اُسکو ثقیل مطلق کہتے ہین۔ اور طبع اُسکی سرد و خشک اور مکان تمام ارکان سے نیچے ہے۔ اور فائدہ اسکا مرکبات مین حفظ اشکال اور استمساک ہیئات ہے۔ اور جو کہ متوجہ جہت مرکز ہے اور غایت مرکز کو خواہان نہین وہ پانی ہے اسلیے اُسکو ثقیل مضاف کہتے ہین طبع اُسکی سرد تر اور محل اُسکا نیچے کرۂ ہوا کے اور اوپر کرۂ خاک کے ہے۔ مگر پیدائش مرکبات کے لیے بسبب تاثیر کواکب کے پانی زمین مین گھس گیا ہے اور زمین کئی طرف سے مکشوف ہوگئی ہے چنانچہ باب دوم کے ابتدا مین بیان اسکا آتا ہے۔ اور فائدہ اسکا مرکبات مین یہ ہے کہ اشکال کو بسہولت قبول کرتے ہین اور بآسانی چھوڑ دیتے ہین اور یہ بھی واضح رہے کہ ہر ایک عنصر کے لیے جو ایک مکان معین کیا گیا ہے وہ اُسکے طبیعت کا مقتضی ہے ورنہ امور قاصرہ سے ہر ایک عنصر دوسرے عنصر کے مکان مین جا سکتا ہے جیسے ایک کوزہ پانی کا بھر کر کسی مینار کے اوپر لیجائین۔ فائدہ ہر واحد عناصر مذکورہ سے دو کیفیتون سے متکیف ہے جیسا کہا گیا ہے۔ اور خصوصیت ہر ایک کی کیفیات مذکورہ سے امر واہب العطیات نے ہے عقل انسانی اُسکے ادراک سے عاجز ہے اور حکما انکو خواص صور نوعیہ کے کہتے ہین یعنی ہر صورت نوعیہ کو اُسکے خالق نے ایک ایسی خاصیت عنایت کی ہے کہ موجب کیفیات کا ہوتی ہے۔ اور حکما اثبات کیفیات مین محتاج بدلیل ہوئے ہین اختصاص کیفیات مین محتاج بالاستدلال نہین

مثلاً آگ کی کیفیت گرم اور خشک ہے اور پانی کی سرد و تر پس حکما اس مکان مین اس امر کے درپے نہین
ہوے کہ آگ کو خالق نے گرم کیون بنایا ہے اور پانی کو سرد کیون مخلوق کیا ہے - بلکہ اسپر دلیل لاتے ہین
کہ آگ جسکی تاثیر گرم اور خشک ہے گرمی اور خشکی اُسکی کس دلیل سے ثابت ہے چنانچہ کتب بسیط مین دلائل اسکے
بیان کیے گئے ہین - اور ہم بھی بابت ہوا اور پانی کے اپنے موقع پر قدرے بیان کرینگے - **قسم دوم**
ارواح ہین - اور مراد اس سے نفس ناطقہ نہین جیسا کتب الٰہیہ مین روح سے نفس ناطقہ مراد ہے
بلکہ عرف اطبا مین روح وہ جسم لطیف بخاری ہے کہ بسبب نُضج کے لطافت اخلاط محمودہ سے بسبب
امتزاج مخصوص کے بطن ایسر دل مین متکون ہوتا ہے (جیسے کثافت اخلاط سے اعضا متکون
ہوتے ہین) اور بواسطہ شرائین کے تمام اعضا مین منتشر ہوتا ہے - پس اعضا کو
ساتھ اُسکے حیواۃ حاصل ہوتی ہے - اور قبول حس و حرکت اور تغذیہ اور تولید کے لیے قابل
ہوتے ہین اور اُسکو روح حیوانی کہتے ہین اور قوت حیوانی اُس سے قائم ہے - اور اسی روح سے
جب تھوڑا سا دماغ مین موصول ہوتا ہے اُسکو ایک نئی کیفیت حاصل ہوتی ہے اور بسبب تاثیر
محل معین کے نیا امتزاج میسر ہوتا ہے اُسکو روح نفسانی کہتے ہین اور قوت نفسانی اس سے قائم ہے
کہ یہ روح مفید حس اور حرکت کا ہوتا ہے - اور جب قدرے روح حیوانی جگر مین واصل ہوتا ہے اُسکو
اور کیفیت لاحق ہوتی ہے اُسکو روح طبعی کہتے ہین پس فی الحقیقت اور بقول معلم اول وغیرہ
حکما محققین کے صرف روح ایک ہی ہے کہ ہر محل مین جا کر نئی کیفیت کا مظہر ہوتا ہے - اور بسبب ظاہر ہونے ایک
ارواح مذکورہ سے بالاستقلال روح ہے اور قول اطبا کا بھی یہی ہے اور بیان اسکا دوسرے باب مین
تشریحاً آتا ہے **قسم سوم** اخلاط ہین اور خلط وہ جسم رطب بالفعل اور سیال بالطبع ہے کہ کیلوس اول جگر مین
اُسکی طرف مستحیل ہوتا ہے - اور وہ چار ہین - **اول** خون وہ گرم تر ہے **دوم** بلغم وہ سرد تر ہے **سوم**
صفرا وہ گرم خشک ہے **چہارم** سودا وہ سرد خشک ہے اور پیدایش انکی ہضم دوم سے ہوتی ہے
اور ہضم چار ہین - **اول** ہضم معدہ مین اُسکے خلاصہ کو کیلوس کہتے ہین اور اسکا فضلہ براز
ہے **دوسرا** ہضم جگر مین اسطرح کہ خلاصہ غذا کا باریک رگون سے (جو کہ مابین معدہ اور جگر
کے ماساریقا کے نام سے موسوم ہین) جگر مین آکر ہضم ہوتا ہے اُسکے خلاصہ کو کیموس کہتے ہین
اور فضلہ اُسکا بول ہے - **تیسرا** ہضم عروق مین - اور **چوتھا** ہضم اعضا مین - فضلات دونون
ہضمون کے پسینا اور میل ہوکر مسامات کی راہ سے اور کچھ ناک اور کان وغیرہ منافذ سے دفع ہوتے ہین
بیان تفصیل اسکا بھی باب دوم مین آتا ہے انشاءاللہ تعالیٰ **قسم چہارم** اعضا ہین - اور اسمین

تین فوائد ہین فائدہ اول تعریف اور تقسیم اعضا مین - جاننا چاہیے کہ اعضا دو اجسام ہین
ہین کہ امتزاج کثافت اخلاط محمودہ سے حاصل ہوتے ہین - اور ارسطو کا یہ مذہب ہے کہ سب سے اول دل
متکون ہوتا ہے - اور بعض کے نزدیک دماغ اول مخلوق ہوتا ہے اور بعض کی راے مین جگر کی خلقت
سب پر مقدم ہے - اور بعض کا یہ قول ہے کہ جب مادہ منی رحم مین داخل ہوتا ہے اسمین ایک غلیان
پیدا ہوتا ہے پس اسمین چار نقطہ متمایز الوجود ظہور پاتے ہین - ایک محل دل مین - دوم محل جگر مین
سوم محل دماغ مین - چہارم تمام اعضا پر پھوٹی ہوتا ہے - اور تقسیم اعضا کی دو وجہ سے کی گئی ہے
اول یہ کہ عضو یا معطی مطلق ہوگا مثل دل کے بعض اطبا کی راے پر یا قابل مطلق ہوگا مانند گوشت کے
یا معطی اور قابل ہر دو ہوگا مثل جگر کے یا نہ معطی ہوگا اور نہ قابل مثل استخوان کے - دوم یہ کہ اعضا
یا رئیس ہین یا غیر رئیس - غیر رئیس یا خادم رئیس ہین یا غیر خادم - غیر خادم یا مرؤس ہین یا غیر مرؤس یا
پس اعضاے رئیسہ وہ ہین کہ مبادی قوتون کے ہین یعنی حیوانی اور طبعی اور نفسانی کے لئے اور بقاے
شخص یا نوع مین انکی طرف حاجت پڑتی ہے پس اعضاے رئیسہ حسب بقاے شخص تین ہین ایک دل وہ مبدء
قوت حیات ہے - اور دوسرا دماغ وہ مبدء قوت حس و حرکت ہے - اور تیسرا کبد وہ مبدء تغذیہ
اور تنمیہ اور تولید ہے - اور بحسب بقاے نوع کے بھی یہی تین ہین مع انثیین کے - اور اعضاے خادم رئیسہ
دو قسم پر ہین - ایک مہیا ہین جو کہ کسی چیز کو آمادہ کرکے مخدوم کی طرف پہونچاتے ہین جیسے ریہ دل کے
کہ ہوا کو تعدیل کرکے اسکی طرف پہونچاتا ہے - اور معدہ کبد کے لیے اور ماساریقا آلات غذا کے لیے
اور اوعیہ منی انثیین کے لئے - اور دوسرے مؤدے ہین جو کہ کسی چیز کو جسمین مخدوم نے تاثیر کی ہے
اُس سے نقل کرکے دوسرے اعضا کی طرف پہونچاتے ہین جیسے اعصاب دماغ کے لئے اور شرائین
دل کے لئے اور ورید کبد کے لئے - اور اعضاے مرؤسہ جو کہ اعضاے رئیسہ کے خادم نہین وہ ہین جنکی
طرف اعضاے رئیسہ سے قوت جاتی ہے مثل گردہ اور معدہ اور طحال اور ریہ کے - اور اعضاے
غیر خادم اور غیر مرؤس وہ ہین کہ اپنی قوت غریزیہ سے خاص ہین اور اعضاے رئیسہ سے انکی طرف
کوئی قوت نہین جاتی مثل استخوان اور غضروف کے تنبیہ مراد عدم جریان قوت سے قوت
طبعی اور نفسانی ہے حیوانی نہین کیونکہ ہر ایک عضو قبول حیوٰۃ کا دل سے کرتا ہے ولا شک ان العظم
وغیرہ متصف بالحیوٰۃ - اور تمام اعضا خواہ رئیس ہون خواہ غیر رئیس دو قسم پر ہین
اول اعضاے بسیط جنکو اعضاے مفردہ اور اعضاے متشابہ الاجزا کہتے ہین - دوم اعضاے مرکبہ
جنکو اعضاے آلیہ بھی بولتے ہین چنانچہ بیان ہر ایک کا دو فوائد مین علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے

فائدہ دوسرا اعضاء مفردہ کے بیان مین ہے - اور وہ دس ہین - اول استخوان وہ بدن کی بنیاد اور حرکات
کے ستون ہین - اور جمیع استخوان تمام بدن مین دو سو اڑتالیس ہین چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے شعر
عدد عظم جو خواہی کہ بدانی بیقین * می برآید ز انجا کہ برون می آئی * دیگر عدد استخوان بوجہ صحیح * از رحم
یا بکن بیان تشریح * یعنی لفظ رحم اور حرم کے اعداد سے کہ دو سو اڑتالیس ہین اور تشریح انکی مطولات
مین مشروح ہے خوفاً للاطناب متروک ہوئی ہے دوم غضروف یعنی کرکری اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ ایک
استخوان کو دوسرے استخوان کے ساتھ گھسنے سے منع کرتی ہے - اور اعضاء صلبہ کے لینہ سے
ترکیب بالتدریج حاصل ہوتی ہے ورنہ دفعۃً ترکیب ہونے سے اعضاء لینہ کو تکلیف عائد حال ہوتی ہے
اور عضو منقطع العظم مین قائم مقام استخوان کے ہوجاتی ہے - سوم اعصاب اور وہ جسم سفید ہین کہ لچکتے ہین
تو نرم ہین مگر ٹوٹنے مین سخت ہین - اور فائدہ ذاتی انکا افادہ حرکت کا اعضاء کے لیے ہے اور ثمرہ
عرضی انکا تشدید اور توثیق اعضاء ہے اور دو نوع ہین ایک دماغ سے اگی ہے اسکے سات زوج
ہین کہ حواس ظاہری اور باطنی اور حس اور حرکت ارادی اعضاء کی انھین سے حاصل ہوتی ہے
دوسرے نخاع یعنے مغز حرام سے نکلے ہین اور وہ اکتیس زوج ہین اور ایک فرد ہے سوا گردن کے سب
اعضاء کی حس اور حرکت انسے متعلق ہے چہارم عضل - وہ ایسے جسم ہین کہ گوشت محض اور
اوتار اور رباطات سے مرکب ہین اور انکے فرج اور خلل کے اندر گوشت بھرا ہوا ہے - اور غشاء اسپر
محیط ہوا ہے اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ بسبب تشنج اور استرخاء کے اعضاء کو حرکت دیتا ہے اور وہ کل تمام
بدن مین پانسو انتیس ہین - اور عضلہ اگرچہ شیخ رئیس کے رائے مین اعضاء مرکبہ سے ہے الا جالینوس نے
اسکو اعضاء مفردہ سے گنا ہے پنجم وتر یعنے تانت وہ ایک جسم مشابہ بہ عصب ہے کہ اطراف عضلہ سے
اُگتا ہے اور وہ اطراف عصب اور اعضاء متحرکہ سے متصل ہوتا ہے اور فائدہ انکا بھی اعضاء کو حرکت دیتا ہے
ششم رباط وہ بھی مشابہ اعصاب کے ہین اور استخوان سے گوشت کی طرف آتے ہین لیکن
انمین حس نہین فائدہ انکا بندش عضو کی ہے - اور انکو عصب بھی کہتے ہین ہفتم شرائین یعنے
متحرک رگین - اور وہ اجسام دو تہ ہین کہ بائین خانہ دل سے نکلے اگی ہین اور حرکت انبساط اور
انقباض کی انکی تابع ہے اور انکے لیے فی نفسہا حس اور حرکت نہین اور انکی تجویف مین روح کثیر اور
خون قلیل ہے - اور فائدہ انکا روح حیوانی کو دل سے لیکر تمام جسم کی طرف پہونچانا ہے - اور تمام شرائین سوا شریان
وریدی کے کشش کی طرف جاتی ہے دو طبقہ مین ہے ہشتم اوردہ یعنی ساکن رگین اور وہ محدب جگر سے
پولدار اگی ہین اور انکے درمیان خون کثیر اور روح قلیل ہے - اور یہ تمام ایک طبقہ مین الا ورید شریانی

کہ وہ دو طبقہ ہی اور شش کی طرف جاتی ہی اور بھی اور وہ روح طبعی کو تمام بدن میں واصل کرتی ہین اور تغذیہ اور تنمیہ انھین سے حاصل ہوتا ہی ششم عشا یعنی جھلی اور وہ جسم عصبانی پتلا اور باریک اور بی حرکت ہی اور اسکے بیچ حس کم ہی اور فائدہ اسکا اشکال اعضا کو محافظت کرنا اور انکو مضبوط رکھنا اور اعضا عدیم الحس کو مثل کبد اور طحال کے حس دینا یہ نو قسم مذکورہ منی سے متولد ہوتی ہین اور جب ٹوٹ جاوین تو پیوند نہین ہو سکتے مگر بعض اعضا زمان طفولیت مین وصل ہو سکتے ہین اور جو انکے ماسوا ہین جیسے لحم اور شحم وغیرہ خون سے متولد ہوتے ہین اور جب ٹوٹ جاوین تو وصل ہو سکتے ہین۔ دہم لحم گوشت ہی جو کہ خون طبعی سے متولد ہوتا ہی اور فروج اور خلل اعضا کو پر کرتا ہی اور عاقد اسکا حرارت اور یبوست ہی اور شحم اور سمین کو جو کہ مائیت اور دسومت خون سے پیدا ہوتی ہین اور عاقد انکی برودت ہی بعض نے انکو اعضا مفردہ سے شمار کیا ہی اور ایسا ہی جلد بھی۔ اور بال اور ناخون کو بعض حکما نے اعضا مفردہ سے شمار کیا ہی اور بعض نے فضلات سے مقرر کیا ہی۔ والشیخ ابو علی منہم۔ غرض تعداد اعضا مفردہ مین اقوال اطبا کے مختلف ہین چنانچہ محمد بن محمود چغمنی مصنف قانونچہ نے چودہ لکھے ہین عظم۔ غضروف۔ عصب۔ وتر۔ رباط۔ شریان۔ عضلہ۔ ورید۔ لحم۔ شحم۔ غشا۔ جلد۔ بال۔ ناخون۔ اور شیخ نے قانون مین نو لکھے ہین۔ عظم۔ غضروف۔ عصب۔ وتر۔ رباط۔ شریان۔ ورید۔ غشا۔ لحم۔ اور قرشی نے گیارہ مقرر کیے ہین شحم اور سمین کو اسمین زیادہ کیا ہی۔ ابو سہیل مسیحی نے تیرہ قرار دیے ہین باین طریق کہ شریان اور ورید کو ایک مقرر کیا ہی۔ پس جو شیخ نے اعضا مفردہ شمار کیے ہین اسکے نزدیک آٹھ ہونگے اور پانچ زائد ہین۔ شحم۔ سرب۔ مخ۔ ناخون۔ جلد۔ اور صاحب کامل نے بھی تیرہ ہی قرار دیے ہین لیکن مخ کے بدلے بال شمار کیے ہین۔ اور بعض اطبا نے جیسے محمد بن یوسف ہروی صاحب بحر الجواہر نے سولہ مقرر کیے ہین نو تو وہی ہین جو شیخ سے منقول ہو چکے ہین اور باقی سات یہ ہین۔ شحم۔ سمین۔ غدد۔ جلد۔ ناخون۔ دشبد۔ بال۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب **فائدہ سوم** اعضا مرکبہ کے بیان مین اور انکو اعضا آلی بھی کہتے ہین کیونکہ انمین بعض آلات حیات اور تنفس ہین۔ اور بعض آلات حلق۔ اور بعض آلات غذا۔ اور بعض آلات شعور۔ اور بعض آلات تناسل ہین۔ پس اعضا آلات حیات اور تنفس کے تین ہین۔ **اول دل** یہ عضو شریف اور رئیس مطلق اور محل روح حیوانی اور منبع حرارت غریزی کا ہی اور گوشت سخت اور لیف اور غضروف اور غشا صلب سے مرکب ہی شکل اسکی شکل صنوبر کے ہی جیسے یہ ⬭ صورت ہی اور قاعدہ اسکا اوپر سینہ کے وسط مین ہی اور سر اسکا بائین طرف مائل ہی اور رنگ اسکا سرخ مائل بسیاہی ہی اور

اُسکے اندر دو خانے ہین۔ بطن ایمن اور بطن ایسر کے نام سے موسوم ہین بطن ایمن محاذی جگر کے
واقع ہی اور اسمین خون بہ نسبت روح کے زائد ہی۔ اور جگر سے اُسکے ساتھ ایک ورید ملی ہوئی ہی جس سے
خون لطیف دل مین واصل ہوتا ہی اور ایک مجری ریہ کی طرف ہی ورید شریانی اُس سے نکل کر ریہ تک
پہونچ گئی ہی جسکے ذریعہ سے ریہ کو دل سے غذا پہونچتی ہی اور ریہ سے دل کو ہوا ملتی ہی۔ اور بطن ایسر
ایمن سے بزرگتر ہی اور اسمین روح خون سے زیادہ ہی اُسکو شغاف قلب بولتے ہین اور اسی سے
تمام شرائین نکلی ہین۔ اور اس بطن سے دو شریان ظاہر ہوئی ہین۔ ایک شریان وریدی کہ ریہ کی طرف
جاتی ہی اُسکے ذریعہ سے ہوا دل کو پہونچتی ہی اور خون لطیف ریہ کی طرف واصل ہوتا ہی۔ اور دوسری
شریان بزرگ ہی کہ جڑ تمام شریان کی ہی۔ اور درمیان دونو بطنون کے ایک مجری واقع ہی تاکہ جو خون
بطن ایمن سے ایسر کو آتا ہی اس جگہ نضج پاکر اور معدن روح سے کہ بطن ایسر ہی مناسبت بہم پہونچاکر ایسر
آجاوے اُسکو جالینوس وغیرہ دہلیز کہتے ہین اور بعض دیگر اُسکو بطن ثالث قرار دیتے ہین۔ ولکل ان
یصطلح۔ اور قاعدہ بطن ایمن کا بہ نسبت قاعدہ بطن ایسر کے بہت فروتر ہی اور حکمت اسمین یہ ہی تاکہ
جسقدر خون صاف ہی بطن ایسر مین آجاوے اور کثیف وہین رہجاوے لتقعرہ وتسفلہ بالنسبۃ الی تقعر الایسر
انتباہ جس حیوان کا دل بزرگ ہو اور معہذا قلیل الحرارۃ نہو وہ دلاور ہوتا ہی اور جسکا دل چھوٹا ہو لیکن
کثیر الحرارت ہو وہ بھی دلیر ہوتا ہی اور جس حیوان کا دل قلیل الحرارت ہو وہ اگرچہ بزرگ ہو تو بھی نامرد
اور بزدل ہوتا ہی مثل شتر اور خرگوش کے دوم حجاب جو کہ جوہر گوشت اور غشاء اور عصب کو متحرک سے
مرکب ہی اور مابین آلات غذا اور آلات تنفس حاجب ہی تاکہ آلات تنفس غذا کے ابخرون سے محفوظ رہین
اور انبساط اور انقباض مین مدد ریہ ہی سوم ریہ یعنی شش ہی جو کہ گوشت وریدی اور غضاریف
قصبیہ اور شرائین نابتہ من القلب سے مخلوق ہی اور اُسکے مجموعہ پر ایک غشاء ہی وہ بنفسہ وفی نفسہا بے حس
وحرکت ہی لیکن غشاء اُسکا قدرے ذی حس ہی اور نفع اُسکا ترویح قلب ہی اور آلات حلق قصبیہ ریہ اور
مری اور حنجرہ اور لہات اور لوزتین ہین۔ اور آلات غذا اصل مین تو تین ہین یعنے معدہ اور
جگر اور طحال لیکن سوا انکے اور بھی ممد و معاون ہین جنکا ذکر عنقریب آتا ہی یہان صرف اصول
کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہی۔ پس معدہ ایک عضو مثل کدو کے ہی جو کہ گوشت اور عصب اور
عروق اور شرائین سے مرکب ہی ایک منہ اُسکا حلق کی طرف ہی اُسے فم معدہ بولتے ہین یہ گوشت
سے عاری ہی۔ دوسرا منہ اُسکا ناف کے جانب ہی اُسے قعر معدہ کہتے ہین اسمین گوشت ہی
اسلئے ہضم اسمین زائد ہی اور اسکے دو طبقے ہین داخلی اور خارجی داخلی بسبب[illegible] عصبانی ہی اور[illegible]

اماد ہضم اور تکون حرارت کے لیے لحمانی ہی۔ غذا اُسمین ہضم ہوکر مستحیل بکیلوس ہوجاتی ہی اور کبد
عضو رئیس لحمانی ہی کہ گوشت اور عروق اور شرائین اور غشاء ساتر سے مخلوق ہی اور رنگت مین مثل خون جامد
کے ہی۔ خود تو بےحس ہی لیکن غشاء اُسکا حس دار ہی۔ اور عروق غیر ضوارب جنکو اوردہ کہتے ہین اسی سے
نکلتے ہین۔ اور منفعت اسکی تولید خون تغذیۂ اعضاء کے لیے ہی۔ اور طحال عضو لحمانی زبان کی شکل پیدا
یہ ایک جسم متخلخل گوشت اور شرائین سے مرکب ہی اور رنگت اُسکی مائل بسیاہی مشابہ رنگ جگر کے ہی
تو اسمین حس نہین لیکن غشاء اُسکا بہت حس رکھتا ہی اور محل اُسکا بائین طرف ہی۔ محدب اُسکا مماس
اضلاع ہی اور مقعر اُسکا قعر معدہ سے متصل ہی اور عروق اور شرائین اُسمین متصل ہین اور وہ ظرف
مرہ سودا کا ہی۔ اور نفع اُسکا کھینچنا سودا کا کبد سے ہی۔ اور اُسمین دو مجری ہین ایک تو کبد سے متصل
ہی تاکہ سودا کو اُس سے جذب کرے اور یہ رستہ بڑا کشادہ ہی۔ دوسرا قعر معدہ سے ملا ہوا ہی تاکہ سودا
معدہ پر گرا کر موجب اشتہا ہو اور یہ راستہ خرد تر ہی اور طحال کا خاصہ ہی کہ جب فربہ ہوجاتی ہی
تو بدن لاغر ہوجاتا ہی اور جب دبلی ہوتی ہی تو بدن فربہ ہوجاتا ہی۔ اور منجملہ آلات غذا امعا ہین جو کہ
اوردہ اور شرائین اور لیفات عصبانی سے مخلوق ہین اور لیے اجسام عصبانیہ ذی حس وہ نون ہین اور وہ چھ قسم
ہین تین اوردہ اوپر کو علیا کہتے ہین اور انمین ہضم زیادہ ہی لقربہا بالمعدۃ والکبد اور انمین چربی نہین ہی
لقربہا بالاعضاء الحارہ۔ اول اثنا عشری ہی طول اُسکا بارہ انگل مضمومہ صاحب اُسکے کا ہی اور
اسمین کجی نہین بلکہ مستقیم الطول ہی اور اُسکے منہ کو علی الاصح بواب کہتے ہین اور تمام اور وہ پر بھی
یہ نام اطلاق کیا جاتا ہی تسمیۃ الشی باسم اشرف اجزائہ۔ دوم صائم ہی اکثر یہ رودہ خالی رہتا ہی
اور پیچدار ہی تاکہ غذا اسمین دیر تک مستقر رہے۔ سوم دقیق ہی یہ رودہ بھی پیچدار اور نہایت تنگ ہی اور
تین رودہ نیچے کو سفلی کہتے ہین انمین چربی سطح کے طور پر بچھائی گئی ہی اور انمین ہضم کمتر ہی۔ اول اعور ہی
اسکو مدخل اور مخرج کے لیے صرف ایک ہی مجری مقرر ہی چنانچہ جو اسمین آتا ہی رجع القہقری ویسا ہی نکلتا ہی
دوم قولون ہی چونکہ قولنج اسمین بیشتر واقع ہوتا ہی اسلیے اُسکو قولون کہتے ہین تسمیۃ الشی باسم الحال سوم
معاء مستقیم ہی یہ سب سے آخر اور مقعد سے متصل ہی اور جاننا چاہیے کہ ثفل جب تک اعور اور قولون تک
نہ پہونچے متعفن نہین ہوتا۔ اور منفعت عامہ امعا کی دفع ثفل طعام ہی۔ اور دہان اور زبان اور لب اور
ہونٹھ اور مری اور شرب اور گردہ اور مثانہ اور مرارہ وغیرہ بھی آلات غذا سے شمار کیے گئے ہین اعضاء
شعور دماغ اور نخاع اور آنکھ اور کان وغیرہ ہین پس دماغ عضو رئیس اور محل روح نفسانی ہی اور مخ
اور اوردہ اور شرائین اور غشاء رقیق جسکو ام الدماغ کہتے ہین اور غشاء صلب جو کہ مماس قحف ہی سے

شکل دماغ

بطن اول

بطن ثانی

بطن ثالث

مرکب ہی اور شکل اُسکی مثلث مخروطی ہی اور قاعدہ اُسکا مقدم راس ہی ـ اور دماغ میں جبہۃ العرض پیشانی سے مؤخر سر تک تین حصون پر منقسم ہوتا ہی اُسکو بطون ثلثہ دماغ کہتے ہین اور بطن اول سب سے فراخ ہی ـ اور بطن اوسط کے نیچے ایک تجویف ہی اُسکو معصرہ کہتے ہین فضلات دماغی اُس جگہ جمع ہوتی ہین اور ناک سے اُترتے ہین اور ذکر اُسکا تفصیل وار باب دوم مین آتا ہی ـ اور نخاع مشابہ جوہر دماغ اور اُسکا خلیفہ ہی اور اُسکے لیے تین غشا ہین ـ گویا نخاع مثل نبالہ دماغ کے ہی کہ فقرات پشت مین منحدر ہوکر استخوان عصعص تک پہونچ گیا ہی ـ اور آنکھ اعضائے شریفہ سے ہی اور ایک سات طبقات اور تین رطوبت سے مرکب ہی جنکے نام اِس شعر مین درج ہین قطعہ کرد آفریدگار تعالی بلطف خویش ٭ چشمت بہ ہفت پردہ وسہ آب منقسم ٭ صلب و مشیمہ شبکہ زجاجی و پس جلید ٭ پس عنکبوت و بیض وعنب قرن و ملتحم ٭ اور کان گوشت محض اور غضروف اور عصب حساس سے مرکب ہی اور نفع اُسکا آواز کو جمع کرنا اور قبول کرنا ہی تاکہ صماخ تک پہونچ جاوے ـ اور ناک گوشت اور غضروف اور اعصاب اور عروق سے مرکب ہی ـ اور منفعت اُسکی زینت چہرہ کی اور ادراک رائحہ کا ہی ـ اور اعضائے آلات تناسل انثیین اور قضیب اور رحم ہی ـ پس انثیین گوشت سفید غددی اور عروق اور شریانات سے مرکب ہین اور منافذ اُسمین بہت ہین اور اوردہ اور شرائین وغیرہ اُسکی اردگرد ہین چنانچہ منی اُن عروق سے خصیتین مین حاصل ہوتی ہی اور اُسمین جمع ہوکر نضج پاتی ہی اور بسبب بیاض جوہر انثیین کے سفید ہوجاتی ہی جیسے خون طمثی پستان مین اگر دودہ سے بدل جاتا ہی ـ اور منی فضلہ ہضم رابعہ سے ہی اور انثیین مین پہونچکر صلاحیت اور استعداد تولید کی اُسمین حاصل ہوتی ہی اور طریق حصول منی کا باب چہارم کے فصل دوم مین تشریحاً بیان ہوگا فانتظرہ اور خصیتین مردون کے بزرگ اور ظاہر اور مستدیر ہوتی ہین بخلاف عورات کے کہ اُنکے عریض اور صغیر اور طرفین فرج مین پوشیدہ ہوتے ہین ـ اور اُنکے مزاج پر کئی جہت سے استدلال کرسکتے ہین ـ اول بالون کی جہت سے کیونکہ جب عانہ اور نواحی ناف مین بال زیادہ ہونگے اور عانہ مین بہت جلدی ظاہر ہونگے تو مزاج انثیین کے گرم ہونگے ـ اور اگر بال باوصف کثرت کے سخت اور غلیظ ہون تو مزاج اُنکے گرم خشک ہونگے اور اگر بال نرم اور رقیق ہونگے تو گرم تر ہونگے اور اگر عانہ اور اُسکے نواحی مین بال تھوڑے ہون اور ظہور اُسکا بطی ہو تو مزاج اُنکے سرد ہونگے ـ اور اگر باوصف قلت کے خشن بھی ہون تو مزاج سرد خشک ہونگے اور بال اگر نرم ہون تو سرد تر ہونگے ـ دوم جوہر منی کی جہت سے پس اگر منی کثیر اور غلیظ ہوگی تو حرارت مزاج انثیین پر دال ہوگی ـ اور اگر رقیق قلیل ہوگی تو برودت مزاج کی علامت ہی اور اگر

شدید الغلظ ہی تو یبوست مزاج کا نشان ہی اور اگر رقیق مائی ہی تو رطوبت کی دلیل ہی سوم افعال کے
جہت سے پس اگر انسان کثیر المنی قوی الانعاظ کثیر التولید (خصوصًا ذکور) ہو تو حرارت مزاج انثیین پر دال
ہوگا اور عکس اسکا برودت مزاج کی علامت ہی اور اگر انسان بہت جماع کرسکتا ہی اور باوصف کثرت جماع کوئی
تکلیف نہین پاتا اور اُسکے اولاد مذکر بہت ہو تو مزاج اسکا گرم تر ہی پس اگر مزاج ابتدائی مین افراط ہوگا تو ایسے
شخص کو جماع سے بالکل صبر نہوگا اور اگر آدمی جماع کی طرف سریع الحرکت اور معہذا سریع الانزال ہو اور بقدر
اوسط پر جماع کرسکتا ہی اور افراط پر قادر نہو اور اُسکی اولاد مذکر بہت ہو تو حرارت اور یبوست کی علامت ہی
اور اگر بطی الانتشار ہو اور معہذا قلیل النشاط بھی ہو تو برودت اور یبوست کا نشان ہی اور ایسا ہی جنکی
انثیین کے مزاج سرد تر ہون مگر ایسے شخصون کی منی بہ نسبت مزاج خشک کے رقیق ہوتی ہی اور صاحب مزاج
یابس کی منی قلیل اور غلیظ ہوتی ہی اور ایسے شخص جنکے مزاج سرد خشک اور سرد تر ہون قلیل التولید ہوتے ہین
اور تولید اناث انکی یہان اکثر ہوتی ہی اور قضیب گوشت قلیل اور اعصاب اور شرائین اور اوردہ کثیرہ اور
رباطون اور عضلون سے مرکب ہی اور خلل اسکا گوشت سے پُر ہی اور اصل قضیب کا ایک رباط مجوف ہی
کہ استخوان عانہ سے نکلے ہی اور جز واعظم اُسکے تحریک مین عضلہ ہی اور اُسکے نعوظ یعنی انتشار کی یہ
علت ہی کہ تجاویف اسکی ریح سے اور شرائین روح سے اور اوردہ روح سے ممتلی ہوجاتی ہین ۔
اور پوشیدہ نرہے کہ قوت نعوظ قضیب کے دل سے ہی اور حس اُسکی عصب نخاعی سے ہی کہ فقرات پشت سے
ظاہر ہوا ہی اور اصل اسکا دماغ سے ہی اور غذا اسکی جگر سے آتی ہی اور شہوت مباشرت کی جگر اور گردہ سے
ظہور پاتی ہی اور صحت اس امر کی اعضاء رئیسہ کے صحت پر موقوف ہی اور اصل تمام کلول ہی ۔ اور قضیب
کے لیے بسبب اجتماع اعصاب کثیرہ کے حس بہت ہی خصوصًا حشفہ کے لیے تو حس غایت درجہ کی ہی
تاکہ انسان مجامعت سے لذت بردار ہو اور موجب بقاء نوع ہو ۔ اور فائدہ اسکا ایصال بیج کا رحم کو
اپنے مستقر مین ہی ۔ اور قضیب مین تین مجری ہین ۔ مجری بول مجری منی مجری ودی اور یہ تینون
راہین اصل قضیب مین متمایز الوجود ہین اور احلیل مین پہونچکر تمام کھلتے ہین اور احلیل اصل قضیب
سے آخر حشفہ تک سوراخ واحد ہی ۔ اور طول قضیب کا اکثر چھ انگل مضمومہ صاحب قضیب سے
کم گیارہ انگل مضمومہ سے زیادہ نہین ہوتا اور طول عنق رحم کا بدستور ہی ۔ اور رحم لیفیات
عصبانی سے مرکب ہی اور اُسکے دو طبقہ ہین اور شکل اسکی مثل قضیب مقلوب کے ہی اور موضع اسکا
درمیان مثانہ اور معاء مستقیم اور ناف کے ہی ۔ اور کئی ایک عروق کے منہ دفع فضلہ طمثی اور تغذیہ
جنین کے لیے اسمین ملے ہوئے ہین اور محاذی فم فرج کے اسکو ایک مجری ہی جس سے حیض اور جنین

سلہ بہت منی والا ۱۲ سلہ جلدی انزال کرنیوالا ۱۲ سلہ تھوڑی منی والا ۱۲ سلہ تھوڑی پیدائش والا ۱۲ سلہ جمع تجویف خالی گڑھا ۱۲ سلہ مادہ سلہ زراعت مراد اس سے منی ہے ۱۲ سلہ پیچ پیدا ہو ۱۲ سلہ بتی ۱۲

خارج ہوتے ہین اور اسی راستہ سے منی رحم مین واصل ہوتی ہی اُسکو عنق الرحم بولتے ہین یعنی رحم کی
گردن اور یہ گردن فرج داخلی تک جو کہ قریب منفذ بول کے ہی واصل ہوتی ہی اور شکل اُسکی ایسی ہی
جیسے ایک آستین دوسری آستین مین داخل کرین اسی کو منفذ فرج بولتے ہین اور دخول قضیب کا
نفس گردن رحم مین ہوتا ہی کیونکہ مراد منفذ فرج سے تجویف گردن رحم ہی۔ اور یہ گردن اگرچہ
عضلی اللحم اور غضروف سے مشابہ ہی الا باطن اُسکا نرم اور گوشت دار ہی تاکہ قضیب کو آسیب
نہ پہونچے اور مانع لذت دخول کا نہو اور یہ گردن شکن دار ہی تاکہ وقت مجامعت حسب درازی قضیب
کے دراز ہو سکے۔ اور اصل گردن مین کہ مقطع وصول سر آلت ہی بعد دخول کے ایک فضا سی معلوم
ہوتی ہی اُسی کو فم رحم کہا جاتا ہی اور مس سر قضیب کا فم رحم سے موجب لذت اور باعث انزال عورت
ہی اور فم رحم پر ایک جھلی رقیق سی ہی کہ ازالۂ بکارت اُس سے مراد ہی۔ اور فم رحم ہمیشہ بند رہتا ہی
خصوصاً حالت حمل مین تو ایسا منضم ہو جاتا ہی کہ سر میل بھی اُسمین داخل نہین ہو سکتا لیکن حالت جماع
مین منی نکلنے کے لیے فراخ ہو جاتا ہی کیونکہ رحم کو بالطبع جذب منی کا بہت شوق ہی اسی لیے
وقت مجامعت کے فرج کی طرف مائل ہوتا ہی لہذا اطبا نے لکھا ہی ان الرحم کانہ حیوان فی البطن ان
تحرک نحو المطلوب و ہو منی الطیب۔ اور ایسا ہی وقت وضع حمل کے کشادہ ہو جاتا ہی اور اسی جگہ
گردن رحم سے بطن فرج مین خصیتین موضوع ہین چنانچہ ذکر تفصیلی اُنکا عنقریب آتا ہی۔ اور رحم بالغ کا
مثانہ سے چھوٹا اور عند الحیض حجم چند اُسکے ہو جاتا ہی اور وقت حمل کے اُس سے کلان تر ہو جاتا ہی
اور رحم کے دو طبقہ ہین ظاہری اور باطنی یعنے داخلی اور خارجی۔ طبقہ داخلی مین گہین بہت سی
منہ رگون کے جرم طبقہ مذکورہ مین گڑھون کے مانند واقع ہین اُنکو نقر الرحم کہتے ہین خون طمث انہی
سے باہر آتا ہی اور غذا بچہ کی بھی اسی مکان سے پہونچتی ہی اور طبقہ مذکورہ عورتون مین [illegible]
دو خانہ رکھتا ہی گویا دو رحم ہین لیکن گردن دونون کی ایک ہی ہی اور دیگر حیوانات مین خانہ رحم
عدد پستانون کے موافق ہوتے ہین اور اکثر اُسی قدر بچہ لاتی ہین۔ اور چونکہ رحم انسانون مین
دو خانہ رکھتا ہی اکثر ایک شکم مین دو بچہ تولد ہوتے ہین لیکن بعض عورتون مین مشاہدہ کیا گیا ہی
کہ ایک حمل مین تین یا چار بچہ بھی متولد ہوتے ہین۔ ہو سکتا ہی کہ رحم اُنکا اسی قدر خانہ رکھتا ہو
یا دو بچہ ایک خانہ مین متولد ہوئے ہون بامر اللہ القادر المتعال۔ اور طبقہ خارجی مثل غلاف کے ہی
کہ ایک تجویف سے زائد نہین رکھتا اور طبقہ باطنی پر مشتمل اور محیط ہی۔ اور خصیہ عورتون کے مشابہ
خصیہ مردون کے ہین لیکن فرق اسقدر ہی کہ مردون کے خصیہ تنگ اور گول اور مائل بطول ہوتے ہین

اور دونون پر غشاء ایک ہی اور عورتون کے خصیہ چھوٹے اور گول مائل باستدارت ہوتے ہین اور
ہر ایک غشاء علیحدہ رکھتا ہی لیکن کیسہ مجلل غشاء دونون کا ایک ہی ہی اور اوعیہ منی جیسا مردون مین
انثیین سے قضیب تک آیا ہی عورتون مین بھی بوسیلۂ قاذف کے رحم مین آیا ہی اور جاننا چاہیے کہ
دو رگین معوج مستقیم الجوف بیضتین سے خاصرتین تک پہونچکر حالبین کو گئین ہین اور دونون طرفین
انکی اربتین سے مرتبط ہوکر فم رحم مین پہونچی ہین اور جو نہی طرف رحم سے پیوستہ ہی قاذف الرحم کے
نام سے موسوم ہی یعنے منی کو رحم مین ڈالنے والا۔ ایک قاذف یمنی اور دوسرا یسری یعنی دایان بایان
اور منفذ اوعیہ عورتون کا تنگ ہی لہذا انکو انزال ایک دفعہ نہین ہوتا بلکہ بدفعات متعددہ ہوتا ہی
اسلیے عورات تکرار اور کثرت جماع سے ضعیف نہین ہوتین۔ بخلاف مردون کے کہ اوعیہ منی انکا
بہ نسبت عورات کے وسیع ہوتا ہی اور انکو دفعۃً ہوجاتا ہی اور تکرار اور کثرت جماع سے ضعیف ہوجاتے ہین
اور کنارہ فم رحم مین دائین اور بائین دو فرزونی ہین لیست اور بعض انکو قرنی الرحم کہتے ہین وقت
مجامعت کے ترنجیدہ ہوتے ہین اسی باعث سے فم رحم کا منہ کھولکر آگے کو مائل ہوتا ہی اور طول منفذ
فرج کہ عبارت عنق رحم سے ہی اکثر چھ انگل مضمومہ اسکی صاحب سے کم اور گیارہ انگل سے زیادہ نہین
ہوتا اور آلت مردون کی بدستور ہوتی ہی اور توافق مرد اور عورت کا اس امر مین موجب موافقت
اور محبت باہمی کا ہوتا ہی اور عدم تطابق باعث مخاصمت و عقر کا ہوتا ہی تنبیہ جو کچھ مقدار طول
عنق رحم مین بیان کیا گیا ہی اکثریہ ہی کلیہ نہین ورنہ اس سے کم اور زیادہ بھی ہوسکتا ہی اور نیز کثرت
جماع کی سطول عنق رحم ہی۔ اور منفعت رحم کی یہ ہی کہ منی اسمین قرار پکڑتی ہی اور جنین اس سے متولد
ہوتا ہی چنانچہ کیفیت تولد جنین کی اس جگہ مختصر طور پر لکھی جاتی ہی انتباہ جاننا چاہیے کہ اگر منی مرد
اور عورت کی ایک زمانے مین رحم صحیح نقی مین گرے یعنے انزال مرد اور عورت کا اکٹھا واقع ہو
اور رحم مین کوئی عارضہ یا کوئی سبب مانع حمل نہووے مثل سیلان منی اور سوء مزاج طرفین کے یا رقت منی
ایک دونون کے یا خامی مادہ یا مثل اسکے اور نیز واردات خارجیہ موجبات بدنی اور نفسانی سے کہ
باعث انزلاق منی ہوتے ہین کوئی عارضہ لاحق نہو تب بامر اللہ الخالق قوت قاعدہ سے جو کہ منی مرد مین ہی
اور قوت منعقدہ سے کہ منی عورت مین ہی دونون منی مین امتزاج پیدا ہوتا ہی اور چار نقطہ سفید ابھرے ہوے حباب کے
مانند ظاہر ہوتے ہین ایک محل دل مین۔ دوم محل دماغ مین۔ سوم محل جگر مین۔ چہارم سب سے بڑا
رفتہ رفتہ سب پر محتوی ہوتا ہی اور مثل جھلی باریک کے اسپر چھا جاتا ہی اسکے اندر ایک حرارت
دونون منی سے قائم ہوتی ہی جسکو حرارت غریزی اور حرارت اصلی کہتے ہین اس حرارت کے قائم

رہنے تک بقاے زندگی ہے اور اسی کے قلت اور کثرت سے ضعف اور قوت حاصل ہوتی ہے اور منہ عروق رحم کے اُس سے متصل ہوتے ہیں تاکہ مجری ہذا سے غذا طفل کو پہونچے اور اسکو حالت اولیٰ کہتے ہیں اور یہ سات روز میں تمام ہوتی ہے بعدہ نقطہاے مذکورہ مائل بسرخی ہوجاتے ہیں اور آثار اعضا اور منافذ عروق کے انمین پیدا ہوجاتے ہیں اور رحم ماں کی رگون کا منہ نقطہ جگر سے اور گرداگرد غشا کے جا ملتا ہے اُنسے قدرے قدرے غذا پہونچنے لگتی ہے اور جنین کے ناف کی طرف خون حیض کا جاری ہوتا ہے اسکو حالت ثانیہ کہتے ہیں اور یہ چار روز مین ختم ہوتی ہے۔ پھر بقول بعضے مقام ناف پر ایک نقطہ قائم ہوتا ہے اور ان سب نقطون سے اول تکمیل ناف کی ہوتی ہے اور رگین اس ناف سے آکر متعلق اور جمع ہوتی ہیں اور ناف کے مقام سے خون حیض کہ وہی غذا ہے پہونچا کرتا ہے بعدہ علقہ ہوجاتا ہے اور اسکو حالت ثالثہ کہتے ہیں اور یہ چھ روز مین تمام ہوتی ہے بعد ازان مضغہ ہوجاتا ہے اور بعض اعضا ایک دوسرے سے متمائز ہوتے ہیں اور بذریعہ اُن عروق کے جو ماں کے رحم سے ناف کے متعلق ہوگئے ہیں خون طمثی اور حیوانی رحم ماں سے اسپر مترشح ہوتا ہے اور واہب الصور سے قبول صورت حیوانی کے استعداد حاصل کرتا ہے اسکو حالت رابعہ کہتے ہیں اور یہ بارہ روز مین تمام ہوتی ہے اور مزاج ذکوریت اور انوثیت بحسب فیضان مزاج اور مادہ کے قائم ہوجاتی ہے اور اعضاء اصلی سب درست ہوجاتے ہیں اور یہ حالت خامسہ ہے تین دن مین ختم ہوتی ہے بعدہ تمام اعضا جو مخلوق ہوتے ہیں اور عروق اور مجاری اور مفاصل ظہور پاتے ہیں اور ایک طرح کا مزاج قرار پاتا ہے اسکو حالت سادسہ کہتے ہیں اور یہ پانچ روز مین تمام ہوتی ہے لیکن مخفی نرہے کہ جسقدر تعین ایام اور حالت سے کہا گیا ہے اکثریہی کلیہ اور دائمیہ نہین اور نیز ثابت ہوچکا ہے کہ حالات مذکورہ حمل پسر میں بنسبت حمل دختر کے کم ایام مین واقع ہوتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ خلقت پسر کی تیس دن سے چالیس دن تک تمام ہوتی ہے اور خلقت دختر کی چالیس روز سے پچاس روز تک ختم ہوتی ہے اور بعد اختتام ان سب حالات کے چھ ماہ تک کم از کم اقل مدت وضع حمل ہے بچہ بڑھا کرتا ہے۔ اور معلوم کرنا چاہیے کہ منی جب رحم مین گرتی ہو اسکو نطفہ کہتے ہیں اور جب کئی دن اسپر گذرین اور جھلی سی اسپر ظاہر ہووے جیسے خمیر کو تھوڑا سا کچھ دیر رکھین تو اسپر ایک پوست رقیق سا آجاتا ہے ایسی حالت مین اسکو علقہ یعنی لہو کی پھٹکی کہتے ہیں اور جب گوشت ہوجاوے اسکو مضغہ بولتے ہیں اور جب تشکل اعضا کی اور خطوط انکے ظاہر ہون تو اسکو جنین کہتے ہیں اور جب حس اور حرکت کا اسمین فیضان ہوجاوے تب حیوان سے موسوم کرتے ہیں اسوقت اسکو مجازاً جنین کہا جاتا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ جنین دو چند ایام

خلقت مین حرکت کرتا ہی اور ستّر چند ایام حرکت مین خروج پاتا ہی مثلاً ہر چند حالات مذکورہ اگر انتیس[۲۹] دن
مین تمام ہووین تو ستّر دن کے بعد جنین حرکت کرتا ہی اور دو سو دس[۲۱۰] روز کے بعد کہ سات ماہ ہوتے ہین
خروج کرتا ہی ۔ اور اکثر بچہ مرتا نہین ۔ اور اگر پیدایش اسکی چالیس روز مین تمام ہووے اسّی روز
مین حرکت کرتا ہی اور دو سو چالیس روز کے بعد کہ آٹھ ماہ ہوتے ہین خروج پاتا ہی اور عادت اللہ جل شانہ[۱]
کی ایسی جاری ہی کہ یہ مولود جلدی مر جاتا ہی اور رگا ہے ایک ہفتہ تک زندہ بھی رہتا ہی و ذلک نادر
اور اگر پینتالیس روز مین خلقت اسکی تمام ہووے تو نوّے دن کے متحرک ہوتا ہی اور دو سو ستّر روز مین
کہ نو ماہ ہوتے ہین خروج پاتا ہی اور باقی رہتا ہی اور اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔
انتباہ آٹھ ماہے بچے کے زندہ نہ رہنے پر اطبا نے کئی دلائل بیان کئیے ہین از انجملہ جو کہ عمدہ اور معقول ہی
وہ یہ ہی کہ مولود ساتوین ماہ مین بسبب تمام ہونے خلقت کے حرکت کرتا ہی پس اگر صحیح المزاج اور قوی الحال ہی
تو اللہ کے اذن سے پردون کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا ہی پھر بسبب قوت مزاج ہواے خارج سے اگر متضرر
نہوا تو زندہ رہتا ہی والا مر جاتا ہی اور اگر کم قوت ہی تو ساتوین ماہ مین پردون کو نہ توڑ سکیگا لیکن اس حرکت
اور اضطراب سے خستہ اور متالم ہو جائیگا پس اگر نہایت ہی ضعیف اور رنجور ہی شکم ہی مین مر جائیگا
اور اگر آٹھوین مہینے رحم مین ٹھہر گیا اور نوین ماہ تک پہونچ گیا تو حرکت اضطراری الم و خستگی زائل ہو جاتی ہی
اور سر نو قوت حاصل ہوتی ہی اور نوین مہینے صحیح و سالم باہر نکلتا ہی اور زندہ رہتا ہی چنانچہ اکثیر ایسا ہی
واقع ہوتا ہی ۔ اور اگر بموجب کسی باعث اندرونی یا بیرونی کے پھر آٹھوین مہینے حرکت کر کے باہر نکلیگا
تو خستگی اس حرکت کی علاوہ خستگی سابق کے ہو جائیگی اور ہواے خارجی نسبت اسکے بہت ہی غیر طبعی ہی
پس بالضرور ہلاک ہو جائیگا ۔ اور جلدی اور دیر سے مرنا مولود کا حسب قرب اور بعد زمان حرکت اول ہی
جو کہ ماہ ہفتم مین ظاہر ہوئی تھی پس اگر شروع ماہ ہفتم پر حرکت ہوئی ہو اور آخر ماہ ہشتم پر متولد ہو تو
بسبب زوال مانع حیات کے کہ خستگی اور الم ہی زندہ رہ سکتا ہی پس اس توجیہ پر قول عوام الناس
کا کہ مولود آٹھ ماہا ہرگز زندہ نہین رہتا اگرچہ ماہ ہشتم مین سے ایک ہی روز باقی رہا ہو عند الاطبا
لائق اعتبار نہوگا ۔ اور جاننا چاہیے کہ خون حیض کا حاملہ مین تین حصون پر منقسم ہوتا ہی ۔ ایک حصہ
واسطے غذا جنین کے صرف ہوتا ہی ۔ اور دوسرا حصہ ذخیرہ مادہ شیر کے لیے پستان کی طرف جاتا ہی
اور تیسرا حصہ فضلہ بنکر رحم مین رہتا ہی تاکہ خروج جنین اور مشیمہ کا سہولت سے ہو سکے اور وقت نفاس کے
بتمامہ خارج ہو جاتا ہی اور یہ بھی واضح رہے کہ جنین پر تین پوششین ہوتی ہین ۔ پوشش اول مشیمہ
سے خارج ہی اور وہ ایک غشا ذی صفاقین رقیقین ہی کہ مابین انکے رگین بنی ہوئی ہین اور غشا مذکورہ دیگر

[۱] اسکی شان بزرگ ہی ۱۲
[۲] اور رحم ہوتا ہی ۱۲
[۳] اور ضرر اپہنچ جاتا ہی حقیقت حال کو ۱۲ منہ
[۴] جمع جھلی ... پتلی سی ... سب سے اندرونی ... پیدا ... پتلی ...

غشیہ پر محیط ہی - پوشش دوم کہ بعد مشیمہ کے ہی لفافی سے مسمی ہی لانہ یشبہ اللفائف اور غشاء
مذکورہ منصب بول جنین کا ہی اور بول جنین کا مثانہ سے طرف غشاء ہذا کے گرتا ہی ناف جنین کی راستہ
ہوکر باہر نکلتا ہی احلیل سے خارج نہین ہوتا کیونکہ مولود جبتک رحم مین ہی مجری احلیل کا نہایت تنگ ہوتا ہی
اور ایک عضلہ اُسپر محیط ہوتا ہی - اور خروج بول کا اس راستہ سے بے ارادہ نہین ہوسکتا بخلاف
راستہ ناف کے کہ بالطبع اور بے ارادہ بول اُس سے باہر آتا ہی - اور بالفرض اگر بول کے لیے کوئی
مجمع نہوتا تو رحم مین گرتا اور شدت الم سے درد قوی ہوتا اور اگر مشیمہ مین گرتا تو بھی موجب فساد ہوتا -
پوشش سوم وہ غشا ہی کہ بعد لفافی کے اور ملاقی نفس جنین کے ہوتا ہی اور یہ غشا تمام اغشیہ مذکورہ سے
رقیق تر ہوتا ہی اور فضلہ عرق جنین کا اسمین گرتا ہی - اور اسکا نام غس ہی - اور چونکہ غذا جنین کی نہایت
رقت اور لطافت مین ہوتی ہی فضلہ براز کا کمتر جمع ہوتا ہی اسی لیے براز کے لیے کسی ظرف کی حاجت
نہین پڑتی - اور تھوڑا سا فضلہ برازی جو مدت حمل مین امعا کے اندر جمع ہوتا ہی چونکہ وہ نہایت قلت
مین ہی طبیعت اُسکے دفع کرنے مین توجہ نہین کرتی - اسی لیے ایک غشا منفذ دبر پر محتوی ہوتا ہی
کہ دایہ اُسکو بعد تولد مولود کے انگشت خنصر سے پھاڑ دیتی ہی اسوقت فضلہ برازی مجتمعہ سابقہ خارج
ہوتا ہی اور کیفیت اور صورت جنین کی رحم مین بننے کی خاتمہ کی فصل دوم مین بیان کی گئی ہی فائدہ
اعضاء مرکبہ کی کئی قسم ہین - بعضے مرکب اولی ہین - اور وہ یہ ہین کہ اجزاء مرکبہ مفرد ہوان مثل عضلہ کے
کہ گوشت اور رباط اور عصب اور غشاء سے مرکب ہی اور تمام یہ عضو معدودہ مفرد ہین - اور بعضے مرکب
ثانوی ہین اور وہ یہ ہی کہ اجزاء مرکب کے بھی مرکب ہون مثلاً آنکھ کے جو کہ عضلات اور رطوبات اور طبقات
سے مرکب ہی اور ایسا ہی انگلی جو کہ عضلہ اور گوشت اور جلد اور استخوان اور وتر سے مرکب ہی - اور بعضے مرکب ثالثی
ہین مثل چہرہ کے جو آنکھ اور ناک اور چشم اور رخسارہ اور لب اور گوشت اور ہڈی وغیرہ سے مرکب ہی اور ایسا ہی
کف دست جو انگلیون اور مشط سے مرکب ہی - اور بعضے مرکب رابعی ہین مثل سر کے اس جگہ مافوق العنق سے
مراد ہی صرف استخوان جمجمہ مع الدماغ مراد نہین جو کہ چہرہ اور کان اور دماغ وغیرہ سے مرکب ہی - اور ایسا ہی ہاتھ
جو کہ کف دست اور رسغ اور کلائی اور بازو سے مرکب ہی ہکذا فی شرح الجیلانی بر فصل دوم اسباب ضروری
صحت کے بیان مین - اور وہ دو قسم پر ہین قسم اول مزاج ہی اور وہ ایک کیفیت ملموسہ او کیفیات اربع مین متوسط
ہی جو کہ امتزاج عناصر اور فعل اور انفعال صورت اور مواد متضادہ ارکان سے حاصل ہوتی ہی اس حیثیت
سے کہ حدت اور تیزی ہر ایک کی دوسرے سے منکسر ہوجاتی ہی - اور وقت تمام ہونے فعل و انفعال کے
ایک کیفیت متشابہ الاجزا حاصل ہوتی ہی کہ اُسکو مزاج کہا جاتا ہی اور متشابہ الاجزا کے یہ معنی ہین کہ مس

ہین کیفیات ہین موافقت معلوم ہو۔ باین معنی کہ اگرچہ حرارت جزء ناری سے قائم ہی اور برودت جزء مائی
سے لیکن ممتزج مین حس تفاوت نہین کرسکتی مثل سکنجبین عسلی کے کہ وہ شہد اور سرکہ سے مرکب ہی ہرچند
حلاوت شہد سے قائم اور حموضیت سرکہ سے متعلق ہی لیکن مجموع دونون سے ایک کیفیت ثانوی ایسی حاصل ہوتی ہی
کہ ہر دو کیفیات متمائزہ کو ڈھانپ دیتی ہی اور بسبب اسکے کیفیت علیحدہ ہر ایک کی دریافت نہین ہوسکتی پس کیفیات
متشابہ یا تو حاق وسط مین ہوگی چنانچہ کوئی طرف کیفیات اربعہ سے مائل نہوگی بلکہ مقادیر کیفیات متضادہ کے
ممتزج مین متساوی ہونگے اسکو معتدل حقیقی کہتے ہین کیونکہ حقیقت اعتدال کی یہی ہی۔ اور نیز معتدل
بالفرض کہتے ہین اسلیے کہ وجود اسکا خارج مین محال ہی۔ اور یا طرف کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ سے مائل
ہوگی یعنے اعتدال حقیقی سے خارج۔ اور سوء مزاج اسی سے عبارت ہی اور اسکی دو قسم ہین۔ ایک وہ جو ایک
کیفیت کی طرف مائل ہی اور وہ چار ہین حار۔ بارد۔ رطب۔ یابس۔ دوسرا وہ کہ دو کیفیات کی طرف
مائل ہو اور وہ بھی چار ہین۔ حار رطب۔ حار یابس۔ بارد رطب۔ بارد یابس اور ہر ایک انمین سے یا ساذج ہی
یا مادی۔ ساذج وہ ہی جسمین خلط غالب نہو۔ مادی وہ ہی جسمین کوئی خلط غالب ہو پس سولہ قسم مزاج غیر معتدل
حقیقی کی حاصل ہوئین اور امثلہ انکے سدیدی مین مذکور ہین وہان مطالعہ کرلین اور خاتمہ کی فصل دوم مین
تفصیل اسکی بیان ہوگی مگر یہ بات واضح رہے کہ تقسیم مذکورہ باعتبار قسمت عقلی کے ہی بلحاظ وجود خارجی کے نہین
کیونکہ خارج مین وجود معتدل حقیقی کا محال ہی اسی واسطے اسکو معتدل بالفرض کہتے ہین لیکن معتدل مزاجی جو کہ مبحوث عنہ
اطبا اور انکے وہان معتبر ہی وہ ہی کہ ہر ایک مرکبات کو کمیات اور کیفیات عناصر سے اسقدر دیا جاوے جسقدر
اسکے مزاج کے مناسب ہووے مثلاً اسد یعنی شیر کو اسقدر حرارت لائق ہی جس سے وہ دلیر اور شجاع ہووے
اسکو اعتدال اسدی کہتے ہین اور ارنب یعنی خرگوش کو اسقدر برودت مناسب ہی جس سے وہ ڈرپوک
اور نامرد ہو جاوے اسکو اعتدال ارنبی بولتے ہین وقس علیہ غیرہما۔ اور یہ اعتدال تعادل اور تکافو کیفیات سے
مشتق نہین جیسا قسمت عقلی مین مراد ہی بلکہ یہ اعتدال عدل فی القسمۃ سے مشتق ہی قال الشیخ المعتدل
علی ہذا المعنی مشتق من العدل فی القسمۃ لا من التعادل الذی ہو التکافو، وتابعہ القرشی حیث قال
لیس مشتقاً من التعادل الذی ہو التکافو، وذلک لا وجود لہ فی الخارج بل من العدل فی القسمۃ
اور چونکہ اعتدال مبحوث عنہ اعتدال حقیقی کے برخلاف ہی لہذا اسکو بھی معتدل بالفرض کہا جاتا ہی یعنے
یہ اعتدال حقیقی نہین اور اسی اعتدال کو خصوصاً آٹھ اعتبار عارض ہوتے ہین کیونکہ اعتدال مزاجی
یا بحسب نوع ہی جیسا اعتدال انسان مثلاً یا بحسب صنف ہی جیسا اعتدال انسان رومی اور ہندی و پنجابی
وغیرہ یا بحسب شخص ہی جا ہو کسی صنف سے ہو یا بحسب عضو خاص کے ہی مثل اعتدال جلد کے مثلاً اور ہر ایک یا باعتبار

خارج ہوگا یا باعتبار داخل چنانچہ اعتدال نوعی باعتبار خارج وہ ہے کہ انسان کو بہ نسبت سائر موجودات کے حاصل ہو اور اعتدال نوعی باعتبار داخل وہ ہے کہ کسی اعدل شخص کو اشخاص نوع انسان سے مسلم ہووے والبواقی ایضاً کذالک پس یہ آٹھ اعتبار حاصل ہوے اور غیر معتدل ان معنوں سے بھی سولہ اقسام مذکورہ پر منقسم ہوتا ہے چار مفرد۔ اور چار مرکب۔ ہر ایک انھین سے سازج اور مادی ہے کما مر آنفاً۔ جاننا چاہیے کہ اطباء کو اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ اعدل اصناف انسان کون لوگ ہین شیخ رئیس رح کا یہ مذہب ہے کہ ساکنین خط استواء کے تمام اصناف سے اعدل ہین کیونکہ بسبب محاذات معدل النہار کے اُس جگہ رات دن یکسان رہتا ہے اور حدت اور تیزی ہر ایک کیفیت کی دوسرے سے ٹوٹ جاتی ہے پس وہی لوگ باشندگان تمام بقاع سے اعدل ہین اور امام رازی رح کا یہ قول ہے کہ مزاج سکان اقلیم رابع کا تمام سے درجۂ اعتدال پر ہے اسلیے کہ وسط اقالیم ہے اور توالد اور تناسل اُس جگہ تمام اقالیم سے زائد ہوتا ہے اور بیان خط استوا اور معدل النہار اور اقلیم رابعہ کا باب اول مین تشریح آئیگا تنبیہ اعضاء کے مزاج مین مخفی نرہے کہ روح تمام چیزون سے گرم تر ہے اُسکے بعد دل پس منی پس خون پس جگر پس گوشت پس عضل پس طحال پس گردہ پس شرائین پس اوردہ پس جلد اور سب سے سرد تر بدن مین بلغم ہے پس بال پس استخوان پس غضروف پس رباط پس وتر پس غشاء پس عصب پس نخاع پس دماغ پس شحم پس سمین پس جلد اور تمام سے تر بدن مین بلغم ہے پس خون پس سمین پس شحم پس دماغ پس نخاع پس پستان پس خصیتان پس ریہ پس کبد پس طحال پس کلیہ پس عضلہ پس جلد۔ اور سب سے خشک تر تمام بدن مین بال ہین پس استخوان پس غضروف پس رباط پس وتر پس غشاء پس شرائین پس اوردہ پس عصب حرکت پس دل پس عصب حس پس جلد یہ ترتیب حکیم جالینوس نے وضع کی ہے پس اس تقدیر پر جلد مطلق اعدل اعضاء ٹھہری اور اُس سے اعدل جلد ہاتھ کی اور اُس سے اعدل جلد کف کی اور اُس سے اعدل جلد کف دست کی اور اُس سے اعدل جلد انگلیون کی اور اُس سے اعدل جلد انامل کی اور اُس سے اعدل جلد سبابہ کی اور اُس سے اعدل جلد انملہ سبابہ کی واللہ اعلم وعلمہ اتم قسم دوم قوا اور افعال ہین۔ جاننا چاہیے کہ قوت عند الاطباء تین طرح پر ہے اور وہ یہ ہین قوت نفسانی اور قوت حیوانی اور قوت طبعی لیکن عند الفلاسفہ قوا چار ہین اور وہ یہ ہین قوت حیوانیہ قوت نباتیہ قوت [illegible] اور تفصیل انکی حکماء کے طور پر یہ ہے کہ ہر قوت سے یا فعل واحد صادر ہوگا یا اکثر اور ہر دو صورت میں یا مع الشعور ہوگا یا بلا شعور پس جس قوت سے اکثر فعل مع الشعور صادر ہونگے وہ عند الحکماء قوت حیوانیہ ہے

سلہ اور [illegible] یعنی جو الیہ
سعہ یعنی ۱۲ [illegible]
سعہ [illegible] بیان
تفصیل اسکی [illegible]
[illegible] ۱۲
سعہ [illegible]
[illegible] ۱۲
سعہ زیادہ معتدل ۱۲
سعہ اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے اور علم اسکا کامل ہے ۱۲ منہ

اور عند الاطبا قوت نفسانیہ ہی اور جس قوت سے اکثر فعل بلا شعور صادر ہونگے وہ عند الحکما قوت نباتیہ ہی اور عند الاطبا قوت طبعیہ ہی اور جس قوت سے ایک فعل مع الشعور صادر ہوتا ہی وہ عند الحکما قوت فلکیہ ہی اور جس قوت سے ایک فعل بلا شعور صادر ہوتا ہی وہ عند الحکما قوت طبعیہ ہی بشرطیکہ بسائط مین ہو مثل ناریت اور ہوائیت اور ارضیت اور مائیت کے اور اگر مرکبات مین ہو تو اسکو خاصیت کہتے ہین جیسے تخدیر افیون مین ہی پس قوت طبعیہ عند الاطبا اور ہی اور عند الحکما اور ہی جیسا مذکور ہوا ہی۔ اطبا قوت فلکیہ کو اور قوت نباتیہ کو ثابت نہین کرتے اور حکما قوت نفسانیہ کو نہین مانتے اور قوت نباتیہ اور فلکیہ کے قائل ہین کما سیتبین الآن۔ صرح بہ الفاضل السدید فی المغنی شرح الموجز۔ وہکذا فی شروح القانون للفاضل العلامۃ الآملی والجیلانی۔ اور کہا گیا ہی کہ عند الحکما قوی کے دو جنس ہین ایک جنس طبعی ہی اور جنس دوسری کو دو اعتبار لاحق ہوتے ہین اور اس جہت سے کہ نفوس ذی شعور مین موجود ہوتی ہی اسکو نفسانیہ کہا جاتا ہی اور اس لحاظ سے کہ حیوان مین پائی جاتی ہی حیوانیہ کہلاتی ہی اور قوت عند الاطبا جسم حیوانی مین ایک ہیئت ہی کہ حیوان کو بسبب اسکے مباشرت افعال کے بالذات ممکن ہی یعنی قوت مبدء جسمانی فعل کے لیے بالذات ہی پس اگر صدور فعل کا قوت سے شعور کے ساتھ ہو وہ قوت نفسانی ہی اور اگر بغیر شعور ہی اسکے دو حال ہین اگر حیوان سے مختص ہو اسکو قوت حیوانی کہتے ہین اور اگر حیوان سے مختص نہو قوت طبعی ہی کہ نباتات مین بھی موجود ہی۔ پس قوت حیوانی دل سے منبعث ہوتی ہی اور مرکب اسکا روح حیوانی ہی یہ قوت بذریعہ شرائین کے تمام بدن مین پھیلتی ہی اور اسی قوت سے دل اور شرائین کو حرکت انبساط اور انقباض حاصل ہوتی ہی تا بسبب جذب نسیم اور دفع دخان کے تفریح دل کی حاصل ہو سکے اس جہت سے اسکو قوت فاعلی کہتے ہین۔ اور جب یہی قوت عوارض نفسانی سے متاثر ہوتی ہی اسکو منفعلہ بولتے ہین۔ اور قوت نفسانی دماغ سے منبعث ہوتی ہی اور مرکب اسکا روح نفسانی ہی اور بذریعہ اعصاب کے تمام بدن مین منتشر ہوتی ہی اور باذن خالق اعضا اسمیہ حس اور حرکت تمام اعضا مین پہونچاتی ہی اور اسکی دو قسم ہین مدرکہ ہی اور محرکہ۔ مدرکہ دو قسم پر ہی مدرکہ ظاہری جسکو حواس ظاہری کہتے ہین اور مدرکہ باطنی جسکو حواس باطنی سے تعبیر کرتے ہین مدرکہ ظاہری پانچ قسم پر ہی قوت باصرہ۔ قوت شامہ۔ قوت ذائقہ۔ قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ اور مدرکہ باطنی بھی پانچ قسم پر ہی حس مشترک اور خیال متخیلہ۔ متوہمہ۔ حافظہ۔ اور محرکہ بھی دو قسم پر ہی باعثہ اور فاعلہ۔ باعثہ کی دو قسم ہین شہوانی اور غضبی۔ اور قوت طبعی جگر مین ہی۔ اور مرکب اسکا روح طبعی ہی اور اسکی دو قسم ہین۔ مخدومہ اور خادمہ۔ مخدومہ کی چار قسم ہین غاذیہ اور نامیہ مصورہ مولدہ

اور ایسا ہی خادمہ چار قسم پر ہی جاذبہ ماسکہ ہاضمہ۔ دافعہ۔ اور بیان تفصیلی تمام قوتون مذکورہ صدر کا مع فوائد زوائد کے باب دوم کی فصل ہفتم مین آئیگا۔ **فصل سوم** اسباب فاعلی صحت کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ سبب اصطلاح اطبا مین وہ ہی کہ مقدم بالذات ہو اور انسان کے بدن مین اس جہت سے موثر ہو کہ کسی حالت کو حالات بدن سے بشرط وجود شرائط اور عدم موانع کے زمانہ حال یا استقبال مین پیدا کرے یا ثابت اور محفوظ رکھے جو سبب موجد اور موجب کسی حالت کا ہو اسکو فاعل اور مغیر کہتے ہین اور جو سبب مثبت اور حافظ کسی حالت کا ہو اسکو حافظ اور مدیم کہا جاتا ہی۔ اور عام ہی کہ سبب بدنی ہو یا غیر بدنی جوہر ہو یا عرض۔ مثال سبب بدنی کی کہ جوہر ہو زیادتی کسی خلط کی اخلاط اربعہ سے ہی اور مثال سبب بدنی کی کہ عرض ہو عفونت کسی خلط کی ہی لان العفونۃ کیفیۃ وہی عرض لا جوہر۔ اور مثال غیر بدنی کی کہ جوہر ہو غذا اور دوا ہی۔ اور مثال غیر بدنی کی کہ عرض ہو حرارت آفتاب اور برودت ہوا ہی۔ اور اسباب احوال بدن انسان کے تین قسم پر ہین۔ بادی۔ سابق۔ واصل۔ کیونکہ اسباب مرض اور صحت کے دو حال سے خالی نہین۔ بدنی۔ یا غیر بدنی غیر بدنی کو بادی کہتے ہین اور بدنی جو کہ بالاستقرا تین قسم مین منحصر ہین یعنے خلطی اور مزاجی اور ترکیبی دو قسم پر ہین۔ ایک وہ کہ ایجاد کسی حالت کا بالواسطہ کرے اسکو سابقہ کہتے ہین دوم وہ کہ احداث کسی حالت کا بلا واسطہ کرے اسکو واصل نام رکھتے ہین۔ اب ہر ایک کو تفصیلاً مع امثلہ بیان کیا جاتا ہی پس اسباب بادیہ وہ ہین کہ خلطی اور مزاجی اور ترکیبی نہو وین یعنی غیر بدنی ہو وین۔ بلکہ کوئی اور امر امور خارجیہ سے ہو جیسے ہوا گرم کہ موجب صداع ہوا اور ہوا سرد کہ موجب استرخاء اعصاب ہو یا کوئی امر امور نفسانی ہو جیسے غضب کو کہ موجب سخونت ارواح ہو کر باعث حمی یوم ہو جاتا ہی۔ اور اسی قبیل سے دیگر امور نفسانی ہین کہ موجب تپ وغیرہ امراض کا ہو جاتے ہین اور نفس چونکہ مغائر بدن ہی اسلیے ظاہر ہی کہ جو امور جہت نفس سے صادر ہو نگے وہ بھی اسباب بادی اور امور خارجیہ سے شمار کیے جاینگے۔ الغرض امور نفسانی اور امور خارجی اسباب بادی ہونے مین مساوی الاقدام ہین۔ بادی کے وجہ تسمیہ مین تین توجیہین ہین۔ اول یہ کہ امور مذکورہ غیر بدنی ہونے مین شدید الظہور ہین حتی کہ طبیب اور غیر طبیب انکو معلوم کر سکتے ہین پس اس توجیہ پر لفظ بادی بدو سے مشتق ہی جسکے معنی ظہور کے ہین۔ دوم یہ کہ امور مذکورہ لامحالہ بدن انسان سے خارج ہین جیسے بادیہ شہر سے خارج ہوتا ہی اسلیے امور مذکورہ کو بادی کہا جاتا ہی اس تقدیر سے بادی مشتق بیدا سے ہی جسکے معنی صحرا اور بادیہ کے ہین۔ سوم یہ کہ اسمین کچھ شک نہین

کہ امور مذکورہ سبب امراض ہیں کیونکہ اسباب بدنی بھی مثل امتلاء وغیرہ کے اسباب خارجیہ کی طرف
مستند ہوتے ہیں جیسے اغذیہ اور اہویہ فاسدہ وغیرہ پس ہوسکتا ہے کہ انکو سبب بادی کہنا اس جہت
سے ہو اسی تقدیر پر بادی مشتق بدء سے ہوگا جسکے معنی ابتداء کے اور شروع کے ہیں اسباب سابقہ وہ
اسباب بدنیہ ہیں (یعنی خلطی اور مزاجی اور ترکیبی) کہ درمیان انکے اور مرض کے واسطہ ہو مثل امتلاء کے
کہ موجب تپ عفنی کا ہو کیونکہ امتلاء تپ عفنی کو بواسطہ عفونت پیدا کرتا ہے اور تپ کو عفنی ہونے سے اسلیے مقید
کیا گیا ہے کہ بعض اوقات امتلاء حمی یوم کا باعث ہوتا ہے اس جگہ امتلاء اسباب واصلہ سے شمار کیا جاتا ہے
کیونکہ امتلاء اور تپ مذکورہ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں کما لا یخفی علی ماہر الفن اور اسباب واصلہ
وہ اسباب بدنی ہیں کہ درمیان انکے اور مرض کے کوئی واسطہ نہو جیسے عفونت کسی خلط کی کہ باعث
تپ عفنی ہو اسلیے کہ عفونت اور تپ میں کوئی واسطہ نہیں اور ایسا ہی امتلاء کہ موجب حمی یوم ہو اسباب
واصلہ سے ہے کما مر آنفا کیونکہ حمی یوم بسبب عفونت کے نہیں ہوتا بلکہ اسکے وجود کے لیے صورت مذکورہ میں
امتلاء ہی کافی ہے اور یہ ظاہر ہے فائدہ واضح ہو کہ سبب فاعلی کو عموماً خواہ بدنی ہو خواہ غیر بدنی اپنے مسبب پر
تقدم زمانی ہے پس اس لحاظ سے ہر ایک سبب کو اسباب مذکورہ میں سے سابقہ کہ سکتے ہیں لیکن چونکہ
سبب غیر بدنی کا نام بادی رکھا گیا ہے اور ہر ایک قسم بدنی کا مسمی بواصلہ ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے مسبب سے
متصل ہے اسلیے انکا نام سابقہ کے نہ رکھا لہذا دوسرا قسم بدنی کا بالضرورت اس اسم سے موسوم ہوا ورنہ
فی الاصل ہر ایک سبب فاعلی کو سابقہ کہ سکتے ہیں تنبیہ اگرچہ امثلہ مذکورہ سابقہ سے یہ وہم ہوسکتا ہے کہ
اسباب مذکورہ صرف اسباب مرضیہ پر ہی اطلاق کیے جاتے ہیں مگر فی الحقیقت یہ بات نہیں ہے کیونکہ
جیسے مرض کے لیے تین سبب مذکورہ ہیں ویسے ہی صحت کے لیے بھی وہی تین سبب ہیں چنانچہ امثلہ ہر ایک کے
درج ہوتے ہیں مثال سبب بادی صحت کی غذاء موافق اور خبر مسرت (خوشی) ہے اور مثال سبب سابقہ صحت کی
تنقیح تام اور بحران جید ہے اور مثال سبب واصلہ صحت کی اعتدال مزاج اور ترکیب ہے اور سبب مطلق پھر
دو قسم پر ہے مختلف اور غیر مختلف مختلف وہ ہے کہ اسکے زوال کے بعد اثر اسکا باقی رہے اور غیر مختلف
وہ ہے کہ اسکے برخلاف ہو اور تاثیر سبب کی یا بالذات ہوگی جیسے تبرید پانی سرد کی ذاتی ہے کیونکہ یہ اسکے
طبع کا مقتضی ہے اور یا بالعرض جیسے تسخین اسکی بسبب بند کرنے حرارت کے عرضی ہے اسلیے کہ یہ اسکے
طبع کا خلاف ہے بلکہ بباعث تسدید مسام کے تسخین حاصل ہوئی ہے مخفی نرہے کہ ہر ایک سبب اسباب مذکورہ بالا
دو حال سے خالی نہیں یا ضروری ہوگا یا غیر ضروری ضروری وہ ہے کہ سوا اسکے حیات انسانی ممکن نہو اور وہ
بالاستقراء چھ ہیں ہوا کھانا پینا سونا جاگنا حرکت سکون بدنی حرکت سکون نفسانی جن میں سے استفراغ انکو

انکو اصطلاح اطبا مین ستہ ضروریہ اور اسباب عامیہ کہتے ہین - اور یہی اسباب ضروری مغیر احوال بدن انسان اور مثبت اور حافظ احوال ہین اور انھین کا بیان کرنا مقصود اور مطلوب ہی چنانچہ ہر ایک کا بیان بہ تقریب چھ ابواب مین کیا جاتا ہی - غیر ضروری وہ ہین کہ بدون انکے حیات انسان کی ممکن ہو اور انکی دو قسم ہین یا تو مضاد طبیعت اور اُسکے مفسد ہونگے یا غیر مضاد اور غیر مفسد - اسباب غیر ضروری کہ مضاد اور مفسد طبیعت نہین جیسے جسم کو ریگ گرم مین دفن کرنا یا اسمین لیٹنا - یہ دونون امر استسقا اور ترہل بدن کو مفید ہین اور رطوبات غریبہ کو نواحی جلد سے نشف کرتے ہین لیکن تاثیر دفن کی اسباب مین بہ نسبت لیٹنے کے قوی تر ہی - یا روغنیات محللہ کو بدن پر مالش کرنا جیسے - روغن قسط اور روغن بان وغیرہ - یہ عمل نافع تشنج اور خدر اور لقوہ اور فالج وغیرہ ہی - یا آب سرد کو چہرہ پر چھڑکنا کہ ازالہ غشی کے لیے نافع ہی اور کرب حمامی کو دافع اور مانند انکے اور جو اسباب غیر ضروری ہین اور مضاد طبیعت نہین - اور اسباب غیر ضروری کہ مجری طبعی کے مضاد اور مفسد ہین جیسے پانی مین غرق ہونا یا آگ سے جلجانا - یا شمشیر وغیرہ سے قتل ہونا - یا سموم کا استعمال مین لانا - اور مانند انکے جس قدر مجری طبعی کے برخلاف ہون - اب بعد فراغ مقدمہ کے اسباب ستۂ ضروریہ کو جو مقصد اصلی اور مطلب کلی تالیف رسالۂ ہذا سے ہی بیان کرنا چاہتا ہون - اور اسباب غیر ضروری باقسامہا خاتمۂ کتاب مین بیان کیے جاینگے - اور چونکہ اسباب ضروری مین سے انسان کو حاجت ہوا کی سب سے زیادہ اور مقدم ہی جیسا قریباً بیان آتا ہی اسلیے ہوا کی نسبت سب سے پیشتر لکھنا بہتر معلوم ہوتا ہی و باللہ التوفیق وہو حسبی ونعم الوکیل -

باب اول ہوا کے بیان مین

چونکہ ہوا مین تغیرات بہت قسم کے ہوتے ہین - جیسے تغیرات طبعی اور غیر طبعی - اور تغیرات غیر طبعی دو قسم پر ہوتے ہین مضاد مجری طبعی اور غیر مضاد - غیر مضاد بھی دو قسم پر ہوتے ہین ارضی اور سماوی اور قطع نظر امور مذکورہ سے اور کئی ایک امور نوشتنی ذات ہوا کے بھی متعلق ہین لہذا اسمین چند فصول لکھے جاتے ہین **فصل اول** ہوا کے مزاج اور اُسکے ضروری ہونے کے بیان مین اور نیز اُسکے کونسی ہوا عمدہ اور مفید ہی اور کونسی مضر اور خراب ہی تاکہ ہر ایک کا منصب باعتبار انتقاء اور احتراز کے ملحوظ رہے جاننا چاہیے کہ ارکان اربعہ مین سے ہوا ایک رکن ہی - مکان اُسکا فوق [illegible] پانی [illegible]

اسلیے کہ وہ آگ سے کثیف اور پانی سے لطیف ہی اور مزاج اُسکا حار رطب یعنی گرم و تر ہی گرمی کی دلیل
یہ ہی کہ اگر سرد ہوتی تو بالضرور ثقالت اور کثافت جو بمقتضاے برودت ہی اُسمین ظاہر ہوتی لان
البرودۃ علۃ لہما۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ برخلاف اُسکے ہوا لطیف اور خفیف اور متحلل اور مجفف ہی اور
صفات مذکورہ لوازم حرارت مین سے ہین۔ غایۃ الامر یہ ہی کہ حرارت اُسکی بسبب رطوبت کے
بشدت نہین۔ و ذلک امر آخر اور اُسکے استقرار کا مکان کرہ نار سے لیکر پانی کے سطح تک ہی فائدہ
باوصفیکہ مزاج ہوا کا گرم ہی پھر کیون سرد محسوس ہوتی ہی۔ باعث اسکا یہ ہی کہ ہواے محسوسہ بالابدان
اجزاء سرد مائی اور ارضی سے مرکب ہی۔ علاوہ بران ہوا اگرچہ بالطبع گرم ہی لیکن بہ نسبت ہمارے ابدان
کے سرد ہی چنانچہ پانی نیمگرم بہ نسبت پانی گرم کے سرد معلوم ہوتا ہی اسی لیے ہواے محیط بالابدان
روح کے تعدیل کرتی ہی کیونکہ حرارت اُسکی بہ نسبت حرارت روح کے بغایت کم ہی جیسا بیان کیا
جائیگا۔ اور رطوبت کی یہ دلیل ہی کہ وہ قبول اور ترک اشکال کو بسہولت کرتی ہی ہان رطوبت
اسکی بہ نسبت رطوبت پانی کے زیادہ ہی اسی لیے ہوا مین چلنے سے کسی نوع کی روک ٹوک نہین
ہوتی بخلاف پانی کے کہ اُسمین چلنے سے کچھ دقت ہوتی ہی کما ہو ظاہر۔ اور ہوا کے اپنی مسافت
مستقرہ مین چار درجہ ہین۔ اور ترتیب اُنکی یہ ہی اول درجہ ہوا کا وہ ہی کہ کرہ نار کے مقعر سے
مس کرتا ہی اور یہ درجہ اپنی طبع پر گرم و تر ہی کیونکہ یہ ہوا کرہ بسیط ہی اور نہایت اس طبقہ کی وہان تک
ہی کہ منتہاے صعود دخان ہی۔ دوسرا درجہ بعد درجہ ہواے بسیط کے۔ اور یہ درجہ ہواے دخانی کا ہی
اور مزاج اسکا باعث امتزاج دخان کے گرم و خشک ہی اور نہایت درجہ اکثر صعود دخان کا یہان تک ہی
اور تیسرا درجہ بعد درجہ ہواے دخانی کے ہی اور یہ درجہ ہواے بخاری کا ہی اور غایت صعود بخار کی
یہان تک ہی اور یہ درجہ نہایت شدید البرودت ہی اور اسی کا نام زمہریریہ ہی اور تکون ابر و ژالہ کا
اسی جگہ ہوتا ہی کما بین فی موضعہ۔ اور وجہ سردی طبقہ ثالثہ کی آمیزش ابخرہ کا باردہ مائی و ارضی کی ہی
اگرچہ باعث تصعید ابخرہ کا حرارت تھی لیکن حرارت بخار کے اثناے راہ مین بسبب بعد موضع انعکاس
درجو کہ سطح ارض اور مائی ہی زائل ہو جاتی ہی اور ابخرہ مرتفعہ اپنے اصلی مزاج کی طرف کہ سرد و خشک اور
سرد و تر ہی عود کرتے ہین۔ چونکہ حرارت منعکسہ شمسیہ (جسکا بیان عنقریب درجہ چہارم مین آتا ہی) اُس حد
تک نہین پہونچتی اور صعود ابخرہ کا دائم ہوتا ہی بالضرور برودت اس مکان مین لازم ہوتی ہی اور
ہواے ماتحت یعنی طبقہ چہارم سرد ہی ہونی اسی کے فیضان سے ہی اسلیے کہ ابخرہ باردہ طبقہ زمہریریہ سے
نازل ہو کر ہوا کو سرد کرتے ہین اسی واسطے ہواے ابرناک مین گرمی محسوس ہوتی ہی کیونکہ ابر نزول ابخرہ باردہ کو منع

کرتا ہی - اور طبقۂ چہارم ہوا کا زمہریریہ سے لیکر زمین اور پانی کے سطح تک ہی اور حال اسکا بحسب حرارت منعکسۂ آفتاب کے اور ابخرہ معتزلہ زمہریریہ کے حرارت اور برودت مین مختلف ہوتا ہی چنانچہ رات اور دن اور سرما اور گرما اور ہواے صاف اور ابرناک مین دیکھا جاتا ہی - اور قوی ترین اسباب سخونت اس ہوا کی حرارت انعکاسی آفتاب ہی کہ بمجرد مس زمین کے اوپر کو لوٹ جاتی ہی اسی واسطے ہم جس قدر زمین سے اوپر جاینگے (حالانکہ آفتاب سمت الراس پر ہو) سردی زیادہ محسوس ہوگی اس لیے مواضع مرتفع اور جبال متصاعدہ پر حرارت کمتر محسوس ہوتی ہی لعلۃ وصول الحرارت الانعکاسیۃ الیہ قرب فی لک المکان [ہلنہ] من الطبقۃ الزمہریریۃ پوشیدہ نہ رہے کہ انعکاس [لوٹھتا] حرارت شمس وغیرہ کے لیے جسم کثیف شرط ہی کیونکہ انعکاس شعاع کا بدون تمانع نفوذ لوذ کے نہین ہوسکتا پس بموجب شرط مذکورہ کے ارکان اربعہ سے سوائے پانی اور زمین کے اور کوئی رکن قابل انعکاس شعاع نہین ہوسکتا لانہما کثیفان - اور چونکہ زمین کثیف تر ہی انعکاس کے لیے قابل تر ہی یہی سبب ہی کہ بسبب حرارت آفتاب کے جس قدر زمین گرم ہوتی ہی اُس قدر پانی گرم نہین ہوتا (اگرچہ اپنے محل مین رکھا گیا ہو) اور پانی اور زمین اگرچہ بارد بالطبع ہین لیکن بسبب حرارت انعکاسیہ کے برودت اُنکی کما حقہٗ [جیسا چاہیے] ظاہر نہین ہوتی - اسلیے اگر پانی کو اپنے موضع معینہ سے اُٹھاکر ہوا مین لٹکا دین تو بہ نسبت موضع مخصوصہ کے سرد معلوم ہوتا ہی کیونکہ جب سبب حرارت کا زائل ہوجائیگا پانی بحسب زوال حرارت کے اپنی طبیعت اصلی پر کہ سرد تر ہی عود کریگا - اور غایت صعود حرارت انعکاسیہ کا زمین سے آسمان کی طرف سترہ فرسخ لکھا گیا ہی اُسکے بعد طبقۂ زمہریریہ ہی اور بعضون نے چارون درجون کی ترتیب اس طرح پر لکھی ہی کہ طبقۂ دخانی مماس کرۂ نار ہی اور طبقۂ مذکورہ تھوڑی سی مسافت مین منقطع ہوگیا ہی اور اُسکے بعد طبقۂ بسیط ہی اور اُسکے بعد طبقۂ زمہریریہ اور بعد اُسکے طبقۂ انعکاسیہ ہی - اور بعض حکما ہوا کے فقط تین ہی طبقہ شمار کرتے ہین اور طبقۂ دخانیہ کو کرۂ نار سے گنتے ہین اور کہتے ہین کہ آگ کے دو طبقہ ہین ایک بسیط دوسرا اُسکے ماتحت ادخنۂ مرتفعہ سے مرکب ہی اور حدوث نیازک اور شہب وغیرہ کا اسی جگہ سے ہوتا ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم

مخفی نہ رہے کہ اسباب ضروریہ مین سے ایک ہوا ہی جو متصل اور محیط بالابدان ہی - اور احتیاج انسان کی اُسکی طرف زیادہ احتیاج پانی سے ہی - اور عین عنایت آلہی ہی کہ جس چیز کی انسان کو بہت خواہش اور احتیاج ہی وہ خدا نے بکثرت عنایت کی ہی مثلاً ہوا کہ بدون اسکے زندگی دم بھر محال ہی اسقدر افراط سے ہی کہ بے تلاش اور بے تردد جہان چاہو اور جب خواہش کرو ہر جگہ اور ہر وقت مل سکتی ہی اور پانی کہ بہ نسبت ہوا کے احتیاج اُسکی کم ہی

اُسکے واسطے تلاش اور تردد بہ نسبت ہوا کے زیادہ ہی اور غذا کہ بہ نسبت آب و ہوا کے احتیاج اسکی کمتر ہی اُسکے لیے تردد اور تلاش سب سے بیشتر ہی اور نہایت در دسری سے حاصل ہوتی ہی بلکہ یہی تلاش سبب ملاقات باہمی اور ذریعہ رونق اس دیر خرابات کا ہی اور اسی پر دیگر اسباب لباس ضروری و متاع و قماش غیر ضروری کہ تلاش اُنکی درجہ بدرجہ کم ہوتی چلی جاتی ہی پس احتیاج ہوا کی انسان کو دو کام کے لیے ہی اول سرد کرنا روح اور ٹھنڈا کرنا جان کا ہی کیونکہ حکیمون کے نزدیک روح ایک بخار لطیف نہایت گرم ہی اور وہ خون دل سے پیدا ہوتا ہی اور شرائین کے رستہ تمام بدن مین ملتا ہی پس اگر ہوائے سرد خارجی سوراخ ناک اور مسامات وغیرہ سے بذریعہ شرائین روح کو نہ پہونچے تو بلاشک روح گرمی دل سے جلجاوے کیونکہ ہوا اگرچہ حار بالطبع ہی لیکن بہ نسبت مزاج روح کے جو اجزاء دخانیہ سے خالی ہی نہایت بارد ہی پس بہ نسبت اُس روح کے جو اجزاء دخانیہ سے مختلط ہی اور حرکت اور دیگر مسخنات سے گرم ہوگیا ہی بطریق اولیٰ سرد ہوگی۔ اور کیفیت نفوذ ہوا کی طرف دل کے جو منبع اور مولد روح ہی یون بیان کرتے ہین کہ اول بذریعہ حرکت تنفس کے ریہ مین جسکو مبدا الحیواۃ سے تعبیر کرتے ہین داخل ہوتی ہی پس وہ اپنی قوت سے شوائب ردیہ سے اُسکی اصلاح کرتا ہی پھر اُسکو اُن عروق کی طرف دفع کرتا ہی جو عروق خشنہ سے موسوم ہین۔ پس اُنسے شریان وریدی کے مسام سے ہوکر دل کی طرف مندفع ہوتی ہی پس بذریعہ شرائین روح کے ساتھ تمام بدن مین منتشر ہوجاتی ہی۔ لیکن اتنی بات قابل غور ہی کہ جیسا پانی غذا کے لیے بدرقہ ہی اور وہ صرف غذا نہین ہوتا ویسا ہی ہوا بھی روح کا بدرقہ ہی اور روح نہین بنتی جنھون نے یہ خیال کیا ہی بالکل باطل اور لغو ہی ہان جیسے پانی رطوبات سے مرکب ہوکر غذا ہوجاتا ہی ویسے ہی ہوا بھی اخلاط کے بخارون سے مختلط ہوکر روح بنجاتی ہی علی ما ہو مذہب الشیخ و ہذا امر آخر۔ دوسرے نکالنا دھوین اور بھاپ کا جو کہ اندرون بدن کے پیدا ہوتے ہین دم اور تنفس کے ذریعہ سے پس جو دم کہ نیچے جاتا ہی زندگی اور روح کو مدد دیتا ہی اور جو دم کہ باہر آتا ہی بخار اور دھوین کو بدن سے نکالتا ہی اور بدن اور دل کو خوش کرتا ہی جیسا شیخ سعدی علیہ الرحمت نے اپنی کتاب مین اسی مضمون کو قلم بند کیا ہی۔ ہر نفسی کہ فرو میرود ممد حیات ست۔ وچون بر مے آید مفرح ذات۔ پس در ہر نفسی دو نعمت موجود۔ و بر ہر نعمت شکری واجب۔ شعر از دست و زبان کہ بر آید۔ کز عہدۂ شکرش بدر آید۔ چونکہ ہوا امور مذکورہ مین مفید ہی اسلیے جو ہوا سرد اور کشادہ اور صاف بے آمیزش چیزون مخالف مزاج روح کے ہی حفظ صحت موجودہ اور اعادہ

صحت زائل کرتی ہی پس چاہیے کہ ہواے مذکورہ سے پرہیز مثل ہواے قبرستان و مُردار اور نشیب گاہ و
خندق اور کان گندھک اور درخت و جھاڑی مفسد مزاج (مثل درخت انجیر اور جوز اور اشجار وغیرہ) و نباتات
رویہ سے (مانند پیاز و لہسن و گندنا وغیرہ) دور ہوا اور نشیب میں و غار و تری زمین اور پتھر اور دیوار بلند
اور چھت مکان میں بند ہو اور بدبودار اور متعفن نہو - علی ہذا القیاس فضا [illegible]
اور جو ہوا صفات میں مخالف ہوا مذکورہ بالا کے ہو وہ خلل انداز اور موجب یا حافظ امراض مختلفہ ہوتی ہی
بلکہ ہواے بد آدمی کو مار ڈالتی ہی چنانچہ اکثر دیکھنے سننے میں آیا ہی کہ بعض کھاتون تنگ دہانہ میں غلہ
بند کرتے ہیں جب کوئی آدمی داخل ہوا فوراً مر گیا - اور یہی سبب ہی کہ جب بڑے بڑے شہروں میں عمارت بلند
دیوار گنجان میں ہوا بند ہو جاتی ہی اور نجاست اور لید وغیرہ کے ڈھیر در ڈھیر ہو جاتے ہیں اکثر امراض
مثل بخار اور ہیضہ وغیرہ کے سرزد ہوتے ہیں - علی ہذا القیاس کئی سبب سے ہوا فاسد ہو جاتی ہی
اور انسان کے بدن میں بہت جلدی اثر کر کے اعتدال سے خارج کرتی ہی اسلئے مردِ دانا کو لازم اور واجب
ہی کہ ہواے مخالف سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کرے کیونکہ حفظ صحت سب سے ضروری ہی مگر یہ جو اوپر
لکھا گیا ہی کہ ہواے مکشوف اور کشادہ ہو یہ حکم اس ہوا سے مختص ہی کہ ہواے وبائی نہو اور اگر خدانخواستہ
ہوا کو وبائی پھیلی ہوئی ہو جیسکے عام ظلم آنے سے خوف مرض کیا جاوے تو ایسی صورت میں ہواے محجوب ہواے
مکشوف سے بہتر ہی - چنانچہ فصل دوم باب ہذا میں بحث وبا میں بیان ہوگا - کیونکہ جیسا نفع اسکا
سریع تر ہی ویسا ہی فساد اسکا بھی بدن میں جلد تر ہی **فصل دوم تغیرات طبعی ہوا کے بیان میں**
تغیرات الطبع وہ ہیں کہ بموجب تبدیل اور تغیر فصول کے حاصل ہوں کیونکہ ہر ایک فصل میں کیفیت علیحدہ
ہوتی ہیں اور چونکہ یہ تغیرات بحسب اقتضاے فصول ہیں لہذا التغیرات فصلی کہلاتی ہیں تفصیل اس اجمال
کی یہ ہی کہ تمام سال کو باعتبار اختلاف ہوا کے اطبا نے چار حصوں پر تقسیم کیا ہی اور ہر ایک حصہ کا ایک نام
مقرر کر رکھا ہی - جیسے ربیع خریف صیف شتا اطبا کے نزدیک ربیع وہ موسم ہی کہ درختوں
اور شگوفجات اور میوہ جات میں نشو و نما ظاہر ہو اور انسان صحیح المزاج کو بلا [illegible] لباس گرم
اور ہواے سرد کی چنداں احتیاج نہو موسم بہار اسی سے تعبیر کرتے ہیں مزاج اس موسم کا حرارت اور
برودت میں معتدل ہی اور اسی وجہ سے تمام فصول سے عمدہ گنا جاتا ہی کیونکہ ہوا اس موسم کی افضل ہی
خصوصاً جبکہ بارش معتدل ہو اور یہی ہوا مناسب مزاج روح ہی اور لڑکوں کے مزاج سے تو بہت ہی
مناسب ہی - اس سے بدن میں خون خالص پیدا ہوتا ہی الغرض اس ہوا کو بدن سے لگانا بہت ہی
سود مند ہی ہاں اس موسم میں خون و دیگر اخلاط جو بسبب سردی کے منجمد اور بستہ [illegible] اور

اور پتلی ہوکر اعضاے ضعیفہ پر گر کر پھوڑے پھنسی اور اورام حلق اور خناق وغیرہ پیدا کرتی ہین البتہ
اس قدر مضر بھی ہی لیکن حدوث امراض مذکورہ کا سوجب ردائت موسم نہین ہو سکتا بلکہ بسبب انضاج
اور دفع طبیعت کے ہی کیونکہ مزاج انسان کے اس موسم مین قوی ہوجاتے ہین اور مواد محتبسہ کو قلع اور قمع
کرتے ہین اور یہ بات موسم کے صفات سے ہو اسی لیے موسم بہار مین رنگ سرخ اور بدن فربہ ہوجاتا ہی
اس موسم مین حفظ صحت کے واسطے بہترین تدابیر یہ ہی کہ بشرط مانع کے فصد اور قے اور اسہال کرین
خصوصاً قے تو بہت ہی مفید ہی بقراط نے لکھا ہی کہ مین ایسے شخص کے صحت کا ضامن ہون جو موسم
صیف اور ربیع مین ہر ایک ماہ مین دو دفعہ پیہم بے خفظا دورہ قے کرے مگر چاہیے کہ قے سے اول
طعام جید کثیر المقدار مختلف الالوان بے مضغ کثیر کھایا جاوے تاکہ اُسکے ساتھ ہی آلایش معدہ
کی بخوبی نکل جاوے اور قے اور فصد کے قواعد ضروری الذکر چھٹے باب کے فصل دوم مین
بیان کیے گئے ہین۔ اور کثرت حرکات بدنی اور نفسانی اور استحمام اور مسخنات اور مجففات شدید
سے پرہیز کرین۔ اور موسم ربیع کے بعد موسم گرما ہی جسمین گرمی غلبہ کرے اور نہایت
درجہ کی دھوپ ہووے۔ اس موسم کا مزاج گرم خشک ہی اسکے عمدہ ہونے مین یہ شرط ہی کہ ہوا
صاف ہو اور گرد و غبار اور آندھی اور ابر باران نہو اور گرمی بہت سخت نہو جس سے روح اور اخلاط
تحلیل ہوجاوین کیونکہ گرمی معتدل ہونے سے بدن مین خون خالص اور اشتہا زیادہ ہوتی ہی
اور گرمی کی شدت سے رنگ بدن زرد اور امراض صفراوی مثل تپ محرقہ اور نوبتی اور پیاس
اور آتشک وغیرہ کے پیدا ہوتے ہین اس موسم مین حفظ صحت کے لیے محنت اور ریاضت کم کرین
اور کثرت جماع سے پرہیز کرین اور آسایش اور آرام کو لازم جانین اور مکان بود و باش کے لیے
وہ اختیار کرین جو ہواے شمال مین آب روان کے قریب ہو اور بخار اور دخان سے بعید
اور حرکات سخت اور خواب روز اور کثرت مجامعت سے احتراز کرین۔ اور حمام نیم گرم مین نہاوین
اور قے سے استفراغ کرین۔ بعد موسم گرما کے موسم خریف ہی یہ موسم مقابل موسم ربیع کے ہی کیونکہ
جب موسم ربیع مین نشو و نما شگوفہ درختون کا شروع ہوتا ہی ویسا ہی موسم خریف مین تغیر رنگ
اوراق اور سقوط اُنکا ہوتا ہی اسی موسم کو خزان سے تعبیر کرتے ہین یہ موسم تمام
موسمون سے بدتر ہی اسکے ہوا سے بالکل پرہیز کرین بہتر خریف وہ ہی جسمین بارش بہت نازل
نہو اور شام اور صبح کو سردی نہو اور وقت دوپہر کے گرمی بھی بہت نہو مزاج اس فصل کا
سرد خشک ہی بدن مین مواد بہت پیدا ہوتا ہی اور جسم لاغر ہوجاتا ہی امراض سوداویہ بہت پیدا ہوتے ہین

۱ مختلف الالوان رنگ رنگ ۱۲
۲ گرم آب سے نہانا والی ۱۲
۳ خشک کرنے والی ۱۲
۴ ... ۱۲
۵ ... ۱۲

اور بسبب کمی خون کے قوی مین ضعف طاری ہو جاتا ہی۔ اور کثرت امراض کی موجبات مطولات
مین مذکور ہین اس موسم مین حفظ صحت کے واسطے بہت سرد مکان مین سونا چاہیے اور دوپہر کی دہوپ
اور گرمی اور شام صبح کی سردی سے احتراز کرنا چاہیے علاوہ اسکے آب سرد سے غسل نکرین اور سر کو پوشیدہ
رکھین اور جماع سے پرہیز کرین۔ اور اگر بدن ممتلی ہو تو ابتداے موسم ہذا مین فصد اور قی سے تنقیہ
کرین الا تی بلا ضرورت نکرین اور وسط موسم مین مسہل سے استفراغ کرین بعد موسم خریف کے
موسم سرما ہی جسمین سردی غالب ہوتی ہی اور جاڑا بشدت پڑتا ہی۔ مزاج اسکا سرد تر ہی اور یہ موسم
مقابل موسم گرما ہی جیسے اسمین گرمی شدت کی ہوتی ہی ویسے ہی اسمین سردی بغایت ہوتی ہی
بہترین فصل سرما کی وہ ہی کہ مینہ خوب برسے اور ہوا دکھن کی طرف سے کمتر ہو۔ یہ موسم اگر اپنی طبیعت
پر ہو تو برودت اور رطوبت بدن مین بہت پیدا ہوتی ہی پس اگر رطوبت ہوا کی سردی پر غالب ہو
تو امراض اسہال و نزلہ و کھانسی اور سکتہ اور صرع وغیرہ امراض مرطوبی ظاہر ہوتے ہین اس موسم
مین اگر حرکت اور ریاضت بدنی مثل جماع وغیرہ بہت اختیار کرین تو کچھ مضائقہ نہین اور استعمال
مسخنات کے اور حمام مین غسل کرنا لازم جانین اور شدت جاڑے مین فصد اور قی جائز نہین
اگر تنقیہ بدن کا ضروری ہو تو مسہل بہتر ہی فائدہ اطبا کے نزدیک زمانہ ہر واحد خریف اور ربیع
کا ڈیڑہ ماہ ہوتا ہی کیونکہ اول ربیع کا شبیہ بالشتا ہی اور آخر اسکا شبیہ بالصیف ہی اور
ایسا ہی اول خریف کا شبیہ بالصیف ہی اور آخر اسکا شبیہ بالشتا ہی پس مدت وسط کو جو
جلدی گذر جاتی ہی ربیع اور خریف سے تعبیر کیا گیا ہی اور زمانہ گرما اور سرما کا ساڑھے چار چار ماہ
کا ہوتا ہی۔ گویا حمل سے نصف ثور تک جو زمان سیر آفتاب ہی اسکا نام عند الاطبا ربیع ہی
اور نصف ثور سے اخیر سنبلہ تک جو زمانہ ہی اسکا نام صیف ہی۔ اور شروع میزان سے نصف
عقرب تک خریف ہی اور نصف عقرب سے آخر حوت تک شتا ہی۔ اور فصول اطبا کی منجمین کے خلاف
ہوتی ہین کیونکہ اطبا نے فصول اربعہ مذکورہ کو باعتبار اختلاف ہوا کے قطع نظر مساوات زمان
فصول سے مقرر کیا ہی۔ اور اہل نجوم نے فصول اربعہ کو بلحاظ زمانہ سیر آفتاب کے فلک البروج
کے ہر ایک ربعہ مین باعتبار مساوات زمان فصول کے تعین کیا ہی چنانچہ تشریح اسکی بحث
افلاک مین عنقریب اسی باب کی فصل سوم مین آتی ہی۔ پس اہل نجوم کے نزدیک بلاد شمالی مین
ربیع اُس زمان کا نام ہی جسمین آفتاب اپنی حرکت خاصہ سے اول حمل سے آخر جوزا تک
سیر کرتا ہی۔ اور صیف اُس زمانہ کا نام ہی کہ جسمین آفتاب اپنی حرکت خاصہ سے اول سرطان سے

آخر سنبلہ تک سیر کرتا ہی۔ اور خریف اُس زمانہ کا نام ہی جسمین آفتاب اول میزان سے آخر قوس
تک سیر کرتا ہی۔ اور شتا اُس زمانہ کا نام ہی جسمین آفتاب اول جدی سے لیکر آخر حوت تک سیر
کرتا ہی۔ اشتباہ۔ یہ جو حصول فصول اربعہ کا ایک سال مین بیان کیا گیا ہی ماسواے سکان خط استوا
کے ہی والا خط استوا مین فصول سال تمام کے آٹھ ہوتے ہین کیونکہ ہر فصل اُسمین دو بارہ اعادہ کرتی
ہی اور وہ یہ ہی کہ ربیع فصل حوت سے ہوتی ہی اسی طرح پھر حمل سے نصف ثور تک جب آفتاب ہی
اُسکا نام صیف ہی اور نصف ثور سے آخر جوزا تک جو سیر آفتاب ہی وہ خریف ہی۔ اور اول
سرطان سے نصف اسد تک شتا ہی اور نصف اسد سے آخر سنبلہ تک ربیع ہی۔ اور اول میزان
سے نصف عقرب تک پھر صیف شروع ہو جاتا ہی۔ اور نصف عقرب سے آخر قوس تک خریف ہی
اول جدی سے نصف دلو تک شتا ہی۔ اور نصف دلو سے آخر حوت تک ربیع ہی۔ باقی رہا بیان
اس امر کا کہ فصول اربعہ مین غذا کیسی کھانی چاہیے اور کسقدر کھانا پینا موجب اعتدال طبیعت ہی
سو یہ کھانے پینے کے بیان مین جو دوسری قسم ستہ ضروریہ کا ہی بیان کیا جائیگا فانتظرہ فصل سوم
ہوا کے تغیرات غیر طبعی غیر مضاد کے بیان مین۔ یعنی وہ تغیرات کہ باوصف غیر طبعی ہونے کے مجری
طبع کی مضاد نہیں۔ پوشیدہ نہ رہے کہ تغیرات دو قسم کے ہین یا اسباب سماویہ سے صادر ہونگے
یا موجبات ارضیہ سے نمودار ہونگے۔ نظیر اسباب سماوی کی یہ ہی جیسے بہت گزرنا ستارون کا زمین پر
اور جیسے اجتماع اکثر ستارون بزرگ درخشندہ (چمکنے والے) کا ساتھ آفتاب کے خواہ وہ ستارے ثوابت سے ہون
مثل شعری الیمانیہ (جو کلب الجبار سے معروف ہی) اور شعری شامیہ (جو غمیصا سے مشہور ہی)
اور کلب الاسد اور عین الثور کے۔ اور خواہ متحیرہ ہون یعنی سیارہ مثل مشتری اور مریخ اور زہرہ
کے۔ کہتے ہین کہ ستارے مذکور جب آفتاب کے ساتھ جمع ہوتے ہین تو ہوا مین حرارت زیادہ ہو جاتی
اسلیے گرمی دفعۃً ظاہر ہو جاتی ہی حتی کہ اگر موسم سرما مین ایسا موقع ہوگا تو بھی گرمی نمودار ہو جائیگی
اور موجب اسکا زیادتی نور او ضو کی ہی جو کہ نور آفتاب سے منضم ہو جاتی ہی لان الاضواء کلہا حارۃ
فاذا اجتمعت وعدم الاجتماع اوجبت تسخین الہوا۔ پس ایسا اتفاق اگر موسم گرما مین واقع ہوگا
تو گرمی بشدت ہوگی اور موسم سرما مین ایسا اتفاق ہونے سے گرمی کم ہوگی اور جیسا کہ وقت
کسوف شمس کے سردی دفعۃً حاصل ہوتی ہی یہان تک کہ اگر موسم گرما مین ایسا اتفاق ہو جاے
تو آثار سردی کے نمودار ہو جائینگے۔ اور جو تغیرات اسباب ارضی سے ہوتے ہین انکی تمثیل یہ ہی
جیسے گرمی اور سردی ہوا کی بسبب اختلاف مساکن کے ہو جاوے جو کہ بسبب عرض بلاد و نواحی

پس ... کر دی ... کیونکہ نور تمام ... ہی پس

اور سیاح اور جبال اور سیجار وغیرہ سے ہو جاتا ہی فائدہ تغیرات مذکورہ صدر کو غیر طبعی اس جہت
سے کہتے ہین کہ موافق مقتضائے فصل کے نہین ورنہ اس جہت سے کہ مجری طبعی سے خارج نہین بلکہ اسکے
موافق ہین انکو تغیرات طبعی کہہ سکتے ہین پس فی الحقیقت تغیرات غیر طبعی وہی ہین جو کہ مجری طبع کے خلاف
ہون جنکا بیان فصل چہارم مین آتا ہی تنبیہ چونکہ بیان اسباب ارضیہ کا مثل عرض بلد اور نواحی وغیرہ کے
معرفت خط استوا پر موقوف ہی جو کہ وسط زمین مین واقع ہی اور اثبات وتعیین خط استوا کا معدل النہار
کے علم پر موقوف ہی جو کہ دائرہ عظیمہ فلک نہم پر واقع ہی لہذا چند مسائل ضروری الذکر جو کہ افلاک اور ارضیات سے
متعلق ہین لکھتا ہون وباللہ التوفیق — اور اس بحث کو دو مقصد پر بیان کرتا ہون **مقصد اول**
افلاک کے بیان مین اور اسمین ایک مقدمہ اور دو بیان ہین مقدمہ مین ذکر افلاک کا کلی طور پر بیان کیا جاتا ہی
مخفی نرہے کہ جسقدر حکماے متقدمین نے اس باب مین کتب معتبرہ مین درج کیا ہی ماحصل اسکا یہ ہی
کہ جملہ افلاک حکما کے نزدیک نو طبقے ہین اور ہر ایک طبقہ کو ایک طبقات مثل پیاز کے سمجھنا چاہیے لیکن ہماری شریعت مین
آسمان کا لفظ فقط سات افلاک پر اطلاق کیا جاتا ہی اور آٹھوین اور نوین آسمان کو کرسی اور عرش سے
تعبیر کرتے ہین — اور تمام افلاک گردش مین ہین اور مقعر ہر فلک عالی کا بلا فصل محدب فلک تحت پر
یعنی جسطرح کرہ ہوا کا اپنے ماتحت پر محیط ہی یعنی زمین اور پانی کی ہر جہت سے محیط ہی ویسا ہی
آگ ہوا پر محیط ہی اسی طرح فلک اول کرہ آتش پر محیط ہی اور فلک ثانی فلک اول پر اور فلک ثالث ثانی پر
اور علی ہذا القیاس الی آخرہ کیونکہ جملہ افلاک کروی الشکل ہین اور نسبت زمین کی فلک مین ایسی ہی جیسے
زردہ تخم مرغ کی اپنے پوست سے ہی اور تمام افلاک مغرب سے مشرق کو چلتے ہین الا فلک الافلاک کہ
برعکس تمام کے مشرق سے مغرب جاتا ہی اور افلاک ماتحت کو مع کرہ نار کے بھی بالقسر اپنے ہمراہ کھینچتا ہی
لیکن کرویت افلاک اور عدم فصل بین السمائین شرع مین ثابت نہین ہوتا ان علماے دین جہت
خصوصیت جہت حرکت سماوی کے قائل ہین چنانچہ آیہ کریمہ والسماء ذات الرجع سے صاحب تفسیر
بیضاوی نے گردش سماوی مراد رکھی ہی اور واضح ہو کہ حکما ہر فلک مین دو قطب اعتبار کرتے ہین
کیونکہ جسم کروی کو جو حرکت دوری سے ایسے طور پر متحرک ہو کہ اپنے مکان مخصوص سے تجاوز نکرے وجود
قطبین سے چارہ نہین — اور قطب اس نقطہ مفروضہ سے عبارت ہی کہ جب جسم کروی دور کرتا ہی نقطہ
مفروضہ اپنے مکان پر قائم رہتا ہی اسلیے ہر فلک مین دو نقطہ مقابل غیر متحرک ضروری ہین اور چونکہ
حرکت افلاک کی مغرب سے مشرق کو یا برعکس ہی اسلیے ہر فلک مین ایک قطب شمالاً اور دوسرا
جنوباً لازم ہے — اور اسمقدمہ مین صفت افلاک سبع کے زیادہ اپنی تحقیق نہایت کی جاتی ہی اور فلک ہشتم

اور نہم کہ بیان اُنکا مقصود اصلی ہی وہ بیان میں علیحدہ لکھے جاینگے پوشیدہ نرہے کہ ہرایک فلک افلاک
سبع سے کئی ایک طبقات پر مشتمل ہی بعض اُنمین سے بطور فلک حاوی کے عالم پر محیط ہین لیکن مرکز اُنکا
مرکز عالم ہی اور بعضے محیط تو ہین لیکن مرکز اُنکا مرکز عالم نہین - اور طبقہ کذائی کا نام فلک خارج المرکز کہتے ہین
اور بعض طبقات عالم پر محیط نہین بلکہ ثخن فلک مین عین وسط مین واقع ہین اور اسکو فلک التدویر بولتے ہین
الغرض ہر طبقہ کو مجازاً فلک بولتے ہین اور مجموع اُنکا مع جزو اکبر کے کہ حاوی ہی فلک کلی سے موسوم ہی اور
افلاک کلی سات ہین اور مابعد اُنکے فلک ہشتم اور نہم ہی - اور طبقات مذکورہ جو فلک کلی مین ہین ہرایک کی
گردش علیحدہ ہی اور افلاک بتمامہا بعض اجزاء اُنکے بہ نسبت ہمارے چکی کے مانند چرخ کھاتے ہین اور اسکو گردش
رحوی کہتے ہین - اور بعض اُنمین سے گردش دولابی کرتے ہین اور بعض اُنمین سے گردش حمایلی ہے پھر نیز
جو لوگ تحت الاقطاب سکونت کرتے ہین اُنکے لیے گردش رحوی ہی - اور جو لوگ تحت خط استوا کے
سکونت کرتے ہین اُنکے لیے گردش دولابی ہی - اور جو لوگ خط استوا اور قطبون کے مابین رہتے ہین
اُنکے لیے گردش حمایلی ہی - اور حرکت فلک التدویر ہر فلک کی مختلف ہی کبھی فلک کلی کے موافق متحرک
ہوتا ہی اور کبھی اُسکے ضد پر چلتا ہی - اور بعض اُنمین سے سریع الحرکت اور بعضے بطی الحرکت ہین
اور فلک تدویر قمر کا تمام تداویر افلاک سے اسرع الحرکت ہی اسی لیے اُسکو چپک فلک کہا کرتے ہین
اور فلک التدویر اُسکا چودہ روز مین ایک دورہ تمام کرتا ہی - اب چونکہ ذکر مساب تک نوبت پہونچ گئی ہی
اسلیے مناسب سمجھا گیا ہی کہ ستارون کا ذکر بھی مختصر طور پر کیا جاوے - جاننا چاہیے کہ ستارے
دو نوع پر ہین ثوابت اور سیارہ - ثوابت تمام فلک ہشتم مین مرکوز ہین اور بسبب متابعت فلک مذکور کے
ستارے بھی حرکت کرتے ہین انکی حرکت ذاتی نہین اسی لیے انکو ثوابت کہتے ہین یعنی وہ اپنے مکان مین
ثابت اور قائم ہین ہلتے چلتے نہین اور تعداد انکی غیر محصور ہی اور ہرایک کا نام بھی معلوم نہین بلکہ
بعض بعض کے اسامی مقرر ہین - اور سیارہ فقط سات ہی ہین کہ افلاک سبعہ مین واقع ہین ہرایک فلک
مین ایک ایک سیارہ ہی اور اُنمین سے آفتاب تو بالذات حرکت کرتا ہی اور فلک التدویر مین مرکوز نہین
لیکن ہر چہ باقیہ اپنے اپنے فلک التدویر مین مرکوز ہین مگر چونکہ فلک التدویر بہ نسبت فلک کلی اپنے کے
علیحدہ حرکت رکھتا ہی اور بہ نسبت سیارہ مذکورہ کے حرکت مین بہ نسبت اُسکے فلک کلی کی تغیر معلوم
ہوتی ہی اس لحاظ سے اُنکو بھی سیارہ بولتے ہین ورنہ بجز آفتاب کے کوئی ستارہ سیارہ حقیقی نہین - اور
اسامی سیارہ سبعہ کے اس شعر مین بالترتیب مذکور ہین بیت ہست قمر و عطارد و زہرہ و شمس و مریخ و مشتری
زحل ٭ اور ہرایک فلک اس ستارہ کی طرف منسوب ہوا ہی جو اُسمین موجود ہی چنانچہ سماء اول کو کرہ

سماء دنیا سے موسوم ہی فلک القمر بولتے ہیں اور وہ ایک مہینے میں دورہ اپنا ختم کرتا ہی اور سماء دوم فلک العطارد
ہی وہ قریب ایک سال کے دورہ اپنا پورا کرتا ہی اور سوم فلک الزہرہ ہی اور وہ ایک سال میں دورہ
تمام کرتا ہی - اور چہارم فلک الشمس ہی وہ بھی ایک سال میں دورہ اپنا ختم کرتا ہی پنجم فلک المریخ
ہی اور وہ ایک سال اور دو ماہ تین دن میں دورہ اپنا ختم کرتا ہی ششم فلک المشتری ہی اور وہ بارہ سال
میں دورہ تمام کرتا ہی - اور ہفتم فلک الزحل ہی اور وہ تیس سال میں دورہ تمام کرتا ہی یہان تک
بیان دورہ افلاک سبعہ کا ہی اور مدت دورہ فلک ہشتم اور نہم کی آگے محل میں بیان کی جائیگی
اور جسقدر تعیین مدت دورہ ہر ایک فلک کی مذکور ہوئی باعتبار انکی حرکت طبعی کے ہی والا بالقسر حرکت
فلک الافلاک کے تمام افلاک ماتحت کو ایک رات دن میں بسمت مخالف حرکت طبعی انکی کے ایک دورہ
تمام ہوجاتا ہی چنانچہ یہ بات بیان فلک الافلاک میں بخوبی واضح ہوجائیگی - اور حرکت سماوات اور
ستارہ جات کو ہر کوئی دریافت نہیں کرسکتا الا حکماء نے بنظر دقیق رصدی کے دریافت کیا ہی
والغیب عند اللہ سبحانہ اور واضح ہو کہ اس قوم کے اصطلاح میں حرکت فلک کی جو مغرب سے مشرق
کی طرف ہو توالی البروج کے نام سے موسوم ہی اور اس بات کو دل میں خیال رکھنا چاہیے کہ بابت
اسکا ذکر افلاک کے بیان میں کیا جائیگا - اگرچہ بلحاظ مراتب مناسب تھا کہ بعد مقدمہ کے بیان فلک ہشتم
کا کیا جاوے لیکن چونکہ بعض امور فلک نہم کے موقوف علیہ معرفت بیان فلک ہشتم کے ہیں اسلیے تشریح فلک نہم
اول کی جاتی ہی فاستمع وکن من الماہرین بیان اول فلک نہم کے بیان میں - پوشیدہ نہ رہے کہ سماء نہم
فلک الافلاک اور فلک الاطلس اور فلک الاعظم کے نام سے موسوم ہی - اور اصطلاح شرع میں عرش سے
تعبیر کیا جاتا ہی کما مر اور حرکت اسکی خلاف توالی البروج ہی یعنی مشرق سے مغرب کو جاتا ہی اور دورہ
اسکا نہایت سرعت اور جلدی سے ایک رات دن میں پورا ہوجاتا ہی اور بالقسر تمام افلاک کو ساتھ
اپنے حرکت دیتا ہی پس اسلیے دورہ قسری تمام افلاک ماتحت کا اسکے متابعت سے بھی ایک رات دن میں
ختم ہوجاتا ہی لیکن دورہ طبعی افلاک ماتحت کا مخالف حرکت مذکور کے ہی کیونکہ حرکت طبعی انکی مطابق توالی بروج
کے ہی چنانچہ مقدمہ میں یہ امر منکشف ہوا ہی اور دلیل اسکی کہ افلاک ماتحت بھی ایک شبانہ روز میں دورہ
تمام کرتے ہیں یہ ہی کہ آفتاب اور مہتاب وغیرہ کواکب ثوابت اور سیارہ ہر صبح اور شام مشرق سے
طلوع کرتے ہیں اور مغرب میں غروب ہوتے ہیں اور مقدمہ میں گذر گیا ہی کہ اس فلک میں کوئی ستارہ نہیں
اسی لیے اسکو فلک الاطلس بولتے ہیں - پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ افلاک ماتحت حرکت قسری سے
ایک شبانہ روز میں دورہ تمام کرتے ہیں [illegible] معلوم کرنا چاہیے [illegible] یہی فلک ہی اور زمین مثل مرکز کے

اُسکے وسط حقیقی مین ہی۔ چونکہ بموجب بیان مذکورۂ بالا کے ہر فلک مین دو قطبون سے ناگزیر ہو لہذا اس
فلک مین بھی دو قطب فرض کرین ایک سمت شمال مین اور دوسرا مقابلہ اُسکے جانب جنوب مین۔ اور
پھر بیچ وسط قطبین مین ایک خط تصور کرین کہ مشرق سے مغرب تک تمام فلک مین گذرا ہو اس طرح پر کہ دوری
اُسکی ہر جہت مین بنسبت قطبین کے تساوی ہو یعنی عین وسط قطبین مین واقع ہو۔ اس خط کو دائرہ معدل النہار
کہتے ہین اور منطقہ بھی بولتے ہین معدل النہار اسلیے کہ جب سیر آفتاب کی حرکت خاصہ محاذی دائرہ ہذا کے
واقع ہوتی ہو تمام معمورہ مین شب و روز تقریباً برابر ہوجاتا ہو مگر عرض تسعین یعنی بیت ۹۰ درجہ مین برابر نہین ہوتا
[illegible] اور آفتاب کو دائرہ ہذا پر اتفاق سیر کا ایک سال مین دو دفعہ ہوتا ہو ایک اول حمل مین
اور دوسرا آخر سنبلہ مین اور منطقہ سے اس لیے موسوم ہو کہ منطقہ کمربند کو کہتے ہین اور خط مذکورہ بھی مثل
کمربند کے وسط فلک ہذا مین واقع ہو اور تحت اس دائرہ کی عین محاذات اور موازات مین ایک دائرہ
روے زمین پر فرض کرتے ہین اس وجہ سے کہ اگر دائرہ معدل النہار قاطع عالم ہو کر زمین کو بھی قطع کرے پس
جس جگہ سے زمین منقطع ہوگی وہی جگہ خط استوا کی ہو اور دائرہ معدل النہار کو خط استوا اس لیے کہا گیا ہو
تاکہ وہم ہو کہ فی الحقیقت وسط فلک مین یہ خط واقع ہو چونکہ تعقل متصورات فلکیات کا مشکلات سے ہو
ابتداءً آسانی فہم کے لیے ایک مثال لکھی جاتی ہو وہ یہ ہو کہ ایک فلک کو دو کاسہ فرض کرین شمالاً اور جنوباً اور وسط حقیقی
ہر کاسے مین دو نقطہ قطبی شمالاً اور جنوباً مقرر کرین پس ملتقاے ان دو کاسون متساوی المقدار کا دائرہ
معدل النہار ہو چاہیے کہ مثال ہذا کو ذہن سلیم مین جگہ دین کہ معرفت حال منطقۃ البروج مین سود مند ہوگی
[illegible] بسبب اسکے قصیر [illegible] کہ اس فلک کو محدد جہات کیا ہو اور جو کچھ کہتے ہین کہ ماورا اسکے خلا و ملا
[illegible] مگر ملا محمود [illegible] نے ابطال مذہب حکما مین فرمایا ہو من اراد ان یکتال مملکۃ الباری بمکیال
[illegible] فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ بیان دوم فلک ہشتم کے بیان مین ہو کو فلک البروج اور فلک الثوابت بھی
کہتے ہین۔ اور کسان شرع مین کرسی سے تعبیر کرتے ہین کما مر۔ حرکت طبعی اُسکی مثل افلاک ماتحت کے
توالی البروج پر ہو یعنی مغرب سے مشرق کو جاتا ہو اور کہتے ہین کہ فلک البروج حرکت طبعی اپنی سے
چھتیس ہزار سال مین دورہ تمام کرتا ہو اور جملہ ستارہ جات غیر سبع سیارہ مذکورہ صدر اسمین ثابت
اور مرکوز ہین جیسا مقدمہ مین گذرا ہو۔ تحقیق ثابت ہے کہ حکمانے اس فلک کو جہت مشرق اور مغرب مین
بارہ حصون متساوی پر تقسیم کیا ہو ہر ایک حصہ کو برج کہتے ہین تیس طول ہر برج کا سمت شمال اور
جنوب مین ہوگا اور عرض اُنکا ناحیہ مشرق اور مغرب مین یعنی قطب شمالی سے قطب جنوبی تک سیدھا
راست ہو برج مثل خانہ ہاے [illegible] کے پیچ پیچ کیا ہو۔ اور ہر ایک برج تیس قسم پر منقسم ہوتا ہو ہر ایک قسم کو
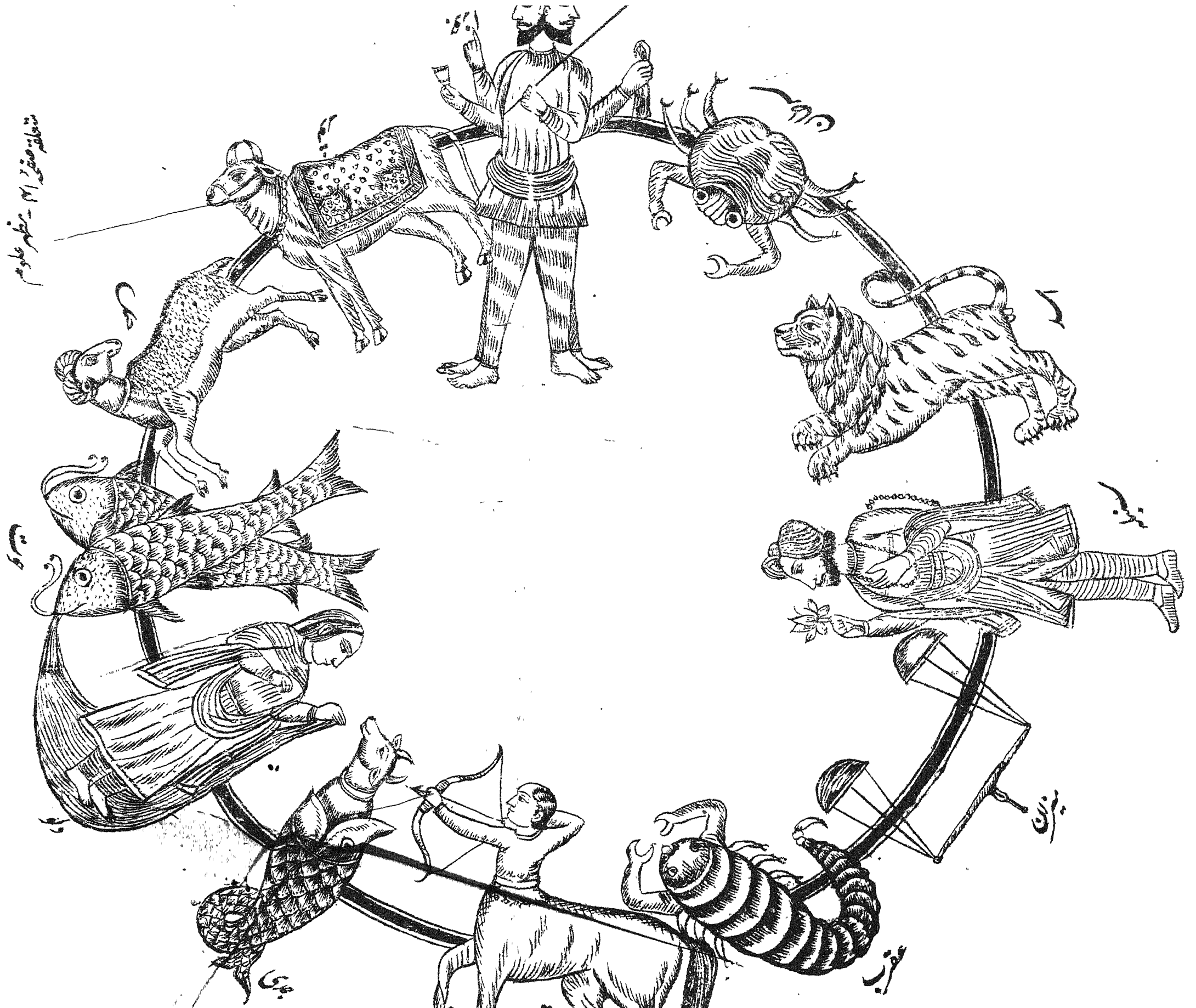
درجہ کہتے ہین پس جب بارہ بروج کو تیس درجون مین ضرب دیا تو انکے حاصل ضرب سے فلک البروج
تین سو ساٹھ درجہ حاصل ہوتے ہین - اور چونکہ ہر ایک برج مین چند ستارون کے جمع ہونے سے شکلون
مین سے کوئی شکل نمودار ہوئی ہو لہذا وہ برج اسی شکل کے نام سے موسوم ہوا ہو - چنانچہ حمل - ثور - جوزا -
سرطان - اسد - سنبلہ - میزان - عقرب - قوس - جدی - دلو - حوت - بلحاظ اشکال انکا
کے دوازدہ بروج کے نام ہین - اور یہ دوازدہ بروج چار حصون پر تقسیم کیے گئے ہین چنانچہ بلحاظ طبائع تین برج
آتشین ہین جیسے حمل - اسد - قوس انکو مثلث آتشین کہتے ہین - اور تین بروج بادی ہین
مثل جوزا - میزان - دلو کے انکو مثلث بادی سے موسوم کرتے ہین - اور تین انمین سے خاکی ہین
مانند ثور - سنبلہ - جدی - کے انکو مثلث خاکی بولتے ہین - اور تین انمین سے آبی ہین -
جیسے سرطان - عقرب - حوت - انکو مثلث آبی کہا جاتا ہو اور شکل دائرہ منطقۃ البروج کی
جسکا ذکر عنقریب آتا ہو مع اشکال دوازدہ بروج واقعہ علیہا کے علحدہ صفحہ مین لکھا گیا ہو اور یہ جو
کہا جاتا ہو کہ فلان ستارہ مثلاً آفتاب فلانے برج مین ہو اسکے یہ معنی ہین کہ اگر ایک خط مستقیم
مرکز زمین سے لیا جاوے اور کواکب سیارہ کو قطع کرکے اس سے گذر جاوے اور فلک ثوابت مین پہونچ
جاوے تو وہ خط اس برج مین پہونچ جائیگا جسکی طرف وہ سیارہ منسوب ہو ورنہ یہ ظاہر ہو کہ
افلاک تحتانی مین ہین وجود انکا فلک ہشتم مین کیا معنی رکھتا ہو - اور اس فلک کے لیے بھی مثل
فلک الافلاک کے دو قطب ہین اور اس جگہ پر اتفاقاً دو ستارہ بھی واقع ہین شمالی اور جنوبی چنانچہ ستارہ
شمالی مرئی اور مشہود ہو اور ستارہ قطب کے نام سے زبان زد خاص و عام ہو لیکن ستارہ جنوبی
سکان اہل شمال پر مخفی ہو اور باشندگان خط استوا و بالقرب منہ پر مشہود و مرئی ہو - اور کہا
کہتے ہین کہ ربع مسکون ناحیہ شمال مین ہو اور ناحیہ جنوب تمام پانی مین غرق ہو اور اس آسمان پر
بھی ایک دائرہ مثل فلک نہم کے فرض کرنا چاہیے اور یہ دائرہ منطقۃ البروج کے نام سے موسوم ہو
کیونکہ تمام بروج مذکورہ اسی دائرہ پر واقع ہوے ہین جیسا اسکی شکل سے ظاہر ہوتا ہو - پوشیدہ
نرہے کہ ہر دو قطب فلک البروج کے دونون قطبون فلک الافلاک سے قدرے منحرف واقع ہوئے ہین
باوصفیکہ مرکز ہر دو فلک کا واحد ہو یعنی مرکز عالم ہو اور بسبب عدم توافق قطب ہر دو فلک کے دائرہ
منطقۃ البروج اور دائرہ معدل النہار باہم منحرف واقع ہوئے ہین اور دائرہ منطقۃ البروج نے دائرہ
معدل النہار کو دو موضع متقابلہ مین باوصف اتحاد سمت دو رویہ کے زوایاے غیر قائمہ پر تقاطع کیا ہو یعنی
یہ خیال نکیا جاوے کہ دور دائرہ معدل النہار کا مشرق او مغرب کی طرف ہو اور دور دائرہ منطقۃ البروج

کا جسنے تقاطع کیا ہو شمال اور جنوب کی طرف ہو بلکہ وہ ہر دو نقطہ کا شرقاً اور غرباً اور قطب ہر دو کے شمالاً
اور جنوباً تھوڑے سے فرق سے منحرف واقع ہوتے ہیں پس بین المنطقتین جو فضا ہے فراخ شمالاً اور جنوباً
اور وہ فضا سے تنگ ہے شرقاً اور غرباً بالانضمام آتے ہیں چنانچہ کرہ مصنوعی میں یہ امر ظاہر ہو جاتا ہو توضیح
کیونکہ یہ مقام اشکال تمام رکھتا ہوا اسیلئے تشریح کلام کی از بس ضروری ہو تاکہ آسانی سے سمجھ
میں آجاوے پس معدل النہار کو جب ہم خط مدور عظیم فرض کریں اور نیچے اسکے ایک خط
دوسرا عظیم ویسا ہی تصور کریں ایسے طور پر کہ خط ثانی اول کو تقاطع حمائلی کرے پس خط منطقۃ البروج
میں جا ... متحصل ہو جاویگا اور دو نقطہ متقابلہ کہ موضع تقاطع خطین مذکورین ہو اور دو قوسین
کہ مابین نقطتین کے واقع ہیں ایک قوس جنوبی دوم شمالی۔ اس قوس کو جو کہ معدل النہار کے
دائیں طرف میں ہو جنوبی کہتے ہیں اور جو اسکے بائیں طرف ہو اسکو شمالی بولتے ہیں اور سمجھ
رہے کہ تسمیہ جہات اربع کا اس شخص کے لحاظ سے ہو کہ شرق رو بیٹھا ہو۔ پس بالضرور
دائیں اسکے جنوب ہوگا اور بائیں اسکے شمال اور سامنے اسکے مشرق اور پیچھے اسکے دبور یعنی مغرب ہوگا
اور جب یہ بات ثابت ہوئی کہ دائرہ منطقۃ البروج دو قوس سے مرکب ہو اور معدل النہار کو تقاطع حمائلی
کیا ہو اب ایک دائرہ عظیم اور فرض کرتے ہیں کہ اقطاب اربع پر گذرتا ہو اور اسکو دائرہ مارہ باقطاب اربعہ
کے نام سے موسوم کرتے ہیں پس یہ دائرہ بالضرور منطقۃ البروج کو مع معدل النہار کے بیچ وسط
دو نقطہ متقابلہ پر قطع کریگا پس جس جگہ یہ دائرہ منطقۃ البروج کو دو موضع متقابلہ پر قطع کریگا وسط حقیقی
ہر قوس مذکورہ کا ہوگا۔ کما لا یخفی۔ جب یہ بات ثابت ہوئی تو چار نقطہ متساوی البعد منطقۃ البروج میں
مقرر ہو گئے دو نقطہ وہ ہیں جس جگہ منطقۃ البروج نے معدل النہار سے تقاطع کیا ہو اور دو نقطہ وسط حقیقی
ہر قوس میں کہ محل تقاطع دائرہ مرسومی کا ہو جسکو دائرہ مارہ بالاقطاب الاربعہ کہتے ہیں اور یہ محل بعد ترین اجزا
منطقۃ البروج کا بہ نسبت معدل النہار کے ہو۔ اور دو نقطہ متقابلہ کہ ملتقائے منطقۃ البروج کا معدل النہار
سے ہو نقطۂ اعتدال سے موسوم ہیں ایک نقطہ اعتدال ربیعی اور دوسرا نقطہ اعتدال خریفی ہو یعنی وہ نقطہ
کہ جس سے آفتاب گذر کر شمالی ہو جاتا ہو اسکو اعتدال ربیعی کہتے ہیں اور وہ راس حمل ہو اور نقطہ دوم
کہ اسکے مقابل میں ہو جب آفتاب اس سے گذرتا ہو جنوبی ہو جاتا ہو اسکو اعتدال خریفی کہتے ہیں اور وہ راس
میزان ہو اور دو نقطہ متقابلہ کہ وسط قوسین منطقۃ البروج میں ملاقی دائرہ مرسومی سے حاصل ہوئے ہیں
نقطہ میل کلی اور نقطہ انقلاب نام رکھتے ہیں ایک انمیں سے ناحیہ شمال میں ہو اور دوسرا طرف جنوب کے
شمالی کو نقطہ انقلاب صیفی اور جنوبی کو نقطہ انقلاب شتوی کہتے ہیں میل کلی تو اسلیے کہتے ہیں کہ

تمائل اور تباعد منطقة البروج کا منطقہ معدل النہار سے اس جگہ نہایت تک پہونچ گیا ہی۔ اور بمقدار اسکے دائرہ مارّہ بالاقطاب الاربعہ سے جسکے تمامہ تین سو ساٹھ درجہ ہین ساڑھے تیئیس درجہ ہین اور نقطہ انقلاب اسلیئے نام رکھتے ہین کہ منطقة البروج جب اعتدال سے جدا ہوتا ہی پس چلتے چلتے دائرہ معدل النہار سے دور ہوتا ہی اور یہان تک نصف قوس تمام ہوجاتی ہی اس جگہ سے پیچھے بتدریج معدل النہار کے نزدیک ہوتا جاتا ہی تاکہ نقطہ اعتدال دوم تک واصل ہوتا ہی۔ پس ان دو نقطون کو کہ وسط قوسین مین واقع ہین نقطہ انقلاب اسلیئے بولتے ہین۔ اب دریافت کرنا ضرور ہی کہ بسبب حصول چار نقطہ متقابلہ کے جنکا مذکور ہوچکا ہی دائرہ منطقة البروج مین چار ربع پیدا ہوتے ہین جنکی تفصیل یہ ہی۔ ربع اول وہ ہی کہ مابین اعتدال ربیعی اور انقلاب صیفی کے واقع ہی پس جبتک آفتاب حرکت خاصہ سے اپنے فلک پر محاذی اس نصف قوس کے ہوگا زمان ربیع ہوگا اسی سبب سے اس نقطہ کو اعتدال ربیعی بولتے ہین۔ یعنی جب آفتاب اس نقطہ کو تجاوز کریگا ربیع شروع ہوگا تاکہ نقطہ انقلاب صیفی تک موصول ہوجاوے۔ اور ربع دوسرا وہ ہی کہ درمیان نقطہ انقلاب صیفی اور نقطہ اعتدال خریفی کے ہی پس جبتک آفتاب موازی اس نصف قوس کے رہیگا زمان صیف شمار کیا جائیگا۔ اور ربع تیسرا وہ ہی کہ درمیان نقطہ اعتدال خریفی اور نقطہ اعتدال شتوی کے ہی پس جبتک آفتاب برابر اس نصف قوس کے سیر کریگا زمان خریف تصور کیا جائیگا۔ ربع چوتھا وہ ہی کہ درمیان نقطہ انقلاب شتوی اور نقطہ اعتدال ربیعی کے ہی پس جبتک آفتاب اس نصف قوس کے مقابلہ مین رہیگا وہ زمان شتا ہی۔ بیان ماسبق سے معنی اضافت نقاط اربعہ کے فصول اربع کی طرف ظاہر ہوجاتے ہین۔ فافہمہ فانہ دقیق ضمیمہ اوپر کہا گیا ہی کہ آفتاب فلک چہارم مین ہی اور وقوع اسکا منطقة البروج مین سیر طبعی سے بمعنی موازات اور محاذات فلک چہارم کے منطقة البروج سے ہی کما لا یخفی۔ اور تمام سیارہ فلک التدویر کی متابعت سے حرکت کرتے ہین الا آفتاب کہ حرکت اسکی بالذات ہی پس آفتاب باعتبار محاذات اور موازات منطقة البروج کے ہر برج مین ایک ماہ کامل سیر کرتا ہی چونکہ ہر ایک برج تیس درجہ پر منقسم ہی لہذا ہر ایک درجہ مین ایک دن سیر کرتا ہی جیسا بیان کیا گیا ہی۔ اور چونکہ منطقہ فلک چہارم کا محاذی منطقہ فلک البروج کے ہی اور سیر آفتاب کی ہمیشہ اپنے منطقہ پر ہی اور منطقة البروج معدل النہار کو زاویہ غیر قائمہ پر دو نقطہ اعتدال پر کاٹتا ہی اسلیئے عبور آفتاب کا دائین اور بائین معدل النہار کے واقع ہوگا مگر دو موضع متقابلین کہ برابر نقطہ اعتدالین کے ہین معدل النہار کے نیچے سیر واقع ہوگی پس ایک سال مین چھ ماہ آفتاب نیچے معدل النہار کے آتا ہی اور باقی چھ ماہ کسیقدر کم دائین طرف معدل النہار کے ہوتا ہی اور چھ ماہ کسیقدر کم

بائین طرف معدل النہار کے رہتا ہی۔ تصویر دائرہ معدل النہار اور منطقۃ البروج کی ذیل مین درج ہو تا کہ مضامین مذکورہ صدر کے ذہن نشین ہوجاوین علیک بالتامل الصادق فی ہذا المکان لینکشف لک الغطاء عن وجوہ خرائد البیان ۔

مقصد دوم زمین کے بیان مین ۔ جاننا چاہیے کہ جو کچھ مفرح القلوب اور شرح چغمنی اور شرح تذکرہ محقق
طوسی اور مرأۃ الخیال اور تقویم البلدان وغیرہ کتب معتبرۂ فن سے ثابت ہوا ہی وہ یہ ہی کہ زمین بشکل گنبد کے
کروی الشکل ہی اور مانند زردۂ بیضہ کے وسط فلک مین واقع ہی ۔ بعضون کے نزدیک زمین حرکت دولابی
سے متحرک ہی اور فلک قائم ہی ۔ اور تبدل اجزاے فلک کا جو ہمین معلوم ہوتا ہی بنا بر انتقال زمین کے ہی
لیکن محققین اس قول کو بدیہی البطلان سمجھکر آسمان کو ہی متحرک جانتے ہین ۔ اور دلائل ہر ایک کے
اپنے مکان پر مذکور ہین لا تذکر ہا ہہنا خوفاً عن الاطناب ۔ اور زمین کے تین طبقات ہین ایک وہ کہ ہمارے
پاس ہی اور یہ پانی اور ہوا سے مرکب ہی ۔ دوسرا وہ کہ نیچے اُسکے ہی اور وہ صرف پانی سے مرکب ہی
تیسرا وہ جو قریب مرکز کے ہی یہ طبقہ بسیط ہی پانی وہان تک نہین پہونچتا ۔ اور کہا گیا ہی کہ زمین فلک مین مثل
نقطہ کے واقع ہی اور چونکہ وہ عین وسط آسمان مین واقع ہوئی ہی اسلیے محاذی معدل النہار کے ایک خط
وسط زمین مین فرض کرتے ہین اور اس خط کو خط استوا کہتے ہین کیونکہ اس جگہ پر رات اور دن ہمیشہ
بالتقریب مساوی ہوتا ہی ۔ اور اس خط سے زمین کے عقلاً دو حصہ ہوجاتے ہین شمالی اور جنوبی ۔
اور یہ دونون حصہ مانند دو کاسون کے ہوتے ہین کہ لب دونون کے باہم پیوستہ ہون اور ملتقاے
دونون کا خط استوا ہی اور وسط حقیقی ہر کاسہ مین ایک نقطہ خیال کرتے ہین اسلیے کرۂ ارض مین بھی دو نقطہ
شمالاً اور جنوباً ثابت ہوتے ہین اور ان دونون کو مجازاً قطب کہا جاتا ہی اور بعدہ اس قطب سے دوسرے
قطب تک ایک اور خط کھینچتے ہین اس طور سے کہ طرف مشرق اور مغرب کے گذرتا ہی اور خط استوا کو
مشرق اور مغرب مین دو جگہ پر قطع کرکر دو نقطہ متقابلہ شرقاً اور غرباً پیدا کرتا ہی اس سے زمین کے
دو حصہ ہوجاتے ہین فوقانی اور تحتانی پس دونون خطوط مذکورہ سے مجموع زمین کے چار حصہ متساوی المقدار
ہوجاتے ہین اور عند الحکما یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہی کہ ہر دو ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی پانی
مین غرق ہی اور ایک ربع شمالی بلا تعیین بلکشوف اور ظاہر ہی اسی کو ربع مسکون بولتے ہین
اقالیم سبعہ وغیرہ بیابان اور پہاڑ اور بحار اور اشجار اسمین محصور ہین لیکن تعیین احد الربعین الشمالین
مین کہ انمین کونسا آباد اور معمور ہی حکما تعذر یا تعسر کے قائل ہین ۔ اور نیز ایک خط ثالث قطب
شمالی ارضی سے تصور کرتے ہین کہ زمین کے شرقاً اور غرباً دو حصہ کرکے خط استوا کو قطع کرکے
اپنی جگہ پر پہونچتا ہی مقطع اول کہ نصف فوقانی مین بعد مرور خط کے ربع مسکون سے ساتھ
خط استوا کے حاصل ہوتا ہی قبۃ الارض سے موسوم ہی اور ارفع ترین اجزاے زمین بہ نسبت
ہمارے بھی ہی کیونکہ نقطہ قبہ کا بہ نسبت اقطاب ارضی اور بلحاظ نقاط شرقی اور غربی کے کہ تقاطع خط اول

۱۰ بعض نسخ میں البطلان ۱۲
۱۱ تنبیہ
۵۲ باہم برابر ۱۲
۵۳ دونون شمالی مین سے ایک ۱۲
۵۴ بلند زیادہ ۱۲

اور ثانی سے حاصل ہوئے ہین عین وسط مین ہی پس کرہ زمین مین چھ نقطہ متقابلہ فرضی ثابت ہوئے دو نقطہ جنوباً و شمالاً یعنے دو قطب زمین کے اور دو نقطہ شرقاً اور غرباً اور دو نقطہ فوقاً اور تحتاً نقطہ فوقانی قبۃ الارض ہی و ہذا بالضرور رفع اجزاء الارض عندنا ۔ اور نصف خط ثالث کا کہ فیما بین نقطہ قطب شمالی زمین اور نقطہ قبۃ الارض کے واقع ہی نصف نہار قبہ کے نام سے موسوم ہی ۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ حکما نے ربع مسکون کو خط استوا سے قطب شمالی زمین تک نوّے درجہ تخمین کیے ہین ازانجملہ تیس درجہ قطب شمالی کی طرف سے بسبب عدم قابلیت آبادی کے خارج کرتے ہین اور عرض اقالیم سبعہ کو ساٹھ درجہ باقیہ مین محصور کرتے ہین ۔ اور عدم لیاقت تیس درجون مذکورہ کی آبادی کے لیے بسبب غلبہ برودت کے ہی کہ بوجہ بعد آفتاب کے وہان حاصل ہی اور بعض حکما تیس درجہ قطب شمالی کی طرف اور دس درجہ خط استوا کے جانب سے منہا کرتے ہین اور عرض اقالیم کو صرف پچاس درجون مین محصور کہتے ہین اور علت اخراج دس درجون مذکورہ مین یہ تحریر کرتے ہین کہ عین خط استوا مین بواسطہ غلبہ حرارت کے بھی سکونت ناممکن ہی پس انکے نزدیک مابین اقلیم اول اور خط استوا کے دس درجہ کا فصل ثابت ہوتا ہی بخلاف حکماے سابقین کے کہ انکے نزدیک فصل ثابت نہین ہوتا بہر تقدیر معلوم کرنا چاہیے کہ ہفت اقلیم مانند ہفت بساط مطولہ کے مشرق سے مغرب کی طرف برابر یک دیگر استہ راست ربع مسکون مین واقع ہین ۔ اور خط استوا جنوب مشرق زمین چین سے شروع ہوا ہی پھر جزیرہ جکوٹ سے گذر کر گنگ دژ پر کہ زمین چین سے ہی اور مستقر الشیاطین کے نام سے مشہور ہی پہونچتا ہی بعدہ جزائر ارض الذہب پر گذر کر جزیرہ سراندیب کے جنوب رویہ اور جزائر زنج کے شمالی طرف ہو کر معظم بلاد زنج مین پہونچتا ہی پس شمال رویہ کوہ قمر کے (کہ منبع رود نیل ہی) گذر کر اور جنوب رویہ بیابان مغرب کے پہونچ کر بحر اوقیانوس تک منتہی ہوتا ہی پس خط استوا سے درجہ مستقیم تک (کہ ساٹھ درجہ ہوتے ہین اور وہین تک آبادی ہی) عرض جنوب اور شمال مین سات حصے ہین ہر ایک کو اقلیم کہتے ہین ۔ طول اور عرض اقلیم کا مختلف ہی ۔ چنانچہ طول اور عرض اقلیم دوم کا اول سے کمتر ہی اور سوم کا دوم سے اور چہارم کا سوم سے اور پنجم کا چہارم سے اور ششم کا پنجم سے اور ہفتم کا ششم سے کمتر ہی اور ایسا ہی رات دن ہر ایک کا متفاوت ہی لیکن کل رات دن کی چوبیس ساعت مستقیم کی گئی ہین اگر دن زیادہ ہوگا تو رات کم ہو جائیگی اور اسکا عکس بھی ہوتا رہیگا اور نیز ہوا ہر ایک اقلیم کی علیحدہ اور مزاج باشندگان ہر ایک کا جدا ہی اور رنگ لوگون کے بھی مختلف ہین چنانچہ ہر ایک اقلیم کے ذیل مین یہ امور بیان ہونگے ۔ اور اہل نجوم نے ہر ایک اقلیم کو سات سیارون مین سے ایک ایک کے ساتھ منسوب

کیا ہی اور ہر ایک کو خدا کے حکم سے ایک ولایت مین متصرف جانتے ہین چنانچہ اقلیم اول زحل سے منسوب
ہی۔ اور وہ بلاد ہند ہین اور اقلیم دوم مشتری سے متعلق ہی اور وہ بلاد چین ہین اور اقلیم سوم مریخ سے وابستہ ہی
اور وہ بلاد ترک ہین اور اقلیم چہارم آفتاب سے منسوب ہی اور وہ بلاد خراسان ہین اور اقلیم پنجم زہرہ سے اور
وہ بلاد ماوراء النہر یعنے توران ہین اور اقلیم ششم عطارد سے اور وہ بلاد یاجوج ماجوج ہین اور عند البعض بلاد روم
ہین اور اقلیم ہفتم قمر سے متعلق ہی اور وہ بلاد بلخ ہین۔ اقلیم اول طرف خط استوا کے ہی اور اقلیم ہفتم
طرف قطب شمالی زمین کے ہی ماورا اسکے آبادی نہین اور باقی اقالیم ان دونون کے بیچ مین بتعقیب واقع ہین جیسا
مجملاً بیان ہوا ہی انتباہ بعض ولایتین ایک اقلیم مین محصور ہین اور بعض مشترک ہین یعنی بعضے بلاد انکے ایک
اقلیم مین اور بعض دوسرے مین جیسا ہندوستان اور چین وغیرہ کئی ایک اقالیم مین مشترک ہین پس
تعیین ولایتون کی اقالیم مین درست نہین آتی اسلیے اسامی بلاد مشہورہ کے جو ہر ایک اقالیم مین واقع ہین۔
لکھے جاتے ہین تا آسانی معلوم ہو جاوے کہ فلان شہر فلان اقلیم سے ہی علی قول الاصح آب اقالیم کے بابت قدرے
لکھا جاتا ہی اقلیم اول ابتدا اسکی شمال جزیرۂ یاقوت سے ہوتی ہی پس جنوب بلاد چین اور شمال سراندیپ
اور وسط ہند اور سندپر گذرتی ہی اور بحر فارس قطع کرکے جنوب بلاد عمان اور وسط بلاد یمن پر گذر کر بحر
محیط پر منتہی ہوتی ہی۔ اور اس جزیرہ کی دو طرفین ہین شمالی اور جنوبی سمت شمالی مین یہ اقلیم واقع ہی اور
جو ملک اسمین واقع ہین وہ یہ ہین۔ جزیرۂ وقواق کہ سرحد مشرق مین ہی اور بعض بلاد چین مثل تیون
اور خانقو اور خالجو اور خنا اور سنبلی۔ اور جزیرۂ سراندیپ کہ بحر ہند مین واقع ہی اور دیگر جزائر ہند۔ اور
یمن بعض بلاد اسکے اس اقلیم سے خارج ہین لیکن جسقدر بلاد یمن سے داخل اقلیم اول ہین وہ
ذیل مین مذکور ہوتے ہین۔ ثغرہ۔ مخابند۔ معشرہ۔ سبا۔ حضرموت۔ عدن۔ مرساط۔ شجرہ۔ قلہات۔
ظفار۔ زبید۔ ہجر۔ شرجہ۔ حلی۔ جبلہ۔ صعدہ۔ مارث۔ ونار۔ جرس۔ صریّن۔ ارم کہ
شداد سے منسوب ہی۔ اور بلاد زنجبار اور بلاد النوبہ اور نوبہ منجملہ پسران حام بن نوح سے تھا یہ ولایت
اسکے نام پر شہرت رکھتی ہی اور معدن الذہب اور قصبۂ عمان اور حبشہ اور بربرا اور تکرور اور دنقلہ اور
بلد سندابل اور سفالا اور سلجما اور جالیص اور مقدشو اور خانہ اور بربیا اور رغادہ اور بعض بلاد
حجاز اور جزیرہ کرک وغیرہ۔ طول اقلیم ہذا کا تین ہزار بائیس ۳۰۲۲ فرسنگ ہی اور عرض اسکا ایک سو سینتالیس ۱۴۷
فرسنگ اور اس اقلیم مین بیس ۲۰ پہاڑ اور تیس ۳۰ انہار ہین اور آدمی اس اقلیم کے سیاہ رنگ ہوتے ہین
طول روز اوائل اقلیم مین ۱۲ ساعت نجومی۔ اور رات ۱۱ ساعت کی ہوتی ہی اور میانہ اقلیم مین
۱۳ ساعت کا دن اور ۱۰ ساعت کی رات ہوتی ہی اور آخر اقلیم مین ۱۳ ساعت کا دن اور رات دس ساعت

۵۵ دربیان ۱۲
۵۵ سمندر ۱۲
۵۶ جمع
مکان ۱۲

کی ہوتی ہی اور ہوا اِس اقلیم کی بارہ مہینے معتدل اور برابر اور مناسب ہوتی ہی اقلیم دوم
ابتدا اُسکی مشرق سے ہوتی ہی اور وسط بلاد چین اور شمال سراندیپ اور بلاد ہند اور قندہار
اور وسط بلاد کابل اور جنوب بلاد کرمان پر گذرتی ہی پس بحر فارس کو قطع کر کر وسط بلاد رقہ
اور افریقیہ اور شمال بربرستان اور جنوب قیروان اور وسط بلاد طنجانہ کے پہونچکر بحر اوقیانوس
تک منتہی ہوتی ہی اور اُسکے جو اسمین واقع ہین وہ درج ہوتے ہین - توابع عمان - توابع یمن اور یمامہ
اور توابع حجاز - اور تہامہ اور مکہ مبارکہ کہ ابتداے اقلیم دوم مین ہی اور مدینہ مطہرہ قریباً وسط
اقلیم مین ہی اور طائف اور جحفہ اور [illegible] اور [illegible] اور خیبر - اور توابع حبش اور
قیروان اور بعض بلاد افریقیہ اور بلاد صعید مصر مثل قفط اور قوص اور اخمیم اور عیذاب اور
اسیوط اور [illegible] اور حلوان اور اقصر اور ارمنت اور بعض بلاد ملک مغرب مثل درعہ اور سوس
اور [illegible] اور [illegible] اور ولایت بحرین اور [illegible] بندر اور جزیرہ سقوطرہ کہ بحر مغرب مین ہی اور
اکثر بلاد ہند واضح ہو کہ اگرچہ ہندوستان ایک ولایت وسیع ہی اور کئی ولایتون پر مشتمل ہی
اور اقلیم دوم اور سوم اور چہارم مین مشترک ہی لیکن چونکہ اکثر بلاد اُسکے اقلیم دوم مین ہین اسلیے
ذکر ہندوستان کا اسی اقلیم مین کرنا مناسب سمجھا گیا ہی اور باقی شہر اُسکے جس جس اقلیم مین واقع ہین
وہان پر لکھے جاینگے پس جو بلاد اُسکے دکھن اور گجرات وغیرہ سے اقلیم دوم مین واقع ہین وہ ذیل مین مندرج
ہوتے ہین مثل منصورہ - اور دولت آباد جو کہ زمان سابق مین دیوگڈہ کے نام سے مشہور تھا اور قلعہ اُسکا
عجائبات سے ہی اور احمد نگر اور پٹن اور چیولپور بندر اور ولایت تلنگانہ اور گولکنڈہ یعنی حیدر آباد کہ دار الملک
تلنگانہ ہی اور بیدر یعنی [illegible] آباد اور گجرات اور برہانپور کہ سرحد ولایت خاندیس ہی اور کھنبایت اور سورت
شہر و بندر مشہور ہین اور سومنات اور ناگور اور صوبہ برار اور اجمیر اور بنارس اور شریف آباد اور سیالکام
اور سلیم آباد اور گوڑ اور ستارہ گانو [illegible] اور جنت آباد اور کورکات اور جہانگیر آباد اور اکبر نگر
یعنی راج محل - اور اوڑیسہ ایک ولایت ہی درمیان حیدر آباد اور بنگالہ کے - اور بہار اور کوچ توابع
بنگالہ سے ہی - اور گورکان - صاحب شرح چغمنی فارسی اور مرآۃ الخیال نے دہلی کو اقلیم دوم سے شمار کیا ہی
لیکن صاحب مفرح القلوب نے کہ متاخرین سے اور باشندہ دہلی کا ہی اُسکو اقلیم سوم سے لکھا ہی
طول اقلیم دوم کا دو ہزار آٹھ سو بتیس ۲۸۳۲ فرسنگ ہی اور عرض ایک سو بتیس ۱۳۲ فرسنگ - اور اس اقلیم
مین ستائیس ۲۷ پہاڑ اور اسی قدر انہار واقع ہین اور رنگ آدمیون کا درمیان سواد اور سمرت کے ہی
یعنے گندم گون مائل بسیاہی طول روز اوائل اقلیم مین ۱۳ ساعت اور میانہ اقلیم مین ۱۴ ساعت

اور آخر مین ۱۳ ساعت ہی اور بموجب قاعدہ مذکورہ صدر کے جسقدر دن بارہ ساعت سے زیادہ ہوگا
اسیقدر رات بارہ ساعت سے کم ہوجائیگی۔ اور ہوا اس ولایت کی نہایت گرم ہی اقلیم سوم ابتدا اُسکی
مشرق بلاد چین سے ہی پس بلاد یاجوج ماجوج اور شمال بلاد ترکستان اور وسط بلاد کابل پر گذرتی ہی
پس حصار اور قندھار اور وسط بلاد کرمان اور سیستان اور بلاد فارس اور عراق اور جنوب دیار بکر اور شمال
بلاد مغرب اور وسط ولایت شام پر گذرتی ہی۔ بعدہ مصر اور اسکندریہ اور وسط قادسیہ اور قیروان اور بلاد طنجہ
پر گذر کر بحر اعظم تک منتہی ہوتی ہی۔ اور مواضع جو اسمین ہین یہ ہین۔ شام ایک ولایت ہی اور بیت المقدس اُسکا
دار الملک ہی۔ اور فلسطین ایک ولایت ہی۔ اور سوسہ اور بعض بلاد افریقیہ کے۔ اور توابع قیروان اور
طرابلس مغرب۔ اور بعض بلاد ملک مغرب مثل سقے کے کہ منتہا ے ملک مغرب مین ہی اور سطہ اور فارس
اور قسیطلہ اور سطیف۔ اور افریقیہ ایک ولایت ملک مغرب سے بجانب مشرق کے ہی قسیطلہ ابتدا ے ملک
مغرب مین داخل افریقیہ ہی۔ اور سوسہ افریقیہ سے ہی اور طرابلس بجانب شرقی قیروان کے افریقیہ سے ہی
اور دمشق ایک شہر ہی ولایت شام مین۔ اور بعلبک قریب دمشق کے عسقلان اور یافہ اور رملہ اور
قیساریہ اور شوبک اور کرک یہ آٹھون شہر شام سے ہین۔ اور بلاد عراق عرب سے مثل حلہ اور نہروان کے
اور بلاد کرمان سے۔ ہرمز اور بردسیر اور زرند اور سیرجان اور مدین۔ اور دمیاط۔ اور طرابیہ اور مدین
اور حلوان۔ اور نہروان۔ اور اقسلنجہ اور فسطاط۔ اور قاہریہ اور اسکندریہ۔ اور مصر اور ہرمان۔ اور
عین الشمس اور فراہ۔ اور فیوم۔ اور تنیس اور التصفا۔ اور شمونین اور منیہ اور ابن خصیب۔ اور منیف اور
قلزم جو کہ بحرین کے ساحل پر ایک شہر ہی اور دریا کو اُس سے نسبت دیکر اسی نام سے پکارتے ہین اور تنیس
یہ بارہ شہر نواحی مصر سے ہین۔ ارجان بلاد فارس سے ہی۔ اور شیراز۔ مولد شیخ سعدی مصلح الدین شیرازی
کا۔ اور بغداد ایک شہر مشہور ہی اور قبور شریف اولیاے کرام سے پر نور۔ کوفہ ایک شہر ہی امام اعظم صاحب
وہان کے باشندہ تھے۔ اور نجف اشرف دو فرسنگ کوفہ سے ایک شہر ہی اور تبوک اور اہواز
اور بصرہ اور واسط اور یزد اور ابرقوہ۔ اور اصطخر ایک شہر زمانہ سابق مین عظیم تھا لیکن اب
تھوڑا سا باقی ہی۔ اور بیضا ایک شہر معروف ہی اور مٹی اُسکی نہایت سفید ہی اسلیے اُسکو بیضا
کہتے ہین۔ قاضی بیضاوی صاحب تفسیر بیضاوی یہان کے باشندہ ہین۔ اور گازرون۔
ملا سدید گازرونی صاحب کتاب مغنی شرح موجز القانون المشہور بسدیدی[۵۱]۔ اور شارح قانون
وغیرہ یہان کے باشندہ تھے چنانچہ کتب طب مین سدید گازرونی کے نام سے لکھے جاتے ہین اور عسکری
اور قادسیہ اور رومیہ اور عراق عرب اور بابل اور اصفہان اور فیروز آباد۔ اور خوزستان ایک ولایت فاسد الہوا[۵۲] ہی

[۵۱] چونکہ سدیدی کے نام سے مشہور ہی ۱۲

[۵۲] یعنی اسکی ہوا خراب ہی ۱۲

شستر دار الملک خوزستان ہی اور کرمان ایک ولایت ہی شرقی اُسکے مکران اور غربی اُسکے فارس اور
شمالی اُسکے خراسان ہی اور سجستان اور کیچ اور بست اور رخج اور خمدش اور دورق اور بہیق اور غزنین
اور کابل اور میمند اور قندھار اور سند اور دیال پور اور ملتان اور کیچہ اور مکران اور ولایت افغانان۔
اور زابلستان۔ اور سیستان ایک ولایت ہی کہ حدود اُسکے خراسان سے لیکر سخارہ کرمان اور غزنین
اور افغانستان ہند تک ہین اور پشاور۔ اور پنجاب ایک ولایت ہند مین مشہور ہی اور لاہور اُسکا
دار السلطنت[۱] ہی اور نگرکوٹ اور سرہند اور ہانسی اور حصار اور تھانیسر اور پانی پت اور دہلی اور
شاہجہان آباد اور رامپور یعنی مصطفے آباد اور آگرہ معروف بہ اکبر آباد اور لکھنؤ اور اودہ اور بلگرام اور کالپی
اور متھرا عرف اسلام آباد اور کشمیر اور شمال کشتستان اور معظم بلاد چین طول اس اقلیم کا دو ہزار دو سو چوالیس فرسنگ
ہی اور عرض اسکا ایک سو سولہ فرسنگ اور اسمین تینتیس ۳۳ پہاڑ اور بائیس انہار واقع ہین۔ مردم اس اقلیم کے
گندم گون ہین۔ اور ہوا اسکی نہایت درجہ کی گرم ہی کیونکہ اقلیم دوم سے متصل ہی لیکن اُسکے آخر مین
جو اقلیم چہارم سے پیوستہ ہی ہوا اسکی قریب باعتدال ہی۔ طول روز اوائل اقلیم مین ۱۴ ساعت اور
وسط مین ۱۴ ساعت اور آخر مین ۱۴ ساعت ہی اقلیم چہارم اور یہ وسط اقالیم مین واقع ہی
اور اماکن جو اسمین واقع ہین وہ یہ ہین۔ طنجہ منتہاے مغرب مین اور افریجہ اور جزیرہ ناردوس اور
قبرس اور غزماطا اور مالقہ جنوب مین۔ اور اندلس اور انطاکیہ اور طرسوس اور طرابلس شام اور حلب
اور حمص اور حماہ اور مرعش اور تلمسان اور امد اور نصیبین اور تدمر اور موصل اور ارمیہ اور سرمن رای[۲]
کہ سامرہ کے نام سے معروف ہی اور دیلم اور الموت اور تفرش اور قم اور قومس اور کاشان اور سمنان
اور استر آباد اور جرفادقان اور قرخان۔ اور اسفرائن ایک ولایت ہی خراسان مین نصف ولایت خراسان
کو گھیرے ہوے ہی۔ اور جرجان اور طوس اور نیشاپور خراسان کا ایک شہر مشہور ہی اور جوین
اور جنوشان اور ترشیز اور جنابا۔ اور قہستان ایک ولایت ہی کہ طبس اور برجند وغیرہ اُسکے مضافات
سے ہین اور توران اور زوزن اور سرخس اور زاریاب اور بسطام اور ناطل اور قصر شیرین اور دہ غور
اور طالقان اور نسا اور لوقان اور قائن اور ختلان اور دخش اور شومان بلاد ترک سے ہین
اور خراسان ایک ولایت وسیع ہی مرو شاہجان اعظم بلاد خراسان ہی۔ اور سنہ
ایک ولایت مختصر ہی۔ اور دشت خاوران مضافات منہہ سے ہی۔ اور غور ایک ولایت ہی
مابین غزنین اور خراسان کے اور بعضون نے اسکو اقلیم سوم سے شمار کیا ہی اور بلخ اور میمنہ
اور اندخو اور ترمذ۔ اور بدخشان ایک ولایت ہی۔ اور غرجستان ایک ولایت مشہور ہی

[۱] یعنی دار الخلافت بادشاہ کے رہنے کی جگہ اور تخت گاہ ۱۲
[۲] اصلی معنی ان الفاظ کے ... کو دیکھ کر خوش ہوا

اور گردستان اور باداغیس اور توابع فارس اور دامغان اور شیراز اور قومیج اور صفہان اور عراق
اور مشہد اور طہران۔ اور دماوند مشہور ہی کہ تمام جہان کے شہرون مین سے بنا اُسکی قدیم ہی اور طبرستان
اور آمل۔ اور رستمدار ایک ولایت ہی اور ساوہ اور گیلان اور قزوین اور ابہر اور زنجان اور سہروا
اور طارم۔ اور اردستان ایک ولایت ہی کہ آٹھ گانو پر مشتمل ہی اور خواف۔ اور جام مقام معروف ہی
مولانا عبدالرحمن جامی صاحب تصانیف کثیرہ اسی جگہ کے باشندہ تھے اور تربت اور سبزوار اور توابع
ہرات کے اور وسطان اور زوارہ اور سلطانیہ۔ اور ری ایک ولایت ہی اور ہمدان اور نہاوند اور
آذربیجان ولایت ہی اور تبریز اُسکے بزرگ شہرون سے ہی۔ خواجہ شمس الدین تبریزی رح یہان
ہوے ہین۔ اور بعض دیار بکر اور روم اور اردبیل اور مراغہ اور ارد باد اور خلخال۔ اور تبت ایک
ولایت ہی اور بعض بلاد ختا اور ختن اور بلاد شمال چین۔ طول اس اقلیم کا دو ہزار دو سو چھیاسٹھ فرسنگ ہے
اور عرض ننانوے فرسنگ ہی اور اسمین پچیس پہاڑ اور بائیس انہار واقع ہین اور رنگ آدمیون کا
درمیان گندم گونی اور سفیدی کے ہی اور یہ اقلیم چونکہ ساتون اقلیم کے درمیان واقع ہوئی ہی اسلیے اُسکی
ہوا قریب باعتدال ہی۔ اسمین بسبب اعتدال کے آبادی اور توالد اور تناسل سب اقلیمون سے زیادہ ہی
طول نہار اوائل اقلیم مین ۱۴ ساعت درمیان مین ۱۵ ساعت آخر مین ۱۵ ساعت ہی۔
اقلیم پنجم اور وہ جانب مشرق سے امتداد پاکر وسط بلاد ترکستان اور ماوراءالنہر پر گذرتی ہی۔ پس
جیحون کو قطع کر کے شمال بلاد خراسان اور سجستان اور کرمان اور ہرات اور جنوب آذربیجان اور وسط
ارمینہ اور بلاد روم اور جزائر یونان پر گذرتی ہی۔ اور بعدہ جنوب ہیکل الزہرہ اور درمیان بلدان اندلس
ہوکر بحر اوقیانوس تک منتہی ہوتی ہی۔ اماکن اور مواضع جو اسمین موجود ہین یہ ہین ہیکل الزہرہ اور اندلس
اور بعض بلاد روم مثل عموریہ اور قونیہ اور اقصرائے اور قیصریہ اور سواس اور ملیطہ اور توقات اور ارزل
اور شیروان اور سریرا اور بردع اور جرجانیہ اور زمخشر۔ جاراللہ زمخشری نحوی فاضل مشہور معتزلی صاحب
تفسیر کشاف یہان کے رہنے والے ہین۔ اور بخارا اسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک اقلیم پنجم سے
ہی اور بعض کے نزدیک اقلیم چہارم سے۔ اور ایلاق اور قسطنطنیہ یعنے استنبول کہ تختگاہ روم کی ہی اور یونان
اور عیان اور ارس اور بعض بلاد اندلس مثل اشبونہ کے کہ غرب اندلس مین ہی۔ مدینہ ولید اور طلیطلہ
اور مرسیہ اور شاطبہ اور طرسوسہ اور لاردہ اور طرکونہ۔ یہ آٹھون شہر اندلس سے ہین اور شلونہ آخر اقلیم
ہذا مین خارج اندلس سے ہی اور فرنگ مین داخل ہی اور شماخی اور قبا اور شاسوس اور حنظلہ اور فلیج
اور اران ایک ولایت ہی اور سجستان اور ارمیہ اور گرجستان اور بیلقان۔ اور گنجہ ایک شہر ہی

تصانیف جمع تصنیف

مولوی نظام الدین گنجوی صاحب مخزن ومطلع وغیرہ کتب فارسیہ اسی شہر کے ہین ۔ اور خوارزم ایک ولایت ہی اور شمالی بلاد خراسان ۔ ماوراء النہر ایک ولایت ہی کہ حد شرقی اسکی فرغانہ اور حد غربی اسکی خوارزم اور حد شمالی اسکی تاشکند اور حد جنوبی اسکی بلخ ہی اور سمرقند معظم بلاد توران سے ہی ۔ اور کش ایک شہر ماوراء النہر سے ہی اور جنوب سمرقند مین واقع ہی ۔ اور نسف یعنی نخشب یہ ایک شہر ہی کہ حکیم ابن عطاء کہ مقنع کے نام سے مشہور تھا ایک کوئین سے کہ نواحی اس شہر مین تھا سحر سے ایک چاند باہر نکالتا تھا کہ قریب چار فرسنگ کے روشنی اسکی جاتی تھی اور پھر اسی کنوئین مین غروب ہوجاتا تھا ہکذا قیل والعلم عند اللہ العلیم ۔ اور اوش اور تقلیس اور مرغینان اور اندجان ۔ اور اسفرہ قریب مرغینان کے ایک کوہستان ہی اور اسمین کئی ایک گانو شامل ہین ۔ اور خجند اور طراز ۔ اور کاشغر ایک ولایت ہی ۔ اور وسط بلاد ترکستان طول اس اقلیم کا ایک ہزار سات سو ستاسی فرسنگ ہی اور عرض اسکا چوراسی فرسنگ ہی اور اسمین تینتیس پہاڑ اور پندرہ انہار واقع ہین ۔ اور رنگ آدمیون کا سفید ہوتا ہی ۔ طول روز اوائل مین ۱۵ ساعت ۔ اور درمیان مین ۱۶ ساعت اور آخر مین ۱۵ یا ۱۶ ساعت ہی اقلیم ششم ابتدا اسکا مشرق سے ہوا ہی اور شمال مین دیار یاجوج ماجوج اور بلاد خاقان اور کیماک اور اسفنجاب کے گذرتی ہی بعدہ بعض بلاد نواحی خوارزم اور حوالی خنلان اور شمال قسطنطنیہ اور ہیکل الزہرہ اور اندلس پر گذر کر بحر اعظم تک منتہی ہوتی ہی ۔ اور مواضع اور بلاد جو اسمین واقع ہین مذکور ہوتے ہین صقالیہ اور میولنہ اوائل اقلیم مین اندلس کے شرقی جانب ہین اور اربونہ مشرق اندلس مین بلاد فرنگ سے متصل ہی ۔ اور بردال اور بعض بلاد ترکستان مثل جند اور فاراب اور توابع بلاد روم اور رومیہ اور افرنجہ اور قیصین اور باب الابواب اور خنلان اور سلیمونین اور بلاد روس مثل اس کے ۔ اور آلان اور صروقان اور برطاس اور حرز اور بلاد فرنگ اور سپیجاب اور فرخار اور جرکس ۔ اور معظم بلاد ترکستان مثل الماغ اور بیش اور تانغ اور قراقرم اور ترکستان مجموع بلاد ترک کو کہا جاتا ہی اور حد اسکی عرض مین جانب شرقی اقلیم اول سے اقلیم ہفتم تک ہی اور اکثر لوگ بلاد مذکورہ کے صحرا نشین ہین اور فاراب اور طراز اور ختن اور چگل اور تاتار اور خوز اور کیماک ۔ اور کیماس ایک قوم ترک سے ہی اور تاتار بھی ایک قوم ترک سے ہی کہ شرقی اقلیم ہذا مین سکونت کرتے ہین ۔ روس بھی اس اقلیم مین ایک گروہ ہین ۔ بغراج ایک قوم بزرگ ہی کہ اصل انکا ترک ہی اور ڈاڑھی مونچھین نہین رکھتے

۱ معظم بزرگ ۱۲
۲ اندرون
۳ یہ شہر قرشی سے مشہور ہی ۱۲
۴ یہ کہا گیا ہی اور علم خدا علیم کے پاس ہی ۱۲
۵ ششم بزرگ ششم ۱۲

طول اس اقلیم کا ایک ہزار پانسو گیارہ فرسنگ ہی اور عرض اسکا اکتیر فرسنگ اور اس ولایت
مین دس پہاڑ اور چالیس انہار جاری ہین - اور آدمی اس ولایت کے سرخ رنگ ہوتے ہین - طول روز
اوائل اقلیم مین ۱۵ ساعت اور درمیان مین ۱۶ ساعت اور آخر مین ۱۶ ساعت ہی - اقلیم ہفتم
ابتدا اسکی بھی جانب مشرق سے ہی پس بلاد یاجوج اور ماجوج پر گذر کر بلاد کیماکس اور آلان اور
شمال خلیج پر گذرتی ہی بعدہ جنوب بلاد ترخان پر پہونچتی ہی اس اقلیم مین عمارت کمتر ہی
چونکہ بہت بعد ہی شمس سے اور سردی کے لائق آبادی کے نہین یہان تک کہ گھاس بھی وہان
پیدا نہین ہو سکتی اکثر موجودہ اس اقلیم مین یہ ہین جابلقا نہایت مغرب مین ایک شہر مشہور ہی
اور [illegible] ایک ولایت ہی کہ اقلیم ششم کے غربی طرف واقع ہی اگرچہ یہ ولایت
انتہای ششم مین ہی الا قدرے ازان اقلیم ششم مین بھی داخل ہی آدمی وہان کے سرخ رنگ ہوتے ہین
اور توابع روس اور توابع فرنگ اور [illegible] اور بلغار ایک شہر معروف ہی وہان اوائل موسم گرما
مین [illegible] شفق غائب نہین ہوتی کہ سفیدی صبح کی نمودار ہوجاتی ہی کہتے ہین کہ صلوٰۃ خمسہ سے
نماز عشا کی وہان نہین ہونے پاتی - اور کوتاہی دن کی اس شہر مین چار ساعت تک پہونچ جاتی ہی
اور درازی رات کی بیس ساعت تک ہوجاتی ہی اور پھر عکس ہوجاتا ہی یعنی بالتدریج دن گھٹتا
اور رات گھٹتی ہی پس ہوتے ہوتے رات چار ساعت کی ہوجاتی ہی - اور دن بیس ساعت
کا ہوجاتا ہی اور [illegible] وسط مین ہر سال مین دو دفعہ مثل دیگر مواضع کے رات اور دن مساوی
رہتے [illegible] بارہ ساعت تقریباً ہوجاتا ہی - اور جنوب مین بلاد ترکستان مثل خلیج اور ترخان اور
[illegible] الشین کے ہین - اور یا مین شمال اور مشرق اس اقلیم کے اس طرف سد سکندری کے
ولایت یاجوج اور ماجوج کی واقع ہی - طول اس اقلیم کا ایک ہزار ایک سو تین فرسنگ ہی
اور عرض اسکا [illegible] فرسنگ ہی - اور اسمین [illegible] پہاڑ اور چالیس انہار واقع ہین - اور رنگ
مردمان اس اقلیم کا بھی سرخ ہی مگر مائل بسفیدی ہی اور ہوا اسکی نہایت ہی سرد ہی اور بعد اسکے
دریاے محیط تک ویرانہ ہی اور سردی اور برف بنہایت ہی - درازی روز کی ابتدا مین ۱۷ ساعت
اور درمیان مین ۱۸ ساعت ہی - پوشیدہ نرہے کہ ہر ایک اقلیم مین اماکن متعدد ہین اس مختصر مین
جو بلاد مشہورہ اور [illegible] ہین صرف وہی ذکر کیے گئے ہین تمام بلاد کی تفصیل وار اسمین گنجائش
نہین ہو سکتی مطولات مین مطالعہ کرلین - مخفی نرہے کہ طول معمورہ ربع مسکون کا حکیم
بطلیموس کے نزدیک ساحل غربی بحر محیط سے ساحل مشرقی بحر محیط تک ایک سو ستر درجہ ہین

اور عرض ربع مسکون کا اناسی ۷۹ درجہ ہی اور اکثر حکما کے نزدیک طول معمورہ ربع مسکون کا جزائر خالدات سے لیکر کہ منتہاے جانب غربی ربع مسکون ہیں گنگ دز نگ تک کہ منتہاے جانب شرقی طول آبادی میں ہیں ایک سو اسی ۱۸۰ درجے ہیں اور عرض خط استوا سے کہ منتہاے جنوبی آبادی میں ہی لیکر منتہاے آبادی بجانب شمال تک چھیاسٹھ ۶۶ درجے ہیں۔ اور مقدار مسافت ہر درجہ اراضی کا ساڑھے چھیاسٹھ ۶۶ میل اور چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ گز ہوتا ہی اور مقدار دقیقہ ارضی کا ایک میل اور چار سو چوالیس ۴۴۴ گز ہی اور میل ایک کوس کو کہتے ہیں ایک کوس چار ہزار گز کو کہتے ہیں فاحفظہ فانہ ینفعک فی النقشۃ الآتیۃ۔ اب ہم آسانی فہم کے لیے ایک نقشہ مفیدہ ذیل میں مندرج کرتے ہیں جسمیں مشہور و معروف بلاد کے نام بہ ترتیب حروف تہجی بیان کیے گئے ہیں اور اسمیں یہ التزام کیا گیا ہی کہ لاہور مثلاً کس اقلیم سے ہی اور کون سے ملک میں شمار کیا گیا ہی اور طول بلد کے حساب سے کس درجہ اور دقیقہ پر واقع ہی اور ایسا ہی عرض بلد کی رو سے کس درجہ اور دقیقہ پر موجود ہی تاکہ مبتدیین کم خواندہ کو بسہولت تفصیل بلاد کی مع ملک اور اقلیم وغیرہ امور کے دریافت ہوجاوے نقشہ ذیل میں مندرج ہوتا ہی

پس یاد رکھو اسکو پس بتحقیق نفع دیگا تجکو نقشہ آئندہ [illegible]

نقشہ بلاد مشہورہ معروفہ

بلد	طول	عرض	اقلیم	ملک
اٹک	طول ایک سو چھ ۱۰۶ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض تینتیس درجہ اور چوبیس ۲۴ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
اجمیر	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور پچاس ۵۰ دقیقہ	اقلیم دوم	ایضاً
اجین	طول ایک سو بارہ ۱۱۲ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ اور پچپن ۵۵ دقیقہ	ایضاً	مالوہ ملک ہند
احمد آباد	طول ایک سو آٹھ ۱۰۸ درجہ	عرض تیئیس ۲۳ درجہ	ایضاً	ملک ہند
اسکندریہ	طول اکسٹھ ۶۱ درجہ	عرض تیس ۳۰ درجہ	اقلیم سوم	ملک مصر
اصطخر	طول اٹھاسی ۸۸ درجہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ	ایضاً	ملک فارس
اصفہان	طول بیاسی ۸۲ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ اور پچاس ۵۰ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
آگرہ	طول ایک سو بارہ ۱۱۲ درجہ اور پینتالیس دقیقہ	عرض ستائیس درجہ	اقلیم سوم	ملک ہند
الہ آباد	طول ایک سو سولہ ۱۱۶ درجہ اور پچاس دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور باون ۵۲ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
امروہہ	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
انطاکیہ	طول اکہتر ۷۱ درجہ اور چھبیس ۲۶ دقیقہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک شام
اورنگ آباد	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض انیس ۱۹ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند

باب	نام	طول	عرض	اقلیم	ملک
	اودھ	طول ایک سو سولہ ۱۱۶ درجہ اور پچپن ۵۵ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
باب الباء	باب الابواب	طول پچاسی ۸۵ درجہ	عرض تینتالیس ۴۳ درجہ	اقلیم پنجم	ملک ارمینیہ
	بابل	طول اسی ۸۰ درجہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	پانی پت	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	پٹنہ	طول ایک سو انیس ۱۱۹ درجہ اور بارہ ۱۲ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	بخارا	طول ستانوے ۹۷ درجہ	عرض انتالیس ۳۹ درجہ	اقلیم چہارم	ملک توران
	بدخشان	طول چوراسی ۸۴ درجہ اور چوبیس دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	بدایون	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ	عرض ستائیس ۲۷ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	برہانپور	طول ایک سو آٹھ ۱۰۸ درجہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ	اقلیم دوم	ملک ہند دکن
	بسطام	طول ایک سو نو ۱۰۹ درجہ اور پینتیس ۳۵ دقیقہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ اور دس دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
	بست	طول ایک سو ۱۰۰ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	ایضاً	ایضاً
	بصرہ	طول چوراسی ۸۴ درجہ	عرض تیس ۳۰ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	بعلبک	طول ستر درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	بغداد	طول اسی درجہ	عرض اٹھتیس ۳۸ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	بلخ	طول ستاسی ۸۷ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک خراسان
	بنارس	طول ایک سو سترہ ۱۱۷ درجہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ	اقلیم دوم	ملک ہند
	بھوپال	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ	عرض تئیس ۲۳ درجہ	ایضاً	ملک ہند دکن
	بیجاپور	طول ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ اور تیس دقیقہ	عرض سترہ ۱۷ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	بیت المقدس	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	اقلیم سوم	ملک شام
	پشاور	طول ایک سو درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	ایضاً	ملک ہند
باب التاء	تبریز	طول بیاسی ۸۲ درجہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
	تبوک	طول ترپن ۵۳ درجہ	عرض تیس ۳۰ درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	تبت	طول ایک سو دس ۱۱۰ درجہ	عرض چالیس ۴۰ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ہند
	تلمسان	طول چوبیس ۲۴ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	اقلیم سوم	ملک مغرب
	تھانیسر	طول ایک سو بارہ ۱۱۲ درجہ اور تینتیس ۳۳ دقیقہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ	ایضاً	ملک ہند

حرف	شہر	طول	عرض	اقلیم	ملک
	[illegible]	طول بیاسی ۸۲ درجہ اور تینتیس ۳۳ دقیقہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند
حرف الجیم	جدہ	طول ستتر ۷۷ درجہ	عرض اکیس ۲۱ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	جرجان	طول نوّے ۹۰ درجہ	عرض سینتیس ۳۷ درجہ	اقلیم چہارم	ملک ایران
	جلال آباد	طول ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ اور چالیس دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	جکوٹ	طول ایک سو ستتر ۱۷۷ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض دو ۲ درجہ	اقلیم اول	ملک جزائر ہند
	جند	طول ستانوے ۹۷ درجہ اور دس دقیقہ	عرض تینتالیس ۴۳ درجہ اور تینتیس ۳۳ دقیقہ	اقلیم پنجم	ملک ترکستان
	جنوہ	طول اکتالیس ۴۱ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض اکتالیس ۴۱ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	اقلیم پنجم	ملک ترکستان
	جونپور	طول ایک سو سولہ ۱۱۶ درجہ اور چھ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور گیارہ ۱۱ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
حرف الحاء	حجر	طول بہتر ۷۲ درجہ	عرض تئیس ۲۳ درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	حلب	طول بہتر ۷۲ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	حلہ	طول اٹھاسی ۸۸ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	حمص	طول پچھتر ۷۵ درجہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	حیدرآباد	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض اٹھارہ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک دکن ہند
حرف الخاء	خانفو	طول ایک سو ساٹھ ۱۶۰ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چودہ ۱۴ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم اول	ملک چین
	خانجو	طول ایک سو باسٹھ ۱۶۲ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض چودہ ۱۴ درجہ اور پانچ دقیقہ	اقلیم اول	ملک چین
	ختن	طول ایک سو چھ ۱۰۶ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض بیالیس ۴۲ درجہ	اقلیم پنجم	ملک ترکستان
	خجند	طول ایک سو ۱۰۰ درجہ اور تینتیس دقیقہ	عرض اکتالیس ۴۱ درجہ اور پچپن ۵۵ دقیقہ	اقلیم پنجم	ایضاً
	خوارزم	طول چورانوے ۹۴ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض بیالیس ۴۲ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	ایضاً	ملک ایران
حرف الدال	دمیاط	طول تریسٹھ ۶۳ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	اقلیم سوم	ملک مصر
	دمشق	طول ستر ۷۰ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	ایضاً	ملک شام
	دولت آباد	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند دکن
	دہلی	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ اور اٹھارہ دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور گیارہ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	ڈھاکہ	طول ایک سو بائیس ۱۲۲ درجہ اور گیارہ دقیقہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور پینتیس ۳۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک بنگالہ
	ذمار	طول ستتر ۷۷ درجہ	عرض تیرہ ۱۳ درجہ اور انتیس دقیقہ	اقلیم اول	ملک یمن
حرف الراء	رامپور	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور چھتیس دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور چالیس دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند

باب	نام	طول	عرض	اقلیم	ملک
باب الراء	راج محل	طول ایک سو اکیس ۱۲۱ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ اور پچپن ۵۵ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک بنگالہ
	رملہ	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	عرض تیس ۳۰ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ملک فلسطین شام
باب الزاء	زبید	طول چوہتر ۷۴ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	عرض گیارہ ۱۱ درجہ اور چونتیس ۳۴ دقیقہ	اقلیم اول	ملک یمن
باب السین	سرونج	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور بیالیس ۴۲ دقیقہ	عرض چوبیس ۲۴ درجہ اور اڑتالیس ۴۸ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	سری نگر	طول ایک سو بارہ ۱۱۲ درجہ اور باون ۵۲ دقیقہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	سرندیپ	طول ایک سو تیس ۱۳۰ درجہ اور پانچ دقیقہ	عرض دو ۲ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	اقلیم اول	جزیرہ ہند
	سرمن رائے	طول اناسی ۷۹ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	سنبھل	طول ایک سو چودہ ۱۱۴ درجہ اور چھتیس ۳۶ دقیقہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور تینتیس ۳۳ دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	سومنات	طول ایک سو سات ۱۰۷ درجہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ	اقلیم دوم	ملک دکن
	سمرقند	طول ننانوے ۹۹ درجہ	عرض چالیس ۴۰ درجہ اور پانچ ۵ دقیقہ	اقلیم پنجم	ملک توران
	سوس	طول پینتالیس ۴۵ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض بائیس ۲۲ درجہ	اقلیم دوم	ملک مغرب
	سہرند	طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک ہند
	سیالکوٹ	طول ایک سو آٹھ ۱۰۸ درجہ اور چھپن ۵۶ دقیقہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ اور چار ۴ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	سیوط	طول اکسٹھ ۶۱ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	عرض ستائیس ۲۷ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ملک مصر
باب الشین	شیراز	طول اٹھاسی ۸۸ درجہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ	اقلیم سوم	ملک فارس ایران
باب الصاد	صنعا	طول سکتر ۶۷ درجہ اور چودہ ۱۴ دقیقہ	عرض چودہ ۱۴ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	اقلیم اول	ملک یمن
باب الطاء	طائف	طول چھہتر ۷۶ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض اکیس ۲۱ درجہ اور اٹھارہ ۱۸ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	طرطوس	طول سکتر ۶۷ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک شام
	طرابلس شام	طول انہتر ۶۹ درجہ	عرض اڑتیس ۳۸ درجہ	اقلیم چہارم	ایضاً
	طرابلس مغرب	طول چالیس ۴۰ درجہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک مغرب
	طنجہ	طول اٹھارہ ۱۸ درجہ	عرض پینتیس ۳۵ درجہ	اقلیم چہارم	ایضاً
	طوس	طول بانوے ۹۲ درجہ	عرض سینتیس ۳۷ درجہ	ایضاً	ملک ایران خراسان
باب العین	عدن	طول پچھتر ۷۵ درجہ	عرض دس ۱۰ درجہ	اقلیم اول	ملک یمن
	عسقلان	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	عرض بتیس ۳۲ درجہ	اقلیم سوم	ملک شام
باب الغین	غزنہ	طول ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	ایضاً	ملک زابلستان

حرف الفاء	فاریاب	طول ننانوے ۹۹ درجہ اور پینتیس ۳۵ دقیقہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک خراسان
	فید	اٹھتر ۷۸ درجہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
حرف القاف	قبرس	طول چھیاسٹھ ۶۶ درجہ اور چودہ ۱۴ دقیقہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	قطیف	طول چوہتر ۷۴ درجہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	قلزم	طول چونسٹھ ۶۴ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ اور نو ۹ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک مصر
	قنوج	طول ایک سو پندرہ ۱۱۵ درجہ اور پندرہ ۱۵ دقیقہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ اور انسٹھ ۵۹ دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	قندھار	طول ایک سو چھ ۱۰۶ درجہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ اور پانچ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
	قیروان	طول اکتالیس ۴۱ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	ایضاً	ملک مغرب
حرف الکاف	کابل	طول ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ اور گیارہ ۱۱ دقیقہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ اور بیس ۲۰ دقیقہ	اقلیم چہارم	ملک ہند
	کانگڑہ	طول ایک سو دس ۱۱۰ درجہ اور پینتیس ۳۵ دقیقہ	عرض تیس ۳۰ درجہ اور پچاس ۵۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک پنجاب
	کالپی	طول ایک سو پندرہ ۱۱۵ درجہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	گجرات	طول ایک سو آٹھ ۱۰۸ درجہ اور اٹھائیس ۲۸ دقیقہ	عرض تئیس ۲۳ درجہ	اقلیم دوم	ایضاً
	گرانہ	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ	عرض اٹھائیس درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ایضاً
	کشمیر	طول ایک سو سات ۱۰۷ درجہ اور آٹھ ۸ دقیقہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	اقلیم چہارم	ایضاً
	کوفہ	طول اناسی ۷۹ درجہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	گوالیر	طول ایک سو چار ۱۰۴ درجہ	عرض تئیس ۲۳ درجہ اور چھپن ۵۶ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک ہند
حرف اللام	لاہور	طول ایک سو نو ۱۰۹ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض اکتیس ۳۱ درجہ اور پچاس ۵۰ دقیقہ	اقلیم سوم	ملک پنجاب
	لکھنؤ	طول ایک سو سولہ ۱۱۶ درجہ اور تیرہ ۱۳ دقیقہ	عرض چھبیس ۲۶ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	ایضاً	ملک ہند
	لودھیانہ	طول ایک سو دس ۱۱۰ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور دس ۱۰ دقیقہ	ایضاً	ایضاً
حرف المیم	مدینہ	طول پچھتر ۷۵ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	عرض پچیس ۲۵ درجہ اور آٹھ دقیقہ	اقلیم دوم	ملک عرب
	مدائن	طول اسی ۸۰ درجہ	عرض تینتیس ۳۳ درجہ	اقلیم سوم	ملک عراق عرب
	مدین	طول سڑسٹھ ۶۷ درجہ	عرض اٹھائیس ۲۸ درجہ	ایضاً	ملک عرب
	مرعش	طول اکہتر ۷۱ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	عرض چھتیس ۳۶ درجہ	اقلیم چہارم	ملک شام
	مرو	طول چورانوے ۹۴ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	ایضاً	ملک خراسان
	مصر	طول ترسٹھ ۶۳ درجہ	عرض تیس ۳۰ درجہ	اقلیم سوم	ملک مصر

اقلیم دوم ملک عرب	عرض اکیس درجہ اور چالیس دقیقہ	طول سڑسٹھ درجہ اور دس دقیقہ	مکہ	
اقلیم سوم ملک ہند	عرض چھبیس درجہ اور چھ دقیقہ	طول ایک سو بیس درجہ اور گیارہ دقیقہ	سنگیر	
اقلیم چہارم ملک عراق عرب	عرض چھتیس ۳۶ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	طول ستہتر درجہ	موصل	
اقلیم سوم ایضاً	عرض بتیس ۳۲ درجہ	طول اٹھاسی ۸۸ درجہ اور پینتالیس ۴۵ دقیقہ	نہروان	[illegible]
ایضاً ایضاً	عرض تیتیس درجہ	طول بیاسی ۸۲ درجہ	واسط	[illegible]
اقلیم چہارم ملک خراسان	عرض چونتیس ۳۴ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ	طول چورانوے ۹۴ درجہ اور بائیس ۲۲ دقیقہ	ہرات	[illegible]
اقلیم سوم ملک ہند	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ	ہردوار	[illegible]
ایضاً ایضاً	عرض انتیس ۲۹ درجہ اور چالیس ۴۰ دقیقہ	طول ایک سو تیرہ ۱۱۳ درجہ	ہمدان	[illegible]
اقلیم دوم ملک عرب	عرض اکیس ۲۱ درجہ	طول اکہتر ۷۱ درجہ	یمامہ	[illegible]

فائدہ جلیلہ حکما نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ اقالیم سبعہ سے کونسی اقلیم بنابر اوضاع علویہ اعدل ہے مع قطع النظر عن الاسباب الارضیۃ من الجبال و البحار و سائر ما لہ دخل فی تبرید الھواء و تسخینہ اعدل ترین ہے شیخ بوعلی بن سینا اور اکثر حکماے متقدمین کا یہ قول ہے کہ خط استوا بہ نسبت تمام بقاع موجودہ ربع مسکون کے زیادہ معتدل ہے اور مختار قرشی اور اکثر متاخرین کا بھی یہی ہے و لہذا اقوال و اعدل اصناف سکان خط الاستوا اور بعض قدما کا یہ مذہب ہے کہ اقلیم رابع جو کہ وسط اقالیم مین واقع ہے بحکم خیر الامور اوسطہا اعدل البقاع ہے اور خط استوا نہایت درجہ کا گرم ہے اسی لیے خط استوا سے دس درجہ تک جانب شمال مین آبادی نہین کما مر۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔ اور فریقین مین سے ہر ایک اثبات مدعی کے لیے دلائل پیش کرتا ہے جو کہ مطولات مین مذکور ہین۔ من شاء فلیطالع ثمہ لا یحتملہا ہذا المختصر **انتباہ** مخفی نہ رہے کہ جسقدر بابت زمین کے مقدر مین مذکور ہوا ہے مثلاً یہ کہ تمام روے زمین پر صرف ربع مسکون مین ہفت اقلیم کی آبادی ہے اور ہر ایک اقلیم مین یہ ولایتین اور بلاد اور جزایر مشہورہ ہین اور انکے لیے اسامی مخصوصہ اور تعلقات مشخصہ ہین جیسے کہ مثلاً فلان شہر فلان ولایت سے متعلق ہے اور ہر ایک اقلیم مین اسقدر انہار اور پہاڑ ہین اور فقط ایک ربع شمالی بلا تعیین آباد ہے اور دونون ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی پانی مین غرق ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس دیگر مسائل متذکرہ بالا۔ موافق راے متقدمین حکماے یونان کے ہے۔ ورنہ جغرافیین حال کے روسے تو اور ہی باتین دریافت ہوتی ہین۔ جیسے کہ یہ دونون ربع شمالی

اور دونون ربع جنوبی مین ان دنون آبادی ہے (وہان کثرت آبادی کی ربع مسکون پر اگر کہی جاوے
تو کچھ مضایقہ نہین) اور زمان حال مین ہفت اقلیم کے طور پر بحث نہین کیجاتی بلکہ اسوقت ایشیا یورپ
افریقہ امریکہ آسٹریلیا کو کہ پانچون حصہ کلان خشکی کے ہین اور ہر ایک انمین سے کئی ایک ملکون پر شامل
ہین اور ہر ایک ملک کئی بلاد پر حاوی ہے مثل اقالیم سبعہ کے قرار دے رکھا ہے اور انہین پانچون حصون کے طور پر
بحث کی جاتی ہے مثلاً کہتے ہین کہ فلان ملک اور فلان شہر ایشیا مین ہے۔ اور فلان جزیرہ اور دریا یورپ مین
وعلی ہذاالقیاس افریقہ اور امریکہ اور آسٹریلیا ہے۔ اور تعلقات مخصوصہ اور اسامی مقررہ بلاد مین اگر
ان دنون کسی قدر تغیر اور تبدل ہوگیا ہو اور روز بروز ہوتا جاتا ہے۔ اور نیز بلاد اور جزائر اور دریا اور
پہاڑ وغیرہ بہ نسبت سابق اب زیادہ معلوم ہوتے جاتے ہین۔ اور کئی ایک شہر جو ان دنون مین آباد تھے
ویران پڑے ہین فقط انکا نام ہی زبان زد ہے اور علی ہذاالقیاس کئی ایک بلاد جو ان دنون مین موجود
نہ تھے آج معمور اور آباد ہین اور اسامی مختلفہ سے پکارے جاتے ہین آج کل بہ نسبت سابق آبادی بہت
ترقی ہے اور دن بدن ہوتی جاتی ہے کئی ایک جزیرہ جو ان دنون مین غیر آباد تھے اب آباد ہین سوا
اسکے اور کئی ایک امور جیسے علم جغرافیہ مین زیادہ بصیرت حاصل ہوتی ہے جغرافیون مروجہ حال سے
ہم دریافت کرتے ہین غرض جغرافیہ مروجہ زمانہ حال بہ نسبت جغرافیون مروجہ زمانہ سابق کے ہمارے
لیے بہت مفید ہین شاید زمانہ سابق مین وہی مفید ہونگے کیونکہ زمانہ سلف مین اس سے عمدہ اور بہتر
دستیاب نہوتے تھے بلکہ اسی قدر حکماء سابقین نے بڑی دقت اور نہایت تلاش سے دریافت کیا تھا
شکر اللہ سعیہم اب ہم اپنے مقصد اصلی کی طرف (جو بیان تغیرات ہوا کا اسباب ارضی سے ہے) توجہ
کرتے ہین سو واضح ہو کہ سبب یا باعث ارضیہ موجب اختلاف مساکن کے سرزد ہوتے ہین اور وہ کئی قسم پر
ہین۔ یا بوجہ عرض بلد کے جہت سے ہونگے یا بسبب قرب بحار کے سرزد ہونگے یا مجاورت جبال کی
رو سے ہو اور پیدا ہونگے یا بسبب نواحی اتکیاب کے ظاہر ہونگے یا بسبب وضع بلد کے یا بسبب تنوع تراب
کے ظاہر ہونگے تو یہ چہ قسم ہوئے پس سبب اول اختلاف مساکن کا عرض بلد ہے مراد اس سے
اسقدر ہے کہ سبب قلت اور کثرت کے خط استوا سے ہے جو کہ غایت اعتدال پر ہے جیسا بیان ہوا ہے
پس جو مکان اور شہر خط استوا سے اسقدر دور ہو کہ عرض اسکا میل کلی کے مساوی یا اقل ہو
تو وہ گرما مین بشرط عدم موانع کے بسبب دوام مسافت آفتاب اور طول روز کے گرم تر ہوتا
اور جو ملک اور مواضع میل کلی سے زیادہ دور ہونگے وہ سرد تر ہونگے اور جسقدر بعد زیادہ تر ہوتا جائیگا
اسی قدر سردی بھی بڑھتی جائیگی کیونکہ بعد مسافت آفتاب کا اسمین اکثر ہوگا پس جبتک عرض چھیاسٹھ

بخار کے لیے سبب ان مادہ کا لازم ہو - باد جنوبی مرخی اور ضعف ابدان اور موجب فتور اعضا
اور انفتاح مسام ہو اور مکدر حواس و موجب کسل اور ثقل و صداع در صیات بھی ہو اور باد شمالی مصلب بدن
اور مصفی حواس اور مقوی دماغ اور محسن الوان ہو اور نیز مقوی قوی اور منظم اور مشتہا ہو اور سینہ کی
اصلاح کرتی ہو الا اعصاب اور اعضاء عصبانی کے لیے مضر ہو - اور باد جنوب بشرطیکہ پانی گرم سے گذرے
اور باد شمالی بشرطیکہ پانی سرد سے گذرے - اور باد صبا یعنی مشرقی اور باد دبور یعنی مغربی اور ان دونوں کا قریب
بہ اعتدال ہو لیکن بسبب اسکے باد مشرقی لطافت اور حفظ صحت اور تقویت بدن اور تعدیل مزاج
میں باد مغربی سے افضل ہو - اور وجہ فضیلت کی ابھی بیان ہو چکی ہو - اور علت اعتدال کی یہ ہو کہ
چونکہ مہب انکا بیچ میں شمال اور جنوب کے ہو اسلیے طبع انکی بھی انکے بیچ میں ہوگی نہ فقط طبع
جنوبی اور نہ فقط شمالی ہوگی پس قریب ہو الاعتدال - بہتر باد مشرقی وہ ہو کہ اول روز چلے - اور بہتر باد
مغربی وہ ہو کہ آخر روز چلے تنبیہ جاننا چاہیے کہ مہب ریاح کے بجہت جہات اربعہ یعنی مشرق اور
مغرب اور شمال اور جنوب کے چار ہیں چنانچہ بیان ہو چکا ہو اور یہی مشہور ہو لیکن شیخ نے لکھا ہو کہ
عند التحقیق وہ بارہ ہیں تفصیل انکی یہ ہو کہ دائرہ افق جو کہ آسمان کو مرئی اور غیر مرئی میں فرق کرتا ہو -
بارہ حصوں پر تقسیم کیا گیا ہو تین حصے اسمیں مشرقیہ ہیں اور تین مغربیہ اور تین شمالیہ اور تین جنوبیہ
اور ہر ایک میں ایک وسط اور دو اطراف ہیں - انکے اوساط جہات اربعہ یعنی مشرق اور مغرب اور
شمال اور جنوب کے نام سے مشتہر ہیں اور فی الحقیقت جہات اربعہ اوساط ہی ہیں اطراف کو مجازاً
انکے نام سے موسوم کیا ہو - والتفصیل فی المطولات - اور سبب پنجم اختلاف مساکن کا وضع بلد ہو پس بلد
عالی بہ نسبت بلد پست کے سرد تر اور صحیح تر ہو اور لوگ وہاں کے قوی تر اور دلاور اور معمر ہونگے
اور موضع مستوی موضع مرتفع سے صحیح تر اور انسب ہو - لان الہواء فیہ یسکن وہبوب الریاح فیہ قلیل
پس بہترین اوضاع بلد کا یہ ہو کہ بلندی اور پستی میں معتدل ہو اور چونکہ بہ نسبت جنوب اور مغرب کے
عمدہ ہوا شمال اور مشرق کی ہو اسلیے اکثر ایسا ہونا چاہیے کہ بیچ میں جہت شمال اور مشرق کشادہ ہو
اور جہت جنوب اور مغرب بستہ ہو - اور سبب ششم اختلاف مساکن کا تنوع تراب ہو کیونکہ مٹی بلد کی
اسکی ہوا اور ریاح اور میاہ بلکہ نباتات اور حیوانات کے مزاج کو بدل دیتی ہو پس زمین کبریتی متعفن
اور سخن اور معرق دم ہو اور زمین ریگستان اور شورہ زار کبریتی کے قریب ہو اور زمین تریعنی آب خیز کہ
پانی اسکا جاری نہو بلکہ گڑھوں اور غدیروں میں جمع ہو - مرطب اور متعفن ہو اور زمین جبلی بدن کو سخت
کرتی ہو اور نیز اسکو قوت دیتی ہو - اور زمین سنگی زیادہ خشک ہو اور زمین خاکی بہ نسبت زمین سنگی کے

زیادہ تر صحیح اور سلیم ہو اور ہوائے بارد بدن کو سخت کرتی اور اسکو قوت دیتی ہو اور ہضم کو جید اور رنگ کو خوب اور عمدہ کرتی ہو لیکن اُس سے زکام اور نزلہ اور صرع اور فالج اور رعشہ وغیرہ امراض رطوبی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہوائے حار مرخی اور مضعف اور مسقی الہضم ہو اور نیز مثقل دماغ اور مکدر حواس اور مولد خناق اور حمیات اور رمد وغیرہ ہو۔ **فصل چہارم تغیرات غیر طبعی مضاد** کے بیان میں یعنی وہ تغیرات ہوا کے کہ با وصف غیر طبعی ہونے کے مجری طبعی کے مضاد بھی ثابت ہے کہ تغیرات غیر طبعی مضادہ طبیعت شمار کئے گئے ہیں۔ اور وہ تعفن اور فساد ہو کہ ہوا میں عارض ہوتا ہو اور ہوا بسبب عفونت کے اپنی مقتضائے طبعی اور کیفیت اصلی سے خارج ہو کر فاسد اور متغیر ہو جاتی ہو لہذا اقوال الجرجانی والایلاقی۔ اور فساد ہوا کا دو قسم پر ہو اول یہ کہ فساد اور عفونت طبیعت اور جوہر ہوا میں بسبب اسباب ارضی یا اسباب سماوی یا دونوں سے جوا بھی مذکور ہوئے ہیں حاصل ہو۔ دوم یہ کہ فساد ہوا کی کیفیت حرارت اور برودت ہوا میں ظاہر ہوا سکی وجہ یہ یا یہ کہ فساد ہوا مخالف مزاج فصل کے ہوگا جیسے زمہریر یعنی شدت اور تیزی سردی کی گرمی کے باعث سے اسباب سماوی سے مثل کسوف تام کے۔ یا اسباب ارضی سے مثل ریاح شمالیہ کے جو برف والے پہاڑوں پر ہو کر آتی ہیں موسم گرما میں ظاہر ہو جاوے۔ یا شدت حرارت اور گرمی کی کسی سبب سے اسباب ارضیہ یا سماویہ سے موسم سرما میں ظاہر ہو جاوے یہاں تک کہ غلبہ حرارت اور شدت برودت سے نباتات کا ابطال اور ابدان کا افساد کرے۔ اور یا موافق مزاج فصل کے ہوگا جیسے گرمی تابستان کی مثلاً موضع معین میں اسقدر زیادہ ہو جاوے کہ ہوا کو فاسد کرے لیکن شیخ اور اکثر اطباء کے اصطلاح میں ہوائے قسم اول وبا سے مخصوص ہو۔ اور صاحب کامل اور امام نے دوسری قسم کی ہوا کو بھی وبا لکھا ہو۔ اور فساد ہوا وبائی کے دو مرتبہ ہیں۔ ایک یہ ہو کہ موجب تغیر مزاج ابدان اور باعث انکے فساد کا ہو لیکن ہلاکت ابدان تک نوبت نہ پہونچے۔ کیونکہ جب ہوائے وبائی رطوبت کو متعفن کریگی تو فساد تمام بدن میں سرایت کریگا۔ دوسرا یہ ہو کہ فساد ہوا موجب ہلاکت حیوانات اور باعث فساد نباتات ہو کیونکہ جب فساد ہوا کا نباتات اور حیوانات میں اثر کریگا تو انسان اور دوسرے حیوانات انسے غذا کرینگے اور اُس غذا سے بدن میں مواد حاصل ہونگے وہی غذا سبب فساد اور تغیر مزاج کا ہوگی۔ اور جب یہی صورت دیر تک رہیگی تو انسانوں اور حیوانوں کی ہلاکت تک پہونچ جائیگی شیخ نے لکھا ہو کہ مبدء تغیرات مذکورہ کا خواہ ہوا کے طبیعت میں ہو خواہ کیفیت میں اشکال سماوی ہیں جنکے اسباب مجھے معلوم نہیں لیکن اسقدر

جاننا یہ ضرور ہے کہ سبب اولی اور بعید تغیرات مذکورہ کا جو عالم کون اور فساد میں وبا وغیرہ سے واقع
ہوتے ہیں اشکال سماوی ہیں چاہیے ہم انکی کیفیت سے واقف ہوں اور سبب ثانوی اور قریب انقلاب
ارضی ہیں یعنی قوی فعالہ سماوی یعنی کواکب وغیرہ سے اور قوی منفعلہ ارضی مواد غبار وغیرہ کے سبب
اٹھانے ابخرہ اور ادخنہ کے ہوا میں رطوبت غریبہ واجب کرتی ہیں اور جب ہوا میں یہ صورت ہوتی
اور منہ اور ناک اور مسام اور شرائین کے راستہ دل تک واصل ہوتی ہے تو مزاج روح دل کا فاسد
کرتی ہے اور نیز رطوبات حادثہ قلب کو متعفن کرتی ہے اور حرارت غریبہ جو ان میں حادث ہوتی ہے
دل سے بطریق شرائین تمام بدن میں منتشر ہو جاتی ہے اور تپ وبائی وغیرہ امراض کہ اسی سے
حادث ہوتے ہیں عام خلقت پر پھیل جاتے ہیں خصوصاً وہ لوگ جنکے بدن میں اخلاط ردیہ وغیرہ کے
مرض کی استعداد ہو کیونکہ فاعل تنہا سبب حاصل ہونے منفعل کا نہیں ہوتا جب تک قابل نہ ہو
اس مقام پر اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ ہوا چونکہ ایک عنصر بسیط ہے اسلیے متعفن نہ ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ
مراد ہوا سے ہوائے بسیط نہیں بلکہ مراد اس سے وہ جسم ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے پراگندہ اور منتشر ہے
بالا ایوان ہے اور ہوائے ناری ہے وہ ہوا جو مرکب ہے اجزائے مائی اور اجزائے ارضی سے جو کہ بخار اور دخان
سے مستعد ہو سکتے ہیں اور اجزاء ناری سے جو کہ شعاع کواکب سے حاصل ہوتے ہیں چونکہ یہ سب
مختلف ہیں پس جب ہوا متغیر ہو جاتی ہے سبب اسکے رداءت قبول کرتا ہے جیسا کہ اقوال شیخ میں ہے اور
اور متعفن ہوا کا مثل متعفن پانی کے ہے یعنی جب پانی حالت بساطت میں متعفن نہیں ہوتا بلکہ بسبب
اختلاط اجسام ارضیہ غریبہ کے اسکو بساطت سے خارج کرتے ہیں اور اسکے لیے ایک کیفیت ردیہ
حاصل ہوتی ہے ایسا ہی ہوا بھی حالت بساطت میں متعفن نہیں ہوتی بلکہ بسبب آمیزش ابخرہ ردیہ
عفنہ کے اسکے لیے ایک کیفیت ردیہ حاصل ہوتی ہے لیکن فرق اسقدر ہے کہ مباشرت ہوا کی ہر وقت و
آناً فاناً ہوتی ہے اور بسبب کمال حرارت اور لطافت روح حیوانی کے بدون اسکے کوئی چارہ نہیں بلکہ بدون
اسکے زندگانی محال ہے اسلیے استنشاق ہوائے مذکورہ کا اخلاط اور ارواح کو بہت جلد ہی متعفن کرتا ہے خصوصاً جو اخلاط
نواحی قلب کے ہیں تو بہت ہی جلدی فاسد کرتا ہے بخلاف پانی کے کہ اسکی تعفن کے آثار جلدی مرتب نہیں ہوتے کیونکہ اعتبار
اسکی نسبت ہوا کے بمراتب غلیظ ہے و نیز ظاہر ہے پس ایسی ہوا بذریعہ تنفس کے پھیپھڑے ہوکر دل تک پہنچ جاتی ہے پس اولاً
مزاج دل اور روح کا فاسد کرتی ہے اور ایسا ہی جو خلط دل کے اندر یا اسکے حوالی میں محصور ہو اسکو بھی متعفن کرتی ہے اور
دل سے دماغ اور جگر تک موصول ہوتی ہے اور انکے ارواح اور رطوبات کو بھی فاسد کرتی ہے بعد حرارت عفونی بالتدریج
انسان کے تمام بدن میں منتشر ہو کر سرایت کرتی ہے اور تپ وغیرہ امراض وبائی عارض ہوتے ہیں اور جب تک سبب انکا باقی رہتا ہے

لازم ہو جیسے ہین اگر بہت جلدی تدارک کیا جاوے تو انسان مر جاتا ہی اور اگر ہوا سے وبائی ہو جیسے تو طبیعت مضطر
ہو تو علاج کی بھی مہلت نہین ملتی بلکہ بعد عروض مرض وبائی کے موت لاحق ہوتی ہی اور چونکہ سبب عام ہی
اسلیے مرض بھی عام ہوتا ہی اور اکثر لوگون کو عارض ہو جاتا ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ فساد ہوا کا اور
حیوانون کے دل میں تاثیر بہت کرتا ہی اور حیوان بہت ہلاک ہوتے ہین - اور یہ فساد ہوا کا اکثر آخر موسم گرما
اور فصل خریف مین واقع ہوتا ہی - واضح ہو کہ اسباب وبا کے تین طرح پر ہین - ایک اسباب ارضی
دوسرے اسباب سماوی تیسرے وہ اسباب جو کہ دونون کی طرف منسوب ہون پس اسباب ارضی کہ موجب
وبا ہوتے ہین از انجملہ بعض بیان بھی مذکور ہوتے ہین جیسا لڑائی اور قتل عظیم کسی ملک مین با نوحی کسی بلد
مین واقع ہوا اور مردے نہ جلائے گئے ہون اور نہ دفن کیے گئے ہون تپس وہ متعفن ہو کر ہوا کو بھی متعفن
کرتے ہین انطاکی نے لکھا ہی کہ بہت سخت وبا وہ ہی کہ جنگ کے بعد واقع ہو کیونکہ بو مردہ آدمیون کی سب
مین قوی تعفن ہی اور ایسا ہی بخارات اور نجاسات اور دخان اور غبار اور میاہ متعفنہ اور بطائح عفنہ
اور مباقل رویہ اور مجاورت مقابر اور خنادق اور زمین نز جسمین عفونت زیادہ ہو اور حشرات حیوانون کی
کہ پانی مین بھگوئے گئے ہون وغیرہ امور کہ ایسے اسباب ارضیہ سے ہین - اور اکثر اوقات عفونات اور
ابخرہ بد اور معدن ردی کے بخارات باطن زمین مین پیدا ہو کر جمع ہو جاتے ہین لیکن ہم انسے اور
انکے اسباب جزئیہ سے واقف نہین ہوتے پس دہ دفعتہً ظاہر ہو کر موجب وبا ہو جاتے ہین اور ضرر انکا
آب اور ہوا مین ظاہر ہو جاتا ہی - اور کبھی بسبب چلنے ہوا ہے کثیرہ کے مواضع محمودہ صالحہ مین ابخرہ ردیہ
مواضع بعیدہ ردیہ سے منتقل ہوتے ہین لہذا امکنہ محمودہ مین بھی وبا پھیل جاتی ہی اور کثرت زلزلون کی
اور روائح کریہہ اور احتباس ابخرہ وغیرہ پر مستور ہین - اور اسباب سماوی مثل اختلاف اوضاع
کواکب اور تاثیر شعاع وغیرہ کے اگرچہ حکما اور منجمین انکے ذکر کے درپے ہوئے ہین لیکن حق یہی ہی کہ حکما
عدم اطلاع پر معترف ہوئے ہین - اسی لیے شیخ رح نے قانون مین اسباب قولد وبا مین لکھا ہی
اوا امر سماوی خفی عن الناس کیفیتہ - اور ہم علامات اسباب سماوی کی عنقریب قرشی وغیرہ سے
نقل کرتے ہین - اور بدترین وبا وہ ہی کہ اجتماع اسباب ارضی اور سماوی سے ہو کیونکہ ہم انکی
تدبیر سے درماندہ ہین - اور ایسا ہی وبا موسم تابستان کی ردی تر ہوتی ہی - اور فساد ہوا کا
بیشتر اشخاص ضعیف القوت اور کثیرہ الجماع اور ضعیف الابدان اور کثیر الاستحمام کو کہ مسام انکے کشادہ
اور اخلاط ردیہ سے ابدان انکے مملو ہین اثر کرتا ہی - اور نیز ہوا سے وبائی لڑکون اور جوانون کو بہ نسبت
کہول اور مشائخ کے زیادہ تر موثر ہوتی ہی اور بلاد حارہ اور پہاڑون مین بہ نسبت اور جگہ کے

فساد ہوا کا بہت واقع ہوتا ہی اور بلاد وبائی وہ یا حارہ کثیر الرطوبت ہین چونکہ پہاڑ سے دور ہووین کمتر
ہوتا ہی اور جنگلے اور ان خندہ وغیرہ سے پاک ہون اور مسامات اُنکے کشادہ ہون اور اعضا اُنکے قوی ہون
اور ظاہر ہو واقع فساد ہوا کا اسباب ارضی سے جیسے عفونت ہیں جس سے لوگ ہو وبائی سے اموات ہوتے ہین اور
قوی تر ہین اسباب سماوی سے جیسے ہین فصول سال کے اپنی اصلی طرح سے تغیر
ہوتا ہو جیسا بیان [illegible] تفصیل اسکی یہ ہو کہ جب کثرت خسوف یا کسوف کی ہوا اور حسب
[illegible] اور ایسا ہی جب ہوا جنوبی اور مشرقی کا غلبہ
مین زیادہ ہو [illegible] بارش زیادہ ہو مگر بارش نہ ہو اور یہ اتفاق کئی دفعہ واقع ہوا تو سمجھو کہ وبا
ظاہر ہو گی پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مزاج ہوا کا فاسد اور خراب ہوا اور جب سیج مین اثر کم ہو
اور سردی زیادہ ہو اور ہوا سے جنوب بکثرت سے چلتی ہو اور ہوا گاہی غبارناک اور گاہی صاف
ہو جاتی ہو یعنی چند روز ہوا مکدر رکھی پھر ایک ہفتہ یا اُس سے زیادہ صفا ہو جاتی ہو اور دن کو گرمی
اور غبار اور رات کو سردی پڑتی ہو پس امور مذکورہ سے سمجھنا چاہیے کہ وبا آتی ہی اور ایسا ہی اگر
ایک روز مین ہوا چند مرتبہ تغیر ہو جاوے اور دوسرے دن صفا ہو جاوے اور آفتاب ایک دفعہ
صاف باہر نکلتا ہو اور دوسرے روز مکدر ہوتا ہو اور پردہ غبار مین طلوع کرتا ہو حکم حدوث وبا
پیدا کرنا چاہیے اور جب موسم گرما قلیل الحرارۃ ہو اور بغیر سحاب اور انکا شروع ہوا ہو اور ہوا بہت
تیرہ ہو کہ درختون کو غبارناک کرے اور نباتات خبیثہ اُس فصل مین زیادہ ہون اور موسم
خریف مین ستارہ کی اور شہب اور رجوم اور نیران اور ستارہ ذو دنبالہ ظاہر ہون اور آندھیاں سرخ
بہت نمودار ہون پس اس سے بھی وبا کی آمد آمد ہی اور اسباب سماوی مطولات مین مثل شرح
اور انوار الحواشی وغیرہ کتب معتبرہ بسیط کے بالتفصیل مندرج ہین جن شاء فلیرجع الیہا ایلاقی لکھتا ہی
وبا ہوا تر مین بہ نسبت ہوائے خشک کے زیادہ ہوتی ہی اسی لیے ابتدائی گرما خشک مین وبا کم
پڑتی ہی اور جو فصل کہ اپنی طبیعت پر ہو جیسا مثلاً خریف مین ایک ساعت گرم و ساعت سرد ہو اور بارش
معتدل ہو اور موسم زمستان مین سردی اور بارش بے حد نہو بلکہ برودت اعتدال پر ہون اور فصل بہار کی
نہایت اعتدال پر ہو اور گرمی معتاد اُسمین واقع ہو پس جب فصول سال کے ایسے طور پر ہونگے اُسمین
وبا نہوگی اور بیماری کمتر ظہور پذیر ہوگی اور واضح تر دلائل اس امر کے کہ وجود وبا کا اسباب ارضی سے
ہین کہ نواحی بلد مین معرکہ عظیمہ واقع ہوا ہو اور مردون کو جلایا اور دفنایا نہو اور عفونت اُنکی بہت جگہ
مین پھیل گئی ہو اور غلہ اُس فصل کا زیان ہو جاوے اور علامات قریب مصاحبۃ ایام وبا

پہنچیں کہ ہوا متغیر ہو یہ سنتا اتفاق ہو ہیں لوگوں کو ناخوش معلوم ہوا اور اُس سے تفریح اور راحت حاصل ہو
بلکہ مثل سیہہ متغیر اور سنائی ہوں اور جب کسی بلندی یا پہاڑ پر چڑھیں اور ہوا میں نظر کریں تو گرد آلود
اور دھوئیں دار … اور مکدر … ہو اور غبار تو بتسلی دھوئیں کے چیتا ہوا معلوم ہوتا ہے …
… دھواں … مثل … اور گیدڑ اور … اور … بیل اور چوہے اور چیل
اور سانپ وغیرہ کے بھاگ جاویں اور اپنے گھونسلے … انڈے اور بچے چھوڑ جاویں اور … لگ کر
… اور … دور دراز میں جس جگہ کی ہوا خوش ہو سکونت اختیار کریں اور مینڈک
وغیرہ حیوانات کہ عفونت سے متولد ہوتے ہیں مثل مکھی اور مچھر اور حشرات اور ہوام وغیرہ کے
بہت پیدا ہو جاویں اور حیوانات اور حشرات کہ نیچے زمین کے سکونت رکھتے ہیں مثل چوہے اور
گوہری اور سانپ اور بچھو اور ہزار پاؤں وغیرہ کے اپنے بلوں سے باہر آویں اور زمین پر سرگشتہ
اور پریشان پھرا کریں اور پھر اپنے بلوں میں نہ جاویں اور نہیں … جو کہ باہر نہیں نکلتے بلوں
کے اندر ہی مر جاتے ہیں۔ اب دریافت کرنا چاہیے کہ جب آثار حدوث وبا کے ظاہر ہو ویں
جیسا کہ بھی بیان ہوا ہے تو تعدیل مسکن اور تخفیف بدن میں سعی … کریں کیونکہ جب رطوبات
بدن کے کم ہو جاویں گے تو … استعداد تعفن کی بھی کم ہو گی … وہو المطلوب اور بہترین مخففات کا
… بدن کا اخلاط … اور زائد سے پاک کرنا ہے جس جگہ تنقیہ اسہال سے کیا جاوے مسہل
قوی … مثل … وغیرہ کے ہرگز نہ دیویں اور … کی سنعت والے ہو مثل سقمونیا وغیرہ کے اُس سے
احتراز کریں۔ بلکہ ملینات مناسب پر مثل ہلیلہ اور مغز فلوس کے قناعت کریں …
طعام اور شراب کی عمدہ ترین مخففات ہے لیکن بالکل خالی معدہ بھی خوب نہیں مناسب ہے
کہ ایام وبا میں غذا عادت سے کمتر کھاویں لیکن بتفاریق۔ اور شراب سے اجتناب کریں اور
اشیاء مرطب اور سریع العفونت کو ترک کریں جیسے گوشت اور دودھ اور میوجات تر۔ اور اگر گوشت کھانے کی
زیادہ ضرورت ہو تو … سے اُسکی اصلاح کریں۔ قال القرشی فی کتابہ ان الحوامض کلہا
جیدۃ فی ذلک الامر۔ اور گوشتوں میں سے وہ گوشت کھاویں جو کہ عفونت سے بعید ہو مثل جانوروں
خفیفہ معتدلہ کے اور جماع اور ریاضت متعبہ سے اور اُن چیزوں سے کہ تنفس عظیم تک پہنچاویں احتراز
لازم جانیں اسی لیے آرام اور راحت کو ایام وبا میں اچھا سمجھا گیا ہے لیکن میری عقل ناقص میں
یوں مناسب ہے کہ اگر آرام ایسے طور پر ہو کہ تخفیف بدن بھی حاصل ہو سکے تو بہت ہی عمدہ ہے
پس اس نظر سے جھولا جھولنا بہت ہی اچھا ہے کہ اس سے باوجود راحت بدن کے تحلیل رطوبات کی بھی ہوتی ہے

اور نیز یہ امر ملحوظ خاطر رکھین کہ وبا کونسے اسباب سے پیدا ہوئی ہی پس اگر اسباب سماوی سے ہو تو وہ تہ بتہ
کمرجات یا تہ خانے عمیق ہین (جسکو اپنی زبان مین تہ خانہ بولتے ہین) جو کہ مسقف اور ہوا اونسے پوشیدہ ہو
سکونت اختیار کرین اور اسکی ہوا کو اصلاح دین جسطرح ابھی مذکور ہوگا اور ہوا سے خارج کو اندر نہ آنے دین
اور اگر وبا اسباب ارضی سے ہو تو لازم ہی کہ بلند مکانون مین سکونت پذیر ہون تا کہ ابخرہ مرتفعہ
زمین سے محفوظ رہین اور لازم ہی کہ جسطرف سے ہوا آتی ہی اسکو پوشیدہ رکھین اور ظرف
مقابل کھول دین۔ اور اگر معدن ردیہ اور مردار وغیرہ موضع بلند مین ہون اور شہر مقام نشیب مین
واقع ہوا اور ہوا بلدپر موضع مرتفعہ سے گذر کر چلتی ہو اور معدن اور پہاڑ بلند ہوا سے ردیہ کے مقابلہ پر واقع
ہوکر ہوا کو بند کر کر شہر پر لوٹاتا ہو تو ایسے بلد مین سکونت کرنا نہایت درجہ کا مضر ہی۔ اور صحرا ایسی ہوا
بہ نسبت شہر کے اچھا ہی کیونکہ جو ابخرہ زمین سے صعود کرینگے ہوا کے چلنے سے زمین پر منتشر نہ رہینگے
بلکہ زمین سے آناً فاناً صاف ہوتے جاینگے۔ لیکن اگر وبا ہر دو اسباب سماوی اور ارضی سے ظاہر ہو
تو پھر گھر مین سکونت کرنا بہ نسبت صحرا کے عمدہ ہی کیونکہ ہوا سے محصور کو بہ نسبت غیر محصور کے اصلاح دینا
آسان تر ہی۔ بہرحال اس مہلکہ مین عمدہ تدبیر یہ ہی کہ دل مین غم اور وسواس کو جگہ نہ دین اور توکلا علی اللہ
ہمیشہ مسرور اور خوش رہین اور معہذا تدابیر مذکورہ بالا سے کسی کو فروگذاشت نکرین کہ توکل کے منافی
نہین بلکہ اس باب مین شارع سے حکم صادر ہوا ہی قول مولوی روم صاحب کا اسی پر دال ہی
مصرعہ۔ بر توکل زانوے اشتر بہ بند۔ اور طریق اصلاح ہوا سے مسکن کا یہ ہی کہ ایام وبا مین وہ گھر اختیار
کرین جسمین پانی اور فوارہ اور امثال اسکے موجود نہون کیونکہ زیادہ فساد ہوا کا کثرت رطوبات سے ہوتا ہی
اور سرکہ مین ہینگ ملا کر گھر کے سطح اور دیوارون پر چھڑکنا سودمند ہی اور سرکہ اور پیاز کا عرق ملا کر بھی
بدستور مفید ہی اور جن چیزون کا بخار اور دخان مصلح عفونت ہو مثل سعد اور کندر اور عود اور
عنبر اور آس اور گلاب اور صندل وغیرہ کے انکو جلا کر دھوان انکا مکان مسکونہ مین پھیلا دین
لیکن دھوان اسقدر ہو کہ اس سے دماغ کو ایذا نہ پہونچے۔ اور تماکو جلا کر اسکا دھوان مکان
کے اندر پھیلانا بھی یہی حکم رکھتا ہی اور ایسا ہی سونگھنا رائحہ طیبہ کا ایام وبا مین نافع ہی خصوصاً
اگر رعایت متضادہ مزاج کرکے خوشبو سونگھی جاوے یعنی حار مزاج کو طیوبات باردہ سے
مثل کافور اور صندل کے۔ اور بارد مزاج کو طیوبات حارہ سے مثل عود اور عنبر اور مشک وغیرہ کے
خوشبو دیوین تو زیادہ تر سودمند ہی اور واضح رہے کہ استعمال سرکہ کا عدم ضرر ہوا سے وبائی مین
اور اصلاح ہوا سے متعفن مین اکلاً اور شرباً اور شماً بہیت نفع کلی رکھتا ہی اور عرق گلاب

ك سرخانہ ۱۲
ل یعنی چھت والا ۱۲
م یعنی کان کے ۱۲
ن یعنی جنگل ۱۲
س یعنی بند ۱۲
ع یعنی وسعت ۱۲
ف یعنی خدا پر ۱۲
ص جمع ... ۱۲
ق یعنی ... ۱۲
ر یعنی ... ۱۲
ش یعنی خوشبو ۱۲
ت یعنی خوشبوئیان ۱۲
ث کھانا اور پینا اور سونگھنا اور بہم ملکر کے گھر مین ۱۲ منہ

اور عرق بید مشک دیواروں پر چھڑکنا بھی اثر تمام رکھتا ہی اور شربت کیوڑہ اور مفرحات یا قوتی جو دل کو قوت دیوین اکثر کھانے چاہیین - اور فواکہ عطر یہ مقویہ اعضاء رئیسہ مانند سیب اور بہ اور امرود کے نوش جان کرین اور گرد غم اور وسواس کے بالکل نہ پھرین - اور آب سرد جرعہ جرعہ بقدر احتیاج نوش کرین لیکن بہت سرد پانی پینا مضر ہی - اور اگر فساد ہوا اسباب ارضی سے ہو تو پانی کو گل ارمنی ملا کر تھوڑے سے جوش سے اصلاح دیکر استعمال کرنا اور اگر اسمین قدرے سرکہ ملا دین جس سے تغیر کثیر واقع نہو تو نہایت عمدہ ہی لہذا شیخ نے فرمایا ہی کہ استعمال الخل فی ایام الوبا امان من آفاتہ اور نافع ترین ایام وبا مین روغن گاؤ ہی جسقدر ہو سکے استعمال کرین خواہ طعام مین خواہ مالش بدن مین - اور زہر مہرہ خطائی اور پیٹھا اور ناریل دریائی اور سینگ اور سونٹھ وغیرہ ادویہ کہ ان کی مبرودی مزاج کے لیے - اور شربت انار اور سکنجبین اور گلاب اور عرق بید مشک اور عرق گاؤزبان وغیرہ محروری مزاج کے لیے بدستور سود مند ہین - اور تریاق فاروق اور مثرودیطوس کو غلبۂ وبا مین استعمال کرنا مفید ہی اور اگر صبر اور مُر اور زعفران کوٹ کر شہد سے قرص بنا دین اور صبح ایک درم تناول کرین بدستور نافع ہی - باقی تدبیرین دافع تاثیر ہوائے وبائی اور حافظ صحت معالجات مین ملاحظہ کرلین - اللہم احفظنا من الوبا و اجنبنا من کل داء

باب دوم کھانے پینے کے بیان مین

جو کہ دوسری قسم ستہ ضروریہ کی ہی اور اسکے سوا حیات انسانی مشکل اور محال ہی اور اسمین چند فصول ہین **فصل اول** آب و غذا کے ضروری ہونے اور پانی کے مزاج اور اسکے عدم غذا ہونیکے بیان مین اور نیز اس بیان مین کہ کونسا پانی عمدہ ہی اور کونسا خراب اور ناقص پس انکی وجہ ضرورت یہ ہی کہ بدن انسانی ہمیشہ اسباب خارجی اور داخلی سے تحلیل ہوتا رہتا ہی اور غذا اسکو بدل ما یتحلل ہوتی رہتی ہی کیونکہ اگر غذا سے عوض ما یتحلل بدن مین نہ پہونچے - تو قطع نظر بقا ے جسم کے تکون بھی اسکا نہو سکیگا - کما ہو ظاہر پس اس سے ضرورت غذا کی ثابت ہوئی اور احتیاج پانی کی اسلیے ضروری کہ پانی غذا کے پکانے اور رقیق کرنے اور بدرقہ ہونے وغیرہ امور مین (جنکا ذکر عنقریب آئیگا) مددگار اور معاون ہی - پس پانی گویا متمم امر غذا ہی لہذا اسکی احتیاج بھی مثل غذا کے ضروری ہوتی مخفی نہ رہے کہ ارکان اربعہ بسیط مین سے پانی بھی ایک رکن بسیط ہی - مزاج اسکا سرد تر ہی - دلیل سردی کی یہ ہی کہ جرم اسکا کثیف ہی اور حس لمس سے بھی سرد معلوم ہوتا ہی - اور سردی اسکی بدرجہ غایت ہی

کیونکہ کوئی عنصر سرد تر اس سے محسوس نہیں ہوتا اور دلیل رطوبت کی سہولت قبول اشکال ہے
پوشیدہ نہ رہے کہ پانی بالطبع جامد ہے لیکن ادنیٰ سبب سے کہ حرارت آفتاب ہے اپنی جمودت طبعی کو چھوڑ
دیتا ہے اور تفرق اور اتصال اور مختلف اشکال کو بسہولت قبول کرتا ہے۔ اس جہت سے اسکو رطب
کہتے ہیں کیونکہ جیسا رطب کو ایسے جسم پر اطلاق کرتے ہیں جو کہ اتصال اور انفصال اور مختلف اشکال کا
بسہولت بالطبع قابل ہو ویسا ہی اسکو ایسے جسم پر بھی بولتے ہیں کہ بالطبع متماسک الاجزاء ہو لیکن
جیسے اجزا باہم پیوستہ ہوں ۱۲
بادنیٰ سبب قابل سہولت اتصال اور انفصال اور اشکال ہو۔ ہوا قسم اول سے ہے اور پانی قسم
ثانی سے کذا قال الشیخ فی الشفاء۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر پانی بالطبع جامد نہوتا تو وقت زوال
اسباب مانعہ جمود کے جمودت اسمیں ظاہر نہوتی والحال علیٰ خلافہ۔ اور بستہ ہونا پانی کا کرۂ زمہریر میں
اور موسم سرما میں بلاد کثیر البرودت میں اسی قول کا مؤید ہے۔ اور نیز یہ بات بھی اپنے موقع پر ثابت ہو چکی ہے
کہ برودت پانی کی تمام عناصر سے اقویٰ اور اشد ہے اور مبرد ہوا کا وہی ہے۔ پس باعث تکاثف
پانی کا اور کوئی عنصر نہیں ہو سکتا اسلیے سبب تکاثف کا سواے میل طبعی پانی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا
فثبت انہ جامد بالطبع لا سائل۔ چونکہ یہ دقیقہ لازم المعرفت اور بیان اسکا لابدی تھا اسلیے
اس جگہ بیان کیا گیا۔ اور ذائقہ طبعی اور اصلی پانی کا شیرین ہے اور شور اپن کہ دریاے شور کے
پانی میں محسوس ہوتا ہے بسبب امتزاج اجزاے ارضیہ کے ہے شیرینی آب باران اور شیرینی
بخار آب شور کی کہ حکمت عملیہ سے حاصل ہوتی ہے اسی کو تائید کرتی ہے کہ ذائقہ طبعی پانی کا شیرین ہے
اور طریق اصلاح کا عنقریب اسی باب میں لکھا جائیگا۔ اور دریاے شور کے شور ہونے میں بھی
حکمت ہے وہ یہ ہے کہ مزاج پانی کا گرم و خشک ہو کر عفونت سے بعید ہو ورنہ وباے عام کا خوف تھا
فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ فائدہ تقاضاے طبعی آب وہ تھا کہ تمام اجزاے زمین پر محیط ہوتا اور زمین
اور ہوا کے درمیان حائل ہوتا لیکن چونکہ ظاہر کرنا بعض اجزاے زمین کا ظہور مرکبات کے لیے ضروری
تھا اسلیے خالق الارض والسموات نے ایسا حیلہ نمودار کیا کہ پانی بعض اجزاے زمین میں جمع ہو
اور زمین ایک طرف سے ظاہر ہو اور حیلہ یہ کیا کہ خداوند تعالیٰ نے کواکب کو تاثیر بخشی ہے کہ اپنے
قوے سے بعض عناصر کو گرم کریں پس اسلیے وہ عنصر متبخر یا متدخن ہوتا ہے۔ پس جب بعض اجزاے
زمین کے گرم ہوتے ہیں اور دخان ہو کر صعود کرتے ہیں تب اسقدر اجزاے زمین میں گڑھا
پڑ جاتا ہے کیونکہ زمین مثل پانی وغیرہ کے سیال نہیں کہ جبر نقصان کر سکے پس چونکہ پانی بالطبع
طالب جہت مرکز ہے جیسا مقدمہ میں بیان کیا گیا ہے اسمیں پانی بھر جاتا ہے اور ظہور موالید ثلثہ کے لیے

روے زمین مماس ہوا ہوجاتا ہے چونکہ استحالہ ایک عنصر کا دوسرے کی طرف باعتبار تاثیرات کواکب سے ہے
اسلیے کسی عنصر میں تجزا اور تدخن سے کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا اور وہ بدلہ عن عنصر آخر مثلاً جو پانی
کہ تحلیل زمین میں آتا ہے بالتدریج مستحیل بزمین ہوجاتا ہے اور جب پھر اجزاے زمین میں بسبب تجزا و تدخن کے
خرچ پڑجاتے ہیں تو اوس پانی اوس جگہ لیجاتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس عناصر ہمیشہ باہم مستحیل ہوتے رہتے ہیں جاننا
چاہیے کہ پانی بذاتہ غذا نہیں ہوسکتا باعث اسکا یہ ہے کہ وہ ارکان بسیط میں سے ایک رکن بسیط ہے
پس لائق غذا کے نہوگا کیونکہ غاذی او مغتذی میں مناسبت شرط ہے وہ یعنی استحال علی خلافہ اور
پانی کا طبخ سے منعقد ہونا اور ہیولیٰ کے کیسی تکثر ہونا بھی اسی پر دال ہے کہ پانی بذاتہ غذا نہیں ہوتا کیونکہ تجوف
کو سیر کرنا اور جوش سے باستم ہونا غذا کی شان میں سے ہے لیکن پانی کے عدم غذائیت سے یہ مراد ہے کہ
سواے آمیزش غذا کے جزو بدن ہونیکی لیاقت نہیں رکھتا لیکن جب غذا سے خصوصاً غذاے خشک کے
بالفعل ملے تو مجموعہ سے ایک جسم شایستہ تغذیہ کے حاصل ہوتا ہے البتہ اس وجہ سے بالعرض پانی بھی
غذا ہوسکتا ہے کیونکہ علت منع کی کہ رکن بسیط ہے اب باقی نہیں ہے نظیر اسکی ہوا ہے کہ وہ بھی صرف
روح نہیں ہوتی مگر جب خون دل سے مختلط ہوتی ہے تو اسکے مجموعہ سے روح متولد ہوتی ہے الغرض
انسان کو ارکان میں سے ان دو رکنوں کی طرف (کہ پانی اور ہوا ہے) اضطرار اور افتقار ثابت ہے اور
بدون انکے دخول کے حیات انسان کی متعذر ہے کما لا یخفیٰ۔ اگر کہا جاوے کہ جب پانی غذا نہیں ہوتا
تو پھر اسکے استعمال سے کیا فائدہ ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ماسوا التغذیہ کے فوائد اصلی پانی کے بہت ہیں
از انجملہ اس جگہ بھی کئی ایک بیان کیے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ پانی غذا کو رقیق کرتا ہے اور واسطے نفوذ
مجاری تنگ اور وصول اقاصی بدن کے غذا کو مہیا کرتا ہے۔ دوم یہ کہ غذا کو مستعد قبول ہضم کرتا ہے
کیونکہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اکثر اغذیہ میں اجزاے ارضیہ غالب ہوتے ہیں اور ایسے اجزا تاثیر
ہاضمہ سے جلدی منفعل نہیں ہوتے پس اغذیہ کذائیہ میں ملاپ جسم رطب کا ضروری ہے اور یہی
باعث ہے کہ جب میوجات تر کھائے جاویں تو انکے بعد پانی کی چنداں حاجت نہیں ہوتی اگرچہ کبھو
کہ ہم بعض حیوانات کو دیکھتے ہیں کہ غذا کے بعد پانی نہیں پیتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ انکے مزاج میں
حرارت غالب ہے یہاں تک کہ اجزاء ارضیہ کو گلا دیتی ہے اور جزو بدن بنا دیتی ہے بناءً علیہ انکو پانی
کی حاجت نہیں ہوتی لیکن مزاج انسانی کہ تمام حیوانات سے قریب بالاعتدال واقع ہوا ہے
حرارت اسکی اس حد تک نہیں کہ اجزاے ارضیہ غذائیہ کو گلا دے اسی واسطے پانی کا محتاج ہے
سوم یہ کہ پانی احتراق غذا سے مانع ہوتا ہے کیونکہ حرارت غریزی وقت کھانے غذا کے ہضم کے لیے

باطن کو متوجہ ہوتی ہے پس ایسی حالت مین اگر معدہ مین رطوبت نہو تو غذا جلجاوے جیسا
گوشت کہ اگر بغیر پانی کے ہنڈیا مین ڈالجاوے تو ضرور آگ کی حرارت سے جلجاویگا چہارم یہ کہ پانی غذا کو
مجاری ضیقہ مین جاری کرتا ہے مخفی نرہے کہ پانی جب ہمراہ غذا کے اعضا تک پہونچتا ہے اور تغذیہ
اعضا سے کچھ باقی رہتا ہے پس قدرے اُس سے عرق اور بخار کے راستہ تحلیل ہو جاتا ہے اور
باقی جگر کو واپس ہوکر مجاری بول سے خارج ہو جاتا ہے اسی واسطے اگر بدن کو حنا وغیرہ سے
رنگین کیا جاوے تو بول بھی رنگین ہوتا ہے کیونکہ بعض اجزا سے بول کے جلد تک پہونچکر واپس
ہوتے ہین چنانچہ تشریح اُسکی چھٹے باب مین بیان کی جائیگی پنجم یہ کہ پانی فضول سے مختلط
ہوکر اُنکو رقیق کرتا ہے تاکہ خروج فضول کا بذریعہ بول و عرق بسہولت ہو ششم یہ کہ پانی بسبب اپنی
برودت ذاتیہ کے حدت حرارت اور یبوست کو تسکین دیتا ہے ہفتم یہ کہ پانی اعضا کو مرطوب
اور تر رکھتا ہے۔ اب اسمین اختلاف ہے کہ آیا آب باران عمدہ ہے یا آب چشمہ اور نہر اچہا ہے
ہر ایک نے اپنے دعوے پر دلائل گذرانے ہین بعض کا یہ قول ہے کہ آب باران تمام پانیوں سے
عمدہ ہے اور آب نہر کہ موصوف بصفات آیندہ ہو فضیلت مین اُسکے بعد ہے دلیل فضیلت آب باران
اُسکی حلاوت اور شیرینی ہے اور سہولت انحدار اور سرعت طبخ وغیرہ کہ لازمہ لطافت ہے
بھی منجملہ دلائل فضیلت ہین۔ علاوہ بران مادہ آب باران کا یعنی ابخرہ متصاعدہ اور ہوا
لطیف ہے پس ظاہر ہے کہ جو چیز اُن سے پیدا ہوگی وہ بھی لطیف ہوگی۔ مگر آب باران کی فضیلت
مین کئی شرطین ضروری ہین۔ اول یہ کہ آب باران سنگین گڑہے مین جمع ہو کیونکہ موضع سخت سے
اجزائے ارضیہ منفصل ہوکر پانی مین نہین ملتے اسیلئے اگر اُسکو ظروف چینی یا القرعی وغیرہ مین
لیا جاوے تو بہت بہتر ہوگا۔ دوم یہ کہ ہوا سے شمالی اور مشرقی السیر لگی ہو اور آفتاب بھی پیر
واقع ہوا ہو۔ سوم یہ کہ بارش موسم گرما مین ہو۔ علاوہ بران بادل گرجنے والے سے برسے
موسم گرما اسیلئے شرط کیا گیا ہے کہ حرارت گرما مزید لطافت باران ہے شیخ رئیس اور اکثر سلف
اور خلف اسی پر ہین۔ لیکن ابوسہیل مسیحی لکھتا ہے کہ موسم سرما بہتر ہے کیونکہ ہوا موسم سرما کی بخار
اور دخان سے خالی ہوتی ہے پس جو پانی ایسے وقت مین نازل ہوگا بیشک شوائب غیر سے
خالی ہوگا۔ علاوہ بران حرارت متحجرہ مستقرہ جو موسم سرما مین ضعیف ہوتی ہے اس سبب سے پانی
متحجر نہین ہوتا اور شرح کلیات مین اسی کو پسند کیا ہے۔ لان المطر الصیفی لا یخلو عن بخار و
دخان۔ اور جو پانی بادل گرجنے والے سے برسے وہ بالاتفاق بہتر ہے بہ نسبت اُسکے کہ نہ گرجنے والے سے برسے

کرسنے والی ۱۲
۱۳ مسافی
کو درمیان زمین
و آسمان ہے ۱۲
۱۴ کیونکہ بارش
موسم صیف
کی بخار اور دخان
سے خالی نہین
ہوتی ۱۲ منہ

بشرطیکہ ریاح عاصفہ اسمین نہو وین۔ وجہ اسکی یہ ہی کہ رعد یعنی گرجنا حکما کے مذہب پر تحریک دخان دہوکہ بادلون مین محتبس ہی ہوتا ہی۔ پس گرجنے سے بادل دخان وغیرہ سے صاف ہوجاتا ہی بشرطیکہ ریاح قویہ شدیدہ سے مضطرب نہو کیونکہ ایسی ہواسے ابخرے مختلط ہوتے ہین اور اگر بارش بے رعد اور ریاح عاصفہ شدیدہ بھی اسمین ہون تو ایسا پانی رداءت سے خالی نہین اور اصلاح قوی اسکی جوش ہی جسکا ذکر عنقریب ہوتا ہی اور بعض کا قول یہ ہی کہ آب نہر اور چشمہ کا عمدہ ہی لیکن اسکی استعمال فضیلت کے واسطے چند شروط متذکرہ ذیل مقرر ہین۔ اول یہ کہ منبع اسکا خالص ہو یعنی جس زمین سے وہ چشمہ خارج ہوتا ہی نیک ہوا ور نظر فونی اور کبریتی وغیرہ نہو۔ دوم یہ کہ مسیل اسکا خاک پاک یا سنگریزہ ہو کیونکہ جس چشمہ کا مسیل سنگریزہ ہوگا وہ عفونت سے بعید ہوگا معہذا جو پانی خاک خالص پر جاری ہو وہ بہتر ہی بہ نسبت اسکے جو سنگریزہ پر جاری ہو کیونکہ خالص مٹی جب پانی سے ملکر تہ نشین ہوجاتی ہی تو پانی شوائب ردیہ سے صاف ہوجاتا ہی۔ سوم یہ کہ جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہو جیسا دریاے نیل وغیرہ۔ یا مغرب سے مشرق کی طرف جاری ہو مثل دریاے وغیرہ کے۔ پس جو دریا پورب سے پچھم کو بہتا ہو یا اُتر سے دکھن کو آتا ہو اسکا پانی ناقص اور خراب ہی چہارم یہ کہ پانی بلندی سے نیچے گرتا ہو کیونکہ یہ امر باعث تیزی حرکت آب ہی اور سرعت حرکت کا موجب مزید لطافت جوہر آب ہی۔ پنجم یہ کہ منبع اسکا بعید ہو اسکی مراد یہ ہی کہ پانی چشمہ کا اس جگہ سے بہتر ہی کہ مخرج سے دور ہو کیونکہ کثرت حرکت کی موجب لطافت ہی لیکن یہ اس صورت مین ہی کہ راستہ مین اور پانیون سے مختلط نہوا ور زمین ردی پر بھی عبور کیا ہو ورنہ قریب منبع کے پانی عمدہ ہی۔ ششم یہ کہ خفیف الوزن اور سبک ہو اسلیے کہ خفت وزن کی دلیل قلت اجزاے ارضیہ کی ہی اور مستلزم لطافت ہی۔ اور طریق وزن پانی کے جو شیخ سے منقول ہین وہ دو ہین۔ اول یہ ہی کہ ایک پیمانہ پانی سے پر کرین اور اسکو وزن کرین پس اسکو پھینکدین بعدہ دوسرے پانی سے اسی پیمانہ کو بھرین اور بدستور وزن کرین جو وزن مین کمتر ہوگا وہی افضل زیادہ ہوگا۔ دوم یہ ہی کہ دو قطعہ ردے زمین کے متساوی الوزن لین دو پانیون سے جدا جدا تر کرین پس انکو خوب خشک کرین بعدہ انکو وزن کرین جو سبک اور خفیف ہوگا وہی پانی بہ نسبت دوسرے کے افضل اور عمدہ ہوگا اور حسب باریکی وزن کے مراتب ثقل کے دریافت ہوجاینگے۔ ہفتم یہ کہ پینے والے کے زعم مین شیرین معلوم ہو اور حلاوت اور شیرینی اسکی لطافت کا نشان ہی۔ چونکہ آب صرف کچھ مزہ نہین رکھتا اسلیے کہ وہ رکن بسیط یا قریب بسیط ہی اور اشیاے لذائذ مین مزہ اور بو وغیرہ کہ خواص اجسام مرکبہ سے ہی

۱ آندھیان ۱۲ — ۲ بند ۱۲ — ۳ رندہ ۱۲ — ۴ ردی ہونا ۱۲ — ۵ یعنی مادہ جو انکا مذکور ہوتی ہین ۱۲ — ۶ بو ۱۲ — ۷ مٹی ۱۲ — ۸ جا بیٹھنا — ۹ روان شدن ۱۲ — ۱۰ چشمہ ۱۲ — ۱۱ [illegible] ۱۲ — ۱۲ وزن مین ہلکا — ۱۳ کمی ۱۲ — ۱۴ برابر وزن — ۱۵ معین ۱۲ — ۱۶ خیال ۱۲ — ۱۷ نفیس چیزین — ۱۸ [illegible] ۱۲

نہیں ہوتا اسمین نمکینی اور شیرینی پینے والے کے ذہن پر اعتبار کی گئی نہ اسکی ذات مین لحاظ کی گئی ہی
ہشتم یہ کہ جب شراب سے پانی ممزوج کرین تو تھوڑا سا پانی تیزی شراب کو دور کرتا ہی اور یہ بھی
موجب لطافت ہی نہم یہ کہ پانی کثیر المقدار ہو کیونکہ بنا بر کثرت کے اختلاط مفسدات سے جلدی متاثر
نہیں ہوگا۔ دہم یہ کہ شدید الجریان ہو کیونکہ حرکت قویہ مزید لطافت ہی۔ یازدہم یہ کہ جلدی سرد ہونیوالا
اور جلدی گرم ہونے والا ہو یعنی موسم سرما مین جلدی سرد ہو جاوے اور موسم گرما مین جلدی گرم ہو جاوے
دوازدہم یہ کہ بعد پینے کے فم معدہ سے جلدی فرو ہو جاوے اور پیاس کو بند کرے اور پہلو مین [illegible]
سیزدہم یہ کہ جو چیز اسمین پکاوین جلدی گل جاوے یہ صفات مذکورہ سواے لطیف پانی کے اور کسی مین
نہین پائی جاتین۔ جب یہ تمام شرائط اکثر موجود ہونگے تو پانی چشمہ اور نہر اسکی قائلین کے نزدیک بہتر اور
عمدہ ہوگا۔ اور بعض اطبا نے اختلاف مذکورہ کے رفع کرنے کے لیے یہ تطبیق نکالی ہی کہ اسمین کچھ شک نہین
کہ آب باران من حیث الذات آب نہر اور چشمہ سے بہتر اور عمدہ ہی لیکن بسبب نہایت لطافت کے جلدی
متعفن ہو جاتا ہی اور تعفن اسکا موجب عفونت اخلاط اور باعث ایذاے صدر اور اصوات ہی پس آب
باران من حیث الذات آب نہر سے بہتر ہی لیکن بسبب نقصان عارضی کے کہ عفونت کو جلدی
قبول کرتا ہی اکثر اطبا نے آب نہر کو اسپر فضیلت دی ہی۔ اور یہ بات ظاہر ہی کہ جس چیز مین ضرر
کم محسوس ہو وہ اپنے مادون سے بہتر ہی۔ باین وجہ کان۔ اور سرعت تعفن آب باران کی توجیہ
مین اختلاف ہی شیخ وغیرہ اتباع اسکے کچھ لکھتے ہین اور بعض دیگر کچھ اور ہی کہتے ہین لہذا تفصیل
اسکی موجب تطویل سمجھکر متروک ہوئی فائدہ جس شخص کا مزاج مستعد بعفونت ہی اور آب باران کے استعمال
سے مضطر اور ناچار ہو جاوے چاہیے کہ حموضات کو استعمال کرے کیونکہ ترشی مانع عفونت ہی خصوصاً وہ اشیا جسکے
مزاج سرد خشک مع الحموضۃ ہوں۔ ماسوا ان دونوں یعنی آب باران اور آب نہر کے تمام پانی ردی ہین
چنانچہ دوسری فصل مین تشریح انکی کی جائیگی **فصل دوم** آب قنی اور آب چاہ اور آب نز اور آب ستادہ
اور آب معدنیات کے بیان مین۔ اور احکام ہر ایک کے چند فوائد ذیل مین لکھے جاتے ہین **فائدہ اول**
معنی عین اور احکام قنی اور چاہ اور نز کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ خداوند تعالے کے حکم سے پانی زمین
مین متکون ہوتا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ تاثیر حرارت اور خاصیات کواکب سے زمین اور پانی سے
اجو بسبب خلا کے زمین مین تداخل کرتا ہی ابخرہ پیدا ہوتے ہین اور بسبب ناریت کے بقصد
خروج کے حرکت کرتے ہین پس جس جہت کو راہ پاتے ہین اسی طرف کو مائل ہو جاتے ہین پس
جب ابخرہ مذکورہ زمین مین منتشر ہوتے ہین برودت ارضی انپر غالب ہو کر ناریت کو زائل کرتی ہی

اسلیے ابخرہ مذکورہ پانی سے سبحار ہوتا ہے تین اب ابخرہ مذکورہ متوالی اور متواتر پہونچتے رہینگے تو
پانی جوش مارکر زمین قابل الخراق کو شق کر کے ظاہر ہو جاینگا پس اگر کثرت بخار کی امداد حقوق رہے تو
سے امداد کے پانی جاری رہیگا اما دائماً او منقطعاً ضعیفاً او شدیداً ایسے چشمہ کو عین جاری کہا جاتا
اور اگر بعد جریان نہ پہونچے بلکہ زمین سے خارج ہو کر مکان نشیب مین ٹھہر جاوے۔ غایت یہ ہے
کہ جسقدر پانی نکالا جاوے اُسی قدر او جمع ہو جاوے تو اُسکو عین واقف یعنی چشمہ ایستادہ
کہینگے اور اسمین کچھ شک نہین کہ عین جاری عین ایستادہ سے بہتر ہے بشرطیکہ صفات مذکورہ
بالا سے موصوف ہو اسلیے اگر مسین عین جاری کا زمین شورہ اور گندھک وغیرہ ہوگی تو ظاہر ہے
کہ اس صورت مین عین واقف کہ زمین خالص مین ہو افضل ہوگا اور قنی کے معنی فارسی زبان
مین کاریز مین یہ دو قسم پہ ہے حقیقی اور مجازی حقیقی وہ ہے کہ ایک گڑھا کھود کر پانی اُس سے
نکالیں پس کسی صنعت سے اُسکو جاری کرین اُسکو عربی زبان مین ماء القنی بولتے ہین۔
اور مجازی وہ ہے کہ عین جاری سے کوئی شاخ نکالیں اس شاخ کو مجازاً قنی بولتے ہین سیاہی
کثرت پانی سے اگر کوئی شاخ جاری کرین تو اُسکو بھی قنی مجازی کہتے ہین لیکن فی الاصل دونو
اپنی اصل کا حکم رکھتے ہین۔ اور چاہ معروف ایک گڑھا معمولہ متعارفہ ہے کہ زمین کو اسقدر
کھودتے ہین کہ پانی اُسمین جمع ہو جاوے پس اُسکو اگر کسی صنعت سے جاری کرین جیسے
متعارف ہے تو حکم قنی حقیقی کا رکھتا ہے۔ اور نسبت قنی حقیقی کی چاہ سے وہی ہے جو نسبت
عین جاری کی عین واقف سے ہے یعنی قنی حقیقی عین جاری کی مانند ہے اور چاہ عین واقف
کے مثال ہے۔ اور احکام چاہ کے باعتبار مکان چاہ اور صرف پانی کے مختلف ہین بہتر
آب چاہ وہ ہے کہ شیرین اور سبک اور باضم تر ہو اور تنگ دہانہ اور سقف دار نہو بلکہ فراخ دہان اور
کشادہ ہو اور اُس سے صرف پانی کا زیادہ ہو بعض کنوئین ایسے دیکھے اور سنے گئے ہین کہ
پانی اُنکا لطافت اور خفت مین آب گنگ سے ہم پہلو ہے۔ الغرض جسب پانی مین صفات
محمودہ زیادہ ہون اپنے ماسوا سے عمدہ شمار کیا جاتا ہے لیکن اس امر مین عادت کو بھی دخل تام ہے
ایسے آدمی بہت ہین کہ آب چاہ کے معتاد ہین اور بالکل ضرر نہین پاتے مگر یہ بات خارج از بحث
ہے لائق اعتبار نہین اور پانی کاریز اور کنوئین کا بہ نسبت چشمہ کے ردی ہے مگر یہ حکم
اکثری ہے کلی نہین۔ اور نز گڑھے نامصنوعہ کو کہتے ہین کہ زمین رطوبت ناک
مین ہوتا ہے اور پانی زمین رطب کا مترشح ہو کر اسمین جمع ہوتا ہے یہ پانی آب چاہ سے

ردی تر ہے۔ اجمین اور عین واقعہ میں یہ فرق ہے کہ عین واقف میں پانی تہ زمین سے آتا ہے اور اجمین نواحی زمین نمناک سے جمع ہوتا ہے فافترقا فرقا صحیحا۔ اور ان سب کے ردی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پانی مذکورہ بند رہتے ہیں اور مدت دراز تک زمین سے مختلط اور ملے رہتے ہیں اسلیے آنمیں تعفن اختلاط کا خوف ہے فائدہ دوم ماء راکد یعنی کھڑے پانی کے بیان میں مخفی نہ رہے کہ پانی استادہ تمام ردی ہے کیونکہ اجزاے رطبہ ارضیہ سے بسبب عدم تحریک اور طول مکث کے شدید الاختلاط ہیں خصوصاً وہ جسمیں کائی وغیرہ اگ گئے ہوں ایسے پانی کو عربی زبان میں ماء آجامی کہتے ہیں آجام جمع اجمۃ کی ہے۔ اور زیادہ ردی اجمین سے ان نہروں کا پانی ہے جسمیں عفونت ہو اسکو اطباء ماء البطائح بولتے ہیں۔ الغرض کھڑا پانی آجامی ہو خواہ بطائحی یا غیر انکا معدہ سے موافق نہیں اور موجب آفات کثیرہ ہے اس سے پرہیز لازم ہے فائدہ سوم احکام میاہ معدنیہ اور علقیہ کے بیان میں یہ تمام پانی صحیح معتدل المزاج کے لیے ردی ہیں لیکن بعض پانیوں میں کئی ایک امراض کے لیے منفعت ہوتی ہے جیسا اسکی فصل میں بیان آتا ہے۔ اسلیے انکے پینے کی عادت نکرنی چاہیے بلکہ امراض میں استعمال انکا مجوز ہے صرح به صاحب الکامل والجیلانی فی شرح القانون۔ حرارت انکی بھی بسبب اختلاط اجزاے غریبہ ارضیہ اور کبریتیہ وغیرہ کے آب طبیعی سے زیادہ ہے۔ الغرض جب پانی میں گھاس ہو حکم اسکا مثل پانی آجامی کے ہے اور باقی معدنیات میں سوائے نمکی اور شبی اور حدیدی کے بنا بر فساد جوہر معادن کے مختلف الرداءۃ ہیں جیسا مزاج معدن کا ہوگا ویسا ہی پانی کا۔ لیکن تینوں پانی مذکورہ مفید و مقوی ہیں اسلیے کہ نمکی اور شبی مفرح دل اور مقوی ارواح ثلاثہ ہے۔ اور حدیدی مقوی احشاء اور مصلب اعضاء اور مفرح طحال اور اسہال اور محرک قوت باہ ہے اور جب انکو گرم کرکے پانی میں سرد کریں یہاں تک کہ پانی انکی قوت حاصل کرے تو حکم اسکا پانی معدنی کا ہوگا انتباہ اگر تصفیہ آب طلائی اور نقرئی اور آہنی سے چھوڑ کیا جاوے کہ آب چشمہ و دریا بان سے بہتر ہے کیونکہ بعض فوائد کا موجب نقل کلی کا نہیں ہوسکتا۔ غایۃ الامر یہ ہے کہ پانی مذکورہ بہ نسبت اور پانیوں کے بہت مختلف الرداءۃ ہیں اور منافع سے متفرد پس بمنزلہ دوا کے سمجھنا چاہیے اسلیے ہمیشہ استعمال انکا مثل دوا کے ممنوع ہے کیونکہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ تمام پانیوں معدنیہ سے عسر بول پیدا ہوتا ہے چنانچہ فائدہ آئندہ میں بیان کیا جاویگا۔ فائدہ چہارم میاہ ثلجیہ اور جمدیہ کے بیان میں۔ ثلج عربی زبان میں برف کو کہتے ہیں اور وہ ہوا ہے کہ بسبب برودت کے بستہ ہوکر زمین پر گرتی ہے اور جمد یخ کو بولتے ہیں اور وہ پانی ہے کہ بسبب برودت کے بستہ ہو جاتا ہے جاننا چاہیے کہ

صاحب کامل نزاد و جیلانی مؤلف شرح قانون میں ۱۲ ... روح حیوانی روح طبعی روح نفسانی ۱۲ ... قوت دہندہ ۱۲ ... مقوی ... اختلاط ... ۱۲

کہ سرد واحد انھین سے اگر صاف اور روشن ہو اور اشیاء ردیہ سے مختلط نہو تو ضرور صلاحیت سے
مقرون ہوگا۔ البتہ اتنا فرق ہی کہ اور پانیون صالحہ سے کثیف ہوگا۔ کیونکہ ایسا پانی سردی قوی سے
متاثر ہوتا ہی اسی لیے صاحب درد اعصاب کو بہت ضرر دیتا ہی لیکن اگر اسکو جوش دیوین تو صفائی
کی طرف عود کرتا ہی کیونکہ جوش دینا مزیل کثافت آب ہی ہان اگر یخ آبہائے ردیہ سے بنی ہوگی تو ظاہر ہی کہ
پانی اسکا بھی ردی بلکہ اردی ہوگا اور ایسا ہی برف اگر ہوائے غبارناک اور ابخرہ ردیہ سے پیدا ہوگی یا کسی
موضع ردیہ پر گر پڑیگی تو ردائت اسکی بھی ظاہر ہی چاہیے کہ ایسی برف اور یخ کو بالکل پانی سے ممزوج کرین
ہان اگر آب تبرید آب صالح کے لیے پانی کو برف مین رکھکر سرد کرلین تو کیا مضایقہ ہی جیسا متعارف ہی
فائدہ پنجم پانی گرم اور سرد کے استعمال کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ آب سرد معتدل المقدار
تندرستون کے لیے تمام پانیون سے عمدہ ہی کیونکہ معدہ کو قوت دیتا ہی اور اشتہا لاتا ہی اور صعود ابخرہ کو
دماغ کی طرف روکتا ہی اور تعدیل آب سرد کی اعضاء اور اخلاط کے لیے ایسی ہی جیسے تعدیل
ہوا بارد کی ارواح کے لیے۔ سرد پانی غلیان اخلاط اور انکی عفونت کو مانع قوی ہی۔ اسی واسطے
اطبا کہتے ہین کہ تپ غلیانی مین اگر مانع مثل ضعف احشاء وغیرہ نہو تو فقط آب سرد سے علاج کرنا کافی ہی
لیکن پانی شدید البرودت مضر اعصاب اور احشاء متورمہ ہی یہ تمام اوصاف کہ پانی سرد مین
بیان کیے گئے ہین اس سے مخصوص ہین جو بذاتہ سرد ہو جیسا آب شبنم وغیرہ نہ وہ جسکو صنعت سے
سرد کیا ہو جیسے برف یا شورہ سے کیونکہ ایسا پانی خواص مذکورہ بالا سے خالی ہی اور آب سرد سے سیم
گرما اور وقت گرم مین غسل کرنا محرور مزاج کو معاون قوت اور حافظ حرارت غریزی اور مقوی
جلد ہی اسی لیے اکثر امراض جلدی کو بشرط تنقیہ نافع ہی اور تقلیل مواد اور منع تداخل ہوائے متعفنہ
کرتا ہی اسی لیے وبا مین آب سرد سے غسل کرنا بہتر لکھا ہی تاکہ بسبب تسدید مسام کے ہوائے
متعفنہ بدن مین سرایت نکرے۔ اور سخونت بدن کی جو غسل آب سرد سے حاصل ہوتی ہی
عرضی ہی ذاتی نہین ولا اعتبار لہ۔ اور پانی گرم خواہ آفتاب سے ہو خواہ آگ سے احکام
اسکے باعتبار سخت گرمی اور نیم گرمی اور باعتبار نہار اور طعام کے بعد پینے کے مختلف ہین
ہر ایک کو بہ تفصیل لکھا جاتا ہی۔ مخفی نرہے کہ آب گرم بعد طعام کے پینا ہضم طعام کو فاسد کرتا ہی
اور غثیان اور قی لاتا ہی خصوصاً اگر نیم گرم ہو کیونکہ آب نیم گرم افساد غذا مین بہ نسبت سخت گرم کے
قوی ہوتا ہی بخلاف آب سخت گرم کے کہ کبھی طعام کو سنیر اور منہضم کرتا ہی اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی
کہ کثرت گرم پانی پینے سے بباعث ارخاء اور سستی کبد کے استسقا ہو جاتا ہی اور بسبب حرارت

دل کے دق پیدا ہوتی ہی اور بموجب افساد ہضم جید کے بدن کو گلاتا ہی اور پیاس صادق مین فوراً تسکین ہوتی بدیہی ہی البتہ پیاس کاذب مین بباعث ازالہ سبب کے تسکین حاصل ہوتی ہی اور گرم پانی نہار پینا اکثر معدہ کو بلغم وغیرہ رطوبات سے صاف اور شکم کو نرم کرتا ہی اسطورسے کہ ثفل کو نرم اور جرم امعاء کو سست کرتا ہی لیکن کثرت آب گرم کی علی الاطلاق موہن قوی معدہ ہی اسی لیے اطبا ایسے شخص کو جو گرم پانی پینے کا عادی ہو تھوڑی مصطگی کھانے کا حکم دیتے ہین تاکہ اسکا مصلح ہو جاوے۔ اور پانی بہت گرم اکثر اوقات قولنج ریحی اور ثفلی کو کھول دیتا ہی اور ریح الشوکہ کو نافع ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ آب گرم مسکن درد شدید اور سدر بول اور حیض ہی خواہ پیا جاوے خواہ نطولاً۔ اور چند اشخاص مذکورۂ ذیل کو بھی سود مند ہی ایک اصحاب صرع کو بباعث انضاج اور تحلیل مواد کے دوسرا اصحاب مالیخولیا کو بباعث ترطیب اور تسخین اور تلطیف اور ترقیق مادہ غلیظہ کے تیسرا اصحاب صداع بارد کو اور اصحاب رمد کو بسبب تسکین درد اور انضاج مادہ کے چوتھا اُن اشخاص کو جنکو حلق اور عمور مین بثور اور اورام ہون یا کانون کے پیچھے ورم ہو بباعث انضاج اور تلیین مادہ کے کیونکہ مواضع مذکورہ بواسطۂ اعصاب کے آب مرور سے ضرر پاتے ہین پانچوان اُن اشخاص کو کہ حجاب سینہ اور اسکے نواحی مین تفرق اتصال رکھتے ہین اور استعمال اُس پانی کا کہ آفتاب سے گرم ہو بالخاصیت مورث برص ہی کما قیل الماء المشمس یورث البرص خصوصاً اگر ظرف مسی مین گرم شہرون اور موسم گرم مین گرم ہو۔ فائدہ ششم احکام آبہاے ردیہ جاننا چاہیے کہ آب شور بدن کو لاغر اور چہرہ کو متغیر کرتا ہی اور اول اسہال اور بعدہ بسبب تجفیف رطوبات کے قبض کرتا ہی اسی واسطے موجب خارش ہی لیکن احکام مذکورہ اسکے پینے پر منحصر ہین۔ اور تریاق مصلح آب شور غذاے چرب اور شیرین ہی اور سکنجبین نیز۔ البتہ آب شور سے اعضا کو غسل کرنا خارش کو نافع ہی اور زیر جلد جو خون بستہ ہوا اُسکو تحلیل کرتا ہی اور قمل اور قمقام کو جو ایک قسم کے حیوانات ہین اندر ابرو اور سائر بدن مین پیدا ہوتے ہین قتل کرتا ہی اور فالج اور استرخا اور رعشہ وغیرہ امراض عصبی کو بہت نافع ہی۔ بحر اصطلاح اطبا مین دریاے شور کو کہتے ہین اور آب شور عام کہ بحر سے ہو یا زمین شور سے نکالا جاوے یا آب شیرین مین نمک ڈالا جاوے۔ غرض آب بحر خاص اور آب شور عام ہی مگر آب شور غیر بحری فوائد مین قریب آب بحر کے ہی الا بعض خواص مین جو بیان ہوا اور غلیظ اور میلا پانی موجب تولد حصات اور مسدد ہوتا ہی اسی واسطے ایسے پانی پینے والے کو مدرات کا پینا لازم ہی تا اجزاے مسددہ کو بذریعہ ادرار خارج کرین۔ اور آدمی آفات سے امین ہین

البتہ جو اشخاص ضعف معدہ میں مبتلا یا سہال ہوں غلیظ اور میلا پانی انکو اکثر نفع دیتا ہی اسلیے کہ
پانی مذکورہ جلدی معدہ سے فرو نہیں ہوتا۔ اور آب نوشادری شفقی اور مسہل طبیعت ہی خواہ انکو
نوش کریں خواہ اسمین بیٹھیں خواہ اسکو حقنہ میں استعمال کریں اور پینا [illegible]
اور سہال کو نفع دیتا ہی لیکن اُس سے غسل کرنا اکثر تپ [illegible] اسکا
تپ عفنی کا موجب ہی کیونکہ پینا اُسکا سدہ کا باعث ہی [illegible]
آب مذکورہ سے اُن ابدان میں ہوتا ہی جو کہ تپ کے [illegible] ہوں [illegible]
انکے تنگ ہوں اور ارواح انکی گرم ہو اور لیاقت حدوث سدہ کی [illegible] اور آب کبریتی یعنی وہ
پانی کہ زمین گوگرد سے باہر نکلے مسہل [illegible] اور گرم خشک [illegible]
اور جرب اور خارش اور تقشر جلد اور وجع مفاصل [illegible] بارد [illegible]
اور درد زانو اور کنج [illegible] اعصاب اور [illegible] معدہ وغیرہ کو نفع [illegible]
باصرہ اور مسخن جلد ہی۔ اور پانی [illegible] یعنی وہ پانی کہ معدن زفت اور قیر [illegible]
مسخن بدن ہی اور رضا [illegible] کو مسخ اور قروح کو مندمل کرتا ہی [illegible]
حارہ ہی مصلح اُسکا [illegible] عربی اور گل [illegible]
غلیظ اور مفسد خون ہی۔ اور مصلح اُسکا شکر اور عسل [illegible]
مغیرین ہی۔ اور آب نحاسی یعنی وہ پانی کہ معدن مس سے خارج ہو [illegible]
سرد کرین واسطے جوشش [illegible] اور دردگوش اور تقویت اعضا ضعیفہ کے مفید ہی
لیکن پینا اُسکا خطرناک ہی مصلح اُسکا بھی شکر اور شہد اور طبیخ ہی۔ اور جس پانی میں سنگ گرم کرکے
سرد کیا جاوے باعث قولنج اور سوزش حبس بول ہی اور جس پانی میں قلعی گرم کرکے سرد کی جاوے
قریب پانی سنگ کے ہی اور بیان ہوچکا ہی کہ تمام معدنیات کا پانی موجب عسر بول ہی خصوصاً اگر پینا اسکا
مدت کثیر تک واقع ہو۔ گو پانی لوہے اور چاندی اور سونے کا ہی ہو فائدہ منفعت تلطیف اور تنقیہ
آبہاے صالحہ اور اصلاح پانیون ردیہ اور صاف کرنے آبہاے غلیظہ کے بیان میں جاننا چاہیے
کہ اگر ہم چاہیں کہ آب صالح کو لطیف اور سبک تر کریں تو چاہیے کہ کسی برتن خاکی میں پانی ڈالیں
اور جو پانی اُس سے نکلے اور تقاطر کرے کسی عمدہ برتن میں لیں یہ پانی لطیف نہایت اور عمدہ ہوگا اُسکا نام
عربی زبان میں ماء التقطیر ہی اور جسقدر بلند جگہ سے تقاطر کرے اُسی قدر بہتر اور عمدہ ہوگا۔ ایسا
پانی دل گرم کی تبرید اور دفع خفقان حار میں بہت نفع مند ہی۔ اور آبہاے ردیہ کی اصلاح کئی طرح سے

ہوسکتی ہی۔ اول یہ کہ تصعید اور تقطیر کرین یعنی پانی سے عرق لیوین تقطیر کے طریق بہت ہین بہترین وہ ہی کہ بقراط نے لکھا ہی وہ یہ ہے پانی ردی لو کہ جس کی اصلاح منظور ہی دیگ مین ڈالین اور دیگ کے منہ پہ چند لکڑیان آڑا طلع کے طور پر رکھین اور لکڑیون پر روئی نئی دھنکی ہوئی دھر دین تاکہ بخار اُسکا باہر نکلے پس دیگ کے نیچے آگ جلاوین تاکہ بخار پانی کا صوف مین پہونچکر دیگ مین گرتا رہے اس اثنا مین آب شور کو دیکھتے رہین کہ ابتک شیرین ہوا ہی یا نہین جب شیرین ہوجاوے صوف کو اُٹھا کر کسی اچھے برتن مین نچوڑ لیوین پس اسی طرح جسقدر چاہین عرق لیوین جب دو تین بار عرق صوف سے لیا جاوے تب پانی کو دیگ سے پھینکدین اور دوسرا پانی اُسمین داخل کرین اسی طرح سے پانی شور اور تلخ شیرین ہوجاتا ہی دوسرا یہ کہ پانی شور اور گڑھے کے کنارے ایک گڑھا اور کھودین تا پانی اُسمین مترشح ہووے پس پہلو سے گڑھے اول کے دوسرا گڑھا کھودین جب پانی اُسمین مترشح ہو تب تیسرا گڑھا اُسکے پہلو مین کھودین اور ایسا ہی ترشح کے طور پر پانی کو ایک گڑھے سے دوسرے مین منتقل کرین یہان تک کہ پانی شیرین ہوجاوے۔ اور اگر زمین نواحی دریا وغیرہ کی شور ہو تو کسی عمدہ زمین مین جو کہ بوجہ قیت اور سنگینی سے دور ہو۔ گڑھا کھودین اور پانی دریا وغیرہ کا مشک وغیرہ کے ذریعہ سے اُٹھا کر اُسمین ڈالین۔ پس بطریق مذکورہ ایک گڑھے سے دوسرے مین منتقل کرین یہان تک کہ پانی شیرین ہوجاوے تیسرا یہ (اور یہ سب سے آسان تر ہی) کہ پانی کو جوش دیوین یہان تک کہ چہارم اُسکی اُڑجاوے تب باقی پانی اچھا ہوگا اور اگر سو رطل پانی مین ایک رطل سرکہ انگوری مخلوط کرین پس جوش دیوین کہ ایک چوتھائی اُڑجاوے تو بہت ہی عمدہ ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ اطبا کو آب مطبوخ مین اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہی کہ جب پانی کو جوش دیوین تو لطیف ہوجاتا ہی اور رداءت اُس سے زائل ہوجاتی ہی شیخ بوعلی سینا کا بھی یہی مذہب ہی۔ یہ لوگ اپنے اثبات مدعا کے لیے دو دلیلین پیش کرتے ہین۔ اول یہ کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہی کہ پانی مطبوخ مین نفخ کمتر ہوتا ہی اور معدہ سے جلدی منحدر ہوجاتا ہی اور یہ دونون صفات خواص لطافت سے ہین۔ دوسرے یہ کہ وزن آب مطبوخ کا خفیف اور سبکتر بہ نسبت غیر مطبوخ کے ہوتا ہی اور یہ نشان لطافت ہی۔ اور بعض دیگر اطبا کی یہ راے ہی کہ پانی پکانے سے غلیظ تر اور کثیف تر ہوجاتا ہی۔ اُنکی دلیل یہ ہی کہ جب پانی کو جوش دین تو بلاشک جسقدر لطیف ہی اُڑجائیگا۔ لان اللطیف اشد قبولا للتصعید۔ اور جب اجزاے لطیفہ علٰحدہ ہوجائینگے تو جسقدر باقی رہیگا لامحالہ بہ نسبت اول کے کثیف ہوگا۔ لغلبۃ الارضیۃ علیہ اور یہ بات بھی ظاہر ہی کہ تمام پانی موجودہ اجزاے ارضیہ سے خالی نہین پس جوش علی الاطلاق [illegible]

اور شیخ رحمہ اللہ نے ان لوگون کو جاہل کہا ہو حیث قال والجہال من الاطباء یظنون ان الماء المطبوخ تتصعد لطیفتہ وتبقی کثیفتہ فلا فائدۃ فی الطبخ اذ بہ یزید الماء تکثیفاً ۔ اور ان لوگون نے شیخ کی بھی تردید کی ہو کہ شیخ نے جو کچھ خفت وزن اور قلت نفخ کے بابت لکھا ہو ہم نہین مانتے کہ یہ بات تمام پانیون مین پائی جاتی ہو چنانچہ یہ امر تجربہ سے ظاہر ہو چکا ہو شیخ رئیس نے بھی انکی تردید مین بہت کچھ لکھا ہو مگر باعث تطویل سمجھکر متروک کیا گیا ہو گیلانی صاحب نے قولین مذکورین مین تطبیق بھی دی ہو وہ بھی اسی قسم سے سمجھکر قلم انداز ہوتی ہو۔ ایک اور طریق دفع ردارت پانی کا (جو کہ طرق مذکورہ صدر سے بہت آسان اور سہل معلوم ہوتا ہو) یہ ہو کہ خاک پاک اور صاف ردی پانی مین ملاوین خصوصاً وہ خاک کہ پینے والے کے شہر سے ہو۔ پس اس پانی کو کچھ عرصہ پڑا رہنے دین یہان تک کہ صاف ہو جاوے پھر جسقدر مکرر سہ کرر کرین اسی قدر پانی بہتر اور عمدہ ہوگا اور طریق تصفیہ آب کدر اور غلیظ یہ ہو کہ اسمین خستہ زردآلو ملاوین یا گل ارمنی یا پست گندم یا قدرے پھٹکری یا تھوڑی سی زاج گھسکر اسمین آمیز کرین لیکن پھٹکری اور زاج حتی المقدور پانی مین نہ ملاوین کہ ضرر سے خالی نہین اور کہتے ہیں کسی عمدہ لکڑی کے اگر آب غلیظ مین سرد کرین تو پانی صفا ہو جاتا ہو اور ماسوا اسکے جو تدبیرین ردی پانی کو اصلاح کرتی ہین وہ اس جگہ بھی کارآمد ہین۔ اور پیاز کھانا تمام ردی پانیون کے لیے تریاق ہو خصوصاً اگر سرکہ مین پروردہ ہو اور یلیلہ بھی بدستور نافع ہو۔ باقی رہا ذکر ان اوقات کا جنمین پانی پینا ممنوع ہو مع منافع اور مضار کے سو اگلی فصل مین مذکور ہوگا فصل سوم تدبیر مشروب کے بیان مین۔ اس فصل کو کئی مشرب پر بیان کیا جاتا ہو۔ مشرب اول پانی پینے کے وقت مین جاننا چاہیے کہ پانی پینے کا وقت معتدل مزاجون کے واسطے وہ ہو کہ غذا مین ہضم کا ابتدا شروع ہوا ہو یعنی تقریباً ایک ساعت گذر چکی ہو اور احتیاج پانی کی بعد غذا کے اسلیے ہو کہ اکثر غذاؤن مین ارضیت غالب ہوتی ہو اور ہضم غذا کے لیے اعتدال قوام لازم ہو پس پانی پینا ضرور ہو تاکہ غذا کو ہضم کے لیے مہیا کرے کیونکہ اگر اس حالت مین ہمراہ طعام کے مائیت اور رطوبت نہوگی تو اغلب ہو کہ غذا معدہ مین جلجاوے چنانچہ اجسام ارضیہ یابسہ کہ بدون پانی کے دیگ مین ڈالے جاوین تو ضرور محترق ہو جاوینگے۔ ہان اگر اغذیہ ذی مائیت ہون تو معتدل مزاجون کو احتیاج پانی کی نہین البتہ محرورِ مزاج محتاج ہین۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اگرچہ پانی پینا اثنائے طعام اور بعد اسکے فوراً منہی عنہ ہو اور وجہ اسکی مشرب دوم مین عنقریب آتی ہو لیکن یہ امتناع غیر محروری کے حق مین ہو کیونکہ اگر معدہ کسی کا گرم ہو

ف جس جگہ اسنے کہا ہو کہ جاہل اطبا یہ ظن کرتے ہین کہ پانی مطبوخ سے لطیف اُڑ جاتا ہو اور کثیف باقی رہجاتا ہو پس بعض فائدہ پانی مطبوخ مین کیونکہ جوش سے پانی کی کثافت زیادہ ہو جاتی ہو

تو اسکو جائز بلکہ واجب ہو کہ اثناے طعام اور بعد اسکے متصلاً پانی نوش کرے اسلیے کہ اگر ایسا شخص وقت پیاس کے پانی پر صبر کریگا تو غذا معدہ مین جلجاویگی اگرچہ غذا اسے نالذ ذی طوبت ہو کیونکہ نایئت طعام کی اطفاے حرارت معدہ مین اثر معتدبہ نہین رکھتی اور ایسا ہی آب قلیل البرودۃ جسقدر عتدال سے بعید ہوگا اسی قدر اطفاے حرارت معدہ مین اثر کمتر رکھیگا کما لا یخفی اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اشخاص محروری مزاج کو شہوت طعام کمتر ہوتی ہو جب آب سرد نوش کرین تو کچھ قوی ہوجاتی ہو الغرض توقیت و تعیین پانی کی مزاج کے حال پر مفوض ہو مگر چونکہ وجود پیاس صادق کا علامت احتیاج پانی کی ہو اسلیے اطبا نے کہا ہو الماء وقتہ العطش سواء کان علی الطعام او بعدہ غایۃ الامر یہ ہو کہ ادنی خواہش کی متابعت نکیجاوے بلکہ جب پیاس صادق ہو تو پھر اسکو کسی حالت مین روکنا نچاہیے اور بعد الاوقات منہیہ مین غیر محروری مزاج کو لازم ہو کہ پانی کمتر پیے اور جرعہ جرعہ نوش کرے اور اگر عوض پانی کے شربت خام نبات یا قند وغیرہ کا عرق گاؤزبان یا کیوڑا ملاکر نوش کرے تو بہتر ہوگا بہرحال جسقدر ہوسکے پانی بہت تھوڑا پیین کیونکہ اسمین نہایت عجب ہین ایک نقل مشہور ہو (عذاب بگردن راوی) کہ ایک قاصد ستر کوس چلتا تھا اور پانی راستہ مین نپیتا تھا مگر گاہے گاہے دودھ پی لیتا اور برابر چلتا تھا اور فرق پیاس صادق اور کاذب کا تتمہ پنجم مین علیحدہ بیان کیا جائیگا مشرب دوم اوقات منہیہ پانی پینے کے بیان مین سمجھنا چاہیے کہ منجملہ اوقات منہیہ اول یہ ہو کہ اثناے طعام یا اسکے بعد متصلاً پانی پیا جاوے اور بیان اسکا بھی گذر چکا ہو کہ ممانعت اسکی مخصوص بالبعض اور مختص باشخاص بارد المعدہ اور کثیر البلغم ہو دوم یہ ہو کہ پانی نہار اور ناشتہ نپیا جاوے اور اسوقت موجب امتناع یہ ہو کہ جب معدہ خالی ہو تو پانی بلا تحلل اور جلدی مع سردی اپنی کے اعضاے رئیس تک پہونچ جائیگا پس اگر دل تک موصول ہوا تو خوف ہو کہ حرارت غریزی فرو ہوجاوے پس فجۃً مرجاوے اور اگر جگر مین پہونچا تو خوف ہو کہ استسقا پیدا ہوے اور علاوہ بران سرد پانی نہار پینا اعصاب اور احشا اور آلات تنفس کو ضرر دیتا ہو اور جسقدر سرد تر ہوگا اسی قدر مضر زیادہ ہوگا البتہ ہواے گرم مین اور ایام طاعون مین اور صاحبان احشا شدید الحرارت کو نہار پانی پینا اچھا ہو تاکہ عفونت کشیدہ دفع ہوجاوے اور بعد احوال مذکورہ مین ضرر بھی کمتر ہوگا لمقاومۃ الحرارۃ بہ اسلیے پینا مبردات کا مریضان محروری مزاج کو خلا معدہ پر ضرر نہین کرتا کما لا یخفی سوم یہ کہ بعد حرکت عنیفہ و ریاضت متعبہ کے پانی نپیا جاوے اور باعث امتناع یہ ہو کہ اوقات مذکورہ مین اعضا چونکہ گرم ہوجاتے ہین

اسلیے پانی کو معدہ سے فوراً جذب کرتے ہین اور یہ امر بھی گذر چکا ہی کہ سرد پانی مع سردی اپنی کے
اگر اعضاء رئیسہ تک موصول ہوگا تو باعث انطفاے حرارت غریزی اور موجب استسقا ہوگا اسلیے
اس سے بھی اجتناب لازم ہی۔ اور چونکہ جماع متعب باوجود تسخین اعضاء کے انکو خشک بھی کرتا ہی
اسلیے پانی سرد پینا بعد اسکے بھی مضر ہوگا چہارم یہ کہ حمام کرنے کے بعد پانی نہ پیا جاوے اس جگہ بھی وجہ
امتناع کی وہی ہی جو ابھی مذکور ہوئی ہی۔ پنجم یہ کہ بعد مسہل کے آب سرد نہ پیا جاوے والدلیل ما مرّ آنفاً
پس حمام اور مسہل کے بعد آب سرد پینا بہت مضر ہی۔ انتباہ آب سرد اوقات مذکورہ
مین پینا کئی ایک امراض مثل رعشہ اور خدر او ضعف وغیرہ کے پیدا کرتا ہی پس پرہیز اُس سے ضروری ہی
اور احیاناً اگر انسان مضطر ہوکر اوقات منہیہ مین پانی پیے تو چاہیے کہ پانی سے اول کلی کر لے اور
جرعہ جرعہ کرکے پیے شاید کہ اس حکمت سے پیاس رفع ہو جاوے اور اگر کفایت نکرے تو ضرور ہی
کہ قدرے غذا اول تناول کرے اور بعد اسکے تھوڑا سا پانی پی لے تاکہ پانی بسبب اختلاط غذا کے
جلدی اعضاء رئیسہ تک نفوذ نکرے۔ بیان مذکورۂ صدر سے صاف ظاہر ہی کہ جب کوئی شی
جنس غذا سے پانی مین ملاوین تو اسکو غلیظ کرتی ہی اور نفوذ سریع سے باز رکھتی ہی کیونکہ اس حالت
مین صرف پانی نہین ہوتا ایسے پانی کا استعمال بہ نسبت صرف پانی کے قلیل المضرۃ ہی ششم یہ کہ
پانی میوجات تر کے بعد نہ پیا جاوے خواہ آب سرد ہو خواہ گرم۔ باعث اسکا یہ ہی کہ اجتماع مائیت میوجات
اور پانی کا بسبب اختلاف جنسیت اور تعدد خاصیت کے مستلزم فساد ہی اور موجب احداث اکلہ
اور اورام اور قروح خبیثہ ہی اور چونکہ بطیخ کثیر الرطوبت اور سہل العفونت ہی پانی اسکے ساتھ جمع کرنا
ردی اور ناقص ہی خواہ بطیخ ہندی ہو خواہ غیر اسکا یعنی تربز ہو یا خربزہ پانی اسپر بالکل
نہ پیا جاوے جب تک کہ وہ معدہ مین ہو۔ ہان اگر پانی میوجات سے اول پیا جاوے اور میوجات
بعد اسکے کھاے جاوین تو کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ پانی معدہ سے جگر تک پہونچ گیا ہو ورنہ بدستور
ممنوع ہی لان المنہی عنہ ہو اجتماعہما بای وجہ کان وقد حصل۔ ولنعم ما قال طبیب بیت میوہ
بی آب و آب بی میوہ ٭ عاقلان را نباید این شیوہ ٭ ہفتم یہ کہ وقت خواب کے یا بعد اسکے
فوراً پانی نہ پیا جاوے خواہ بعد پانی پینے کے خواب کرے یا نکرے اور بدستور وقت شب آب سرد
پینا منع ہی۔ اور موجب منع اوقات مذکورہ مین یہ ہی کہ اکثر امراض دماغی اس سے پیدا ہوتے ہین
مگر یہ منع کلی نہین کیونکہ اگر کوئی شخص محروری المزاج ہو۔ یا ایام گرما ہون۔ یا طعام آخر روز
یا رات کو کھایا ہو تو ایسے شخص کو رات کے وقت خواہ قبل خواب خواہ بعد خواب مضر نہین کہتا

اور معمولا احوط ہی کہ جب رات کو پانی پیے فوراً نہ سووے بلکہ تھوڑا عرصہ بیٹھا یا چت پھرے
یا چلتا پھرتا رہے بعد اسکے سووے کیونکہ بعض جگہ مشاہدہ کیا گیا ہی کہ جب رات کو پانی پیکر فوراً سو گئے
دماغ مین نفخ پیدا ہوا ہی اور بہتر تو یہ ہی جب خواب سے بیدار ہو جب تک حواس جمع نہون اس وقت تک پانی
نہ پینا چاہیے اگرچہ معدہ طعام سے خالی نہو اور ویسا ہی متابعت پیاس کاذب کی نہ کرنی چاہیے بعض جہلا
جو عقل اور حکمت سے بے بہرہ ہین منہیات مذکورہ بالا سطور سے نقض کرتے ہین کہ ہم اکثر منہیات اطبا
کو استعمال مین لاتے ہین اور معہذا ضرر نہین پاتے۔ مگر یہ نقض انکا مردود ہی کیونکہ جسقدر منہیات
مذکور ہوئے اور ضرر انکا بیان ہوا ہی کچھ لازم اور ضرور نہین کہ انپر ضرر فوراً مرتب ہو اسلیے کہ اکثر
اوقات بعد طول ایام کے ضرر انکا ظاہر ہوتا ہی۔ لہذا شیخ نے مبحث ہذا مین کہا ہی۔ ومن لم یضرہ فی الحال
یضرہ علے طول الایام والامعان فی السن۔ باعث اسکا یہ ہی کہ نظر جہلا کی عاجل پر محصور
اور نظر حکما کی آجل پر مقصور ہی یہ خیال نہین کرتے کہ کئی ایک چیزین عالم جوانی مین بسبب
قوت اور زور کے ضرر نہین دیتین مگر ضعیفی اور پیری مین ثمرہ انکا معلوم ہوتا ہی پس جسکو
محققین نے منع فرمایا ہی اُس سے پرہیز واجب ہی حالانکہ کتب فقہ سے یہ بات پایہ ثبوت
کو پہونچ چکی ہی کہ جو شی باعث اضرار ہو منہی عنہ ہی اور اسکے ترک مین شرع کی بھی مخالفت نہین
ہوتی ہو اسکا ارتکاب شرعاً بھی ممنوع ہی۔ مشرب سوم اس بیان مین کہ دو پانی مختلف کو
جمع کرنا ممنوع اور ناروا ہی۔ مخفی نرہے کہ اہل تجربہ نے تصریحاً منع فرمایا ہی کہ معدہ مین آب نہر اور
آب چاہ جمع نکرنا چاہیے۔ ہان اگر ایک پانی معدہ سے گذر چکا ہو تو دوسرا پانی پینا کچھ مضایقہ نہین
اور قرشی نے شرح قانون مین لکھا ہی کہ ہمنے کئی بار تجربہ سے معلوم کیا ہی کہ اجتماع دو پانی مختلف
کا محدث نفخ اور قراقر ہوتا ہی۔ پھر اسی جگہ قرشی نے لکھا ہی کہ باعث اسکا یہ ہی کہ وے دونون
لطافت اور غلظت مین مختلف ہین کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ آب چاہ غلیظ اور آب نہر لطیف ہوتا ہی
پس جب علت فساد کی معلوم ہوئی تو اُس سے حکم اجتماع اور عدم اجتماع کا اور پانیون مختلف مین
بھی معلوم ہو سکتا ہی۔ غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ عدم اجتماع صرف
آب چاہ اور آب نہر پر ہی منحصر ہی لاغیر بلکہ آب چاہ اور آب بارش۔ اور ایسا ہی آب نہر اور
آب باران مین بھی اجتماع ممنوع ہی۔ غایت یہ ہی کہ چونکہ آب نہر اور بارش مین فرق کمتر ہی
لہذا انکے اجتماع سے ضرر بھی کمتر ہوگا۔ اور نہین تو عند التحقیق جب پانی ایک چاہ کا دوسرے
چاہ سے لطافت اور کثافت مین مختلف ہو تو انکو بھی باہم جمع کرنا باعث قراقر اور نفخ ہوتا ہی

ممنوع ہوگا - جب حقیقت پانی سرد کی اور منافع اور مضار اسکے معلوم ہوئے اب آب گرم اور نیم گرم کا
احوال مسنو - جاننا چاہیے کہ استعمال انکا نادر واقع ہوا ہو ان اگر بسبیل علاج پیا جاوے تو کچھ مضایقہ نہیں
مثلاً جب یادہ دہ فکر کرنے کا ہو تو اودیہ قے آب فاتر میں ملا کر پلاوین کیونکہ آب نیمگرم زود ہضمی کا ہے
لیس زود ہضمی سے بلانا اسکا معاون قے ہوگا - اور جب غسل معدہ اور اطلاق طبیعت منظور ہو تو
آب گرم پلاوین اسی لیے بعد جوب اور سفوف مسہلہ کے آب نیمگرم پلایا جاتا ہو - اور ایسا ہی پیاس کاذب
کو تسکین دیتا ہو لغسل الاعضاء عن المادۃ اللزجۃ مگر بہت استعمال اسکا ہرگز نکرنا چاہیے کیونکہ کثرت اسکی
معدہ کو سست کرتی ہو - اور جس پانی کو بعد طبخ کے سرد کیا ہو وہ لامحالہ قلیل النفخ ہو - اور محروری
مزاج کے لیے مناسب ہو - اور باقی احکام آب سرد اور آب گرم کے اسی باب میں مذکور ہوچکے ہین

مشرب پنجم پیاس صادق اور کاذب کے بیان مین - اور طریق پانی پینے کا اور ماینعلق بھی اسی مین
بیان کیا جائیگا مخفی نرہے کہ پیاس صادق جو متفق علیہ اطبا ہو وہ یہ ہو کہ بنا بر احتیاج بدن اور
اعضا کے رطوبت کی طرف ہو تاکہ عوض رطوبات متحللہ کا ہوجاوے - یا بواسطہ ازالہ یبوست و حرارت
کے یا بسبب ترقیق طعام ماکول کے ہو - اور جو پیاس ایسی نہو جمہور اطبا اسکو پیاس کاذب کہتے ہین
اور قید جمہور کی اسلیے کی گئی ہو کہ بعض اقسام اسکے پیاس صادق میں داخل ہین جیسا ابھی مذکور
ہوتا ہو - جاننا چاہیے کہ پیاس کاذب جسکا کذب متفق علیہ اطبا ہو اور سطادعت اسکی یعنی عنصر وہ یہ
کہ خلط مایلکین غلیظ مثل بلغم شور یا خلط الزج شدید الیبس مثل بلغم جصی کے یا خلط غلیظ شدید الیبس مثل
سوداے احتراقی کے معدہ میں جمع ہوجاوے - پس طبیعت واسطے غسل مواد مذکورہ کے پانی کو
طلب کرے - اور اسکا خاصہ یہ ہو کہ پانی سرد پینے سے زیادہ ہوتی جاتی ہو اور جب پیاس پر صبر کرین یا
ذرہ سو جاوین تسکین ہوجاتی ہو کیونکہ مادہ معطشہ معدہ سے تحلیل ہوجاتا ہو - اور جو پیاس بعد کھانے
طعام کے (باوجود بہت پانی پینے کے) وقت ہضم طعام کے ظاہر ہو اسی قبیل سے ہو - اور پانی پینا وقت
پیاس کاذب کے مضر ہو چاہیے کہ اسکو استنشاق ہواے بارد اور مضمضہ آب سرد سے دفع کرین اگر
اس سے بھی دفع نہو تو کوزۂ تنگ دہان سے تھوڑا سا پانی چوسین - اور جو کہ مختلف فیہ ہو یعنی بعض اطبا
اسکو پیاس کاذب جانتے ہین اور بعض صادق مانتے ہین یہ پیاس مخمورین اور سکاریٰ کی ہو کہ اکثر انکو
بعد خواب کے عارض ہوتی ہو - کیونکہ حرارت وقت خواب کے باطن میں مجتمع ہوتی ہو شیخ اول پر
اور قرشی ثانی پر - چنانچہ شیخ نے فرمایا ہو سطادعۃ العطش الکاذب فی اللیل کما یعرض للسکاریٰ والمخمورین
ضار جداً - اور قرشی نے کہا ہو لا شبہ ان یکون عطش السکران والمخمورین لیس بکاذب لانہ حادث عن

بھی نزدیک حلال ہی جیسے ہدایہ اور دیگر کتب فقہ حنفیہ کے اندر مصرح ہی مگر چونکہ حلیت مثلث کی
مشروط بعدم قصد اللہو ہی اسلیے شرائط اسکے ذکر کیے جاتے ہین تاکہ آدمی اُس سے غافل نہو مخفی نہ رہے
کہ پینا مثلث کا چاہیے بہ نیت تقویت بدن اور دوا اور قیام عبادت کے ہو مگر اسقدر نہ پیے کہ سکر تک
نوبت پہونچے اور سکر محرم وہ ہی کہ ہذیان اور بکواس کا موجب ہو پس اگر بقصد لہو اور بازی کے پیجاوے
تو متفق علیہ حرام ہی اسی لیے چونکہ عوام الناس کو اجتناب اور احتراز اُس سے تعلق مشکل تھا
امام محمد نے تمام مسکرات کو عموماً جو ایکا مثلث اور خمر قطع الحرمۃ کے حرام کہا ہی اور علماء زمانہ نے
بھی فتوی اسی پر دیا ہی الغرض چونکہ مثلث مذہب شیخین مین حلال ہی پس اگر بسبیل دوا یعنی بالتقویت بدن
اور قیام عبادت کے استعمال اُسکا کیا جاوے اور اُسکے شرائط بھی ملحوظ رہین تو اغلب ہی کہ عنداللہ مواخذہ
نہوگا لان العمل بروایۃ الثقات لیس محلا لمواخذ علیہا عالما چونکہ ماہیت مثلث مین اختلاف ہی اسیلیے
بیان اُسکا بھی ہیہ ضروری ہی تاکہ معلوم ہو کہ مناط حلت اور حلت کا کونسے مثلث پر ہی جاننا چاہیے
کہ نزدیک تمام فقہا اور اکثر اطبا کے مثلث وہ ہی کہ صرف شیرہ انگور پختہ کا بغیر پانی کے جوش دین اور جھاگ
اُتارتے رہین یہان تک کہ دو حصہ اُسکے جلجاوین اور ایک حصہ باقی رہجاوے پس اب مختلف ہین کہ اُسکو
ویسا ہی نیچے اُتارلین یا تھوڑا سا پانی اُسمین اضافہ کرکے اور ایک جوش دین اس تقسیم رہ مین جب تک سکر نہو متفق علیہ
حلال ہی اور بعض مسکر کے مختلف فیہ اور محمد بن محمود آملی نے شرح کلیات ایلاقی مین یون لکھا ہی کہ مثلث
طبی وہ ہی کہ تین حصہ شیرہ انگور اور ایک حصہ پانی ملاکر جوش دین یہان تک کہ ایک حصہ جلجاوے اور
دو حصہ باقی رہجاوین اور اطبا پر طعن کیا ہی کہ اُنکی غلطی ہی کہ مثلث طبی کو مثلث فقہی سے امتیاز نہیں کرتے
الغرض حلت اور حرمت کا اختلاف مثلث فقہی سے مخصوص ہی اور محمد بن محمود آملی نے جو بیان کیا ہی
وہ اس حکم سے خارج ہی اور اہل شرع اُسکو مثلث جمہوری کہتے ہین جیسا فتاوی عالمگیری مین مصرح ہے
اور شیخ نے اُسکو شراب مغسول سے موسوم کیا ہی بدون لفظ مثلث کے صرح بہ الطبیب الہروی فی
بحر الجواہر اور حکم اسکا اگرچہ حرمت مین مثل دوسرے خمر ہی لیکن بہرحال مثلث فقہی سے حرمت مین زیادہ ہے
چونکہ بیان تفصیلی اس مسئلہ کا منصب مختصر ہذا کا نہین اسیلیے جسقدر ضروری الذکر تھا اسی پر
اقتصار کیا گیا ہی اب جاننا چاہیے کہ منافع مثلث فقہی کے قریب بمنافع خمر ہین یعنی تولید خون صالح
اور تقویت ہضم اور باہ مین مفید ہی اور ذات الجنب اور ذات الصدر کو سودمند ہی اور صاحب جدری
اور حصبہ کو بالخاصیت نافع لیکن کثرت اُسکی محروری مزاجون کے لیے مضر ہی اور اس مرض مین اصلاح
اُسکی یہ ہی کہ اسکو پینے سے اول دو گھڑی آب یا گلاب یا بید مشک سے ملاوین اگرچہ منافع مذکورہ سے

موقوف نہین کہ مثلث جوش یا سے اور اسکے اسمین جید ہو لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ بعد حصول سکر
فی ذاتہ وہی الاثر ہوجاتا ہی۔ مگر مسکرات کو بقصد پینا اسکر تک نوبت پہونچے باتفاق شریع مذہبی حنفیہ کے
اطبا کے یہان بھی شدید المنع ہی لان السکر یفسد الروح والحواس و یظلم العقل و یخرب البدن اذا افرط فیہ
بل یہلک۔ اور مثلث ثانی جسکو اہل شیخ جمہوری کہتے ہین اور شیخ نے اسکو شراب مغسول سے
تعبیر کیا ہی حکم اسکا مناظ کہ ہمین بھی برابر مثلث کے ہی مع شرائط علیہ بعدم الاضرار۔ پوشیدہ نہ رہے
کہ جیسا پانی پینا خلا معدہ پر اور بعد حرکت مفرط اور جماع اور مسہل و حمام اور ریاضت نہار مونہہ ہیجان
خصوصاً البطیخ کے منہی عنہ ہی۔ ویسا ہی شراب پینا اوقات مذکورہ مین نزد اطبا کے منع ہے
اسلیے کہ وہ دماغ اور عصب کے لیے مضر ہی اور مرض حار اور فصل عارض اس سے پیدا ہوتا ہی اور
اختلاط عقل کا نیز خوف ہی۔ کذا قال الشیخ فی القانون۔ اور حکم شراب مغسول کا بھی بستور ہی
بخلاف مثلث فقہی کے کہ پینا اسکا اوقات مذکورہ مین بسبب غلظ قوام کے کہ مانع سرعت نفوذ ہی
شدید المنع نہین ہی۔ اور خلا معدہ پر اور میوجات کے بعد ہرگز مضر نہین۔ چونکہ ہر سبب کا علاج
ہر مرض کا ہی لہذا چند تدبیرین ان عوارض کی لکھی جاتی ہین جو شراب سے عارض ہوتے ہین تدبیر
لذع کی۔ کہ بعد پینے شراب کے عارض ہوتی ہی۔ اور لذع کے معنی سوزش کے ہین معلوم کرنا چاہیے
کہ جب کسی کو بعد پینے شراب کے سوزش مری اور فم معدہ مین ظاہر ہو تو چاہیے کہ آب انار مزیعنی
ترش شیرین کو چوسا کرے تا لذع صفرا کا فرو ہووے اور انار مز اسلیے کہا گیا ہی کہ شیرین مستحیل بصفرا
ہوجاتا ہی اور صرف ترش بسبب قوت ترشی کے موجب سوزش ہوجاتا ہی اور معدہ کے لیے بھی مضر ہی
لکونہا عصبیۃ اور فائدہ چوسنے کا یہ ہی کہ گذر نا مری اور فم معدہ سے بتدریج ہو اور اگر قدرے گلاب اسمین
آمیزان کرین تو بہتر ہی تاکہ معدہ کو قوت حاصل ہو اور لائق ہی کہ قدرے تخم انار بھی خوب چبا کر نگلجاوین
کہ وہ معین تقویت معدہ ہین لیکن کثرت انکی بہتر نہین بلکہ گونہ مضر ہی کیونکہ نفخ اور ریح پیدا کرتے ہین۔
اور چاہیے کہ اسی دن کی صبح کو شراب افسنتین پانی سرد سے ملا کر تھوڑا تھوڑا نوش کرین کیونکہ موجب
تقویت معدہ اور باعث زیادتی بھوک کا ہی۔ اور قرشی نے کہا ہی کہ شربت ورد اور لیمو اور حماض
اس باب مین سودمند ہین اور قدرے اغذیہ مناسبہ مثل مزورہ رمان کے کہ پودینہ سے خوشبودار کیا گیا ہو
کھاوین اور بعدہ حمام کرین کیونکہ اسمین تلیین و تسکین دماغ ہی مگر حمام اس صورت مین مجوز ہی کہ خوف
تپ نہو ورنہ مضر ہی۔ اور علامات اور نشان تپ کے کسل اور اعضا شکنی وغیرہ سے ظاہر ہین تدبیر
امتلاے شراب کی جس کسی نے شراب کثیر المقدار پی ہو تو صواب یہ ہی کہ ڈر سے پس اگر خود قی ہوجاوے

وہ چیزین جو نشہ لاتی ہین ۱۲ مسکرات ... عقل کو ... اور حواس کو مکدر کرتا ہی ... اور بدن کو خراب کرتا ہی ... بلکہ ہلاک کرتا ہی ... ساتھ ایک قسم کی ... ضرور دیتا ہی ۱۲ ... خربزہ ۱۲ ... قانون مین ... منہ ... ۱۲

نہو اگر او نہین تو پانی بہت پیے اور پیٹ کو شہد ملا کر خوش کر کے قے کرے اور بعدہ حمام مین نہاوے تاکہ بقیہ
فضول شراب کے تحلیل ہو جاوین۔ اور بعدہ روغن سے مالش بدن کی بہت کرے اور خواب کے لیے
بہت سعی کرے تاکہ طبیعت کو استراحت ہو۔ جاننا چاہیے کہ آب گرم اکثر مزاجون مین قے بآسانی کراتا ہے
لیکن بعض اشخاص مین سرد پانی بھی موجب سہولت قے ہوتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جنکے معدہ ضعیف
اور اخلاط انکے رقیق ہون۔ تدبیر مستون کے ہشیار کرنے کی۔ جب بیہوشی سکر کی غالب
ہو تو جلدی ہوشیاری کے لیے تدبیر کرین۔ اور وہ یہ ہے کہ آب سرد اور سرکہ چند دفعہ متواتر
پلاوین۔ یا چھاچھہ ترش اور پیاز کا پانی پلاوین۔ اور صندل اور کافور سونگھنا اور مبردات رادعہ مثل
روغن گل مع سرکہ سر پر مالش کرنا سودمند ہے۔ فائدہ اگر شراب معدہ مین باقی ہو تو چاہیے کہ اول
قے کرین تا سبب سکر زائل ہو اور بعدہ علاج سکر مین مشغول ہون۔ مگر اس حالت مین چاہیے
کہ قے کے لیے آب سرد پلاوین تا باوجود اخراج مادہ کے تصاعد ابخرہ کا بھی مانع ہو۔ اور اگر معدہ شراب
سے خالی ہو تو ہرگز قے نفرماوین تاکہ موجب صعود ابخرہ کا نہو۔ پس اس صورت مین فقط عادی
پر ہی کفایت کرین۔ اور شراب کا معدہ مین ہونا امتلاے معدہ وغیرہ سے دریافت ہوسکتا ہے
تنبیہ۔ جب کوئی شخص علاج دردناک کا محتاج ہو جیسے قطع عضو یا داغ وغیرہ اور درد کا متحمل نہوسکے تو
چاہیے کہ اسکو مسکرات سے بیہوش کر کے علاج مین مصروف ہون۔ اور جو دوائین اس کام مین آتی ہین
وہ یہ ہین کہ آب شیلم شراب سے ملا کر پلاوین۔ یا انفاخ اور افیون اور بنج ہر واحد نیم درم اور جائفل
اور مشک اور عود خام ہر واحد قیراط سبکو کوٹ چھانکر جسقدر حاجت ہو اسی قدر شراب مین ملا کر پلاوینا
علی ہذا القیاس اور تدبیرین جو مناسب وقت ہون عمل مین لاوین۔ تدبیر رفع خمار کی جاننا چاہیے
کہ خمار اس حالت سے مراد ہے کہ شراب ہضم نہو اور فضلہ اسکا معدہ مین باقی رہے اور ابخرہ اسکا دماغ
مین صعود کرے پس اگر فضلہ مین بلغم ہو تو سر مین درد اور ثقل پیدا ہوتا ہے اور اگر صفرا ہو تو تہوع
اور قے پیدا ہوتی ہے اور ازالہ خمار کا قے اور اسہال سے کرسکتے ہین۔ اور قے کے واسطے سکنجبین
طبیخ شبت مین ملا کر پلاوین اور مکرر سہ کر یہی عمل کرین یہان تک کہ معدہ پاک ہو جاوے
اور اسہال کے لیے جو ادویہ تنقیہ بلغم اور صفرا مین جامع ہون وہ دینی چاہیین مثلاً محرور کا
مزاج کو آب انارین مین قدرے سقمونیا ملا کر دیوین۔ اور مبرود المزاج کو ایارج فیقرا سقمونیا ملا کر دیوین
پس اگر اسہال اور قے سے نفع نہو اور فضلا معدہ سے بتمامہ نخارج ہو بلکہ بسبب تحریک تہوع
اور قے کے فضلے زیادہ ہو جاوین۔ تو قدرے طعام مناسب کھلاوین اور بعد ایک ساعت کے

ذکر کرا وین تا فضلہ شراب کا طعام سے مخلوط ہوکر دفع ہوجاوے اور بعدہ معدہ کو اشربہ مقویہ سے جو مطفی حرارت اور قاطع بخار ہوں تقویت دین مثل شربت انار اور سیب اور ریباس اور غورہ وغیرہ کے لیکن یہ ضروری ہی کہ اشربہ مذکورہ سرد پانی سے ملاکر پلاوین تا کہ سریع النفع ہوں اور بہترین ادویہ اس باب میں وہ شراب ہی کہ ماء الشعیر اور سنبل الطیب سے تیار کریں۔ اور اگر تھوڑا آب غورہ یا آب لیموں اور تھوڑے نمک اسمین ملاوین بغایت نیک ہی علاوہ بران پاشویہ اور مالش قدمین سے تدارک کرین اور تقویت سر کی روغنیات مناسبہ سے کرنی چاہیے جیسا صداع خماری کا علاج کرتے ہیں سوا تدابیر مذکورہ کے اور کئی تدبیرین متعلق بحث ہذا کی ہین بخوف طوالت متروک ہوئین ہین ذکر یا الشیخ فی القانون اب چونکہ بحث پانی کی تمام ہوچکی ہی اسلیے اب غذا کے متعلق جو تدبیرین قابل ذکر ہین مفصل لکھی جاتی ہین

فصل چہارم غذا اور دوا وغیرہ کے بیان مین

معلوم کرنا چاہیے کہ ماسوا پانی کے جو چیز وارد معدہ ہوتی ہی اور اسمین فعل اور انفعال جاری ہوتا ہی اسکے چھ اقسام ہین غذاے مطلق۔ غذاے دوائی دواے مطلق۔ دواے معتدل۔ دواے سمی۔ سم مطلق پس غذاے مطلق وہ ہی کہ حرارت غریزی بدن سے متغیر ہوجاتی ہی یعنی صورت غذائی چھوڑکر صورت خلطی اور عضوی قبول کرتی ہی اور بدن کے متشابہ ہوجاتی ہی یعنی بدل ما یتحلل ہوکر جزو بدن ہوجاتی ہی مگر بدن کو ایسا تغیر نہین دیتی کہ مجری طبیعی سے خارج ہو اور مثال اسکی نان گندم اور گوشت اور مانند انکے۔ اور تاثیر غذاے مطلق کی ماکول ہو یا مشروب صرف مادہ سے ہی چنانچہ مشروحاً بیان تاثیرات موثرات مین آتا ہی۔ اگر یہ کہا جاوے کہ جو چیز مادہ سے اثر کرتی ہی وہ چیز کیفیت سے بھی ضرور اثر کریگی کیونکہ جب غذا سے خون غذا سے متولد ہوگا تو تسخین بدن اگر کیفیات اربعہ سے ایک کیفیت ہی بالضرور ظاہر ہوگی اسلیے تاثیر غذا کی صرف مادہ سے ثابت نہین ہوتی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ حکم تاثیر کیفیت کا اس صورت سے مخصوص ہی کہ کوئی چیز اپنی صورت نوعیہ پر باقی رہے اور کون اور فساد اسپر طاری نہو اور معہذا بدن مین تاثیر کرے اور یہ صفات مذکورہ غذاے مطلق مین نہین پائے جاتے اسلیے جب تک صورت کیلوسی دور نہو گی صورت خلطی کی علت تسخین بھی حاصل نہوگی و ہذا التاثیر خارج عن البحث۔ اور خون سرد کہ غذا سے سرد سے پیدا ہوتا ہی اور خون گرم کہ غذاے گرم سے متولد ہوتا ہی اور کیفیت حارہ یا باردہ کا موجب ہوتا ہی اسکو بھی اسی پر قیاس کرین کیونکہ حدوث کیفیت اس جہت سے متغیر نہین۔ اور غذاے دوائی وہ ہی کہ حرارت غریزی بدن سے متغیر ہوکر بدن کو بھی متغیر کرے اور آخر کار حرارت بدن سے متغیر ہوکر جزو بدن ہوجاوے تو تاثیر غذاے دوائی کی مادہ اور کیفیت سے معاً ہوتی ہی مادہ کی جہت سے اسے غذا کہتے ہین اور کیفیت کی جہت سے اسے دوا بولتے ہین

اور مثال اسکی کاہو اور ماءالشعیر ہی کیونکہ یہ چیزین باوصف تغذیہ اعضا کے تبرید بھی کرتی ہین اسلیے
جو خون انسے متولد ہوتا ہی نسبت بانسان سرد تر ہی اسلیے سوزش کے لیے سود مند ہی فائدہ جو چیز باوجود
اور کیفیت دونون سے اثر کرے اسمین اگر تاثیر مادہ کی غالب ہو اسکو غذاے دوائی بولتے ہین - اور اگر
تاثیر کیفیت کی غالب ہو اُسکو دواے غذائی کہتے ہین - اور جوہر غذاے دوائی کا تھوڑے زمانہ مین بسبب
غلبہ غذائیت کے اپنی صورت نوعیہ سے منقلب ہوتا ہی بخلاف دواے غذائی کے کہ بنا بر غلبہ دوائیت کے
جوہر اُسکا جلدی صورت نوعیہ کو نہین چھوڑتا اور فی الحقیقت یہ دونون ایک ہی ہین الا تھوڑا اسا
فرق ہی اسی لیے مقسم پر صرف غذاے دوائی کو شمار کیا گیا ہی - اور دواے مطلق یعنی دوا صرف وہ ہی
کہ حرارت بدن سے متغیر ہو کر اپنی کیفیت سے بدن کو متغیر کرے اور آخر کار حرارت بدن سے متغیر ہو کر
تغیر اسکا باطل ہو اور جزو بدن نہو یعنی دواے مطلق سے خون حاصل نہین ہوتا بلکہ تحلیل ہو اور مثال
اسکی فلفل اور دارچینی وغیرہ ہی - اور دواے معتدل وہ ہی کہ حرارت بدن سے متغیر ہو اور بدن کو
بالکل متغیر نکرے کما علیہ الاکثر یا تغیر معتد بہ نکرے کما علیہ البعض اور بدن سے متشابہ نہو کر جزو بدن
نہو جاوے - اور جاننا چاہیے کہ دواے معتدل پر لفظ دواے فقط کا بدون تقیید معتدل کے اطلاق
نہین کرتے اور بالفرض اگر کرین تو مجاز کے قبیل سے ہی اور باعث عدم اطلاق یہ ہی کہ دوا فقط اسکو
کہتے ہین کہ بدن مین وارد ہو کر اثر معتد بہ بنسبت سابق زائد پیدا کرے اور یہ معنی دواے معتدل مین مفقود
مین جیسا ابھی معلوم ہو چکا ہی پس دواے معتدل مجموعہ اسم اس چیز کا ہی کہ صفت اسکی بیان کی گئی ہی اور وہ
چیز نہ غذاے مطلق ہی نہ دواے مطلق اور نہ غذاے دوائی اور نہ دواے غذائی اور نہ سم مطلق اور نہ دواے
سمی - اور نشان اسکی یہ ہی کہ اسکے کھانے سے بدن مین تغیر معتد بہ ظاہر نہین ہوتا باوجود تکرر تعداد اور
کھانے کئی بار کے دواے سمی وہ ہی کہ حرارت بدن سے متغیر ہوتی ہی اور اسکو بھی تغیر دیتی ہی لیکن اگر بمقدار
شربت معین کھائی جاوے تو آخر کار بدن کو خراب اور فاسد کرتی ہی بشرطیکہ مقرون باصلاح اور
معتاد نہو کہ وہ مبحث سے خارج ہی اور مثال اسکی فرفیون اور افیون ہی - اور اسکو دوا سمی اسلیے کہتے
کہ وہ مانند سم یعنی زہر کے قاتل ہی لیکن اسقدر فرق ہی کہ قتل اسکا بالکیفیت ہی اور قتل سم بالصورت
نوعیہ ہی چنانچہ عنقریب آتا ہی - اس جگہ اعتراض کیا گیا ہی کہ اطبا نے ادویہ سمیہ کے لیے مقتل اور ادویہ غیر سمیہ
کے اوزان شربت مقرر کیے ہین حالانکہ شربت معینہ انکا قاتل ہی کیونکہ وہ درجہ چہارم مین ہین
حالانکہ یہ معنی یعنی قتل وظیفہ صناعت طب سے خارج ہین کیونکہ صناعت طب حفظ صحت موجودہ
یا استرداد صحت زائلہ کے لیے موضوع ہی پس یہ یعنی قتل کے لیے اوزان مقرر کرنا کسطرح صحیح ہو سکتا ہی

جواب اسکے اگرچہ بہت ہیں مگر عمدہ یہ ہے کہ تعین مقدار شربت کا صرف استعمال ہی کے واسطے نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ احتراز کے لیے ہو یعنی اسقدر شربت سے پرہیز اور احتراز لازم ہے کیونکہ یہ مقدار اسکی مہلک و قاتل ہے اور وظیفہ صناعت طب حفظ از ضرر ہے خواہ باستعمال ہو خواہ باحتراز پس ہو سکتا ہے کہ تقدیر شربت ادویہ کی احتراز کے لیے ہو نہ استعمال کے واسطے۔ اور سم مطلق وہ ہے کہ حرارت بدن سے متغیر نہو بلکہ اپنی صورت نوعیہ سے بشرط عدم اصلاح اور عدم اعتیاد کے بدن انسان کو فاسد اور خراب کرتا ہے ورنہ مشہور ہے کہ جب زہر کی عادت ہو یا اسکی اصلاح کیجاوے تو کام تسکر کا دیتا ہے پس اگر حار ہوگا تو بسبب تحلیل روح کے اور اگر بارد ہوگا تو بسبب انجماد روح کے موجب ہلاکت ہوگا مثال سم مطلق کی بیش وغیرہ ہے اور انسان کی قید اسلیے کی گئی ہے کہ بعض سمیات بہ نسبت بعض حیوانات کے غذا ہیں جیسے بیش موش کے لیے غذا ہے

فہذا اسقاط عن الاعتبار لان کلامنا فی الانسان لا غیر۔ اور عدم تغیر سم مطلق سے یہ مراد ہے کہ صورت ہی اسکی متغیر نہیں ہوتی نہ یہ کہ سم مطلق حرارت غریزی بدن سے گرم بھی نہیں ہوتا کیونکہ اکثر سموم اسی قبیل سے ہیں کہ جب تک حرارت غریزی بدن سے گرم نہولیں تب تک تاثیر نہیں کرتے ہاں بعض سموم ایسے بھی ہیں کہ بدن گرم ہونے کے بمجرد واسکے کہ بدن میں داخل ہوں عمل کرتے ہیں بلکہ بعض سموم تو ایسے ہیں کہ بمجرد سونگھنے کے مثل ہلاہل وغیرہ کے اور بعض بمجرد دیکھنے کے عمل کرتے ہیں چنانچہ بعض سانپوں کی نسبت ایسا سنا گیا ہے۔ اگر یہ کہو کہ تعریف سم مطلق میں افساد بدن لیا گیا ہے حالانکہ بعض جگہ اس سے اصلاح ظہور میں آتی ہے چنانچہ حکایت کی گئی ہے کہ کسی شخص کو لوگوں نے افیون دی تھی اتفاقاً بعد اسکے سانپ نے اسی کاٹا اور ہلاکت افیون سے فوراً نجات ہوئی۔ اور ایسا ہی قرشی نے نقل کیا ہے کہ مجھے سرسام تھا اسی اثنا میں اتفاقاً مجھے بچھونے کاٹا فی الفور مجھے افاقہ ہوگیا۔ اور ایسا ہی کسی ابرص کو بیش دیا گیا تھا اسکا برص دور ہوگیا۔ پس تعریف سم میں نقص آتا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ افساد بدن حد سم میں مشروط بالشرائط ہے جیسے عدم اعتیاد اور عدم اصلاح اور مانند انکے پس بنا بر علیہ ہو سکتا ہے کہ عدم تقدم استعمال مضادات کا بھی افساد بدن میں مشروط ہو کیونکہ اگر پہلے کوئی امر مہلک کہ مضاد کیفیت سم ہو ظاہر ہوا ہو اور عقب اسکے سم کھایا گیا ہو تو ممکن ہے کہ سم مذکور بباعث تضاد کے اس امر مہلک کی اذیت کو دفع کرے۔ پس اصلاح بدن کی سم سے بالعرض ہوگی نہ بالذات اور کلام ہمارا آثار ذاتیہ میں ہے اور سم بالذات مفسد بدن ہے نہ مصلح کیونکہ اصلاح اسکی بالعرض ہے فتامل فانہ دقیق۔ فائدہ جلیلہ تاثیر موثرات ماکولہ اور مشروبہ کے بیان میں۔ واضح ہو کہ یہ ماکول اور مشروب کی کئی طرح پر تقسیم ہے پس جو چیزیں کھائی پی جاتی ہیں تاثیر انکی بدن میں اقسام ذیل سے خارج نہو گی۔ بصورت۔ یا بمادہ۔

یا بکیفیت - یا بصورت و مادہ - یا بصورت و کیفیت - یا بکیفیت و مادہ - یا بمادہ و کیفیت و صورت پس سات قسمین ہین
کیونکہ جو چیزین بدن پر وارد ہوتی ہین اُنکے لیے مادہ اور صورت اور کیفیت ہوتی ہی پس تاثیر اُنکی بدن
مین ایک سی ہوگی پس تین قسم اول حاصل ہوگی یا دو سے پس تین قسم اور حاصل ہوگی یا تینون سے معاً ہوگی
وہ ایک قسم ہی - جاننا چاہیے کہ تاثیر ماکول اور مشروب کی اگر فقط کیفیت سے ہی اُسکو دوا ہی مطلق بولتے ہین
اور نظیر اُسکی زنجبیل وغیرہ ہی - پس اگر تاثیر اُسکی بدن مین بسبب زیادتی مقدار اور کھانے کئی بار کے ہو اُسکو دوا معتدل
بولتے ہین اور اگر تاثیر اُسکی بدون التکرار والتکثیر ہو اُسکے دو حال ہین یا یہ کہ بدن مین تاثیر کرے اور آخر الامر
خود بھی اُس سے متاثر ہو وہ دوا مطلق ہی یا آخر الامر بدن سے متاثر نہو وہ دوا سمی ہی اور بیان ہر ایک کا
گذر چکا ہی اور اگر تاثیر فقط مادہ سے ہی اُسکو غذاے مطلق کہتے ہین اور مثال اُسکی گوشت اور گیہون ہی
اور اگر تاثیر فقط صورت نوعیہ سے ہی اسکا نام ذوالخاصیت ہی اور اُسکی دو قسم ہین ایک وہ کہ موافق مزاج
انسانی اور معدن حیات ہی پس اگر وہ مفرد ہی اُسکو فادزہر بولتے ہین یعنی زہر کا مقابلہ کرتی ہی
اور نظیر اُسکی فادزہر حیوانی اور معدنی ہی - اور اگر وہ مرکب ہو تو اُسکو تریاق سے موسوم کرتے ہین
جیسے تریاق کبیر اور مانند اُسکے - دوسرا وہ کہ مضاد مزاج اور مفسد بدن ہی اُسکو سم مطلق بولتے ہین
اور مثال اُسکی تمام اقسام سموم ہین مثلاً بیش وغیرہ - اور اگر تاثیر اُسکی مادہ اور کیفیت دونون سے معاً ہی
اُسکو غذاے دوائی اور دواے غذائی نام دھرتے ہین اور نظیر اُسکی کاہو وغیرہ ہی اور ان دونون مین
فرق بیان ہو چکا ہی - اور اگر تاثیر بکیفیت اور صورت ہو اُسکو دواے ذوالخاصیت بولتے ہین اور مثال اُسکی
کاسنی وغیرہ ہی کیونکہ وہ شدید البرودۃ ہی اور معہذا بصورت نوعیہ تفتیح سدہ کرتی ہی اور سرد شی سے
تفتیح سدہ کی سواے خاصیت کے نہین ہوسکتی لانہ غیر مقتضی کیفیتہ اور یہی باعث ہی کہ کاسنی اعلال باردہ
جگر مین نافع ہی ورنہ خلاف عقل ہی کہ دوسرے سوا امراض باردہ جگر کو نافع ہو اور اگر تاثیر مادہ اور صورت سے
ہو تو اُسکو غذاے ذوی الخاصیت بولتے ہین اور مثال اُسکی مکھن ہی کیونکہ وہ باوجود تغذیہ بدن کے بالخاصیت
سموم کی مقاومت کرتا ہی خصوصاً روغن مادہ گاو کو تو بہت ہی مفید ہی اسی لیے موسم وبا مین اُسکا
بہت استعمال کرنا سمیت ہوا سے محفوظ رکھتا ہی جیسا بحث وبا مین مذکور ہو چکا ہی - اور اگر تاثیر مادہ
اور کیفیت اور صورت تینون سے معاً ہو اُسکو غذاے دوائی ذوالخاصیت بولتے ہین مثال اُسکی سیب ہی
کیونکہ وہ بدن کو غذا دیتا ہی اور تبرید بھی بخشتا ہی اور معہذا بالخاصیت مفرح قلب ہی - اس مقام پر
دو اعتراض ہین اول یہ ہی کہ غذاے مطلق جب بالفعل گرم ہوگی یا سرد بدن کو اپنی کیفیت سے گرم یا سرد
کریگی پس اس سے لازم آتا ہی کہ اُسکو غذاے مطلق نہین کیونکہ غذاے مطلق کی تعریف مین لا یغیر البدن

اُسکی کیفیت کا مقتضی نہین ۱۲ ... دل ۱۲

(یعنی وہ بدن کو تغیر نہیں دیتی) ماخوذ ہے اور غذائے دوائی بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اُسکی تعریف میں تاثیر اُسکی
اسپر موقوف ہے کہ اول حرارت بدن سے خود متغیر ہو بعد ازان اُسمین تاثیر کرے کما مر پس چاہیے کہ ایسی غذا
نہ غذائے مطلق ہو نہ غذائے دوائی وہذا خلف پس تعریف غذائے مطلق کی جامع نہوئی۔ اور دوسرا اعتراض
یہ ہے کہ آگ بالبداہت مفسد بدن ہے اور معدہ بدن سے متغیر نہیں ہوتی پس چاہیے کہ سمّ مطلق کی
تعریف میں داخل ہو والحال علیٰ خلافہ پس تعریف سمّ مطلق کی مانع نہوئی۔ جواب اسکا یہ ہے کہ جسقدر
بابت تاثیر موثرات کے بیان کیا گیا ہے اسی نظر سے ہے کہ معدہ میں وارد ہو کر بالقوۃ اثر کرے۔ پس جو غذا
بالفعل معدہ میں اثر کرتی ہے خارج از کلام ہے۔ اور ایسا ہی موثرات غیر ماکولہ کی تاثیر بحث ہذا میں
داخل نہیں اسکا اعتبار نکرنا چاہیے۔ چونکہ ذکر ادویہ کا ہو رہا ہے اسلیے درجات ادویہ کو مختصر طور پر بیان
کرنا اس جگہ مناسب سمجھا گیا ہے۔ مخفی نرہے کہ درجات ادویہ کے اعتبار کو اطبا نے چار
شرطون سے مشروط کیا ہے۔ اول یہ کہ شخص ممتحن معتدل مزاج ہو۔ دوم یہ کہ دوا اپنے نوع میں معتدل ہو
سوم یہ کہ دوا مواضع قریب بالاعتدال سے ماخوذ ہوئی ہو۔ چہارم یہ کہ دوا مستعمل علیٰ حسب العادۃ ہو۔
پس درجہ ادویہ کے چار ہیں۔ درجہ اول یہ ہے کہ اشیائے ماکولہ اور مشروبہ کی تاثیر اپنی کیفیت سے بدون
تکرار اور تکثر کے محسوس نہو مثلاً اُنکی گرمی اور سردی ایسے طور پر ہو کہ انسان کو محسوس نہو سکے جیسے بنفشہ
اور بابونہ اور شاہترہ وغیرہ کہ درجہ اول میں گرم ہیں۔ درجہ دوسرا یہ ہے کہ تاثیر اُسکی اول درجہ سے
قوی ہو یہانتک کہ اثر اُسکا محسوس ہو لیکن اس حد تک نپہونچے کہ بدون تکرار اور تکثر کے افعال میں
ضرر ظاہر پیدا ہو اور اُنکو مجری طبعی سے خارج کرے جیسے زعفران اور مصطگی وغیرہ کہ درجہ دوم میں گرم ہیں
درجہ تیسرا یہ ہے کہ تاثیر اُسکے ضرر پہنچنے کی موجب بالذات ہو لیکن اس حد تک نپہونچے کہ بدون تکرار اور تکثر
کے بدن کو فاسد اور خراب کرے جیسے حرمل اور افیون وغیرہ کہ درجہ سوم میں گرم ہیں۔ درجہ چوتھا یہ ہے
کہ اثر ماکول اور مشروب کا اس حد تک پہونچے کہ بدن کو فاسد یا خراب کرے اور یہ خاصہ ادویہ سمیہ کا ہے
جیسے فرفیون اور لہسن اور پیاز وغیرہ کہ درجہ چہارم میں گرم ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ادویہ باردہ اور رطبہ
اور یابسہ بھی۔ اور اگر دوائے معتدل کو درجہ اول میں قرار دیا جاوے تو درجہ ادویہ کے پانچ ہونگے کذا قیل۔
فائدہ ہر واحد درجات اربعہ مذکورہ سے عرض رکھتا ہے کہ طرفین اُسکے افراط اور تفریط میں اور مابین
اُنکا وسط ہے پس علیٰ ہذا ہر ایک درجہ میں تین مرتبہ لازم ہوئے اسلیے اکثر اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے
کہ دو دوا ایک ہی درجہ میں ہوتی ہیں اور شربت اُنکا مساوی الوزن ہوتا ہے اور معہذا تفاوت
[illegible] پیدا ہوتا ہے اُسکا باعث سوا اسکے اور کوئی نہیں کہ ایک دوا مثلاً درجہ اول کی

مرتبۂ اول میں گرم ہے اور دوسری دوا مرتبۂ دوم یا سوم میں اسی درجہ کے گرم ہے۔ اور تحقیق مراتب
ثلاثہ کا درجہ واحد میں اسطرح ہوسکتا ہے کہ جو دوا مثلاً درجۂ اول میں گرم ہے اور فرضاً شربت اسکا ایک درم ہے
پس اگر وہ شے چھ درم یا دو درم کھائی جاوے اور اثر گرمی اسکی کا محسوس ہو۔ پس جاننا چاہیے کہ
آخر مرتبہ درجۂ اول میں گرم ہے۔ اور جب دو درم سے اثر اسکا محسوس نہو بلکہ تین درم کھانے سے
اثر اسکا محسوس ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ مرتبۂ اوسط میں گرم ہے اور جب سوا سے کھانے چار درم یا
زیادہ کے اثر اسکا محسوس نہو تو مرتبۂ اول میں گرم ہے۔ دوسرے درجوں کو بھی اسی پر قیاس
کرنا چاہیے۔ نکتہ درجات کے تعین میں اطبا کا اختلاف ہے۔ بعضوں کا یہ مذہب ہے کہ فقط امر عقلی ہے
ہے جو شے مثلاً درجۂ اول میں گرم ہے اور شربت معین رکھتی ہے جب وہی شے زیادہ مقدار معین
سے کھائی جاوے یہاں تک کہ اثر اسکا محسوس ہو تو درجۂ دوم میں گرم ہوگی۔ اور ایسا ہی
جو دوا مثلاً درجۂ دوم میں گرم ہے اور شربت اسکا مقرر ہے جب مقدار معین سے کم کھائی جاوے
یہاں تک کہ اثر اسکا محسوس نہو تو درجۂ اول میں گرم ہوگی۔ وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک دوا
میں کمی اور زیادتی مقدار معین سے ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف انتقال ہوجائیگا۔ کما قال القرشی
فی شرح القانون کل ما ہو فی درجۃ فانہ اذا کرر او کثر امکن ان ینتقل من درجۃ الی الدرجۃ التی فوقہا ومتی
تناقصت کمیتہ انعکس الامر وانحدر الی الدرجۃ التی تحتہا۔ اور شیخ نے شفا میں لکھا ہے کمیۃ الشیٔ اذا زادت
ازدادت کیفیتہ وتبیین ذلک من حدید یحمی فی النار القلیلۃ وفی النار الکثیرۃ۔ پس اس سے صاف
ظاہر ہے کہ نفس ادویہ کے لیے من حیث الذات درجات مقرر نہیں بلکہ من حیث القلۃ والکثرۃ
ادویہ کو لاحق اور عارض ہوتے ہیں اور بعض دیگر اطبا کا یہ قول ہے کہ تعین درجات کا باعتبار ذات ادویہ
کے ہے اور زیادتی مقدار اور تکرار دوا کو اپنے درجۂ مخصوصہ سے خارج نہیں کرتی۔ اور ملا سدید
گازرونی نے شرح کلیات میں تنضیضا اور تصریحا لکھا ہے کہ یہ گمان سزاوار نہیں کہ دوا بسبب
تکرار اور تکثیر مقدار کے ایک درجہ سے طرف دوسرے درجہ کے منتقل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک دوا
من حیث الذات کسی نہ کسی درجہ سے موصوف ہوگی اور تکثیر اور تقلیل مقدار سے درجۂ معینہ سے
باہر نہیں آتی۔ اگرچہ تکثیر سے تاثیر زیادہ اور تقلیل سے تاثیر کم ہوجاتی ہے کیونکہ زیادتی اور کمی تاثیر
کی بسبب اختلاف نسبت کے (کہ درمیان اجزاے حار اور بارد کے ہے) نہیں ہوتی۔
تاکہ دوا درجۂ مخصوصہ سے باہر نکلے بلکہ یہ نسبت اجزاے حار اور بارد کے (اگرچہ کمی اور زیادتی
کیجاوے) جیسی ہی ویسی ہی رہتی ہے۔ اور باعث اختلاف تاثیر قلت اور کثرت مقدار ہے

لاغیر پس جو دوا کہ مثلاً درجہ اول میں گرم ہی فرض کرو کہ اسمین دو جزو حار ہین اور ایک جزو بارد اور ظاہر ہی
کہ نسبت مابین واحد اور اثنین کے ضعیف کی ہی یعنی جزو حار دو چند جزو بارد کے ہی اور نسبت مذکورہ بالغرض
اسکے تمام اجزا مین ساری ہی لیکن اسکے ظہور کے لیے (کہ حدوث کیفیت محسوسہ ہی) ایک مقدار معین
کیا گیا ہی۔ اگرچہ اسکے ضمن مین اور کئی ایک اغراض مقررہ حاصل ہون پس جب یہ دوا زیادہ مقدار سے کھائی گئی
اسمین کچھ شک نہین کہ تاثیر اسکی بھی بہ نسبت سابقہ کے مترقی ہوگی لیکن اس کثرت سے جو نسبت کہ درمیان
اجزاے حارہ اور باردہ کے تھی بالکل نہ بدلیگی پس دو چندگی مقدار گویا ایسی ہی جیسے دو دوائین متحد الدرجہ
والکیفیتہ اپنے شربت کاملہ سے کھائی جاوین۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہی کہ ان دونون مین سے جب ایک دوا بھی
کیفیت کی محدث ہوگی دوسری بھی اسی کی محدث ہوگی اور بعد اجتماع کیفیتین متماثلین کے ایک کیفیت
زائدہ دوا مفرد سے ظاہر ہوگی پس خلاصہ یہ ہی کہ تکثیر مقدار کی شربت معینہ سے باوصف زیادتی تاثیر
کے دوا کو اپنے درجہ معینہ سے خارج نہین کرتی۔ فافہمہ لانہ غامض وہذا خلاصۃ ما ذکرہ الآملی فی شرح القانون۔
بعض جگہ اقوال اطبا کے مختلف ہوتے ہین چنانچہ ایک چیز کو بعضے گرم لکھتے ہین اور اسی چیز کو بعضے دیگر سرد
لکھتے ہین۔ اس اختلاف کے کئی باعث ہین ہر ایک کی توجیہ علیحدہ ہی ایسی جگہ طریق معقول یہ ہی
کہ امر مختلف فیہ مین تجربہ زمان حال مین کما حقہ کرکے ایک قول کو ترجیح دیوین کیونکہ غرض ہر چیز سے
ظہور اسکے اثر کا ہی مثلاً جس چیز کو ہم معتدل مزاجون زمانہ حال مین گرم پاوینگے اسکی حرارت پر ضرور حکم
کرینگے اور قول مخالف کا اعتبار نہ کرینگے بشرطیکہ تجربہ لائق حکم ہو اور درجات کے متعلق اور بہت سی باتین
قابل الذکر ہین مگر باعث تطویل سمجھکر فروگذاشت کیجاتی ہین فصل پنجم غذا کے اقسام اور اغذیہ فصول
اربعہ وغیرہ تدابیر متعلقہ غذا کے بیان مین۔ مخفی نہ رہے کہ غذاے مطلق تین قسم پر ہی لطیف کثیف
معتدل۔ غذاے لطیف وہ ہی کہ جس سے خون صاف اور عمدہ پیدا ہو ایسی غذا کا خاصہ ہی
کہ قوت مغیرہ سے بسہولت منفعل ہوکر جوہر عضو کی طرف بسہولت مستحیل ہو جاتی ہی اور ظاہر ہی کہ جو غذا
ایسی ہوگی تحلیل و تفارق اسکا بدن سے بسہولت ہوگا اور غذاے کثیف وہ ہی جس سے خون
غلیظ پیدا ہو اسکا خاصہ یہ ہی کہ قوت مغیرہ بدن سے بسہولت منفعل نہین ہوتی اور تشابہ اسکا جوہر عضو
سے اور انفصال اسکا بھی بسہولت نہین ہوتا۔ اور غذاے معتدل وہ ہی کہ دونون قسم مذکورہ
کے مابین واقع ہو۔ وجہ انحصار کی ظاہر ہی کہ تمام اغذیہ عناصر اربعہ سے مرکب ہوتی ہین بعض
اغذیہ مین ایک یا دو عنصر لطیف باقی عناصر پر غالب ہوتے ہین اور بعض غذاؤن مین ایک
یا دو عنصر کثیف باقی عناصر پر غالب پائے جاتے ہین پس جو غذا قسم اول سے ہی وہ لطیف ہی

اور جو قبیل ثانی سے ہے وہ کثیف ہے اور جو انکے درمیان ہے وہ معتدل ہے پس ہر ایک انمیں سے تین قسم پر ہے کثیر الغذا، قلیل الغذا، معتدل الغذا۔ کثیر الغذا وہ ہے جس سے خون زیادہ اور فضلہ کم پیدا ہو اور قلیل الغذا وہ ہے جس سے خون کم اور فضلہ زیادہ ظاہر ہو۔ اور بین بین انکے معتدل الغذا ہے پس جب تین قسم اول کو تین قسم ثانی میں ضرب دیا تو حاصل ضرب نو قسم حاصل ہوئیں اور ہر ایک انمیں سے دو قسم پر ہے حسن الکیموس، ردی الکیموس۔ حسن الکیموس وہ ہے جس سے خون صالح پیدا ہو اور ردی الکیموس وہ ہے جس سے خون ردی اور فاسد متولد ہو۔ پس جب نو قسم اول کو دو قسم ثانی میں ضرب دیا تو حاصل ضرب انکا اٹھارہ قسم حاصل ہوئی جسکا نقشہ ذیل میں درج ہے اور امثلہ انکے بھی مرقوم ہوتے ہیں

جدول یہ ہے

	نمبر شمار	اسامی اقسام ہژدہ	امثلۂ اقسام
اقسام لطیف	۱	لطیف کثیر الغذا حسن الکیموس	بیضۂ نیم برشت کی زردی۔ ماء اللحم کہ گوسفند یکسالہ کے گوشت سے مرتب ہوا ہو۔ شراب ریحانی۔
	۲	لطیف کثیر الغذا ردی الکیموس	شش یعنی پھیپھڑا۔ گوشت کبوتر کے بچوں کا۔
	۳	لطیف متوسط الغذا حسن الکیموس	انگور علی قول البعض۔ گیہوں کی روٹی۔
	۴	لطیف متوسط الغذا ردی الکیموس	انجیر خشک۔ روٹی خراب پکی ہوئی۔
	۵	لطیف قلیل الغذا حسن الکیموس	کاہو۔ انار شیریں۔ سیب شیریں۔
	۶	لطیف قلیل الغذا ردی الکیموس	رائی۔ اکثر ترکاریاں تیز مزہ۔
اقسام معتدل	۷	معتدل کثیر الغذا حسن الکیموس	گوشت بھیڑ یکسالہ کا۔ اور نان پاکیزہ
	۸	معتدل کثیر الغذا ردی الکیموس	گوشت بھیڑ کا جو ایک سال سے زائد ہو۔ گردہ اور کرشب
	۹	معتدل متوسط الغذا حسن الکیموس	اور گوشت گوسفند مادہ کا
	۱۰	معتدل متوسط الغذا ردی الکیموس	ماہی خشک۔ گوشت بز
	۱۱	معتدل قلیل الغذا حسن الکیموس	شلغم۔ چارمغز وغیرہ
	۱۲	معتدل قلیل الغذا ردی الکیموس	زروک یعنی گاجر اور مثل اسکے
اقسام کثیف	۱۳	کثیف کثیر الغذا حسن الکیموس	بیضۂ مرغ جو زیادہ جوش دیا گیا ہو کہ درجۂ نیم برشت سے تجاوز کیا ہو۔ گوشت بھیڑ یکسالہ کا

نمبر شمار	اسامی اقسام ہیژدہ	امثلہ اقسام
۱۴	کثیف کثیر الغذا ردی الکیموس	گائے کا گوشت ۔ بطخ کا گوشت گھوڑے کا گوشت ۔
۱۵	کثیف متوسط الغذا حسن الکیموس	بادی حیوانوں کے بچھڑوں کا گوشت
۱۶	کثیف متوسط الغذا ردی الکیموس	گوشت شکاروں کا جیسے ہرن اور نیل گاؤ اور خرگوش کا
۱۷	کثیف قلیل الغذا حسن الکیموس	پنیر بھی جبکہ درمیان تازہ اور کہنہ کے ہو
۱۸	کثیف قلیل الغذا ردی الکیموس	گوشت خشک اور بینگن سیاہ تخمدار

اب کھانے کی تدبیریں جسقدر قابل ذکر ہیں مذکور ہوتی ہیں ۔ واضح رہے کہ حفظ صحت کے واسطے موسم گرما میں چاہیے کہ غذا سرد بالفعل اول روز یا آخر کھاویں اور کھانے پینے کے لیے وہ چیزیں اختیار کریں جنکے مزاج سرد تر ہوں ۔ اور دافع صفرا اور لطیف تر ہوں کیونکہ مزاج موسم ہذا کا گرم و خشک ہے اور غذیہ گرم و خشک سے پرہیز کریں اور موسم گرما میں غذا کم کھانی مناسب ہے کہ اس موسم میں بسبب گرمی کے سرد پانی بہت پیا جاتا ہے ۔ اور کثرت آب سے ضعف ہضم ہے ۔ اور اس موسم میں پان کے ساتھ تمباکو نہ کھاویں اور اگر عادت ہو تو کم کریں اور پان میں چونہ موتیوں کا عرق گلاب اور کیوڑہ میں حل کر کے کھاویں ۔ نان خمیری گندم پاکیزہ کی جو شیرہ انار ترش یا شیریں یا لیموں میں تر کی گئی ہو نوش جان فرماویں اور ترکاری سرد مثل کدو اور ککڑی اور ساگ پالک اور خرفہ اور کاہو کے تسکین حرارت کے لیے استعمال کریں اور عمدہ ترین سبزات کا آب شیریں اور سرد ہے اور خشکہ برنج ہمراہ مربہ سیب تناول کریں ۔ اور عمدہ لباس اس موسم میں پارچہ کتان ہے کیونکہ وہ سرد و تر ہے ۔ اور موسم سرما میں کھانا گرم بالفعل پہر دن چڑھے کے بعد تناول کریں نان پاکیزہ گندم اور ترکاری مثل پودینہ اور ادرک اور میتھی وغیرہ کھاویں اور اغذیہ قلیلۃ الغذا سے پرہیز کریں بلکہ اغذیہ قلیلہ غلیظہ جسمیں غذائیت زیادہ ہو مثل ہریسہ اور زردی بیضے نیم برشت کے کھاویں کیونکہ ہضم اس موسم میں قوی ہوتا ہے ۔ اور گوشت پرند جانوروں کا مانند تیتر اور بٹیر اور مرغ وغیرہ اور چارپایوں میں سے گوشت گوسفند یک سالہ نوش جان فرماویں ۔ اور شیرینی اور مربیات اور حلوائے مرغوب کھاویں ۔ اور عطر دارچینی اور لونگ اور مشک پان میں سردی کے وقت کھاویں اور مغز بادام اور گری ملنہ اور پستہ اور جائفل اور جاوتری وغیرہ صبح و شام استعمال کریں ۔ غرضکہ وہ چیزیں کھانے پینے میں لاویں جنکے مزاج گرم و خشک ہوں کیونکہ مزاج موسم ہذا کا سرد و تر ہے ۔ غرضکہ اس موسم میں ہضم قوی ہوتا ہے

لہذا اسمین غذا زیادہ کھانے کا کچھ مضایقہ نہیں اور اشتہا کے لیے یہ فصل تمام فصلوں سے عمدہ شمار کی گئی ہی۔ اور لباس گرم پشمین اور پوستین سے اپنے آپ کو ڈھانپین اور مکان محفوظ جسمین سردی نہ لگے اختیار کرین تاکہ امراض موسم ہذا سے مامون اور مصئون رہین اور محبوب مرغوب سے دل کو محفوظ کرین بقول صائب بیت در موسم مستان صائب دو چیز باید یار و آفتابے یا آفتاب رخے اور موسم ربیع مین جسکی فصل سے بہار تعبیر کرتے ہین غذا بہت گرم سے پرہیز کرین اور کھانا تھوڑا کھاوین اور ماکول و مشروب کے لیے اُن چیزون کو اختیار کرین جو کہ گرمی اور سردی مین معتدل ہون اور شراب ممزوج بالماء بہت نوش فرماوین اور اُسکے اوائل مین سنجاب اور منضجات تنقیہ سے لباس بدلین۔ اور موسم خریف جسکی موسم خزان سے تعبیر کرتے ہین غذا انکی اور سب جو کہ حرارت اور رطوبت کی طرف مائل ہو کھانی چاہیے اور پانی سرد نہ پینا چاہیے۔ اور جو بیماریان اس موسم مین پیدا ہوتے ہین انکو بہت نہ کھاوین انتباہ واضح ہو کہ جسقدر بابت مراعات حسب الفصول کے بیان کیا ہی اُسکی تقریر یہ ہی کہ فصول اپنی طبیعت پر ہون اور اُن بلاد کے لحاظ سے ہی جنمین فصول اربعہ متمیز الآثار ہون اور اگر ایسا نہو تو قواعد مذکورہ بحسب الفصول ساقط عن الاعتبار ہین اور رعایت حرارت اور برودت وقت مستحضر کی کرنی مناسب ہی اور اُسکے مناسب تصرف کرنا چاہیے گو کیسی ہی فصل ہو۔ چونکہ اغذیۂ فصول اربعہ کے بابت لکھا گیا ہی اب چند تدبیرین غذا کی بلا لحاظ موسم ذکر کیجاتی ہین چاہیے کہ انسان اپنی حفظ صحت کے لیے انکو ملحوظ خاطر رکھے۔ مخفی نرہے کہ فی الحقیقت تندرستی کا مدار کھانے پینے کے اعتدال پر ہی چاہیے کہ آدمی ہر وقت اور ہر آن مین اُسکو فراموش نکرے پس مناسب ہی کہ جب تک خوب بھوکھ پیاس نہ لگے تب تک کھانا پینا نہ کرین کیونکہ بھوکھ پر اگر ادنی سے ادنی طعام کھایا جاوے تو عمدہ اور لذیذ معلوم ہوتا ہی۔ اور شکم سیری پر چاہیے عمدہ غذا کھائی جاوے تو بیمزہ معلوم دیتی ہی بقول سعدی رح ؎ گر گلشکر خوری بہ تکلف زیان کند ✤ ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود ✤ اور جب قدرے بھوکھ باقی رہے تب کھانے سے ہاتھ اُٹھاوین اور بقیہ بھوکھ کا تھوڑی دیر کے بعد خود ہی باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ جب آدمی کھانا کھا چکتا ہی تب کھانا پیٹ مین جا کر پھولتا ہی اور اگر تھوڑا کھایا ہو تو پیٹ بھر جاتا ہی اور جو اول ہی سے پیٹ بھرا ہو تو پھول کر درد اور تخمہ وغیرہ پیدا ہوتا ہی اور اگر اتفاقاً کسی دن کھانے مین زیادتی ہو جاوے تو دوسرے دن قصد آفاقہ کرین۔ پھر صورت پیٹ بھر کر کھانا اچھا نہین کم کھانا نہایت ہی عمدہ چیز ہی بقول سعدی رح ؎ اندرون از طعام خالی دار تا درو نور معرفت بینی ✤ تہی از حکمت بعلت آن ✤ کہ پری از طعام تا بینی ✤ اور جب کھانے کا ارادہ کرین

چار فصلون کے آثار اور حالات الگ الگ ہون

تو کھانا ایسے بلند مکان مین چنین کہ منھ سے بہت نزدیک ہو تاکہ لقمہ بہت جلدی سے منھ مین پہونچ جاوے
جیسا اقوام یورپ مین مروج ہی ۔ اور جس چیز کو دل چاہتا ہو بلا تامل کھا لیوین اور کسی چیز سے ہرگز پرہیز
نہ کرین کیونکہ حالت صحت مین پرہیز کرنا ایسا مذموم ہی جیسا حالت مرض مین پرہیز نہ کرنا قبیح ہی بقول
شیخ الحکمۃ اس کل واسطہ ہان جو چیزین سریع الفساد ہون البتہ ایسی چیزون سے پرہیز کرنا شرط
عقل ہی ۔ اور ہمیشہ ایک کھانا نہ کھاوین بلکہ اغذیہ مختلفہ عمدہ اور لذیذ کھاتے رہین ہان اگر ایک ہی طعام
مختلف الطعوم کر کے استعمال کرین تو کچھ مضایقہ نہین ۔ گویا یہ طعام اطعمہ مختلفہ کا حکم رکھتا ہی اور
بھوک لگے پر کھانا کھانے سے دیر نہ کرین کہ بدن تحلیل ہو کر دبلا ہو جاتا ہی بلکہ ایسے وقت مین جسقدر
طعام میسر ہوا اور جیسا ویسا حاصل ہو کھا لین بقول سعدی سہ نہ چندان بخور کز دہانت برآید
نہ چندانکہ از ضعف جانت برآید ۔ حکیم کہتے ہین کہ ایک روز ایک وقت اور دوسرے روز دو وقت کھانا کھاوین
لیکن بہتر یہ ہی کہ اگر عادت ایک وقت کھانے کی ہو تو ایک ہی وقت کھاوینا اور اگر دو وقت کی عادت
ہو تو دو وقت کھاوین ۔ غرض کہ کھانا اپنا خلاف عادت نہ کرین کیونکہ ترک عادت سے بہت نقصان
ہوتا ہی جیسا فصل آئندہ مین آتا ہی ۔ اگر کوئی شخص ترک عادت کیا چاہے تو مناسب ہی کہ دفعۃً نہ چھوڑے
بلکہ بالتدریج ترک کرے ۔ اور آدمی کو چاہیے کہ ایک دفعہ کا کھانا کئی دفعہ کر کے نہ کھاوے کہ بدہضمی لاتا ہی
اور اسی کو تداخل کہتے ہین سہ ولیس علی النفوس اشد تعباً من ادخال الطعام علی الطعام ۔ لازم ہی
کہ جسقدر طعام کھانا ہو ایک ہی دفعہ تناول کرین ۔ اور جلدی جلدی کھانا نہ کھاوین بلکہ لقمہ کو
اول منھ مین چباوین کہ ایک دانہ تک منھ مین ثابت نہ رہے تب نگلین اور جلدی جلدی
کھانا کھا کر کام دانتون کا آنتون سے نہ لین حکیم جالینوس کا قول ہی کہ جو آدمی دو گھڑی سے کم مین
کھانا کھاتا ہی وہ اپنے معدہ اور شکم کو رنج مین ڈالتا ہی اور اسقدر بھی دیر کھانے مین نہ کرین کہ اول نوالہ
ہضم ہو جاوے تب دوسرا اٹھاوین ۔ غرض نہ جلدی کرین نہ دیر کرین بلکہ اعتدال کو ملحوظ رکھین اور
جسکا ہاضمہ درست نہو وہ کئی چیزین ایک دفعہ نہ کھائے کہ طبیعت ہضم مین حیران ہوتی ہی ۔ اور جن
اشخاص کے معدے ضعیف ہون اور نیز جو شخص آرام اور نشست بہت کرین انکو گوشت اور غذائے غلیظ
کم کھانا چاہیے انکو مناسب ہی کہ ایک جگہ بیٹھنے کی عادت نہ کرین کہ اس سے قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہی
بلکہ لازم ہی کہ حرکت سواری اسپ یا فیل یا پیادہ روی یا ورزش یا کسی اور قسم کی ریاضت صبح و شام
کرتے رہین کہ اس حرکت سے غذا بخوبی ہضم ہو جاتی ہی کیونکہ مدار صحت افعال جسمانی اور روحانی کا
ہضم پہ ہی حکماء کا قول ہی کہ ہضم طعام کے لیے سونا نہایت عمدہ علاج ہی چنانچہ تشریح اسکی باب سوم مین

لکھی جائیگی لیکن کھانے کے بعد سونے سے اول کچھ رفتار خفیفہ بھی کریں اسکو اصطلاح اطبا میں چہل قدمی
کہتے ہیں تاکہ غذا فم معدہ سے فرو ہوکر قعر معدہ میں چلی جاوے۔ لان الحرکۃ الخفیفۃ تقرر الطعام فی المعدۃ
خصوصاً لمن اراد النوم علیہ۔ اور اعراض نفسانیہ اور حرکات بدنیہ متعبہ ہضم طعام کو مانع ہوتی ہیں
اس سے اجتناب کریں۔ اور اگر دوا کی حاجت ہو تو وہ دوا جسمیں غذائیت ہو کھاویں چنانچہ فصل آیندہ
میں بیان اسکا آتا ہے اور جبتک ایک دوا سے کام چلے دو یا زیادہ نہ ملاویں۔ اور دوا کے خوگر نہوں کہ
دوا بدن کو تحلیل کرتی ہے اور مزاج میں تھوڑا سا خلل ہونے سے ارادہ دوا کا نہ کریں بلکہ طبیعت پر چھوڑ دیں
کیونکہ طبیعت خود بھی مربی بدن ہے۔ بہت آدمیوں کو دیکھا ہے کہ دوا کھا کر اچھی طبیعت کو خراب کر دیتے
ہیں اور سبب کو دریافت نہیں کرتے مثلاً گرانی معدہ کے واسطے کوئی اسہال دیتا ہے کوئی قے کرواتا ہے
کوئی معدہ پر طلا اور ضماد لگاتا ہے کوئی ہاضمہ کا چورن دلاتا ہے کوئی اور ڈھکوسلا چلاتا ہے میرے نزدیک
اگرچہ یہ تدبیریں بالجملہ مفید ہیں مگر اس باب میں فاقہ سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ ہاں اگر فاقہ سے افاقہ
نہو تو اسکے بعد جو کسی تدبیر مناسب وقت ہو اسکو عمل میں لاویں اور اگر فاقہ کے متحمل نہو سکیں تو تھوڑی سی
غذا لطیف مناسب مزاج کھاویں۔ غرض کہ فاقہ کشی اور کم خوری گرانی معدہ کے لیے عمدہ سے عمدہ
علاج ہے۔ علاوہ بریں فاقہ کش اور کم خور آدمی کو وقت نہ پانے غذا کے ضعف اور تکلیف رونما نہیں ہوتی
دو خراسانی درویشوں کا حال اکثر صاحبوں کے گوش زد ہوا ہوگا۔ کہ دونوں باہم ملکر سفر کرتے تھے
ایک انمیں سے ضعیف الجسم اور لاغر تھا اور دوسرا قوی الجسم اور موٹا تازہ تھا ضعیف الجسم بعد دو شب کے
افطار کرتا تھا اور قوی الجسم ہر روز تین دفعہ کھایا کرتا تھا۔ اتفاقاً کسی شہر میں بتہمت جاسوسی دونوں
گرفتار ہو گئے حاکم نے دونوں کو قید کیا اور دروازہ چن دیا تاکہ قید ہی میں مر جاویں۔ الغرض دو ہفتہ
کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مجرم نہ تھے حاکم نے رہائی کا حکم دیدیا دروازے کھولے تو کیا دیکھتے ہیں کہ
قوی مردہ اور ضعیف زندہ ہے۔ یہ حالت دیکھکر لوگ حیران ہوے ایک حکیم وہاں موجود تھا
اسنے کہا یہ تعجب نہیں اگر اسکا عکس ہوتا تو البتہ موقع تعجب تھا۔ کیونکہ قوی الجسم بسیار خوار تھا
طاقت فاقہ کشی کی نہ لا سکا اور مر گیا دوسرا فاقہ کشی کا خوگر تھا اسنے صبر کیا اور سلامت رہا ع
چو کم خوردن طبیعت شد کسی را ٭ چو سختی پیش آید سہل گیرد ٭ و گر تن پرورست اندر فراخی ٭ چو تنگی بیند
از سختی بمیرد ٭ اور کثرت ترشی سے ہمیشہ پرہیز کریں کیونکہ دماغ کو ضعیف کرتی ہے اور بسبب ضعف
دماغ کے بال جلدی سفید ہو جاتے ہیں اور آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور کئی ایک امراض نزلہ و زکام
وغیرہ ترشی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور شیرینی بہت کھانے سے معدہ سست اور ضعیف ہو جاتا ہے اور

بھوک کم ہوجاتی ہی۔ اور نمک زیادہ کھانے سے بدن خشک اور لاغر ہوجاتا ہی۔ چرپرا اور کسیلا
کھانے سے معدہ سست اور بلغم اور کف پیدا ہوتا ہی۔ ایسی چیزون سے پرہیز کرنا مناسب ہی۔ فائدہ
غلہ کے احوال مین۔ بہترین غلہ آدمی کے واسطے گندم ہی کہ غذائیت زیادہ رکھتا ہی اور گرمی اور سردی
مین معتدل ہی بعد اُسکے چاول غذائیت مین بہتر ہین جسقدر خوشبودار اور باریک اور بعد پکانے کے
دراز ہون اور ثابت رہین اُسی قدر عمدہ اور خوب ہونگے مزاج انکا گرمی اور سردی مین معتدل ہی مگر
دوسرے درجہ مین خشک ہین۔ چونکہ چاول عمدہ یونان و عرب مین نہ تھے اسلیے حکماے قدیم نے ذکر انکا کما حقہ
نہین کیا۔ اور بعض ہندی حکیمون متاخرین یونانیون کے نزدیک چاول سرد ہین مگر باعتبار خاصیت کے مزاج
مین گرمی اور سردی مزاج مین بہ کمی پیدا کرتے ہین پس استعمال انکا سوائے اعتدال مزاج کے ہرگز نہ کرنا چاہیے لیکن
اہل ہند وغیرہ کہ اُنکے معتاد ہون اور اُنکے غیر سے متنفر تو اُنکو مرض مین دینے سے ممانعت نہین بشرطیکہ انکی
اصلاح کیجاوے اور طریق انکی اصلاح کا گو مروج عام ہی مگر یہان بھی لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ تقلیل رطوبت مین
کوشش کرین۔ اور عمدہ حیلہ اس باب مین یہ ہی کہ چاولون کو بہت پانی مین جوش دین۔ جب نیم پخت
ہوویں پانی کو اُس سے دور کرین پس پکاوین جیسا ہمارے ملک مین مروج ہی۔ اور حکماے ہند کے نزدیک
مریضون کو کوئی غذا بہتر چاولون سے نہین۔ والحق ماقلناہ من شرط الاعتیاد والاجازۃ بعد الاصلاح
وتقلیل الرطوبۃ اور چاول سرخ رنگ اور موٹا غذائیت مین کم اور قبض زیادہ کرتا ہی۔ سپوس گندم کے
پانی مین پکانے سے ایسی چاولون کی اصلاح ہوتی ہی اور بعد ان دونون کے مونگ ہین مزاج انکا سرد
خشکی مائل اور زود ہضم ہی اور چندان نفاخ بھی نہین یعنی اسمین مثل نخود اور ماش کے ریح نہین ہوتی
اسی لیے حکما اکثر بیماریون مین اسی کو تجویز کرتے ہین۔ بعد اُسکے چنا مزاج اُسکا گرم ہی سبز اُسکا جسکو ہندی
مین چھولیہ بولتے ہین تر ہی اور خشک اُسکا خشک ہی۔ اسمین غذائیت بہت اور مقوی باہ ہی
لیکن ریح پیدا کرتا ہی۔ اُسکے بعد جو ہی کہ سرد و خشک اور قلیل الغذا اور نفاخ اور قابض ہی۔
ماش کا مزاج سرد و تر اور دیر ہضم ہی مصلح اُسکی سونٹھ اور ہینگ ہی البتہ غذائیت زیادہ رکھتا ہی
اور چندان قابض بھی نہین دودھ اور منی پیدا کرتا ہی۔ مسور کا مزاج خشک مائل بسردی ہی ارہر
کا مزاج گرم و خشک ہی اور بعضون کے نزدیک قریب مسور کے ہی لیکن نفخ اور ریح اُس سے زیادہ کرتا ہی
اور یہ دونون خلط ردی پیدا کرتے ہین۔ باجرہ کا مزاج سرد و خشک ہی قابض اور قلیل الغذا مولد خون ہی
اسی لیے منہ مین دانہ پیدا کرتا ہی اور خشکی اور پیاس زیادہ لاتا ہی لہذا اہل ہند اور عوام الناس اسکو
گرم جانتے ہین مصلح اُسکا دودھ ہی۔ جوار کہ سفید اور موٹی ہو نفخ کم کرتی ہی اور غذائیت مین

بہتر مگر قابض ہی موٹھ کو اہل ہند گرم و خشک جانتے ہین وہ بھی قلیل الغذا و نفاخ ہی۔ لوبیا کا مزاج گرم ہی اور نفاخ اور مولد خون اور دیر ہضم ہی اور مضر نفاخ اور خلط فاسد پیدا کرتا ہی اور بعضے سوا اسکے غلہ کے اور بہت اقسام تھے لیکن چونکہ یہی کثیر الوقوع تھے صرف انھین پر کفایت کی گئی انتباہ گندم کے بیان مین۔ بہترین روٹیون سے روٹی گیہون کی ہی کہ عمدہ گیہون سے جو کہ سنگریزہ وغیرہ سے صاف کیے گئے ہون تیار کرین۔ اور خمیری روٹی فطیری سے بہتر اور سریع الہضم ہی مگر فطیری سے کچھ ریح زیادہ پیدا کرتی ہی۔ اور نان فطیری خمیری سے اور نان میدہ کی بہت غذا ہیت رکھتی ہی مگر ثقیل ہی۔ نان خشکار جسمین بھوسی زیادہ ہو سریع الانحدار ہی اور سدہ کا باعث نہین ہوتی گرم روٹی کھانا معدہ کی رطوبت کو خشک کرتا ہی اور سرد روٹی معدہ کو تر کرتی ہی اور جو گرمی اور سردی مین معتدل ہو اسکا کھانا افضل ہی لیکن موسم سرما مین گرم کھانا اور موسم گرما مین ٹھنڈا کھانا حافظ صحت اور معتدل گنا گیا ہی جیسا بیان ہو چکا ہی۔ سوکھی روٹی معدہ کی رطوبت کو خشک کرتی ہی اور دیر ہضم ہی پس اغذیہ مذکورہ سے مفید کو لازم جانین۔ اور مضر سے اجتناب کرین۔

فصل ششم مسائل مختلفہ غذا کے بیان مین جو کہ بحث ماکول سے متعلق ہین انکو چند قواعد مین بیان کیا جاتا ہی قاعدہ اول غذاے لذیذ اور رعایت عادت کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ غذاے لذیذ اگر جید الجوہر اور محمود الصناعۃ ہو تو ایسی غذا تقویت بدن کے لیے نہایت عمدہ تدبیر ہی اسکو غنیمت شمار کرنا چاہیے بشرطیکہ اندازہ سے زیادہ نکھائی جاوے کیونکہ زیادتی طعام کی قوت صحت کے واسطے سخت آفت ہی کہ موجب تخمہ اور ہیضہ اور دیگر امراض کا ہوتی ہی۔ اور اگر غذا جید الجوہر ہو مگر لذیذ ہو وہ بھی بہ نسبت غذا جید الجوہر غیر لذیذ کے بہتر ہی اسی لیے شیخ نے کہا ہی غذاء یالوف فیہ مضرۃ ما ہو اوفق من الفاضل الغیر المالوف۔ کیونکہ جب طبیعت بسبب لذت اور رغبت تمام کے اسپر متوجہ ہوتی ہی تو معدہ بھی بشوق تمام اسپر شامل ہوتا ہی پس ہضم بخوبی ہوتا ہی اور ضرر قلیل غذا کا اصلاح سے بدل جاتا ہی ایسی غذا سے نصیب کامل اعضا کو بلا مضرت پہونچتا ہی الغرض غذاے شدید الضرر غیر لذیذ سے اگرچہ جید الجوہر ہی ہو پرہیز لازم ہی اور قلیل الضرر لذیذ کے کھانے کا کچھ مضایقہ نہین کہ بنا بر لذت کے حکم غذاے صالح کا رکھتی ہی اور معلوم رہے کہ ہر شخص اور مزاج کے لیے غذاے موافق اور مشاکل مقرر ہی اور رعایت اسکی لازم ہی پس جس شخص کو بعض اطعمہ جید الجوہر سے ضرر ہوتا ہو اسکا ترک واجب ہی اور دوسری غذاؤن جید الجوہر سے مشغول ہونا لازم کیونکہ احوال طبیعت کے مختلف ہوتے ہین اور متابعت اسکی امور غیر منافی مین ضروری ہی

اور چونکہ عادت کو اس امر مین دخل تمام ہی کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ۔ اسیلیے رعایت اسکی پر ضرور ہی
مثلاً جس شخص کو شب و روز مین دو دفعہ کھانے کی عادت ہو اُسکو ایک دفعہ کھانا موجب ضعف قوت
ہی ایسے شخص کا اگر ہاضمہ ضعیف ہوجائے تو اُسکو مناسب ہی کہ غذا مین کمی کرے لیکن اپنی عادت
سے (کہ دو دفعہ کھاتا ہی) منھ نہ پھیرے۔ اور ایسا ہی جس شخص کو عادت ایک وقت کھانے کی ہو
اُسکو دو وقت کھانا نچاہیے کہ ضعف اور کسل اور سستی وغیرہ لاتا ہی اور کئی ایک آفات
اُسپر مرتب ہوتے ہین مگر جب عادت ثانی مستقر ہوجاوے تب یہ عوارض مرتب نہین ہوتے
جیسا فصل پنجم مین بیان ہوچکا ہی قاعدہ دوم اس بیان مین کہ اغذیہ مختلفہ ایک کھانے
مین جمع کرنے کا کیا حکم ہی۔ آیا جائز ہی یا ممنوع۔ مخفی نہ رہے کہ اختلاف دو قسم پر ہی۔ ایک یہ کہ
اختلاف طعم یا کسی اور کیفیت مین ہو باوصفیکہ ہضم مین متحد ہون خواہ دونون سریع الہضم ہون
یا بطی الہضم پس اجتماع ایسے مختلف طعامون کا جائز بلکہ مطلوب ہی کیونکہ جو غذا شور یا تیز ہی مصلح
غذاے چرب کا ہوتی ہی اور بالعکس بھی۔ اور ایسا ہی جو غذا ترش ہی مصلح غذاے شیرین
کا ہوتی ہی اور اسکا برخلاف بھی ہوتا ہی۔ دوم یہ کہ اختلاف ہضم ہو چنانچہ ایک غذا سریع الہضم
ہو اور دوسری بطی الہضم۔ جیسا گوشت گاؤ کو گوشت مرغ اور دیگر طیور خفیفہ سے ایک کھانے مین
جمع کرین ایسے مختلفین کو ایک کھانے مین جمع کرنا غیر مجوز ہی۔ اور غذاے شدید الغلظ کو
لطیف سے جمع کرنا بھی یہی حکم رکھتا ہی لیکن اگر مخالفت قلیلہ ہو تو غلیظ از غیر شدید الغلظ کو
اول اور لطیف کو اُسکے بعد متصلاً کھاوین تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ ہضم قعر معدہ مین قوی تر ہی
اسیلیے غلیظ جلدی ہضم ہوجائیگا پس غلیظ اور لطیف معاً ہضم ہوجاوینگے وہو المطلوب۔ اور
اگر غذاے شدید الغلظ کو اول نوش کرین اور بعد اُسکے متصلاً غذاے لطیف کھاوین تو یہ نا روا ہی
کیونکہ غذاے لطیف جلدی ہضم ہوجائیگی اور غلیظ ابھی تک غیر منہضم ہوگی پس کیلوس
غذاے لطیف کا بسبب حیولۃ کیلوس غذاے غلیظ کے جگر مین نافذ نہوگا اور غلیظ اُسکا بھی بباعث
عدم امتیاز کے طرف امعا کے گریگا اور ہر دو خراب ہوجائینگے اور بسبب توقف طویل کے معدے ثانی کو
بھی خراب کریگا۔ اور ایسا ہی اگر اول غذاے لطیف کھاوین اور بعد اُسکے غلیظ کو تناول کرین یا ہر دو کو
نوش جان فرماوین تب بھی ہضم فاسد ہوجائیگا کیونکہ بعض اجزاے ماکول مین ہضم پیشتر اور بعض
مین متاخر ہوگا حالانکہ امر مستحسن یہ ہی کہ اتمام ہضم کا سائر اجزاے ماکول مین بسبیل تساوی اور
تشابہ ہو تاکہ طبیعت بعد کمال ہضم معدی کے صفوت کیلوس کو طرف جگر کے دفع کرے لیکن اگر غذاے غلیظ

کیونکہ عادت طبیعت دوسری
دوسری ۱۲
[illegible]

کو اول کھاوین اور وہ جب قعر معدہ مین پہونچ جاوے اور نیم پخت ہو جاوے تب غذاے لطیف نوش کرین چنانچہ تمامی ہضم مین دونون متحد ہون تو اسمین ضرر کثیر متصور نہین - کذا قال شارح الاسباب اور قول فیصل بابت اس مسئلہ کے قاعدہ پنجم مین ابھی آتا ہی اور اگر یہ کہو کہ طعامین مین تداخل منہی عنہ ہی وہذا ہو التداخل خفیف لایکون فیہ ضرر کثیر وقد قال الشاعر ۵ ولیس علی النفوس اشد تعبا ۞ من ادخال الطعام علی الطعام ۞ تو جواب اسکا یہ ہی کہ تداخل مذموم تر وہ ہی کہ ہضم تام ایک غذا کا پیشتر ہوا ور دوسری کا بعد ازان ہو - اور اسکی صورت یہ ہی کہ اول ایک غذا کھاوین اور بعد عرصہ کے جب وہ نیم پخت ہو جاوے دوسری غذا اسی جنس کی یا اس سے غلیظ تر نوش کرین پس ہضم تام غذاے اول کا ہضم تام غذاے ثانی سے متقدم ہوگا - تقدما معتدا بہا اور یہ یعنی بسبب تحیر طبیعت کے موجب فساد ہونگے - بخلاف تداخل مذکور کے کہ بعد نیم پخت ہونے غذاے غلیظ کے غذاے لطیف نوش کرین اسلیے کہ جب غذاے غلیظ ہضم ہوگی لطیف بھی ہمراہ اسکے ہضم ہو جائیگی اور بموجب اتحاد فی الہضم کے طبیعت بھی حیران نہوگی - ہان اگر غذاے غلیظ اول پیٹ بھر کھائی جاوے اور بعد اسکے غذاے لطیف زیادہ حاجت سے کھاوین تو یہ باعث تحیر طبیعت ہی لکنہ خارج عن البحث معلوم کرنا چاہیے کہ بعض چیزین ایسی ہین کہ اہل تجربہ نے حکماے ہند وغیرہ سے انکو جمع کرنا موجب ضرر تصور کیا ہی اور اس جگہ جو مسائل متفق علیہ اطبا ہین وہی ذکر کیے جاتے ہین سا وحجت قویہ انپر تجربہ حکما ہی اگرچہ بعض مسائل مقوی بدلیل عقلی بھی ہو سکتے ہین - واضح ہو کہ مولی کو ہمراہ جغرات و پنیر کے ہرگز جمع نہ کرنا چاہیے - اور ایسا ہی غذاے حصرمیہ کو ساتھ اسفیداج کے - اور ایسا ہی دودھ کو ساتھ ترشیون کے جمع نہ کرنا چاہیے کیونکہ ترشی سے دودھ جمجاتا ہی کما ہو مشہور فی المعالجہ اور دودھ کا معدہ مین منجمد ہونا محدث فساد ہی - مگر قرشی نے لکھا ہی کہ سزاوار یون ہی کہ ممانعت اجتماع حموضات کی دودھ تازہ کے ساتھ ہو کیونکہ دہی کو بسا اوقات لوگون نے حموضات سے جمع کیا ہی اور ضرر معتد بہ اس سے ظاہر نہین ہوا - اور ایسا ہی دودھ کو مچھلی کے ساتھ جمع نکرین کیونکہ محدث امراض مزمنہ مثل جذام اور برص اور قولنج وغیرہ ہوتا ہی - اور ایسا ہی دہی کو گوشت طیور سے جمع نہ کرین مگر قرشی نے لکھا ہی کہ اگر دہی کو گوشت مذکور کے ساتھ پکاوین تو قلیل المضرت ہوگا - اور اس سے مستفاد ہوتا ہی کہ جن چیزون مین جمع کرنا ممنوع ہی انکے المضر ہونا اس بات پر موقوف ہی کہ ہر ایک کو بالانفراد کھایا جاوے اور معدہ مین جاکر باہم مختلط ہون لیکن اگر خارج مین انکو ملا کر پکاوین یا انکو خارج مین اسطور سے آمیزش کرین کہ ایک ذات ہو جاوین تو اغلب یہ ہی کہ ضرر

داخل کیا جاوے طعام کو طعام پر ۱۲ منہ

کم ظاہر ہوگا مگر پھر بھی پرہیز لازم ہے جرأت نہ کرین - اور ایسا ہی ستو کو چاولون پر نکھاوین کیونکہ یہ نفخ اور قولنج کا باعث ہے - اور نیز چاولون کو سرکہ سے جمع نہ کرین - اور جو کچھ سرکہ سے تیار کرین جیسے اچار وغیرہ اُسکو بھی چاولون سے جمع نہ کرین لیکن چاول کو ساتھ گوشت اور روغن گاؤ کے پکاوین جسکو پلاؤ کہتے ہین کہ اس حکم سے خارج ہین - لان الدسومۃ یصلح الحموضۃ - اسیلیے اکثر معتدل مزاج اور پاک طبع سرکہ کو پلاؤ کے ساتھ کھاتے ہین اور کچھ ضرر نہین پاتے مگر پھر بھی احتراز اولی ہے - اور ایسا ہی انگور کو کلہ پاچہ پر تناول نہ کرین اسلیے کہ اس سے درد معدہ وغیرہ آفات پیدا ہوتے ہین - اور ایسا ہی انار کو ہریسہ پر نہ کھاوین اور اگر اول ہتھ کھا کے جاوین اور بعد اُسکے چاول - یا اول انار کھاوین بعد اُسکے ہریسا یا اول انگور تناول کرین اور بعدہ کلہ پاچہ تناول کرین تو کچھ خوف نہین کما نص علیہ الحکیم محمد سعید فی شرح الموجز - اور ایسا ہی کبوتر ہمراہ پیاز اور لہسن اور خردل کے ایک وقت نکھاوین - اور گوشت نمک سود ہمراہ سرکہ اور سیر کے نہ کھاوین - اور شہد اور خربزہ ایک وقت مین استعمال نہ کرین اور لہسن اور پیاز بھی ایک جگہ جمع نہ کرین اور فندق اور بادام کھانے مین اکٹھا نہ کرین - اور دودھ اور شراب کو جمع کرنے سے نقرس پیدا ہوتا ہے اور پیاز زیادہ کھانا کلف اور دوار لاتا ہے - فائدہ جلیلہ ترکیب ایک چیز کی دوسری چیز سے دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ ہر دو مماثل ہون جیسے ترکیب اغذیہ غلیظہ کی ساتھ غلیظہ کے اور لزجہ کی ساتھ لزجہ کے اور لطیفہ کی ساتھ لطیفہ کے اور مانند اسکے - دوم یہ کہ ہر دو مختلف ہون خواہ اختلاف من جہتہ التضاد ہو جیسے تالیف اغذیہ لطیفہ کی ساتھ غلیظہ کے خواہ من جہتہ غیر التضاد ہو جیسے تالیف اغذیہ غلیظہ کی لزجہ سے لان بینہما مخالفۃ غیر مضادۃ - الغرض تحریر سابق سے معلوم ہوا کہ تالیف اور ترکیب مختلفات اور متضادات کی منہی عنہ ہے - لاختلاف ہضمہما کما مر - اور فساد اسکا بہت ہے - اسی لیے بعض قدماء اطبا غایت احتیاط سے نان کو گوشت سے بھی جمع نہ کرتے تھے اور چیزون کا تو کیا ذکر ہے - وے ایک وقت روٹی اور دوسرے وقت گوشت کھاتے تھے - باقی رہی یہ بات کہ تالیف مماثلات کا کیا حکم ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ تالیف غذا کی دو لطیف سے ہے یا دو غلیظ سے پس اگر دو لطیف سے ہے تو ہرگز کچھ مضایقہ نہین چنانچہ گوشت طیور خفیفہ کا ایک جگہ کھایا جاتا ہے - اور تالیف مماثلات کی اگر دو اغذیہ غلیظہ یا لزجہ سے ہو تو نہ کھانا چاہیے کیونکہ غذاے غلیظ اور لزج فی حد ذاتہ صاف طبعون مین خلل پیدا کرتی ہے

جب دو غلیظ یا دو لزج باہم جمع ہونگے تو کسقدر مضار پیدا ہونگے ہان اگر دو غلیظون کو باہم ایسا
امتزاج دین کہ حکم طعام واحد کا حاصل کرین تو اس صورت مین ممکن ہی کہ ضرر اغذیہ مختلط غلیظہ کا
زیادہ ضرر ایک غلیظ سے نہو مگر پھر بھی احتراز مناسب ہی ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ منجملہ اغذیہ ممتنع الاجتماع
اغذیہ مذکورہ ذیل ہین اول بعض اغذیہ کہ حرارت مین متماثل ہون جیسے کبوتر کو لہسن سے
جمع کرنا ۔ دوم بعض اغذیہ کہ برودت مین متشابہ ہون مثل خیار کے ساتھ غذاے مضیرہ اور
دوغبا کے ۔ سوم بعض اغذیہ جو لزوجت مین متشاکل ہون جیسے پنیر تازہ کو ساتھ مچھلی کے ۔ چہارم بعض
اغذیہ جو کہ سرعت فساد مین متماثل ہون جیسے دودھ کو ساتھ خربزہ کے ۔ الحاصل جو غذا حالت
افراد مین فاسد الجوہر ہو اسکو اسکے مثل سے جمع کرنا لامحالہ باعث مزید فساد ہوگا ۔ اور اجتماع غلیظ
کا ساتھ غلیظ کے اور لزج کا ساتھ لزج کے بھی اسی قبیل سے ہی غرض یہ کہ متماثلین فی اللطافۃ کو
جمع کرنا کچھ مضائقہ نہین اور باقی تمام ضرر سے خالی نہین کسی مین ضرر کم اور کسی مین زیادہ ہی
قاعدہ سوم غذاے مطلق کے وصف اور مدح کے بیان مین ۔ اور نیز اختلاط توابل اور
اغذیہ فاضلہ کے بیان مین ۔ جو اشخاص حفظ صحت کے طالب ہون انکو لازم اور ضرور ہی
کہ سواے غذاے مطلق کے اور کچھ نہ کھاوین ۔ اور غذاے دوائی کی طرف ہرگز میل نہ کرین
مگر بطور علاج اور تقدم بالحفظ کے مجوز ہی ۔ اور تعریف غذاے مطلق اور غذاے دوائی کی بیان
ہو چکی ہی ۔ ہان ملانا گرم مصالح کا غذا مین اصلاح طعام کے لیے کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ
قلیل المقدار ہون اور غرض مصالحات ملانے سے یہ ہی کہ غذا لذیذ اور مزہ دار ہو جاوے
پس اگر سواے ملانے مصالحات کے لذیذ ہو جاے تو انکی کچھ حاجت نہین ۔ چونکہ التذاذ
اور مزہ حسب مزاج ہر ایک شخص کے متفاوت ہوتا ہی حکم غذا ہر ایک کا اسکے مزاج پہ
موقوف ہی ۔ بہترین اغذیہ مطلقہ کا گوشت اور نان ہی جو شخص معتدل مزاج اور معتاد
اسکا ہو ورنہ جو شخص چاول کا معتاد ہو اسکے لیے چاول ہی غذا عمدہ اور بہتر ہی ۔ اور
گوشتون مین سے عمدہ گوشت بکرہ اور بزغالہ اور گوسالہ اور مرغی کا ہی لیکن مناسب
ہی کہ بکرہ یکسالہ ہو کیونکہ جو بہت چھوٹا ہوگا بلغم پیدا کریگا ۔ اور گوشت گوسالہ اور بزغالہ کا
بکرہ یکسالہ سے بہتر ہی کیونکہ وہ معتدل ہین ۔ مرغی کا مزاج گرم تر اور قلیل الرطوبت ہی
بہتر مرغی وہ ہی جسنے انڈے نہ دیے ہون اور عمدہ مرغ وہ ہی جسنے بانگ نہ دی ہو اور بچے مرغ
یعنی چوجے بغایت لطیف ہین اور تقویت بدن پر کم مدد کرتے ہین بغیر صحاب کے اور کسی کے

یعنی وہ دو غذائین کہ لطافت مین متماثل ہون ۱۲
مصالح طعام کے مثل زیرہ اور لونگ اور مرچ وغیرہ کے ۱۲

موافق نہین اور مرغی سے معتدل ہین لیکن مرغی مین غذائیت زیادہ ہی - اور شیخ نے لکھا ہی کہ طیہو خشک اور حابس ہی اور چوچہ رطب مطلق ہی - اور بہترین مرغی بھنی ہوئی وہ ہی جسکو شلجم بزغالہ یا بکرہ مین بریان کیا ہو کہ اسطرح رطوبت اُسکی محفوظ رہتی ہی - اور شوربا نہایت عمدہ غذا ہی اگر سمین پیاز ڈالی جاوے تو ریح اُس سے دور ہوتی ہی اور قوت باہ کے لیے مفید ہی اور اگر پیاز سے خالی ہو تو ریح پیدا کرتا ہی اسی واسطے پیاز کا گوشت مین ڈالنا لازم گنا گیا ہی جیسا متعارف ہی اور شوربا اُس گوشت سے مراد ہی کہ بہت پانی مین نمک ڈالکر پکایا جاوے اور بعد پکانے کے سب پانی معتدل المقدار باقی رہے اسکو تناول کرین جیسا معروف ہی - جاننا چاہیے کہ مضرت نان مخمیر منہضم کی زیادہ ہی اور مضرت گوشت غیر منہضم کی اُس سے کمتر ہی اور مضرت چاول غیر منہضم کی بین بین ہی قاعدۂ چہارم غذا اے دوائی کے بیان مین - اور نیز اس بیان مین کہ صحیح المزاج کو اُس سے پرہیز لازم ہی اور بھی اُس سوال کا جواب جسمین فضیلت غذاے دوائی کی غذاے مطلق پر معلوم ہوتی ہی اور بیان اُسکا کہ تداخل بضرورت جائز ہی - پوشیدہ نہ رہے کہ جو کچھ جنس بقول یا اقسام فواکہ سے ہی وہ غذاے دوائی ہی ایسی چیزون کا استعمال کرنا صحیح معتدل کو مستحسن نہین مگر بسبیل تقدم بالحفظ جیسا اوپر گذر چکا ہی - ہان جن لوگون کے مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہون اُنکے لیے استعمال غذاے دوائی کا کہ اُنکے مزاج کے مخالف ہو مناسب ہی اسی لیے ایسی چیزون کا کھانا مروج ہوا ہی - لوفور وجود المنحرفین و عدم تقصیرہم بھا بالشرط استعمال التضاد - اور میوجات سے انگور پختہ اور انجیر پختہ مشابہ تر ہی - چونکہ اُنمین غذائیت زیادہ ہی اسیلیے اُنسے حصول ضرر کمتر متوقع ہی - اور ایسا ہی خرماے تر جن شہرون مین کھانا اُنکا مروج ہی قریب بغذاے حقیقی ہی اور سوا اُنکے اور کوئی میوہ اُنکے مرتبہ کو نہین پہونچتا ہی اور کئی میوجات ایسے ہین کہ موجب عفونت خون اور ردی الاستحالہ ہین چنانچہ اسی قسم سے شفتالو اور زرد آلو ہین سوال یہ بات ثابت اور محقق ہی کہ گوشت عمدہ ترین اغذیہ ہی اور نیز یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہی کہ تمام گوشت گرم ہین اور بدن کو بھی گرم کرتے ہین پس جسقدر اغذیہ دوائیہ ذی حرارت مین مضرت ہوگی اسی قدر اُسمین بھی پائی جائیگی سوال یہ امر بھی معلوم اور متیقن ہی کہ اغذیۂ دوائیہ معتدل مزاج اور مصلح حال مزاج ہین اور بعض اُنمین سے لذیذ تر اور مزہ دار ہوتی ہین - اور بیان ہوا ہی کہ جو لذیذ تر ہو نافع اور مرغوب تر ہوتا ہی - یہ تمام امور اسی کے مقتضی ہین کہ

غذاے دوائی غذاے مطلق سے بہتر ہی اور ہرگز ضرر نہین کریگی جواب اول کا یہ ہی کہ گوشت
اگرچہ گرم ہی لیکن گرمی اُسکی بغایت کم ہی پس معتدل مزاج مین ایسا اثر نہ کریگا جو کہ
اعتدال سے خارج ہو۔ علاوہ بران یہ بھی ظاہر ہی کہ جب تک گوشت ماکول ہضم ہوکر
جزو بدن ہوگا اس عرصہ مین گوشت بدن کا بھی کسی قدر کم ہوجائیگا۔ اور جسقدر کہ گوشت
بدن سے کمتر ہوجائیگا اُسی قدر حرارت اور رطوبت بھی کم ہوجائیگی۔ اور رطوبت مستحصلہ
گوشت ماکولہ سے اُسکا جبر نقصان کریگی اور حرارت زائدہ نہ کریگی۔ جواب ثانی کا یہ ہی
چونکہ اس جگہ کلام معتدل مزاجون مین ہو رہا ہی اسلیے تمسک فضلیت غذاے دوائی پر
تعدیل کے لحاظ سے مستحسن نہین کیونکہ تعدیل اُسکی غیر معتدل مزاجون مین ہوتی ہی
وہ بھی بشرط تضاد مشروط ہی کما مر آنفا لیکن معتدل مزاجون مین تعدیل کا تو کیا ذکر ہی
بے اعتدالی کا موجب ہی اور معہذا حصول تعدیل اغذیہ حقیقیہ مین امتزاج بعض مصلحات
سے بھی ہوسکتا ہی چنانچہ مشہود ہی کہ غذاے رمانیہ محروری مزاج مین اور مزیرہ بروری
مزاجون مین باوصف تغذیہ تام کے تعدیل بھی کرتی ہی۔ پس فضیلت کا باعث تعدیل
نہین ہوسکتی۔ اور ایسا ہی لذت بھی باعث فضیلت غذاے دوائی کا نہین ہوسکتی
کیونکہ غذاے حقیقی بھی اختلاط مصلحات سے لذیذ ہوسکتی ہی جیسا متعارف ہی اور
بالفرض اگر غذاے دوائی لذیذ تر ہوگی پھر بھی غذاے حقیقی سے بہتر نہوگی کیونکہ جو فضیلت
غذاے حقیقی سے مطلوب ہی وہ غذاے دوائی مین نہین آور وہ یہ ہی کہ اکثر اجزا اُسکے
بدل ما یتحلل ہوجاوین اور یہ معنی غذاے حقیقی کے غیر مین نہین پائے جاتے۔ کیونکہ غذاے
حقیقی اور غذاے دوائی مین اس فضیلت مین بہت فرق ہی اسلیے کہ غذاے دوائی قلیل التغذیہ
ہی۔ اور ظاہر ہی کہ ذی لذت ہونا اُسکا تمام مضار کو رفع نہین کرسکتا غایت اُسکی یہ ہی
کہ بسبب استلذاذ طبع کے مضار مین قلت واقع ہوگی وہو امر آخر۔ معہذا امزجہ معتدلہ
صحیحہ مین محدث کیفیت زائدہ ہی جو کہ اعتدال سے مزاج کو خارج کرتی ہی۔ اسی لیے
اطبا نے لکھا ہی کہ زمان صحت مین معتدلون کو پرہیز اُس سے لازم ہی۔ اور اگر اُسکے
کھانے مین خطا ہوئی ہو تو جلدی اُسکا تدارک کرنا چاہیے اور اُسکو قی اور اسہال اور دیگر
تدابیر سے نکالنا چاہیے یا اُسکی اصلاح استعمال اغذیہ مناسبہ سے کرین اگرچہ بسبیل
تداخل ہو چنانچہ تشریح اُسکی قاعدہ نہم مین آتی ہی کیونکہ ہرچند تداخل ممنوع ہی اور مذموم

بلکہ جبکہ اسکی مباشرت مین کسی ضرر قوی سے امن ہو تو اُس صورت مین تداخل مجوز ہی۔ لان الضرورات تبیح المحظورات قاعدہ ہفتم ترتیب غذا مین۔ معلوم کرنا چاہیے کہ حافظ صحت پر واجب ہی کہ غذا مین ترتیب مرعی رکھے۔ مخفی نہ رہے کہ بعض اطبا تقدیم لطیف کی غلیظ پر واجب جانتے ہین اور بعض اسکا عکس ضروری مانتے ہین اور ہر ایک کی دلیل علیحدہ ہی۔ فرقہ اول کی دلیل یہ ہی کہ اگر غلیظ اول کھائین تو لطیف بسبب عدم نفوذ کے فاسد ہو جائیگی اور غلیظ کو بھی فاسد کریگی اسلیے تقدیم لطیف کی غلیظ پر واجب ہی اور فرقہ ثانی کی حجت یہ ہی کہ ہضم قعر معدہ مین بہ نسبت فوق معدہ کے زیادہ ہی پس بسبب غلیظ کو اول کھانے کے تاثیر ہضم قوی کی غلیظ مین ہوگی اور فعل ہضم ضعیف کا لطیف مین ہوگا پس ہر دو یعنی غذاے لطیف اور غلیظ ہضم مین متشابہ ہونگے وہذا ہو المقصود۔ اسلیے تقدیم غلیظ کی لطیف پر واجب ہی۔ اور قرشی رح نے محاکمہ بین القولین کر دیا ہی تاکہ اختلاف دور ہو اور وہ یہ ہی کہ اگر غلیظ اور لطیف مین صرف اسقدر تفاوت ہو کہ قعر معدہ غذاے غلیظ کے ہضم کے لیے کافی ہو سکتا ہو اور ہضم غذاے لطیف کا (جو فوق معدہ مین ہی) ہضم غذاے غلیظ سے (جو کہ قعر معدہ مین ہی) متساوی اور متشابہ ہو سکتا ہو پس لا محالہ تقدیم ایسے غلیظ کی لطیف پر ضروری ہی اور اگر اُنکے درمیان تفاوت اور فرق بہت ہی کہ قعر معدہ ہضم غذاے غلیظ کے لیے تدارک نہین کر سکتا تو اُس صورت مین تقدیم لطیف کی غلیظ پر واجب ہی اور یا تاخیر لطیف کی اسقدر لازم ہی کہ غلیظ معدہ مین نیم پخت ہو جاوے پس اس حالت مین اگر لطیف کو بعد غلیظ کے کھاوین تو دونون باہم ملکر متشابہ فی الہضم ہو جائینگے۔ اور بعض اطبا وجہ تطبیق اور توفیق بین القولین یہ لکھتے ہین کہ حکم تقدیم ہر واحد کا بھوک پر موقوف ہی۔ کیا معنی اگر بھوک بدرجہ اعتدال ہو اور حد افراط تک نہ پہونچے تو واجب ہی کہ غذاے لطیف کو غلیظ پر مقدم رکھین۔ اور اگر تفاوت غذاے لطیف اور غلیظ مین بقدر تفاوت ہضم اعلی اور اسفل معدہ کے ہو تو اس صورت مین تقدیم غلیظ کی مستحسن ہی۔ اور اگر بھوک بدرجہ غایت اور افراط ہو اور معدہ غذا سے خالی ہو اور بسبب بھوک کے انصباب صفرا کا فم معدہ پر ہو تو ایسی صورت مین غذاے غلیظ کو لطیف پر مقدم کرین۔ دلائل ہر ایک کے اپنی جگہہ پر مذکور ہین بخوف طوالت اس جگہہ نہین ذکر کیے گئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ صرف نان خشک کھانا معدہ کو خراب کرتا ہی اور رطوبت اسکی خشک اور قوت کو ساقط اور رنگ چہرہ کا فاسد کرتا ہی۔ اور یہ جو منقول ہی کہ حکماء قدما ایک وقت نان صرف کھاتے تھے اُس سے یہ مراد ہی کہ بدون گوشت کے کسی شیرینی مناسب کو استعمال کرتے تھے

کیونکہ ضرور یقین نہ ہوگا کہ ساتھ کرتی ہین ۱۲
رعایت ۱۲
اسفل ۱۲
اعلی ۱۲
دونون ہی مقصود ۱۲
فیصلہ دونون قولون

نہ یہ کہ صرف نان خشک کھاتے تھے کما نص علیہ القرشی فی شرح القانون - اور یہ واضح ہو کہ غذاے رقیق لغزندہ سریع الہضم کو غذاے سخت عسر الہضم کے ساتھ جمع کرنا ہرگز روا نہین تقدیم اور تاخیر اسمین سودمند نہین کیونکہ جب طعام لغزندہ معدہ سے امعا مین جلدی پہونچ جائیگا تو غذاے باقی بھی اسکے ساتھ ہی منزلق ہو جائیگی خواہ تقدیم ہو خواہ تاخیر - مگر یہ امتناع اسپر موقوف ہی کہ فاصلہ دونون غذاؤن مین بہت نہو کیونکہ اگر فاصلہ زیادہ ہوگا تو پھر کچھ ضرر نہین - اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اگر دو غذاے متفق الہضم کا جنمین سے ایک شیرین ہو ایک جگہ کھانے کا اتفاق ہو جاوے تو غذاے شیرین کو مقدم کرنا ضرور ہی کیونکہ اعضا چونکہ خود شیرین ہین لہذا غذاے شیرین کو جلدی جذب کرینگے - اور اگر اسکا عکس کیا جاوے تو ضرور ہی کہ ہمراہ غذاے شیرین کے بعض اجزاے غیر شیرین غیر منہضم بھی منجذب ہو جاوین - اور یہ امر باعث فساد عظیم ہو - اگر یہ کہین کہ اسمین کچھ شک نہین کہ اجزاے غذاے حلو بھی جب غیر منہضم جگر مین جائینگے تو موجب فساد ہضم ہونگے کما قال الشیخ الغذاء الحلو تنشرہ الطبیعۃ قبل النضج والہضم فیفسد الدم پس غذاے شیرین کی تقدیم مین کیا فائدہ متصور ہی - اور نفوذ اجزاے غیر منہضمہ غذاے شیرین کا فساد اور افساد مین مشابہ اور مساوی نفوذ اجزاے غیر منہضمہ غذاے غیر شیرین کے ہوگا - تو جواب اسکا یہ ہی کہ بلاشک کثرت حلویات کی سدہ لاتی ہی اور خون کو فاسد کرتی ہی اسی واسطے اطبا کہتے ہین کہ جو لوگ حلویات زیادہ کھاتے ہین وہ جلدی جلدی فصد کے محتاج ہوتے ہین لیکن چونکہ شیرین غذائین محبوب اور مرغوب طبع ہین ضرر انکا زیادہ نہین ہوتا - بخلاف اغذیۂ غیر شیرین کے اگرچہ بطفیل غذاے شیرین کے منجذب ہون - لیکن چونکہ نامنہضم اور غیر مرغوب طبع ہین ضرر کثیر کا باعث ہونگی پس تاخیر انکی ضرور ہی اور تقدیم غذاے شیرین کی بیفائدہ نہوگی -

قاعدہ ششم - ان غذاؤن کے بیان مین جو سدہ کا موجب ہوتی ہین - جاننا چاہیے کہ موجبات سدہ بہت ہین لیکن اس جگہ صرف وہ اسباب بیان کیے جاتے ہین جنکا ارتکاب کثیر الوقوع ہی مخفی نہ رہے کہ اگرچہ کثرت حلویات کی بالذات مسدد ہی لیکن اسکی تعقیب مین سدہ کا زیادہ خوف ہی لما مر فی القاعدۃ الخامسۃ آنفاً - اور قید کثرت کی اسلیے کی گئی کہ قدرے شیرینی بعد طعام کے کھانی باعث جودت اور عمدگی انہضام ہی - کیونکہ معدہ برغبت تمام اسپر مشتمل ہوتا ہی اسلیے شربت قندی بعد طعام پینا مجوز بلکہ بہتر ہی - اور ایسا ہی بعد طعام کے شراب بھی باعث سدہ ہی کیونکہ بالطبع سریع النفوذ ہی اسلیے ہضم طعام سے اول ہی جگر تک نفوذ

پس خون کو فاسد کرتی ہی ۱۲ منہ

۱۲ یعنی کوئی غذا غیر شیرین کھا کر اسکے بعد غذاے شیرین کو تناول کرنا اسمین سدہ کا زیادہ خوف ہی ۱۲ منہ

بسبب اسکے کہ گذرا ہی قاعدہ پانچوین مین ابھی ۱۲ منہ

جلدی پہونچنے والا ۱۲

کرجائیگی اور معدہ مین سے قدرے اجزاے غذا شراب سے مختلط ہو کر اُسکے ہمراہ جائینگے پس اجزاے
غذائی بباعث خامی کے محدث شدہ ہونگے ۔ لیکن سدد فی الحقیقت غذاے غیر منہضمہ سے [illegible]
سدد کہا گیا ہی اور سرعت نفوذ شراب اور سرعت نفوذ حلویات مین یہ فرق ہی کہ نفوذ اول کا بالذات
ہی اور نفوذ ثانی کا بالعرض ۔ وہو جذب الاعضاء قاعدہ ہفتم اس بیان مین کہ تناول بعض
اغذیہ کا بعض حالات کے بعد منہی عنہ ہی ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ جب کوئی ریاضت شاقہ کیجاوے
یا غضب مفرط عارض ہو یا کوئی غذا اور دوا نہایت مسخن [illegible] کھائی جاوے ۔ پس ایسے شخص
کو اغذیہ سریع الفساد مثل ماہی وغیرہ کے نہ کھانی چاہیئے کہ فاسد ہو کر اخلاط کو بھی فاسد کرتی ہین
اسلیے اطبا لکھتے ہین کہ خربزہ کو بھی [illegible] کے کھانا چاہیئے کیونکہ اگر سخت بھوک کی حالت
مین اُسکو کھایا جاوے تو بسبب سریع الفساد ہونے کے قوت حرارت معدہ سے جلدی فاسد
ہوجائیگا ۔ اور ایسا ہی اگر مفرط الحرارت ہو اُسکو بھی کھانا ایسی غذاؤن کا نہ چاہیئے ۔ یہی باعث
ہی کہ بعض امزجہ حارہ مین اغذیہ غلیظہ جلدی ہضم ہوجاتی ہین اور اغذیہ لطیفہ فاسد ہوجاتی ہین جیسا
عنقریب آتا ہی ۔ پس طبیب پر لازم اور واجب ہی کہ ہمیشہ متامل حال اور مزاج معدہ کا رہے
اور ہر ایک شخص کی تدبیر موافق اُسکی عادت کے کرے اور اس جگہ تجربہ کو قیاس پر مقدم رکھے
کیونکہ بعض ابدان اور امزجہ کے لیے خواص مقرر ہین کہ عقل کو اُسمین دخل نہین کما لایخفی علی الماہرین
قاعدہ ہشتم امزجہ اور احوال کے اختلافات اور مطابق اُسکے تدبیر کرنے کے بیان مین ۔ جاننا
چاہیئے کہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جنکے لیے تناول (کھانا) قابضات کی اول طعام کے حاجت ہوتی ہی
اور یہ وہ لوگ ہین جنکے معدے سست ہون اور غذا اُسمین ٹھہر کر ہضم کے اول ہی جلدی باہر
نکلجاتی ہو ۔ اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جنکو کھانا قابضات کا بعد طعام کے ضروری ہوتا ہی
اور ایسے آدمی تین قسم کے ہوتے ہین ۔ ایک وہ ہین جو بعد کھانے طعام کے قی کرتے ہین کیونکہ
تناول قابضات کا بعد غذا اُسکے قی کو بند کرتا ہی ۔ دوسرے وہ ہین کہ غذا اُنکے معدہ مین دیر
رہتی ہی اُنکو کھانا قابضات کا بعد غذا کے بسبب گھونٹنے معدہ کے انحدار پر تحریک کرتا ہی
تیسرے وہ لوگ ہین جنکے معدہ مین طعام متبخر ہوتا ہی اُنکو کھانا قابضات کا بعد غذا اُسکے
تصاعد بخار کو بند کرتا ہی اسلیے دوار اور صرع اور سدر مین کھلانا کشنیز خشک کا بعد غذا کے
لازم جانا گیا ہی تا تصاعد ابخرہ کو مانع ہو ۔ اسی واسطے قرشی نے لکھا ہی کہ جس شخص کا فم معدہ
ضعیف ہو اور ہضم چاہین کہ اُسکو اشربہ مقویہ سے تقویت دین تو چاہیئے کہ اُسکو اول غذا دین

اور بعد اسکے اشربہ مقویہ پلاوین تاکہ ملاقات فم معدہ کی اشربہ مقویہ سے دیرتک رہے۔ ہان اگر تقویت
تمام معدہ کی منظور ہو تو اشربہ مقویہ قبل اغذیہ اور بعد اغذیہ کے دیوین۔ اور ایسا ہی جس جگہ
تعدیل معدہ کی درکار ہو تو افضل ہی کہ اشربہ معدلہ قبل اور بعد غذا کے پلاوین ۔ اور بعض ایسے
لوگ ہوتے ہین کہ غذاے لطیف سریع الہضم اُنکے معدہ مین فاسد ہو جاتی ہی اور غلیظ ہضم
ہو جاتی ہی۔ اور یہ وہ لوگ ہین جنکے معدے زیادہ گرم ہین اور اغذیہ لطیف کو بہ سبب حرارت
قویہ کے فاسد کرتے ہین اور بعضون کا مزاج انکے برعکس ہوتا ہی **قاعدہ نہم** اغذیہ مناسبہ
ہر مزاج کے بیان مین۔ واضح ہو کہ سوداوی مزاج کو اغذیہ کثیر الرطوبۃ اور قلیل الحرارۃ درکار ہین
بشرطیکہ سوداے طبعی ہو اور اگر سوداے احتراقی ہو تو تدبیر بہت کرنی چاہیے اس صورت مین
اغذیہ دوائیہ کفایت نہین کرتین جیسا عنقریب بیان کیا جائیگا اور صفراوی مزاجون کو اغذیہ سرد
مناسب تر ہین۔ اور جنکے بدن مین خون گرم پیدا ہو انکو اغذیہ سرد اور قلیل الرطوبۃ کھانی چاہیین۔
اور جنمین خون بلغمی ہو انکو اغذیہ قلیل الغذا اور ذی سخونت اور لطیف کھانی چاہیین **انتباہ** جسقدر
حسب المزاج کے تدبیرین لکھی گئی ہین کہ حفظ مزاج فقط اغذیہ دوائیہ سے کیا جاوے یہ سب اُس مزاج کے
مخصوص ہین جسمین اخلاط مذکورہ غالب ہون لیکن فاسد نہون پس جس جگہ سوء مزاج سادج بے غلبہ
خلط ہو یا سوء مزاج خلطی ہو لیکن وہ خلط فاسد بھی ہو تو اس صورت مین تدبیر اسکی ادویہ صرف سے
کرنی چاہیے اور اس جگہ صرف اغذیہ دوائیہ کفایت نہین کرتین لقوۃ السبب ہہنا **قاعدہ دہم**
تدارک مضرت اغذیہ دوائیہ کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ جب اغذیہ دوائیہ بسبیل خطا کھائی جاوین
تو احسن تدبیر یہ ہی کہ انکو قی یا اسہال سے دفع کرین۔ اور اگر ایسے کوئی میسر نہو سکے تو ضرور ہی
کہ انکی اصلاح مین کوشش کرین اور اصلاح انکی تین قسم پر ہی۔ ایک یہ کہ غذاے ماکولہ کے ہضم
کی طرف متوجہ ہون تاکہ جلدی منہضم ہو جاوے اور طبیعت پر تعب اور تکلیف نہ لاوے
اور یہ بات معلوم ہی کہ اغذیہ دوائیہ عسر الہضم ہوتی ہین اور تحلیل انکی طبع پر دشوار ہی
دوسرا یہ کہ فضلہ غذاے مذکور کے نضج پر اعانت کرین کیونکہ معلوم ہی کہ ان اغذیہ سے فضول
بہت رہتے ہین اور طبیعت انکے نضج پر اگر قادر نہو گی تو کئی ایک امراض پیدا ہونگے۔ اور
چونکہ فضول کثیر المقدار ہونگے شاید ہی کہ طبیعت انکے نضج مین عاجز ہو جاوے پس اعانت
طبیعت کی نضج فضول کے لیے واجب ہی۔ تیسرا یہ ہی کہ منع تولد سوء مزاج مین جو کہ اغذیہ
دوائیہ سے حادث ہوتا ہی سعی کرین۔ اور اسکی تدبیر یہ ہی کہ غذاے ماکولہ کے ہضم سے اول

جو اشیا مضاد شکے ہوں استعمال کریں تا بسبب اختلاط کے کیفیت زائدہ ظاہر نہو اور تداخل اگرچہ منہی عنہ ہے لاکن اس جگہ بنا بر ضرورت جائز رکھا گیا ہے۔ نظراً الی الغرض العمدۃ پس جب ماکول مثلاً بارد ہو مثل خیار اور کدو کے تو تعدیل اسکی لہسن اور پیاز وغیرہ سے کریں۔ اور اگر ماکول گرم ہو تو تعدیل اسکی خرفہ اور خیار سے لازم جانیں اور اگر ماکول مسدد ہو تو مفتحات کا استعمال کریں اور بعد اسکے فاقہ کریں۔ الغرض تدارک اغذیہ دوائیہ کا اغذیہ دوائیہ مضاد سے کرنا چاہیے اور ادویہ صرف سے نہونا چاہیے۔ اور اگر استعمال اغذیہ مذکورہ ماکولہ سے خوف ضعف ہو تو اغذیہ دوائیہ سے تدارک کرکے ادویہ اور اشربہ مقویہ حسب مزاج بھی دیویں صرف اغذیہ دوائیہ کفایت نہ کریں مثلاً اگر اغذیہ گرم کھائی ہوں تو سکنجبین عسلی یا بزوری بہتر ہے اور اغذیہ باردہ میں ماء العسل اور شربت عسل بعد کمونی نافع ہے۔ اور اغذیہ غلیظہ میں گرم مزاج کو سکنجبین قوی البزور اور سرد مزاج کو فلافلی اور فودنجی بہتر ہے قاعدہ یا نوزدہم تدارک فساد غذا کے بیان میں خواہ کسی قسم کی غذا ہو یعنی خواہ غذاے مطلق ہو خواہ غذاے دوائی۔ جاننا چاہیے کہ جب کھانے میں زیادتی کیجاوے اور خوف امتلا ہو۔ یا غذا ماکولہ بسبب حرکت عنیفہ کے کہ بعد کھانے غذا کے واقع ہو متحصر اور منتشر ہو۔ یا باعث بہت پانی پینے کے غذا معدہ میں مشوش ہو تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ فوراً قی فرماویں کیونکہ کوئی تدبیر اخراج غذاے فاسد میں قی سے بہتر نہیں۔ اور اگر قی کا وقت نہ رہا ہو یعنی غذا معدہ سے فرود ہو کر امعا میں پہونچ گئی ہو۔ یا کسی اور مانع کے باعث قی کرنا متعذر ہو تو اسہال سے اخراج کریں پس اگر اسہال کے واسطے گرم پانی تھوڑا تھوڑا پینا کفایت کرے فہو المراد اُسی کو استعمال کریں اور خواب اختیار کریں جب تک دل چاہے سوتے رہیں کیونکہ دیر تک سورہنا اس جگہ سودمند ہے۔ اور اگر آب گرم کفایت نہ کرے یا میسر نہو سکے تو دیکھیں کہ طبیعت خود بخود دفع کرتی ہے یا نہیں اگر خود بخود موافق مطلب کے دفع کرے فبہا ورنہ کسی چیز مناسب سے امداد کریں مثلاً محرور المزاج کو اطریفل اور گلنجبین وغیرہ تنہا یا ادویہ مناسبہ سے مخلوط کرکے مثل پودینہ مربی کے دیویں۔ اور مبرود المزاج کو جوارش کمونی اور تمری اور شہریاران وغیرہ کھلاویں۔ اور عمدہ ترین اشیا اس موقع میں صرف صبر سقوطری ہے کہ بقدر تین نخود کے بعد طعام کے کھاویں۔ اور اگر صبر سقوطری نصف درم اور کندر نصف درم اور بورہ یعنی پاپڑی لون ایک دانگ باہم ملاکر حسب حاجت دیویں تو بہتر عمل کرتا ہے۔ اور نہایت عمدہ اس باب میں یہ ہے کہ قدرے افتیمون شراب کے ساتھ

دیوین - اور جب کوئی تدبیر انسے میسر نہو سکے تو ضرور ہی کہ خواب طویل کا حکم فرماوین اور ایک شب و روز غذا نہ کھاوین اور جب تمدد سے تخفیف ہو تو حمام مین غسل کرین - اور تکمید شکم اور غذاے عمدہ لازم جانین - اور اگر باوصف سب تدبیرون کے ثقل اور تمدد شکم اور کسل باقی رہے تب معلوم کرنا چاہیے کہ مادہ داخل عروق ہی کیونکہ غذاے کثیر بالفرض اگرچہ معدہ مین ہضم ہوجاوے مگر عروق مین خام رہتی ہی اور انمین تمدد پیدا کرتی ہی اور سستی اور اکڑنا اور جمائی کا موجب ہوتی ہی - اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ نہایت تمدد سے عروق پھٹ جاتی ہین - اور یہ بات معلوم ہی کہ ہضم عروق بہ نسبت ہضم معدہ کے ضعیف ہوتا ہی پس جب تک غذا معدہ مین کما حقہ ہضم نہوجاوے تب تک عروق مین بخوبی ہضم نہین ہوتی - الغرض جب آثار امتلاء عروق دریافت ہووین تو مسہلات قوی ترکہ مخرج مادہ داخلہ عروق ہون دینے چاہیین انتباہ جب سن شباب گذر چکے اور قوی مین ضعف نمودار ہو تو واجب ہی کہ غذا عادت سے کمتر کرین تا فضول اسکے زائد ہوکر موجب احداث کسی آفت کے نہون قاعدہ دوازدہم اس بیان مین کہ طعام پکانا کس کس برتن مین بہتر ہی اور کس مین ممنوع ہی - اور نیز دیگر امور متعلقہ کے بیان مین - معلوم کرنا چاہیے کہ جو برتن جید الجوہر ہو طعام پکانا اسمین بہتر ہی اور وہ برتن سونے اور چاندی کا ہی - اور بعد اسکے برتن لوہے کا ہی خصوصاً جسکے غسل مین مبالغہ کیا گیا ہو اور زنگار اسمین نہ لگا ہو اور اسکو قلعی کروانا مانع زنگار ہی - اور جاننا چاہیے کہ ایسی غذاؤن کا ہمیشہ استعمال مین لانا جو کہ طلائی برتنون مین تیار کیجاوین - مقوی دل اور رافع توحش اور مزیل ضعف ہی - اور ایسا ہی جو کھانا کہ آہنی برتنون مین پکایا جاوے مقوی مثانہ اور اعضاے تناسل ہی اور موجب نعوظ کثیر ہی بخلاف برتن مسی کے کہ طعام پکانا اسمین اچھا نہین خصوصاً اگرچہ دیر تک اسمین پکایا جاوے اور طعام کثیر الدہنیۃ اور دواء المائیہ یا ذی حموضت ہو - اور ایسا ہی روغن اور طعام چرب کہ دیر تک اسمین رہا ہو کھانا چاہیے لتغیر طعمہ وحدوث کیفیتہ ردیۃ منہ - اگرچہ قلعی کروانے سے ضرر بالکل دفع نہین ہوتا لیکن بے قلعی سے بمراتب قلیل المضرۃ ہی اسی لیے تجدید قلعی کو بہت تاکید کرتے ہین - اور استعمال ظروف قلعی ناکردہ سے بہت منع کرتے ہین یہان تک کہ اکثر اطبا نے زعم کیا ہی کہ ایسے برتنون مین ہمیشہ کھانا محدث جذام ہی العیاذ باللہ - اور میری راے مین یہ حکم مخصوص برتن مسی بے قلعی سے ہوگا - اور برتن کانسے کا برتن نحاسی کا حکم رکھتا ہی - اور ظروف خاکی مین طعام پکانا جائز بشرطیکہ زیادہ ایکبار سے نہ پکاوین - اور ظروف سنگین وغیرہ مین کہ نرم ہووین زیادہ پانچ بار سے

نہ پکاوین کیونکہ اجسام ظروف مذکورہ کے متخلل ہوتے ہین اور قدرے اجزاے طعام مطبوخ سے انکے مسام مین بند ہوکر متعفن ہوجاتے ہین پس جب دوسری مرتبہ اسمین کھانا پکایا جاتا ہی تو اجزاے متعفنہ غذاے سابق کے طعام ثانی مین مختلط ہوکر اُسکو بھی فاسد اور متعفن کرتے ہین۔ اور اطبا کا قول ہی لیس شئ یحدث الحمیات العفنۃ کما یحدث ہذا۔ وکذا یحدث الجرب القیحی وانواعا من الامراض بکل انسان بحسب غلظ الاخلاط ورقتہا وبحسب مایلزمہ من الدعۃ ومن التصرف والریاضۃ۔ الغرض برتن سفالین مین مکرر سہ کر پکانے سے پرہیز کرین لما مر انتباہ جب طعام پکا کر برتنون مین کھانے کے لیے ڈالا جاوے تو اسکو سرپوش غربالی سے ڈھاپنا چاہیے تا بخرہ دودی بند نہو دین کیونکہ استقرار ابخرۂ مذکورہ کا طعام مین موجب احداث سمیت ہی۔ خصوصاً اگر مچھلی ہو یا اور مشویات ہون اور اثناے طبخ مین بھی سرپوش غربالی ہونا چاہیے تا ابخرے نکلتے رہین اور جن برتنون مین کھانا کھایا جاے چینی اور آبگینہ سب سے بہتر ہی اور شرع مین بھی مرخص ہی بخلاف برتن سونے اور چاندی کے کہ شرعاً کھانا انمین ممنوع ہی

فصل ہفتم ہضوم اربعہ کے بیان مین۔ چونکہ یہ مضمون بھی بحث اکل اور شرب سے تعلق رکھتا ہی کیا معنی کہ اکثر فوائد ماکولات ومشروبات کے ہضم پر ہی منحصر ہین لہذا ترک انکا نہ مناسب سمجھکر مختصر طور پر بیان کیا گیا ہی۔ مخفی نہ رہے کہ جو چیز بدن مین رکھنی ضرور ہی اور جسکا بدن سے نکالنا لابدی ہی حکیم مطلق نے ہر ایک کے لیے مدخل اور مقام اور مخرج اور ممر مقرر کیا ہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب غذا بعد مضغ دہان کے اپنے مجرے سے گذر کر معدہ مین پہونچتی ہی جزو بدن ہونے تک چار جگہ نضج پاتی ہی جسکو اطبا کے اصطلاح مین ہضوم اربعہ بولتے ہین۔ ہر ایک جگہ خلاصہ اور فضلہ غذا سے جدا ہوکر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو رگون کے راستہ جاتا ہی خلاصہ تو بدن مین پیوستہ ہوتا ہی اور فضلہ بدن کے مخارج مقررہ سے باہر نکلتا ہی۔ اول ہضم معدہ مین ہوتا ہی اسکو ہضم معدی بولتے ہین اور اُسکے خلاصہ کو کیلوس کہتے ہین اور ابتدا ہضم غذا کی وقت مضغ لقمہ سے جب تک کہ غذا معدہ مین رہتی ہی ہوتی ہی۔ معدہ کی شکل اور صورت اسطور پر بیان کی گئی ہی کہ معدہ جسکو ہندی مین اوجھڑی کہتے ہین ایک عضو بشکل تھیلیا مانند کدو کے دراز ہی۔ ایک منہ اسکا حلق کے جانب ہی اُسکو فم معدہ کہتے ہین اور دوسرا منہ اسکا ناف کی طرف ہی اُسکو قعر معدہ بولتے ہین پس جو چیز منہ کے رستہ سے شکم مین وارد ہوتی ہی وہ اول معدہ مین ٹھہر کر جوش کھاتی ہی اور بسبب حرارت ذاتیہ اور مکتسبہ معدہ کے کہ جو کہ دل اور جگر اور اوردہ اور شرائین وغیرہ سے ہی اور بباعث آمیزش

ف۔ یعنی پیدا کرتی ہی وہ کھانا بخار عفونت کو جیسا یہ پیدا کرتا ہی اور ایسا ہی خارش اور کئی قسم امراض کے ہر آدمی مین پیدا کرتا ہی موافق غلظت اور رقت اخلاط اسکے اور موافق اسکے کہ لازم ہی اسکو

پانی کے باہم ملکر مانند آب کشک کے غلیظ ہوتی ہی لیکن اس ہضم مین صورت نوعیہ طعام کی متغیر
نہین ہوتی یعنی غذا باوصف تغیر ظاہری کے اپنی شان اور شکل پر باقی رہتی ہی اور دلیل
اسکی یہ ہی کہ جب کبھی کیلوس قی سے باہر آتا ہی تو جو کچھ کھایا تھا طعم اور مزہ اسکا قی سے
پھر آتا ہی اور ہیئت اور صورت اسکی بھی باقی رہتی ہی بعد تمام اور اختتام ہضم اول کے
لطیف اسکا عروق ماساریقا سے جگر کو جاتا ہی اور کثیف اسکا آنتون کے رستہ براز
ہوکر نکلتا ہی جسکو ہندی مین گوہ کہتے ہین۔ اور یہ فضلہ ہضم اول کا ہی۔ اسکی صحت کی
علامت چھٹے باب مین بیان کیجائیگی۔ دوسرا ہضم جگر مین ہوتا ہی اسی لیے اسکو
ہضم کبدی اور جگری کہتے ہین اور جگر ایک عضو لحمی ہی جسکو ہندی مین کلیجہ کہتے ہین یہ
دائین پہلو مین ہوتا ہی اور خلاصہ ہضم اول کا جو معدہ مین ہوا ہی باریک رگون کے رستہ
اسمین جاتا ہی۔ اور وہان جاکر جوش کھاکر پکتا ہی اور صورت نوعیہ طعام کی بصورت
اخلاط بدل جاتی ہی اسکے خلاصہ کو کیموس اور رطوبت اولیہ کہتے ہین پس اسوقت
اسمین چار تفریق پیدا ہوتی ہین۔ سو وہ چارون اخلاط ہین۔ ایک صفرا کہ جھاگ
اور پھین کے مانند ہوتا ہی وہ سب سے اوپر ہوتا ہی مزاج اسکا گرم و خشک ہی
اور مکان اسکا اوعیہ صفرا یعنی مرارہ ہی۔ دوسرا خون جو درمیان مین ہی کہ نہایت خوب
پکتا ہی مزاج اسکا گرم و تر اور مکان اسکا دل ہی اور یہی عمدہ ترین اخلاط ہی۔ تیسرے
سودا کہ بطور دُرد اور تلچھٹ کے سب سے نیچے بیٹھتا ہی مزاج اسکا سرد و خشک اور مکان
اسکا طحال ہی۔ چوتھا بلغم جو بخوبی نہین پکتا مزاج اسکا سرد و تر اور مکان اسکے لیے کوئی
خاص مقرر نہین۔ اور قیام بدن کا انھین چار اخلاط سے ہی اصل تو خون ہی اور باقی
تین خلط بطور مصالح کے ہین۔ اور ہر ایک انمین سے طبعی اور غیر طبعی ہوتا ہی۔ طبعی ہر واحد
سے وہ ہی کہ جگر مین پیدا ہو اور نافع بدن ہو۔ اور غیر طبعی وہ جو اسکے برخلاف ہو۔ اگر طبعی بھی
درجہ اعتدال سے زیادہ ہو تو اسکو بھی غیر طبعی کہا جائیگا۔ اور غیر طبعی اخلاط واسطے [illegible]
مرض ہوتا ہی۔ خون طبعی وہ ہی کہ سرخ رنگ اور شیرین بےبو معتدل القوام ہو۔ اور فائدہ
اسکا تغذیہ بدن تنہا یا اخلاط سے ملکر اور تولید روح ہی پس اگر تمام یا کوئی ایک ان اوصاف
سے متغیر ہوجاوے تو وہ خون غیر طبعی ہی۔ اور خون عروق مین اور اخلاط سے ملکر ایک ذات
نہین ہوتا بلکہ ہر ایک خلط علیحدہ علیحدہ اسمین موجود ہوتی ہی اسلیے ہر ایک خلط اپنی ادویہ

سے مستفرغ ہوتی ہی اور ایک کے فساد سے دوسرے کا فساد نہین ہوتا اور نہ ایک کے استفراغ سے
دوسرے کا استفراغ ہوجاتا اور ایک کے فساد سے دوسرے کا فساد لازم آتا - وہل ہذا الا دقۃ عظیمۃ کما لایخفی
فائدہ - معلم اول یعنی ارسطو نے کہا ہی کہ ہر ایک شی کا خون منجمد ہوتا ہی مگر خون اونٹ اور خرگوش
کا نہین ہوتا - اور ہر حیوان کہ عظیم الجثہ ہی خون اُسکا غلیظ ہی اور ہر حیوان خون اور دماغ اور
دل اور حجاب رکھتا ہی اور بعض آدمیون کا خون رقیق اور پتلا ہوتا ہی یہان تک کہ عرق سے
باہر آتا ہی اور بعضی قوم خون کا غلیظ ہوتا ہی یہان تک کہ منجمد ہوجاتا ہی جیسا مجذوم من العیاذ
باللہ - صفرا طبعی وہ ہی کہ سرخ زردی مائل اور خفیف اور تیز مزہ ہو - اور فائدہ اسکا
یہ ہی کہ خون کو لطیف کرتا ہی تا بسبب لطافت کے مسالک ضیقہ مین گذر پاوے اور
خون سے ملکر بعض اعضا کی غذا مثل ریہ کے ہووے - اور مرارہ سے امعا پر گرکر انسان کو
پاخانہ کے لیے خبردار کرتا ہی - اور صفرا غیر طبعی پانچ قسم پر ہی - مرہ صفرا - صفرا محی - صفرا محترقہ
صفرا کراثی - صفرا زنگاری - مرۂ صفرا وہ ہی جسمین رطوبت قلیلہ ملے - صفرا محی وہ ہی جسمین
رطوبت غلیظہ آمیز ہو - صفرا محترقہ وہ ہی کہ صفرا طبعی سودا قلیل غیر طبعی یعنی محترق سے
مختلط ہوجاوے اور رنگ اُسکا بسبب ملنے صفرا کے سودا سے مائل بسیاہی ہوتا ہی
صفرا کراثی وہ ہی کہ بعض اجزا صفرا طبعی کے فی نفسہ جلکر اجزاے غیر محترقہ مین ملجائین اور رنگ
اُسکا مانند پانی گندنا کے ہوتا ہی اور مزاج اُسکا مشابہ سموم حادہ کے ہوتا ہی اور پیدایش اُسکی
معدہ مین ہوتی ہی - صفرا زنگاری وہ ہی کہ بالکل جلجاوے اور رنگت اُسکی مانند زنگار
کے ہوتی ہی مزاج اُسکا بھی قریب زہر کے ہی اور پیدایش اُسکی بھی معدہ مین ہوتی ہی
یہ قسم تمام انواعون سے گرمتر ہی - اور احتراق خلط کا اس سے مراد ہی کہ اجزاء رقیق
اور لطیف تحلیل ہوجاوین اور صرف اجزاء کثیفہ باقی رہجاوین - فی الحقیقۃ یہ قسم داخل
صفرا کراثی ہی - لیکن قدرے تفاوت ہی وہ یہ ہی کہ اسمین احتراق زیادہ ہوتا ہی اسلیے رنگ
زنگاری مائل بسفیدی ہوجاتا ہی - بلغم طبعی وہ ہی کہ مزہ اُسکا شیرینی مائل معتدل القوام ہو اور
صلاحیت خون ہوجانے کی رکھتا ہو - اور فائدہ اُسکا یہ ہی کہ وقت فقدان غذا کے خون سے مستحیل
ہوکر بدل ما یتحلل ہوجاوے اور مفاصل کو تر رکھے اور بعض اعضاؤن کی غذا مین مانند دماغ
اور نخاع کے داخل ہو - اور غیر طبعی مزہ کی جہت سے پانچ قسم پر ہی - مالح - حامض - عفص -
تفہ - حلو - بلغم مالح یعنی شور وہ ہی کہ صفرا محترقہ ملنے سے نمکین ہوجاوے اُسکو بلغم صفراوی

بھی کہتے ہین اور مزاج اُسکا صفرا کے مزاج سے قریب ہی۔ حامض وہ ہی کہ حرارت ضعیفہ کے
عمل کرنے سے ترش ہوجاوے اور طبیعت اُسکی یبوست اور برودت پر مائل ہی عفص وہ ہی
کہ بسبب ملنے سوداء کے مزہ اُسکا کسیلا ہوجاوے وہ بھی مائل بہ برودت اور یبوست ہی اور تمام
اصناف سے کثیف تر ہی۔ تفہ وہ ہی کہ آمیزش اجزاے مائیہ سے پھیکا ہوجاوے اور یہ تمام قسمون
سے خام اور سرد ہی۔ بلغم حلو وہ ہی کہ بسبب آمیزش قدرے خون کے مزہ اُسکا شیرین
ہوجاوے۔ اور بلغم قوام کی راہ سے بھی پانچ قسم پر ہی مائی اور زجاجی اور جصی اور مخاطی اور خام
اگر بلغم رقیق ہو اُسے مائی کہتے ہین اور اگر غلیظ ہو اُسکو جصی بولتے ہین اور یہ سب اقسام سے غلیظ
ہی۔ اور اگر مختلف القوام ہو مثلاً بعضے اجزا اُسکے رقیق اور بعض غلیظ ہون اُسکو مخاطی سے
موسوم کرتے ہین اگر اختلاف اجزا محسوس ہو ورنہ خام اُسکا نام دھرتے ہین۔ اور زجاجی وہ ہی
کہ لزوجت اور ثقل اور غلظت مین مثل آبگینہ پگھلے ہوئے کے ہو لیکن اُسمین رطوبت ہوتی ہی۔
سوداء طبعی وہ ہی کہ خون کی تلچھٹ سیاہ رنگ مائل بہ ترشی ہو۔ اور فائدہ اُسکا یہ ہی کہ خون کو
غلیظ کرتا ہی تاکہ عضو مغتذی کے جزو ہو اور اعضاء سخت کی غذا مین مثل استخوان کے دخل ہی
اور طحال سے فم معدہ پر گر کر آدمی کو بھوک پر خبردار کرے۔ غیر طبعی سوداء ہر خلط کے جلجانے سے
حاصل ہوتا ہی یہان تک کہ اگر سوداء خود بھی محترق ہوجاوے وہ بھی سوداء غیر طبعی ہی اور ہر ایک خلط کے
قوام غلیظ ہوجانے کو احتراق بولتے ہین کمام فائدہ افضل اور بہترین سب اخلاط کا خون ہی اسلیے
کہ بدن کو حسن اور جمال دیتا ہی اور محبوب طبیعت ہی کیونکہ مناسب مزاج روح اور حیات ہی
جب مسہل دیتے ہین طبیعت حتی المقدور خون کو نہین چھوڑتی اور دیگر اخلاط کو علی حسب المراتب
نکالتی ہی۔ اور خون کے بعد فضیلت بلغم کو ہی کیونکہ وہ بالقوہ خون ہی۔ اور بلغم کے بعد فضیلت صفراء
کو ہی کیونکہ حرارت مین خون سے موافقت رکھتا ہی۔ اور صفراء کے بعد سوداء ہی اگرچہ
اس لحاظ سے کہ ضد خون کی ہی کچھ فضیلت نہین رکھتا لیکن چونکہ محتاج الیہ قوام بدن ہی اور
ارکان مین سے ایک رکن ہی فضیلت سے خالی نہین ہوسکتا کیونکہ وجوہات فضل کے مختلف ہین
فائدہ جب یہ چارون اخلاط جگر مین پیدا ہوتے ہین تب خلاصہ اور لطیف انکا اور وہ کے
راستہ جو تمام بدن مین ملے ہوے ہین سارے بدن مین جاری ہوتا ہی جیسا ندی کا پانی
درختون مین جاری ہوتا ہی۔ اور فضلہ اُسکا گردہ اور مثانہ سے ہوکر براہ احلیل باہر نکلتا ہی جسکو
پیشاب کہتے ہین۔ اور اکثر پیشاب کا فضلہ ہضم ثانی یعنی کبدی کا ہی اور تھوڑا اُسمین فضلہ ہضم

یعنی عروقی کا ہی اور وجہ اسکی بحث استفراغ مین مع علامات صحت بیان کیجائیگی **فائدہ**
جب غذا جگر مین بخوبی پک جاتی ہی تب اسمین تین قوتین پیدا ہوتی ہین ۔ ایک قوت حیوانی کہ مکان
اسکا دل ہی ۔ دوسری قوت نفسانی کہ مکان اسکا دماغ ہی تیسری قوت طبعی کہ مکان
اسکا جگر ہی ۔ اور تفصیل اسکی یہ ہی کہ ایک حصہ اس غذا کا جسنے جگر مین جوش کھایا تھا
دل کی طرف جاتا ہی اور وہان بائین خانۂ دل مین جوش کھاکر نضج پاتا ہی پس لطیف بخار
بنتا ہی اسکو روح حیوانی کہتے ہین جس سے زندگانی حاصل ہوتی ہی اور یہی روح حامل قوت
حیوانی ہی ۔ اور وہ ابخرے عروق جہندہ سے ہوکر خون کے ہمراہ تمام جسم مین منتشر ہوتے ہین
اور اسی سے انبساط اور انقباض دل اور رگون کا اور تفریح روح اور تبخیر ابخرۂ دخانیہ
کی ہوتی ہی ۔ اور حرکت خوف اور غضب کی بھی اسی سے متعلق ہی اور یہی روح اعضاء
کو قبول قوت نفسانی کے لیے تیار کرتی ہی بشرط ارتفاع موانع اور حصول شرائط کے ۔
اور سبب حرکت دل اور شرائین کا بھی یہی ہی ۔ اور یہی بخارات لطیفہ جب دماغ مین
موصول ہوتے ہین وہان جاکر روح نفسانی ہو جاتے ہین پس یہ روح وہان سے بذریعہ
اعصاب پشت تمام بدن مین پہونچکر قوت حس اور حرکت دیتی ہی اور آنکھون مین فائدہ
بینائی اور کانون مین فائدہ شنوائی اور زبان مین فائدہ ادراک مزہ اور ناک مین فائدہ ادراک بو
دیتی ہی اور یہی روح حامل قوت نفسانی ہی ۔ اور یہ قوت روح اور اعضا مین حادث نہین ہوتی
مگر بعد اسکے کہ قوت حیوانی اسمین ظاہر ہوتی ہی بخلاف قوت طبعی کے کہ وہ تمام پر مقدم ہی
اور حیوان سے مختص نہین بلکہ نباتات مین بھی موجود ہی کما لا یخفی ۔ اور وہی بخارات جگر
مین پہونچکر بواسطہ اوردہ کے فائدہ تغذیہ کا تمام بدن مین اور فائدہ نمو یعنی بالیدگی کا
طول و عرض و عمق مین دیتے ہین اسی کو روح طبعی کہتے ہین ۔ اور یہی روح حامل قوت طبعی ہی
اور اعضاء رئیسہ کہ مدار حیات انسانی انپر منحصر ہی ارواح ثلاثۂ مذکورہ کے مقام ہین ۔ اور
وہ دو قسم پر ہین ایک وہ کہ حسب بقاے شخص ہین ۔ دوم وہ کہ حسب بقاے نوع ہین ۔
اول کی تین قسم ہین ایک قلب کہ مبدء قوت حیات ہی اسی واسطے جب دل کو کوئی صدمہ
سخت ظاہری یا باطنی پہونچتا ہی تو آدمی فوراً مر جاتا ہی اور اسکے خادم شرائین ہین جنسے
قوت حیوانیہ تمام اعضاء کو پہونچتی ہی ۔ دوسرا دماغ کہ مبدء قوت نفسانی اور
باعث حس اور حرکت ہی اسی باعث سے جب دماغ مختل ہوتا ہی تو حس اور حرکت نابود

اور معدوم ہو جاتی ہی جیسے حالت صرع اور سکتہ مین باوجودیکہ انسان زندہ ہوتا ہی اور
اُسکے خادم اعصاب ہین جنسے قوت نفسانی تمام بدن مین واصل ہوتی ہی - تیسرا جگر کہ مبدٔ
قوت طبعی اور باعث تغذیہ اور موجب نمو ہی علی ما قالہ الشیخ و جالینوس بسبب اُسکے حسب
خلل مزاج جگر کے کئی ایک امراض کبدی پیدا ہوتے ہین اور آدمی دُبلا پتلا ہو جاتا ہی اور
خادم اُسکے اوردہ ہین جنسے تمام اعضا کو غذا پہونچتی ہی آور ثانی کی چار قسم ہین تین اعضا
مذکورہ حسب بقاے شخص آور چوتھا خصیتین کہ محل نضج منی ہی ولہذا انقطع النسل لقطعہما -
اور خادم اُسکا مجری منی اور رحم ہی - پس مجری مردون مین تو احلیل ہی اور نیز وہ عروق
کہ مابین احلیل اور خصیتین کے ہین اور عورتون مین وہ عروق ہین جنمین سے منی عورت کی
دفع ہو کر رحم مین پہونچتی ہی اور بیان اسکا مقدمہ مین بھی گذر چکا ہی - آور روح طبعی جو جگر
مین ہی اُسمین دو قوتین ہین ایک مخدومہ دوسری خادمہ - مخدومہ دو قسم پر ہی ایک وہ ہی
کہ غذا مین بقاے شخص کے لیے تصرف کرتی ہی - دوسری وہ کہ غذا مین بقاے نوع
کے لیے متصرف ہوتی ہی - اول کی دو قسم ہین غاذیہ اور نامیہ - غاذیہ وہ ہی کہ بعد
عمل قوت ہاضمہ کے غذا کو مشابہ عضو کرتی ہی آور نامیہ وہ ہی کہ بعد عمل غاذیہ کے طول
اور عرض اور عمق جسم مین تناسب طبعی پر زیادتی کرتی ہی - اور فعل اس قوت کا بعد سن نمو کے
کہ قریب تیس ۳۰ سال کے ہی ختم ہوتا ہی - اور دوسری قوت بھی دو قسم پر ہی مولدہ اور
مصورہ - مولدہ کی دو قسم ہین ایک وہ کہ مرد اور عورت مین اخلاط محمودہ سے جوہر منی کو جدا
کرتی ہی اور یہ قوت انثیین مرد اور عورت سے رحم تک مفارقت نہین کرتی اور اُسکو منفصلہ
کہتے ہین - دوسری وہ قوت ہی کہ اجزاے منی کو رحم مین استعداد صورت عضو مخصوص کے لیے
تیار کرتی ہی اور یہ قوت انثیین سے منی کے ہمراہ رحم مین جاتی ہی اُسکو مغیرۂ اولی کہتے ہین -
اور قوت غاذیہ خادم قوت نامیہ کی ہی اور یہ دونون باہم ملکر قوت مولدہ کی خادم ہین -
اور مصورہ ایک قوت رحم مین ہی جس سے تخطیط اور تشکیل اعضا کی صادر ہوتی ہی -
یعنی یہ قوت باذن خالقہا ہر جزو منی کو صورت اُس عضو کی کہ مقتضاے نوع صاحب منی
کا ہی پہناتی ہی - پس اگر منی دو نوع سے مختلط ہو حیوان متولدہ دونون نوعون سے مشابہت
رکھتا ہی مانند خچر کے کہ حمار اور فرس سے مشابہت رکھتی ہی اور اُسکا نام مغیرۂ ثانیہ ہی -
اور قوت خادمہ جو قوت غاذیہ کی خادم ہی چار قسم پر ہی - جاذبہ - ماسکہ - ہاضمہ - دافعہ

ہر ایک کے معنی تشریحاً عنقریب مذکور ہوتے ہین کیونکہ ہر چند غاذیہ بہ تغذیہ عضوین کافی ہی کیونکہ
کہ جب فعل غاذیہ کا تمام ہوتا ہی غذا عضو تک پہونچ جاتی ہی لیکن تمامی فعل غاذیہ کی ان چارون
قوتون کے استخدام پر موقوف ہی بعضی اطبا کا یہ قول ہی کہ قوی اربعۂ مذکورہ بالذات ایک
قوت ہین لیکن بالاعتبار مختلف ہین لیکن اکثر اطبا کی راے یہی ہی کہ قوی مذکورہ بالذات
مختلف ہین۔ اور وجہ احتیاج غاذیہ کی ہر ایک کی طرف مطولات مین مذکور ہی۔ اور روح نفسانی
جو دماغ مین مستقر ہی اُسمین دو قوتین ہین ایک محرکہ دوسری مدرکہ۔ محرکہ دو قسم پر ہی ایک
باعث حرکت ہی اُسکو شوقیہ اور نزوعیہ کہتے ہین دوسری فاعل حرکت ہی اُسکو فاعلیہ
بولتے ہین۔ پس شوقیہ بھی دو قسم پر ہی شہوانی اور غضبی۔ شہوانی وہ ہی کہ اشیاے
نافعہ کی طرف باعث حرکت ہو۔ اور غضبی وہ ہی کہ دفع ضرر کے لیے موجب حرکت ہو خواہ ضرر
واقعی ہو خواہ ضرر ظنی۔ اور قوت فاعلہ وہ قوت ہی کہ عضب مین نفوذ کرتی ہی پس بسبب اُسکے
عضلہ متشنج ہوتا ہی اور وتر کھنچتا ہی اسلیے عضو منقبض ہوتا ہی یا عضلہ مسترخی اور سست
ہوجاتا ہی اور وتر دراز ہوجاتا ہی اسلیے عضو منبسط اور فراخ ہوتا ہی۔ اور مدرکہ دو قسم پر ہی
مدرکۂ ظاہر اور مدرکۂ باطن اور ہر ایک پانچ قسم پر ہی جنکو قواے خمسۂ ظاہری اور باطنی کہتے ہین
قواے خمسۂ ظاہری یہ ہین۔ قوت باصرہ۔ قوت سامعہ۔ قوت شامہ۔ قوت ذائقہ۔ قوت
لامسہ۔ قواے مذکورہ قواے باطنی کے لیے بمنزلۂ جاسوس اور مخبر ہین۔ اور دماغ سے
خارج ہین جیسے قواے باطنی دماغ مین داخل ہین۔ انکا مختصر بیان یہ ہی کہ مکان قوت باصرہ کا
تقاطع صلیبی ہی کہ میان عصبتین مجوفتین کے (کہ مقدم دماغ سے عصبتین زائدتین کے اوپر
جمکر ہر دو آنکھ کو آتے ہین) واقع ہی اسی کو مجمع النور اور محل النور بولتے ہین اور یہ قوت باذن
خالقہا ادراک الوان اور اشکال کرتی ہی۔ اور قوت سامعہ کا مکان اُس عصب مین ہی
جو اندرون صماخ کے مفروش ہی اور یہ قوت ادراک اصوات کرتی ہی۔ اور قوت شامہ کا
مکان عصبتین زائدتین مین ہی جو کہ سر پستان سے مشابہت رکھتے ہین اور عصبتین کے نیچے
مقدم دماغ سے خیشوم مین آگئے ہین۔ اور یہ قوت ادراک بدبو اور خوشبو کرتی ہی۔
اور مکان قوت ذائقہ کا وہ عصب ہی جو کہ جرم زبان مین مفروش ہی اور یہ قوت بسبب
رطوبت لعاب دہن کے ادراک طعم اور مزہ کا کرتی ہی۔ اور قوت لامسہ کا مکان تمام پوست
اور اکثر گوشت بدن مین ہی اور یہ قوت ادراک ملموسات مثل حرارت اور برودت اور رطوبت

طلب خدمت کردن ۱۲ منہ
جمع اسکی اوتار ہی اور یہ ایک اجسام ہین کہ اطراف عضلات سے ظاہر ہوتے ہین اور اعصاب سے مشابہ ہوتے ہین سفیدی وغیرہ مین ۱۲ منہ

اور یبوست وغیرہ کرتی ہی - اور بعض اطبا کا یہ قول ہی کہ مدرک ظاہر آٹھ ہین کیونکہ قوۃ لامسہ کی چار قسم
ہین ایک وہ کہ حرارت اور برودت مین امتیاز کرتی ہی - دوم وہ کہ رطوبت اور یبوست مین تفصیل
کرتی ہی - سوم وہ کہ سخت اور نرم مین تمیز کرتی ہی - چہارم وہ کہ صاف اور کھردرے مین فیصلہ کرتی ہی
اور تحقیق کیفیت ابصار اور شم وغیرہ کی چونکہ اس رسالہ کے منصب سے بڑھکر تھی لہذا متروک ہوئی
مطولات مین مطالعہ کرلین - اور قواے خمسہ باطنی یہ ہین - حس مشترک - قوت خیال - قوت متصرفہ
قوت وہم - قوت حافظہ - حس مشترک کا یہ کام ہی کہ جو صور جزئیہ حواس ظاہرہ سے مدرک ہوتے ہین
اسمین نقش ہوجاتے ہین - مدرک حواس ظاہرہ کو صور اور مدرک حواس باطنہ کو معانی کہتے ہین
اور قوت خیال کا یہ کام ہی کہ جو صور محسوسہ حس مشترک مین منتقش ہوتے ہین وہ خیال مین اکر جمع
ہوتے ہین چنانچہ یہ قوت خزانہ پہلی قوت کا ہی - قوت متصرفہ کا یہ کام ہی کہ صور محسوسہ مخزونہ خیال اور
معانی جزئیہ مخزونہ حافظہ مین ترکیب اور تفصیل سے تصرف کرتی ہی - اور اسکی چھ قسم ہین -
اول یہ ہی کہ بعض صور کو بعض صور سے ترکیب دیتی ہی مثلاً ایسا آدمی خیال کیا جاوے کہ دو سر
رکھتا ہی - دوم یہ کہ بعض معانی کو بعض معانی سے ترکیب دیتی ہی جیسے یہ کہ صداقت جزئیہ عداوت
جزئیہ سے خیال کرے - سوم یہ کہ بعض معانی کو بعض صور سے ترکیب کرے جیسی صداقت جزئیہ زید کی
خیال کیجاوے - چہارم یہ کہ بعض صور کو بعض سے جدا کرے - چنانچہ آدمی کو بے سر خیال کیا جاوے -
پنجم یہ کہ بعض معانی کو بعض صور سے علیحدہ کرے چنانچہ یہ خیال کرے کہ صداقت جزئیہ زید سے مسلوب ہی
ششم یہ کہ بعض معانی کو بعض معانی سے علیحدہ کرے جیسے یہ خیال کرے کہ صداقت جزئیہ عداوت جزئیہ
سے مسلوب ہی اور اسکو باعتبار اسکے کہ معانی کلیہ مین نفس ناطقہ کی خادم ہی متفکرہ بولتے ہین
اور بلحاظ اسکے کہ صور اور معانی جزئیہ مین وہم کی خادم ہی متخیلہ کہتے ہین - قوت وہم کا
یہ کام ہی کہ معانی جزئیہ کو جو کہ صور جزئیہ سے قائم ہین دریافت کرتی ہی جیسے دوستی اور
دشمنی اور نفع اور نقصان اور موافقت اور مخالفت وغیرہ - قوت حافظہ کا یہ کام ہی کہ
معانی مدرکہ بالوہم کو حفظ کرتی ہی اور خزانہ وہم کا ہی اور ہر ایک چیز کو یاد رکھتی ہی - اور نسبت حافظہ
کی وہم سے ویسی ہی جیسی نسبت خیال کی حس مشترک سے ہی بعض اطبا اسکو ذاکرہ بولتے ہین
ان پانچون قوتون کے لیے دماغ مین جگہ مقرر ہی چنانچہ اطبا نے دماغ مین تین خانہ مقرر کیے ہین
خانہ اول جو پیشانی کی طرف ہی بہ نسبت دوسرے خانہ کے کشادہ اور وسیع ہی اور ایسا ہی
دوسرا بہ نسبت تیسرے کے فراخ ہی اور تیسرا سب سے چھوٹا ہی - اور ہر ایک کے دو دو حصہ مین الا خانہ ثالث

بطون ثلثہ دماغ
۱ حس مشترک
۲ خیال
۳ قوت متصرفہ
۴ قوت وہم
۵ قوت حافظہ

صرف ایک ہی حصہ ہی اور عند البعض تحا نہ ثالث کے بھی دو حصہ ہین اول خانہ مین تو حس مشترک اور خیال رہتی ہی اور دوسرے خانہ مین قوت متصرفہ اور قوت وہم رہتی ہی اور تیسرے خانہ مین صرف قوت حافظہ رہتی ہی - اور دلائل اس بات کے کہ خانجات مذکورہ قوئی موصوفہ کے لیے کیون مقرر ہین اپنی جگہ پر مطولات مین مذکور ہین منشا خلیفۂ ثالث تیسرا ہضم رگون مین ہوتا ہی اسکو ہضم عروقی کہتے ہین یعنی جو خلاصہ اور لطیف غذا کا جگر سے رگون مین آتا ہی اسکو ان عروق مین جوش ملتا ہی جو کہ جگر سے نکلکر تمام بدن مین منتشر ہوتی ہین اور اس ہضم سے غذا لائق اور مستعد جزویت عضو کی ہوتی ہی اسکو بلحاظ رطوبت اولیہ کیموسیہ کے رطوبت ثانیہ کہتے ہین اسمین صورت خلطیہ متغیر نہین ہوتی - چوتھا ہضم اعضا مین ہوتا ہی اسکو ہضم عضوی کہتے ہین اسمین صورت خلطیہ صورت عضویہ سے بدل جاتی ہی - اور وہ یہ ہی کہ خلاصہ اور لطیف تیسرے ہضم کا جب خاص خاص عضو مین موصول ہوتا ہی پس وہان نضج پاکر ہر ہر عضو مین ملجاتا ہی اور اسکی صورت قبول کرتا ہی اور بعض اطبا پنجم رابع کے قائل نہین اور فضلہ ان دونون ہضمون کا قدرے بسبب تحلیل کے خارج ہوتا ہی اور مابقی براہ مسامات بذریعہ پسینہ اور میل بدن کے دفع ہوتا ہی - اور قدرے فضلہ ہضم ثالث کا بول سے ملکر براہ احلیل نکلتا ہی - اور فضلہ ناک اور کان کا بھی اسی قبیل سے ہی اور اورام منفجر اور بال اور ناخن بھی اسی سے شمار کیے گئے ہین - اور دودھ کہ پستان کے راستہ خارج ہوتا ہی اور حیض کہ رحم سے باہر آتا ہی بھی بدستور ہین - اور منی بھی رطوبت فاضلہ ہضم تیسرے اور چوتھے کی ہی - اور خلاصہ غذا اور خون صالح سے متولد ہوتی ہی وقت کھانے غذا کے تکمین روز و شب کے بعد تمام رگون اور اعضا سے خصوصاً دماغ سے جدا ہوکر خصیہ کی رگون مین جمع ہوتی ہی اور رنگ سفید حاصل کرتی ہی جسطرح دودھ عورت کی چھاتیون مین سفید ہوجاتا ہی در اصل وہ بھی خون ہی - اور یہی شی بوقت حاجت بطریق انزال قضیب سے براہ احلیل خارج ہوتی ہی اور یہی باعث ہی کہ اگر احیاناً جماع مین افراط کیا جاوے تو منی کے عوض خون آتا ہی انتباہ یہ بھی واضح ہو کہ ہر ایک حالت ہضوم اربعہ سے چار قوت سے تمام اور کامل ہوتی ہی اور وہ یہ ہین جاذبہ - ماسکہ - ہاضمہ - دافعہ - اور خادم قوئی اربعہ مذکورہ کے کیفیات اربعہ ہین یعنی حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست چنانچہ ہر ایک قوت حرارت کی تو بالذات محتاج ہی اور کیفیات ثلاثہ باقیہ کی احتیاج بالعرض ہی پس جاذبہ جیسے حرارت سے متعلق ہی کیونکہ بدون حرارت کے جذب نہین ہوسکتا ویسے ہی یبوست سے بھی تعلق رکھتی ہی - اور ماسکہ برودت

جو شخص چاہے پس مطالعہ کرے مطولات مین ۱۲ منہ

اور یبوست سے مع الحرارت تعلق رکھتی ہی کیونکہ برودت اور یبوست سے کثیف کی حاصل ہوتی ہی
اور بسبب اسکے غذا ارکجاتی ہی۔ اور قوت ہاضمہ مین حرارت زیادہ اور رطوبت لازم ہی کہ غذا حرارت
اور رطوبت سے پختہ ہوتی ہی۔ اور قوی اربعہ سے کوئی قوت سوا اسکی رطوبت کی محتاج نہین ہوتی
اور قوت دافعہ کبھی برودت مع الحرارت سے حاصل ہوتی ہی کیونکہ بسبب سکے ثقل اور انجماد سکے فضلہ دفع
ہوتا ہی۔ اور گاہے بسبب یبوست مع الحرارۃ کے یہ مخرج ہی

باب سوم خواب اور بیداری کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصول ہین۔

فصل اول

وجہ ضرورت خواب اور بیداری وغیرہ امور کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ انسان
ضعیف البنیان کو خواب اور بیداری بھی مثل اور اسباب ضروریہ کے حفظ صحت کے ضروریات سے ہی
اطبا وجہ ضرورت خواب اور بیداری کی یون تحریر کرتے ہین کہ حس اور حرکت ارادیہ کا پورا کرنا
اور اسباب ضروریہ اور غیر ضروریہ دنیوی اور اخروی کا انتظام کرنا بیداری پر موقوف ہی کیونکہ
انسان سوائے بیداری کے کوئی کام نہین کرسکتا لہذا انسان کو بیداری ضروری ہوئی
اور چونکہ دوام اور ہمیشگی بیداری کی باعث پریشانی افعال النفس اور موجب تحلیل روح اور موجب
رنج وہلاکت ہی اسلیے ضرور ہوا کہ انسان بعض اوقات شبا روزی مین خواب معتدبہ کو جسکا ذکر عنقریب
آتا ہی لازم جانے تاکہ جمیع افعال ظاہری اور باطنی مجری طبع پر جاری رہین اور ہضم بھی کامل
ہوجاوے اور جسقدر اجزا ے روح کہ باعث حرارت اور حرکت بیداری کے خارج ہوئے ہین
عوض اسکے حالت خواب مین متولد ہووین اور بصورت نہ سونے کے انسان کی صحت مین خلل اور
نقصان واقع ہوگا اور روح تحلیل و فنا ہوجائیگی اور ہضم بھی کامل نہوگا۔ لہذا خواب بھی ضروریات
سے ٹھہرا فائدہ بیان مذکورہ بالا سے مستنبط ہوتا ہی کہ آدمی کو احتیاج بیداری کی بالذات ہی کیونکہ اسباب کمال
کے اُس سے مرتبط ہین اور احتیاج خواب کی بالعرض ہی تاکہ جسقدر ملال بحالت بیداری مین لاحق
ہوا ہو خواب سے اسکا تدارک کیا جاوے مگر چونکہ ہر ایک امر مین اعتدال محمود ہی اسلیے جسمین افراط
اور تفریط ہو وہی موجب آفات ہوگا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ اطبا بیداری کو حرکت سے اور خواب کو سکون
سے تشبیہ دیتے ہین وجہ تشبیہ بیداری کی حرکت سے یہ بیان کرتے ہین کہ جیسا حرکت بدن کو گرم اور خشک
اور روح کو تحلیل اور کم کرتی ہی اور نیز روح کو ظاہر بدن کی طرف متوجہ کرتی ہی ویسا ہی بیداری بھی
اشتعال روح اور حرارت غریزی سے بدن کو گرم کرتی ہی۔ اور بباعث کمی غذا کے بدن کو خشک
اور تحلیل کرتی ہی اور اسمین روح خارج بدن کی طرف مائل ہوتی ہی۔ اور وجہ تشبیہ خواب کی سکون سے

یہ ہی کہ جیسا سکون روح اور بدن کو تازہ اور ماندگی اور تھکن کو دفع کرتا ہی اور ہضم غذا پر مدد دیتا ہی اور نضج مواد کا باعث ہوتا ہی اور مواد بدنی کو تحریک نہین دیتا ویسا ہی خواب بدستور روح اور بدن کو ساکن رکھتا ہی اور ماندگی اور تھکن کو دفع کرتا ہی اور ہضم غذا پر معین ہی اور بدن کو بشرط عدم افراط کے تر کرتا ہی کیونکہ خواب مین بباعث کمی تحلیل کے بدن کو غذائیت بہت ملتی ہی اور نضج مواد بخوبی ہوتا ہی اور مواد کو تحریک نہین ہوتی۔ اسی واسطے وقت فساد ہضم کے عمدہ ترین تدابیر سونا مقرر کیا گیا ہی چنانچہ باب دوم مین بھی قدرے اس سے بیان ہوا ہی **فصل دوم** خواب کے فوائد اور اُسکے قواعد کے بیان مین۔ چونکہ بیان خواب کا بہ نسبت بیداری کے زیادہ ہی لہذا خواب کو اول بیان کیا جاتا ہی پوشیدہ نہ رہے کہ خواب دو قسم پر ہی طبعی اور غیر طبعی۔ چونکہ ستہ ضروریہ سے (جسکا بیان اس جگہ مقصود اصلی ہی) فقط خواب طبعی ہی لہذا اُسی کا بیان اور تعریف لکھی جاتی ہی۔ اور غیر طبعی چونکہ غیر ضروری ہی اور علاوہ بران ایک قسم کا مرض ہی جسکو عربی زبان مین سبات کہتے ہین اور محتاج بعلاج[سلہ] ہی۔ اور قطع نظر ازین بیان اُسکا موجب طوالت مختصر ہی لہذا بیان نہین کیا گیا۔ اور خواب طبعی اگر باعتدال ہو تو ممدوح ہی نہین تو مذموم شمار کیا جائیگا مگر خواب غیر طبعی علی الاطلاق مذموم ہی۔ اور حد اعتدال کی عنقریب اسی باب مین مذکور ہوگی۔ فانتظرہ۔ واضح ہو کہ اطبا نے خواب طبعی کی یہ تعریف لکھی ہی کہ النوم الطبعی ہو ترک النفس استعمال الحواس ترکا طبعیا۔ یعنی خواب طبعی وہ ہی کہ نفس ناطقہ حواس کے استعمال کو ترک طبعی کرے۔ اور طریق حصول خواب کا اسطرح بیان کرتے ہین کہ رطوبات بخاریہ معتدلہ عروق سباتیہ کے ذریعہ سے دماغ مین جمع ہوتے ہین پس بسبب رطوبات مذکورہ کے اعصاب دماغ کے جو حس اور حرکت کا باعث ہین سست اور بیحس ہو جاتے ہین اور مسالک اعصاب کثیف اور روح نفسانی غلیظ ہو جاتی ہی اسلیے روح نفسانی اُنمین نفوذ نہین کر سکتی۔ اور حواس ظاہری مین سکون اور آرام پیدا ہوتا ہی اور حس اور حرکت جیسے حالت بیداری مین ہوتی ہی معدوم ہو جاتی ہی اسی حالت کو خواب سے تعبیر کرتے ہین مگر جسقدر حس اور حرکت حیات مین ضروری ہی البتہ اُسقدر باقی رہتی ہی مثل سانس اور ظہور ہضم کے۔ جاننا چاہیے کہ سونا ظاہر بدن کو سرد اور باطن کو گرم کرتا ہی اور اگر زمانہ خواب کا دراز ہو تو بدن کو سرد اور خشک کرتا ہی کیونکہ انسان اگرچہ کیسا ہی شکم سیر ہو کر سووے لیکن خواب طویل مین جب غذا ہضم ہو جاویگی تو حرارت غریزی روح سے متعلق ہو کر اُسکو تحلیل کریگی پس بدن مین خشکی ظاہر ہوگی۔ اور سب سے بہتر خواب معتدل المقدار غرق متصل ہی

[سلہ] یعنی علاج کا محتاج ہی ۱۲

[illegible]

خواب معتدل المقدار عند الاطبا وہ ہو کہ چھ ساعت سے کم (اور عند البعض پانچ ساعت سے کم
نہو - اور دس ساعت سے زیادہ نہووے اور خواب غرق متصل وہ ہو جسمین آدمی زمانہ خواب مین
بیہوش اور بیخبر رہے اور بسہولت بیدار نہو سکے اور بتواتر اور توالی سے سوتا رہے یعنی ایسا نہو
کہ تھوڑا سا سووے اور پھر بیدار ہو جاوے کیونکہ ایسا سونا ردی اور ناقص شمار کیا گیا ہو اور جو فوائد خواب
سے حاصل ہوتے ہین ایسے خواب سے نہین ہوتے اسی لیے خواب رات کا بہ نسبت خواب روز کے
عمدہ اور محمود ہو کیونکہ اکثر وہ خواب غرق متصل ہوتا ہو اور خواب روز کا اکثر غرق متصل نہین ہوتا
اگرچہ بعد ہضم غذا کے ہو مگر خواب روز اعتدال سے زیادہ ہو تو حواس کو حیران اور بدن کو
سست کرتا ہو - میرے خیال میں چھ گھنٹے کے عرصہ مین دو دفعہ جاگنا اور دس گھنٹے کے عرصہ
مین تین دفعہ بیدار ہونا مناسب ہو اور قرین قیاس الغرض خواب معتدل المقدار غرق متصل
عمدہ ترین تدابیر صحت بدن ہو اسلیے کہ ایسا خواب تسکین بدن اور کوفت اور ماندگی کو دور کرتا ہو اور
درد سر کہ حرکت اور حرارت سے عارض ہوا ہو فوراً دفع ہوجاتا ہو خصوصاً جو خواب بعد فراغ کھانے
پینے کے واقع ہو اور وقت رات کے اتفاق پڑے تو تسکین بدن کو اچھا کرتا ہو اور فکر اور حواس کو درست
کرتا ہو اور غذا کو ہضم کر کے تنقیہ فضلہ کا بخوبی کرتا ہو - اور عمدہ طریق آن اشخاص کے لیے جو خوب
سے ہضم طعام کے خواہشمند ہوں یہ ہو کہ بعد فراغ کھانے پینے کے تھوڑی سی حرکت آہستہ
کرکے ایک ساعت کے بعد خواب کرین اور جب تک غذا اُنکے معدہ سے فرو نہووے تب تک
داہنی کروٹ لیٹین تاکہ غذا قعر معدہ سے فرو ہو جاوے - اور فرو ہونا غذا کا قعر معدہ سے خفت
اور سبکی اعلائے بطن سے دریافت ہو سکتا ہو - لیکن اس کروٹ مین سونا بالکل نچاہیے
کیونکہ اگر قبل انحدار غذا کے خواب کیا جاوے تو غالب ہو کہ کئی امراض معدی مثل ریح اور
قراقر وغیرہ کے ظاہر ہوون پس اس سے ہضم مین فتور ہوگا اور انجرے اور ریاح اُس سے
پیدا ہوکر معدہ کی کشش کرینگے اور خواب مین بھی تشویش ظاہر ہوگی - اور ظاہر ہو کہ بیداری
کی حالت مین اگر نفخ وغیرہ عارض ہونگے تو انگوڈکار نے اور دوسرے حیلوں سے دفع کرسکتے ہین
مگر خواب کی حالت مین کوئی حیلہ پیش نہین جاسکتا - اور مدت داہنی کروٹ کی باعتبار اکثر
اشخاص کے ایک ساعت مقرر کی گئی ہو صرف اسی قدر داہنی کروٹ لیٹنا انحدار غذا کیلیے
کافی ہو - بعد ایک ساعت کے بائین کروٹ لیٹین اس کروٹ سونا محمود ہو کیونکہ اس مین جگر
تمام معدہ پر شامل ہوتا ہو اور اپنی حرارت سے اُسمین بھی حرارت پیدا کرتا ہو

سلہ۱ دوری طرف مائل کرکے ۱۲
سلہ پریشانی ۱۲
سلہ پریشانی ۱۲

اسلیے ہضم معدی کامل ہوتا ہی لان حرارۃ الکبد تعین فیہ۔ اور اس کروٹ پر سونا اُسوقت تک ہی کہ ہضم معدی کامل ہوجاوے۔ اگرچہ ہضم معدی ہر ایک شخص کا مضبوط بالقواعد نہین کیونکہ بموجب اختلاف مزاج ہر ایک شخص کے ہضم کا حال بھی مختلف ہوتا ہی لیکن تاہم امزجہ معتدلہ سے جہان تک حکمانے باعتبار اکثر کے تجربہ کیا ہی وہ یہ ہی کہ اوسط مدت استکمال ہضم معدی کی ساڑھے تین گھنٹہ ہر جسکے قریباً ڈھائی پہر ہوتے ہین۔ فی الجملہ بعد ہضم معدی کے پھر داہنے کروٹ لیٹین تاکہ خلاصہ غذاے معدہ کا جگر مین بسہولت جاوے لاستیلاء المعدۃ علی الکبد حینئذ۔

اور چاہیے کہ شروع خواب مین بعد دفع فضلات طبیعیہ وغیرہ حوائج نفسیہ کے ہو مثلاً اگر حاجت پیشاب یا پاخانہ کی ہو تو اُسکے دفع کرنے کے بعد خواب کرین۔ اور علیٰ ہذا القیاس اگر خواہش آب نوشی کی ہو یا اور کوئی حاجت کذائیہ جسمانی یا نفسانی ہو تو اُس سے بھی دل کو اطمینان دیکر سووین تاکہ خواب بے سعترت واقع ہو اور خیالات پراگندہ اُسمین ظاہر نہون۔

اور یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ خواب خلو معدہ پر ہرگز نہونے پاوے کہ اس سے بدن مین خشکی پیدا ہوتی ہی کیونکہ بیان ہوچکا ہی کہ خواب مین حرارت باطن کو متوجہ ہوتی ہی۔ پس جب معدہ طعام سے خالی ہوگا تو حرارت روح سے متعلق ہوکر تحلیل کریگی اور کم ہونا روح کا باعث سردی بدن کا ہی۔ اور ما سوا اسکے بدن لاغر اور دبلا ہوجاتا ہی اور اُسمین خشکی پیدا ہوتی ہی اور قوت گھٹتی ہی۔ ہان اگر غذاے لائق الہضم معدہ مین موجود ہوگی (اور خواب سے حرارت باطن کو متوجہ ہوتی ہی) تو حرارت غذاے موجودہ سے متعلق ہوکر غذاے معدہ کو ہضم کریگی۔

اور پیٹ سونا یعنی شکم کو زمین پر رکھکر پشت باسمان سونا ہاضمہ پر اعانت کرتا ہی لیکن منھ زمین پر سجدہ کی طرح رکھکر خواب کرنا اچھا نہین کہ امراض چشم پیدا کرتا ہی لیکن پیٹ سونا اسطرح کہ منھ زمین کی طرف نہو بلکہ داہنے یا بائین طرف مائل ہوجاے بلکہ مفید ہی۔ مناسب ہی کہ ایسے خواب مین سر کو بلند بالین پر رکھین اور منھ اور دونون آنکھین داہنے بائین طرف نکالین۔

اور چت سونا یعنی خواب بر پشت روبہ آسمان سونا سخت نقصان رکھتا ہی اور موجب آفات کثیرہ مثلاً نزلہ اور زکام اور سل اور درد پشت اور فالج اور استرخاء اور کابوس اور صرع اور سکتہ پیدا کرتا ہی ہان ایسے خواب مین مردمان مرتاضین ضرر نہین پاتے کیونکہ ابدان اُنکے بباعث ریاضت شبانروزی کے رطوبت سے خالی ہوتے ہین بخلاف ہم لوگون کے کہ بسبب کثرت رطوبت ایسا خواب ہمارے حق مین مضر ہی۔ اور دن کو خواب شدید المنع ہی حتی الامکان اُس سے پرہیز

کیونکہ حرارت جگر کی اُسمین موکر تی ہی ۱۲ بسبب بلندی معدہ کے اُسوقت کبد پر ۱۲ منہ حاجتین ۱۲ ضرر ۱۲ خالی ہونا ۱۲

لازم ہی اسلیے کہ اُس سے کئی ایک امراض ظاہر ہوتے ہین مثلاً چہرہ کا رنگ خراب ہوجاتا ہی اور تلی بڑھ جاتی ہی اور مُنھ مین بدبو پیدا ہوتی ہی اور قوٰی نفسانی مثل حافظہ اور خیال وغیرہ کے سست ہوجاتے ہین اور اقسام تپ اور اورام ردیہ اور رعشہ ظاہر ہوتے ہین اور ذہن کُند اور امراض بلغمی زیادہ ہوجاتے ہین اور کمی بھوک کی خواب روز کو لازم ہی اور موجب تبرید بدن اور تہیج ریاح و سُدے اور ضعف اعضاے عصبانی ہی۔ الغرض خواب روز کئی مضار کا باعث ہی بقول شخصے مصرع گشتہ مردار آب شب خواب روز۔ پس اس سے پرہیز لازم ہی مگر واضح رہے کہ عوارض مذکورہ اگرچہ افراط خواب کو علی العموم لازم ہین خواہ دن مین واقع ہو خواہ رات کو۔ لیکن خواب روز مین بیشتر اور زیادہ صادر ہوتے ہین۔ اور جو شخص خواب روز کا معتاد ہوا اُسکو چاہیے کہ حتی الامکان آپ کو اُس سے باز رکھے کیونکہ عادت امر مضر کی اگرچہ فوراً ضرر نہ پہونچاے لیکن اندیشہ عظیم ہی کہ کوئی آفت عرصہ طویل کے بعد عارض ہو جسکا تدارک مشکل بلکہ محال ہوجاوے لیکن چاہیے کہ ایسی عادت کو بالتدریج ترک کیا جاوے کیونکہ امر عادی کو فوراً ترک کرنے سے تکلیف عائد حال ہوتی ہی لہذا حکما ایسے امور مین امر بالتدریج کرتے ہین تا لوگ تکلیف سے محفوظ رہین ہان اگر کسی کو رات جاگنے کا اتفاق ہوا ہو تو ایسے شخص کو دن کے سونے سے کچھ خوف نہین بلکہ ایسا خواب مفید اور باعث راحت ہی اور ماندگی اور تھکن شب کو دفع کرتا ہی۔ اور ایسا ہی ایام گرما مین کہ دن دراز ہوتا ہی وسط روز مین بقدر ایک ساعت سونا اور آرام کرنا باعث رفع ماندگی اور موجب فرحت ہی اسکو عربی زبان مین قیلولہ بولتے ہین۔ آمین نیت اگر سنت نبوی کی ہو تو ثواب سے خالی نہین اور ترک سے بھی عتاب نہین ہوتا۔ اطبا کا قول ہی کہ دن کو اگر سونے کا اتفاق ہو تو دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سونا چاہیے۔ اور خواب صبح کا جسکا نام عیلولہ ہی وہ بھی ممنوع ہی خصوصاً اگر معدہ خالی ہو تو بہت ہی مضر ہی۔ اور سونا وقت چاشت کا جسکا نام قیلولہ ہی حواس مین کدورت اور فتور پیدا کرتا ہی۔ اور ایسا ہی خواب بعد زوال آفتاب کے جسکا نام حیلولہ ہی لکونہ حائلاً بین النائم والصلوٰۃ محدث نسیان ہی۔ اور ایسا ہی خواب وقت غروب جسکا نام غیلولہ ہی باعث آفات کثیرہ اور مفضی بہلاکت ہی۔ اگرچہ کتب فقہ مین اقسام خواب روز کے اور بھی لکھے گئے ہین لیکن بلحاظ جسمین مضرت ثابت ہی اور اکثر جہال اُسپر رغبت کرتے ہین اس جگہ صرف اسی پر اکتفا کی گئی ہی۔ غرض بہر صورت مذکورہ صدر دن کو سونا اطبا نے منع کیا ہی مگر دونون صورتین مذکورہ بالا مستثنے ہین سوا اُسکے اور کوئی صورت نہین جسمین دن کو

خواب جائز ہو۔ اور یہ بھی بات قابل یادداشت ہی کہ خواب معتدل اگرچہ تمام افراد انسانی کو نافع اور سودمند ہی لیکن مشائخ اور ضعیف شخصون کو زیادہ تر مفید ہی کیونکہ خواب رطوبت اصلیہ کرتا ہی اور رطوبت معدہ کو دواپس لاتا ہی۔ اور بدن کی حرارت غریزی کو افزائش بخشتا ہی اسلیے حکیم جالینوس ہر رات ساگ کا ہو خوشبودار کرکے کھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ انی الآن علی النوم حریص اوکنی فی الیوم شیخ فیقتضی ترطیب النوم۔ یعنی مین چونکہ اب پیر مرد ہون اسلیے سونے پر زیادہ حریص ہون اسی واسطے کاہو کا ساگ کہ خواب آور ہی ہر شب تناول کرتا ہون۔ اور شیخ ابو علی سینا کہ اکابر حکماء سے شمار کیے جاتے ہین اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ یہ تدبیر بہت عمدہ اور مفید ہی انکے لیے جو سونے پر زیادہ حریص اور قاصر النوم ہین۔ اور اگر بعد تناول کاہو خوشبودار اور استعمال ہضم غذاے ناکولہ کے حمام مین غسل کرین اور آب گرم سر پر بہت ڈالین تو جلد خواب پر بہت اعانت کرتا ہی۔ اور طریق خوشبودار کرنے کاہو کا یہ ہی کہ مصالحات گرم سے مثل دارچینی اور زیرہ سیاہ اور فلفل گرد وغیرہ کے خوشبودار کرین تاکہ اسکی تبرید ہیچ کم ہو جاوے اور خواب بے مضرت اور تکلیف واقع ہو۔ اگرچہ اشیاے گرم و خشک نیند کو مضر ہین مگر چونکہ کاہو شدید التنویم ہی اسلیے وہ مصالحات گرم و خشک ملانے سے اپنی خاصیت سے باز نہین رہ سکتا۔ علاوہ بران مقدار مصالحات بابت کی نسبت بغذا بہت ہی کم ہوتی ہی اور اگر کسی آدمی کو بسبب خشکی دماغ کے نیند کم آتی ہو تو سواے تدبیر مذکورہ بالا کے حریرہ خشخاش اور شیرہ مغز بادام اور تخم کاہو اور تخم کدوے شیرین اسکے حق مین بہتر ہی اور خشخاش بھیگا کر تمام بدن پر مالش کرنی بھی خواب آور ہی۔ اور علی ہذا القیاس روغن خشخاش سر پر ملنا خواب کے لیے مفید ہی۔ اور آواز پانی کی اور آواز چکی کی کہ دور سے ہو بھی خواب کے لیے سودمند ہی اور حکایات اور قصص جات کو خواب کے وقت سننا اور کتاب کا پڑھنا بھی خواب آور ہی۔ سوا اسکے اور کئی تدبیرین سونے کی ہین جو مطولات عملیہ مین مذکور ہین۔ اور بعض چیزون کے خواب کرنا ضرر دیتا ہی مثلاً اگر رائی اور دودھ کھا کر خواب کرین تو آنکھون مین تیرگی اور سیاہی ہو جاتی ہی اور حواس مکدر ہوتے ہین۔ اور بعد غذاے فاسد کے سونا پینے اور خیال پریشان لاتا ہی اور کچی نیند جاگنے سے خفقان اور صرع وغیرہ بہت امراض پیدا ہوتے ہین اسلیے ایسی حرکت سے عقلاء نے منع کیا ہی۔ اگر کسی خوابیدہ کو جگانا منظور ہو تو اسکو آہستہ آہستہ بیدار کرین تاکہ آرام سے جاگے کیونکہ دفعتہً بیدار ہونا بھی اچھا نہین۔ جاننا چاہیے کہ اطبا نے دھوپ مین سونے سے ممانعت

کی ہو اس سے دماغ میں ثقل پیدا ہوتا ہی اور بموجب گرمی آفتاب کے ابخرے دماغ کی طرف صعود
کرتے ہیں لہذا اس خواب سے سر میں درد پیدا ہوتا ہی۔ اور چاند کی چاندنی میں خواب کرنا خون زیادہ
کرتا ہی اور اکثر اوقات نکسیر کو رواں اور قوت باہ کو تحریک کرتا ہی۔ اسلیئے کہ منی بباعث حرکت خون
کے (جو کہ اصل مادہ منی کا ہی) جوش میں آتی ہی اور ظاہر ہی کہ تحرک منی موجب زیادتی شہوت ہی
اور تحرک خون خواص نور قمر سے ہی اسی لیئے تمام رطوبات وقت غلبہ نور قمر کے حرکت میں آتے ہیں
اور علی ہذا القیاس میوجات تر مثل خربزہ اور خیارین وغیرہ سبزیات کے ایام غلبہ نور قمر میں
زیادہ ہوجاتے ہیں۔ اور بعض میوجات تو ایسے ہیں کہ بسبب زیادتی رطوبات کے
پھٹ جاتے ہیں کیونکہ پوست انکا بسبب رطوبت کثیرہ کے گنجایش نہیں رکھتا۔ اسی طرح خون
بھی بدن میں زیادہ ہوجاتا ہی۔ لہذا ایام غلبہ نور قمر میں اطبا فصد کرانا ممنوع لکھتے ہیں۔ اور
ایسا ہی آب چاہات اور انہار اور عیون کہ ذوات المد والجزر ہیں بسبب نور قمر کے زیادہ
ہوجاتے ہیں۔ اور دلائل اسکے جو کہ علم ہیئت کے متعلق ہیں اور انکے سمجھنے سے عوام الناس
عاری ہیں اسلیئے مذکور نہیں ہوے۔ والاصل فی ذلک ان کل ما ذکر فی ہذا الباب بامر خالق
الشمس والقمر ولا مدخل فیہ لعقل البشر۔ اور خواب اس طرح پر کہ بعض اعضاء دھوپ میں اور
اور بعض اعضا سایہ میں ہوویں اگرچہ شرعاً ممنوع ہی لیکن قطع نظر از ان عرفاً اور طباً بھی روا نہیں
لعدم تشابہ حال النائم۔ اور معلوم کرنا چاہیئے کہ خوابگاہ ہر ایک فصل میں حرارت اور برودت میں
موافق مزاج ہر ایک شخص کے ہو اور خس و خاشاک اور بدبو وغیرہ سے بھی منزہ اور صاف ہو اور
ہوائے مکان عطریات اور عرقیات سے خوشبودار ہو اور حیوانات گزندہ اور غیر گزندہ سے جیسے سانپ
اور بچھو اور مکھی اور مچھر وغیرہ سے پاک ہو تاکہ خواب کے وقت انسان کے دل میں کسی نوع کا
خلجان باقی نہ رہے اور بآرام سووے۔ اور چراغ روشن بھی روبرو آنکھ کے نہو کیونکہ اُجالے میں
ایک تو خواب کم آتا ہی اور دوسرے بدبو دھوین چراغ کی دماغ میں پہونچکر اُسکو خراب کرتی ہی
اور سونے کے لیئے چارپائی بلند پایہ مناسب ہی۔ اور رختخواب بھی ہر ایک فصل اور مزاج انسان
کے موافق ہونا چاہیئے۔ چنانچہ موسم سرما میں سرد مزاج کے لیئے جامہ خواب روئی اور حریر اور
نمد وغیرہ سے تیار کرنا چاہیئے اور اس موسم میں روئی بہت ڈالنی چاہیئے تاکہ بدن کو گرمی اچھی پہونچے
اور سردی کو مدخل نہو۔ اور موسم گرما میں گرم مزاج کو پارچات سرد السی وغیرہ کے ہونے چاہیئیں
مگر ہر ایک موسم میں فرش ایسا نرم چاہیئے کہ صلابت خوابگاہ بدن کو بالکل محسوس نہو اسلیئے کہ

فرش سخت پر خواب کرنا اعصاب کو بہت نقصان رکھتا ہی اور گاہے تمدد اور تشنج اور فالج وغیرہ امراض تک مفضی ہوتا ہی خصوصاً اگر خواب زمین سرد پر واقع ہو علاوہ برآن فرش سخت پر خواب کرنے سے انسان دُبلا اور لاغر ہو جاتا ہی یہان تک کہ جسم آدمی کو دُبلا کرنے کا یہ علاج ہی اور فرش نرم پر خواب کرنا بہت مفید ہی۔ اول تو یہ ہی کہ کئی ایک امراض مذکورۂ بالا سے آدمی محفوظ رہتا ہی علاوہ برآن بدن کو فربہ کرتا ہی اور طبیعت کو فرحت اور راحت دیتا ہی۔ اور پھولون کے فرش پر سونا چنانچہ بعض بادشاہون اور امراؤن کے نسبت سُنا گیا ہی بشرط درازی زمان خواب مضعف[1] قوت باہ ہی عند الاطبا ایسے فرش مضر سے احتراز لازم ہی۔ **فائدہ** اگرچہ خواب مین بنابر سردی ظاہر بدن کے کہ خواص خواب سے ہی حاجت لحاف وغیرہ اوڑہنی کی ہوتی ہی الا باطن مین حرارت غالب ہوتی ہی لتوجہ[2] الحرارۃ الیہ اور بیداری مین برعکس خواب کے حرارت خارج بدن مین ہوتی ہی لہذا بدن کو چندان سردی محسوس نہین ہوتی یہی باعث ہی کہ موسم سرما مین جب تک انسان بیدار رہے تب تک چاہیے تمام رات ایک ہی چادر مین گذر جاوے تو ممکن ہی لیکن جب آدمی سو جاوے تو سوائے لحاف وغیرہ اوڑہنے کے سونا مشکل ہو جاتا ہی۔ کما ذکر[3] اور خواب مین نسبت بیداری کے عرق زیادہ آنے کا بھی یہی باعث ہی۔ اور حکیم تمام متفق القول ہین کہ عرق خواب بہ نسبت بیداری کے عمدہ اور محمود ہی لانہ صادر[4] عن فعل الطبیعۃ وقوۃ قواہا۔ مگر جسکو بدون اسباب ظاہری کے دشل گرمی ہوا اور کثرت پارچات ملبوسہ کے) عرق زیادہ آوے تو دریافت ہوتا ہی کہ بدن اُسکا مواد سے ممتلی ہی **فائدہ**۔ کبھی خواب اور بیداری سے سونے والے کی طبیعت پر استدلال کر سکتے ہین چنانچہ کثرت بیداری نشان گرمی اور خشکی دماغ ہی اور کثرت خواب نشان سردی اور تری طبیعت ہی اور اعتدال خواب اور بیداری مین علامت اعتدال مزاج کی کیفیات اربعہ مین ہی۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کبھی صورت واقعہ سے جو خواب مین دیکھی جاتی ہی اور اُسکو عوام الناس سپنہ بولتے ہین مزاج کے احوال پر استدلال کر سکتے ہین بشرطیکہ اور دلائل بھی اُسپر گواہی دین اور سبب رؤیت[5] کا تغیر مزاج روح ہو خواہ ساذج خواہ مادی کیونکہ سپنہ دیکھنے کے لیے سوا اسکے اور کئی اسباب ہین۔ چنانچہ خواب کبھی تو اسطرح حاصل ہوتے ہین کہ نفس انسانی کو مبادی عالیہ سے اتصال حاصل ہوتا ہی اسلیے اُسکو امور غائبہ کلیہ خواب مین دکھائے جاتے ہین۔ اور گاہے اسطرح دیکھے جاتے ہین کہ حالت بیداری مین کوئی شئی خیال مین مرتسم اور منتقش ہو جاتی ہی پس خواب مین تو بھی نظر

[1] ضعیف کرنے والا ۱۲
[2] بسبب متوجہ ہونے حرارت کے اسکی طرف ۱۲
[3] جیسا کہ مذکور ہوا ۱۲
[4] [illegible] طبیعت سے اور قوت قویٰ سے ۱۲
[5] [illegible] ۱۲

آتی ہی۔ اور علی ہذا القیاس پس ایسے خوابوں سے مزاج کے احوال پر استدلال نہین کر سکتے اور بیان تفصیلی ہر ایک کا عنقریب چند سطور کے بعد آتا ہی۔ اور تحقیق اسکی یہ ہی کہ جسپر یہ آیت دلالت کرتی ہی اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی الآیۃ۔ وہ یہ ہی کہ انسان کے لیے نفس اور روح ہی پس وقت خواب کے نفس خارج ہوتا ہی اور روح بدن مین باقی رہتی ہی جس سے آدمی زندہ معلوم دیتا ہی۔ اور ابن عباس رض سے مروی ہی کہ ابن آدم مین نفس اور روح ہی نفس سے تو عقل و تمیز حاصل ہوتی ہی اور روح سے تنفس اور حیات ہی پس موت کے وقت دونون مرجاتے ہین اور نیند کے وقت نفس مرتا ہی اور روح باقی رہتی ہی یعنی عقل اور تمیز باقی نہین رہتی لیکن تنفس اور حیات باقی رہتی ہی اور علی کا قول ہی کہ وقت خواب کے روح خارج ہوتی ہی اور شعاع اسکی جسم مین باقی رہتی ہی پس جب آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہی تب فوراً روح جسم کی طرف عود کرتی ہی۔ اور کہا گیا ہی کہ ارواح اموات اور احیاء کی خواب مین ملاقات کرتی ہین پس ایک دوسرے کو خدا کے حکم سے باہم پہچانتی ہین پس جب ارواح احیاء کی واپس ہونا چاہتی ہین تب ارواح اموات کو خدا بند کرتا ہی اور ارواح احیاء کو فوراً اپنے اجسام کی طرف لوٹاتا ہی۔ اور حکماء اسلامیہ کا یہ مذہب ہی کہ نفس انسانیہ جوہر مشرق نورانی ہی جب بدن سے متعلق ہوتا ہی تو اسکے تمام اعضا مین ظاہراً و باطناً نور حاصل ہوجاتا ہی اور وہ حیات اور بیداری ہی لیکن وقت خواب کے نور باطن کو توجہ کرتا ہی اور ظاہر سے منقطع ہوجاتا ہی پس نفس حیات کا باقی رہتا ہی اور عمل قوی بدنیہ کا باطن مین تخیلہ و مفکرہ وغیرہ سے ثابت رہتا ہی اور جب وہ نور ظاہر اور باطن سے بالکلیہ منقطع ہوجاتا ہی اسکا نام موت ہی کذا فی تفسیر النیشاپوری والمعالم والبیضاوی۔ والعلم عند اللہ سبحانہ۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ خواب مین کسی چیز کو دیکھنا کئی اقسام پر ہی پس جو خواب تغیر مزاج روح سے نہونگے انسے مزاج کے حال پر استدلال نہین کر سکتے چنانچہ قسم اول اور ثانی ہین اور جو خواب تغیر مزاج روح سے ہونگے انسے مزاج کے حال پر استدلال کر سکتے ہین جیسا قسم ثالث ہین۔ اول قسم رویاے صادقہ ہین رویا کے معنی خواب اور صادقہ کے معنی راست۔ یعنی وہ خواب کہ راست ہین اور نفس ناطقہ کو مبدء فیاض کی عنایت سے عالم مجردات کی سیر سے حاصل ہوتے ہین۔ اور انکے حصول کا سبب یہ لکھا گیا ہی کہ نفس انسان کو اپنی مبادی سے ایک علاقہ خاص ہی لیکن بباعث تعلقات جسمانی کے اس سے محروم اور مہجور رہتا ہی اور ایسی نعمت عظمی اور دولت کبری سے حاصل نہین کر سکتا البتہ

عنایت آلہی سے کہ جامع المتفرقین اُسکے صفات سے ایک صفت ہی کبھی بذریعہ ریاضت یا بے ریاضت آدمی کو ایک نوع کا تجرد عالم اسباب سے حاصل ہوتا ہی اور اپنے مبادی سے کہ عالم ارواح اور مثال اور عالم مجردات ہی ایک نوع کا ارتباط پیدا کرتا ہی خصوصاً حالت نوم مین کیونکہ نفس اُسوقت تمام تصرفات بدنیہ سے فارغ ہوتا ہی پس بسبب مناسبت تجرد کے مبادی عالیہ کی طرف توجہ کرتا ہی اور حالت بیداری مین بباعث مشاغل ظاہری اور تدبیرون کے مبادی عالیہ کی طرف متوجہ نہین ہوسکتا ہان اگر نفس قوی ہو مثل انبیا اور اولیا اور اتقیا اور صلحا وغیرہ کے پس ایسے نفوس کو عوائق اور علائق ظاہری اتصال مبادی عالیہ سے مانع نہین ہوسکتے اسلیے اُنسے بیداری مین بھی وہ کام ہوسکتے ہین جو کہ حالت خواب مین کر سکتے ہین یعنی ملاقات مبادی عالیہ کی اُنھین بیداری مین بھی حاصل ہوسکتی ہی ۔ اور اگر نفس نہایت قوی ہو تو اُس سے خوارق عادات یعنی معجزات مثل بارش اور زلزلہ اور شفا مریض اور طوفان وغیرہ سرزد ہوتے ہین کما نقل عن الانبیاء والاتقیاء والصلحاء علیہم الصلواۃ والسلام پس کئی ایک امور کلیہ غائیہ ماضیہ اور آتیہ کہ عالم ارواح اور لوح محفوظ مین ثابت ہین اور اُس شخص سے کسی وجہ کا تناسب رکھتے ہین خواب مین دکھائے جاتے ہین ۔ بعدہ اُن اشیاء کو قوت متخیلہ انسانی فی الحال کسی صورت جزئیہ مناسبہ سے متصور کرتی ہی پس وہ صورت حس مشترک مین مشاہدہ ہوتی ہی ۔ اور حس مشترک اپنے خزانہ کہ خیال ہی پہونچاتی ہی اور خیال حالت بیداری تک اُسکی محافظت کرتا ہی پس حالت بیداری مین یاد دلاتا ہی ۔ اب اگر صورت واقعہ اور ذہنی صورت مین مناسبت اور ملائمت بخوبی ہو چنانچہ صورت متخیلہ اور معنی مدرکہ نفس مین سوائے کلیہ اور جزئیہ کے کچھ فرق نہو اُس خواب کو حاجت تعبیر نہین جسطرح خواب مین مشہود ہوا ہی ویسا ہی بعینہ ظہور پاتا ہی ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ خود مع اصحابون رضہ کے سر منڈوا کر یا بال کٹوا کر مکہ معظمہ مین داخل ہوے بعدہ ویسا ہی ظہور مین آیا ۔ ایسی سیر کا اتفاق عالم ارواح مین بیشتر پڑتا ہی ۔ اور اگر صورت اور ذہنی صورت مین پوری مناسبت نہو بلکہ بین وجہ ہو تو البتہ محتاج تعبیر وغیرہ کا ہوتا ہی جیسے ایک بات کو اُسکی ضد پر خواب مین دیکھا جاوے چنانچہ آنحضرت صلعم سے حکایت کی ہی کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ بہشت مین روشندان ہین پس حضرت نے سوال کیا کہ یہ روشندان کسکے لیے ہین حکم ہوا کہ ابی جہل کے لیے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسا کبھی نہین ہوسکتا کہ ابی جہل داخل جنت ہو ۔ اور بعد اُسکے عکرمہ بیٹا اُسکا داخل اسلام ہوا آنحضرت صلعم نے اُس خواب کی اس سے تعبیر کی کہ بسبب نسبت تولد اور تناسل کے اسطرح دکھلایا گیا تھا

اور جیسے خواب مین سانپ دیکھنے سے مال سے تعبیر کرتے ہین اس لحاظ سے کہ سانپ اور مال ہر دو دشمن انسان ہین یا اس جہت سے کہ سانپ کو خزانہ سے محبت دائمی ہی - اور دودھ کی علم سے تعبیر کرتے ہین اس مناسبت سے کہ ہر دو مفید انسان ہین مخفی نہ رہے کہ اکثر ہمیشہ صورت اور ذی صورت مین مناسبت لوازم مین ہوتی ہی ایسی صورت مین صورت خیالیہ مرتبہ اولیٰ سے صورت عقلیہ کی طرف رجوع کیجاتی ہی اور حاجت تعبیر ہوتی ہی - جیسے آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ کتا ابلق حسین رضی کے خون کو چاٹتا ہی پس شمر کہ قاتل حسین تھا مبروص تھا - اور ایسا ہی عائشہ رضی نے خواب مین دیکھا کہ تین چاند اُسکے حجرہ مین گرے ہین پس حضرت ابو بکر نے اُس خواب کی تعبیر کی اور فرمایا کہ مین اور سرور کائنات صلعم اور عمر رضی مر جاینگے اور تیرے حجرہ مین مدفون ہونگے پس ایسا ہی ظہور پایا - اور روایت ہی کہ مان امام شافعی رح کی جب حاملہ تھی خواب مین کیا دیکھتی ہی کہ مشتری ستارہ اُسکی فرج سے نکلا ہی اور شہر مین لوٹ گیا ہی پس تمام شہرون مین ایک ایک قطعہ اُسکا علحدہ ہو گیا پس تعبیر کی گئی کہ اُسکے شکم سے ایک عالم پیدا ہوگا اور علم اُسکا تمام بلاد اور امصار مین منتشر ہو جائیگا - اور علی ہذا القیاس حضرت صلعم نے ابو بکر رضی کو فرمایا کہ مین اور تو ایک زینہ پر چڑھ رہے ہین پس مین تیرے آگے ڈھائی درجہ ہو گیا ہون حضرت رضی ابو بکر نے فرمایا کہ یا رسول اللہ مین بعد ڈھائی برس کے مر جاؤنگا آخر ایسا ہی واقع ہوا پس تمام خوابون مذکورہ مین لوازم مین مناسبت ہی چنانچہ تاویل اور تعبیر اُسکی بھی اسی لحاظ سے کی گئی ہی - ابن سیرین سے جو کہ تعبیر خوابون مین مشہور اور معروف ہین ایسی ایسی باتین بہت مشہور ہین اس مختصر مین تمامہ بیان نہین ہو سکتین - اس قسم کے خوابون رویائے صادقہ بولتے ہین کیونکہ یہ کاذب اور جھوٹے نہین ہو سکتے - اور اُنکے خواص مین سے یہ ہی کہ جب کسی کے پاس تعبیر کے لیے بیان کرتے ہین تو جیسا وہ شخص تعبیر کرتا ہی ویسا ہی ظہور مین آتا ہی خواہ تعبیر نیک کیجاوے خواہ بد - اسی واسطے عقلا نے کہا ہی کہ سب سے اول خواب کو کسی نادان شخص کے بامید تعبیر نکہنے جاوے ایسا نہو کہ وہ بسبب حماقت کے تعبیر برخلاف واقعہ کرے اور مقدمہ برعکس ہو - اور حدیث مین بھی سخت ممانعت اس سے وارد ہی اسلیئے اصحاب رضی اپنے خواب کو ہمیشہ حضرت صلعم کی خدمت مین عرض کرتے تھے آنحضرت صلعم کی زبان سے تعبیر اُسکی سنتے تھے - الغرض رویائے صادقہ کو وحی شمار کیے جاتے ہین خصوصاً رویائے صلحا اور اتقیا اور انبیا علیہم السلام - دوسرا قسم رویائے تخیلی ہین وہ یہ ہین کہ آدمی کو بیداری کی حالت مین کوئی صورت بذریعہ حس مشترک کے خیال مین آتی ہی پس اُسی صورت کو حس مشترک حالت خواب مین مشاہدہ کرتی ہی - یا یہ کہ کوئی معنی معانی متوہمہ سے حافظہ مین آتے ہین

پس قوت متخیلہ اُسکو کسی صورت مین متصور کر کے حس مشترک پر عرض کرتی ہی۔ ایسے خوابون کا نام
رویاے کاذبہ ہی اور اضغاث احلام انھین کا نام ہی۔ اُنکا کچھ اعتبار نہین ایسے خواب صدہا شب و روز
مین دیکھے جاتے ہین۔ لیکن اُنپر کوئی اثر مرتب نہین ہوتا اور نہ اُنکو تعبیر و تاویل کی حاجت پڑتی ہی۔ اور
اس قسم مین معانی مدرکہ نفس اور صورت منطبعہ فی الخیال مین بالکل مناسبت نہین ہوتی اور خواب
شاعرون اور اشخاص کثیر الکذب کے بھی اسی قبیل سے ہین کیونکہ خیالات باطلہ اور انتقالات ردیکی
اُنکو عادت پڑجاتی ہی اسی لیے اُنپر اعتماد نہین کیا جاتا۔ تیسری قسم وہ خواب ہین کہ بنا بر تغیر مزاج روح کے
کہ بسوء مزاج ساذج یا مادی سے عارض ہوتا ہی واقع ہوتے ہین اور ایسے خواب اقسام امراض سے
شمار کیے جاتے ہین اور محتاج بعلاج ہین اور انھین سے مزاج کے احوال پر استدلال کیجاتی ہی۔ پس جو
خواب کہ سوء مزاج ساذج سے عارض ہوتے ہین دو طرح پر ہوتے ہین۔ ایک وہ ہین کہ سوء مزاج سے
عارض ہوتے ہین اور سبب اُنکے عروض کا یہ ہی کہ جب روح آدمی کی بسبب حرارت خارجی کے مشتعل
ہوتی ہی تو قوت متخیلہ اُسکو مناسبت کی رعایت سے ایسی صورتون گرم سے مصور کرتی ہی کہ انسان
بیداری مین اُنکو مشاہدہ کرتا ہی پس خواب مین آگ اور آفتاب اور بجلی اور صاعقہ وغیرہ دیکھتا ہی دوسرے
یہ ہی کہ سوء مزاج بارد سے لاحق ہون۔ اور سبب اُنکے عروض کا یہ ہی کہ جب روح بسبب سردی خارجی
کے سرد ہوتی ہی اور برودت اسمین غالب ہوتی ہی تو فی الحال قوت متخیلہ مناسبت کی رعایت سے
ایسی صورتون سرد سے مصور کرتی ہی کہ بیداری مین ملاحظہ کیجاتی ہین۔ پس عالم خواب مین برف
اور یخ اور باد او باران ملاحظہ کرتا ہی۔ اور جو خواب کہ سوء مزاج بادی سے عارض ہون بموجب کیفیات
اربعہ کے اُسکی چار قسم ہین۔ اول یہ کہ غلبہ صفرا سے خواب نمودار ہون۔ وجہ اُنکی یہ ہی کہ روح حرارت
صفرا سے مشتعل ہوگی اور بخارات زرد اُس سے جدا ہونگے اور قوت متخیلہ اُنکو ایسی صورت مین
مصور کریگی جو اُنکے مناسب ہوگی اور حس مشترک پر ظاہر کریگی پس خواب مین اشیا زرد رنگ
اور چیزین گرم اور جانورون کے مانند اُڑنا ظاہر ہوگا۔ دوم یہ ہی کہ غلبہ خون سے خواب ظاہر
ہووین پس خواب مین آندھی سرخ اور اشیاے گرم اور خونریزی وغیرہ مناسبہ ملاحظہ
کیے جائینگے۔ سوم یہ کہ مواد بلغمی جسم مین زائد ہو پس اُسکے مناسب جو چیزین ہین وہی خواب مین
مشاہدہ ہونگی مثلاً پانی سرد اور سرما اور سردی اور مینھ اور سفیدی وغیرہ اشیاے مناسبہ مادہ بلغم دکھائی دیگی
چہارم یہ کہ مواد سوداوی سے بدن ممتلی ہو پس وہ چیزین کہ مناسب مادہ سوداوی ہین خواب
مین مرئی ہونگی مثلاً سیاہی اور تیرگی اور خوف اور وحشت اور ہولناکی اور بلندی سے پستی مین

گرنا اور سوا اسکے اور امور مناسبہ مادہ سوداوی کے خواب مین دیکھے جاوینگے۔ انتباہ دلالت خوابکی نوع مادہ پر دو شرطون سے مشروط ہی۔ اول یہ کہ جو چیزین خواب مین دیکھی جاتی ہین بسبب کثرت فراولت کے نہ دیکھی جاوین پس اگر بھاڑ جلانے والے خواب مین شعلہ اور نیران معائنہ کرین تو یہ امور غلبہ حرارت صفراوی پر دال نہونگے کیونکہ باعث کثرت فراولت کے انکو ایسی چیزین نظر آتی ہین۔ ایساہی ملاح اگر دریا اور بادل اور برف وغیرہ ملاحظہ کرے تو غلبہ بلغم کی علامت نہوگی۔ اور دوم یہ کہ جو کچھ خواب مین دیکھا جاتا ہی بسبب فیضان مبادی عالیہ کے نہو جیسا رویاے صادقہ مین بیان ہوا ہی پس یہ خواب بھی غلبہ مواد پر دال نہونگے کما مر فصل سوم بیداری کے بیان مین۔ اب بیداری کے بابت بھی چند امور ضروری قلمبند کیے جاتے ہین واضح ہو کہ بیداری بھی مانند خواب کے دو قسم پر ہی طبعی اور غیر طبعی مگر چونکہ ستہ ضروریہ سے صرف بیداری طبعی ہی لہذا اسکا بیان اور تعریف لکھی جاتی ہی۔ اور بیداری غیر طبعی چونکہ غیر ضروری ہی اور علاوہ بران ایک قسم کا مرض ہی جسکو عربی زبان سہر بولتے ہین چونکہ سبات کی ضد اور محتاج بعلاج ہی اور نیز بیان اسکا موجب طوالت مختصر ہی اسلیے بیان نہین کی گئی۔ اور بیداری طبعی کی یہ تعریف ہی کہ ہی حالة طبعیة فیہ الحیوان آلات الحس والحرکة عند انصباب الروح النفسانیة فیہا موثرة۔ یعنی بیداری طبعی وہ حالت طبعی ہی کہ جب روح نفسانی (بذریعہ اعصاب کے) آلات حس اور حرکت حیوان مین بشرط تاثیر نفوذ کرتی ہی تب حیوان اپنے آلات کو استعمال کرتا ہی اور چونکہ بیداری ضد خواب ہی لہذا بیداری مین وہ امور ظاہر ہونگے جو کہ خواب کے برخلاف ہون۔ چنانچہ بیداری مین ظاہر بدن گرم اور باطن سرد ہوتا ہی۔ اور زیادہ جاگنے سے بدن مین خشکی اور کوفت اور ماندگی ہوجاتی ہی اور درد سر عارض اور رنگ بدن خراب ہوجاتا ہی اور فکر اور حواس مین خلل اور دماغ مین نقصان اور امراض وسواس اور جنون پیدا ہوتے ہین اور رطوبت بدن کی خشک ہوتی ہی اور ہضم خراب ہوتا ہی اور آنکھون مین تاریکی ظاہر ہوتی ہی اور بھوک باطل اور بدن دبلا اور پتلا ہوجاتا ہی۔ چونکہ موجب زیادہ بیداری کی گرمی اور خشکی دماغ ہی اسلیے اسکی اصلاح کے لیے اشیاے سرد و تر کا استعمال کرین جو کہ مطولات علیہ مین مذکور ہین۔ اور قدرے فصل دوم مین بیان ہوئی ہی اور بیداری معتدل باعث حفظ صحت ہی۔ الغرض تمام امور مین کیا خواب اور کیا بیداری اعتدال اور میانہ روی مفید ہی بقول شخصے خیر الامور اوسطہا

باب چہارم حرکت اور سکون بدنی کے بیان مین اور اسمین چند فصول ہین فصل اول۔

در وجہ اضطرار حرکت اور سکون اور انکے معانی و اقسام حرکت بیان مین مخفی نہ رہے کہ حرکت اور سکون بدنی بھی ایک قسم ستہ ضروریہ سے ہی اسکے بغیر بھی حیات انسانی ممکن نہین۔ معلوم ہو کہ حرکت کل بدن کی

کل مکان سے ہو یا حرکت اجزاے بدن کی اجزاے مکان سے ہو جیسے قریباً بیان کیا جائیگا وجہ ضرورت
حرکت کی یہ ہی کہ حرارت غریزی ہر وقت اور ہمیشہ اپنے کام مین مصروف رہتی ہی یعنی جو چیز کہ وارد بدن
انسان ہوتی ہی اُسکو تحلیل کرتی ہی لیکن بسبب دوام فعل کے اُسکو کلال اور ماندگی لاحق حال ہوتی ہی
پس اسی باعث سے تھوڑے تھوڑے فضلے ہر ایک ہضم مین باقی رہتے ہین اب اگر یہ فضلے کچھ
عرصہ تک جمع ہوتے رہین تو ضرور حرارت غریزی کو ڈھانپ کر سرد کر دینگے اور موجب آفات بلکہ ہلاک
ہونگے اسلیے ہمین ایسی حرارت کی احتیاج ہوئی جو کہ فضول کو تحلیل اور حرارت غریزی کو افروختہ کرے
اور اُسکی قوت اور ضعف اپنے اختیار مین ہووے الحرارة الحادثة من الحرکة فان الحرکة من شانہا التسخین
اسلیے انسان کو حرکت ضرور ہوئی تاکہ اُسکے ذریعہ سے فضلہ زائدہ تحلیل ہوتا رہے اور حرارت غریزی بھی
روشن اور افروختہ رہے اور منطفی ہوکر دب نجاوے۔ اور حکیم ابن ابی صادق حرکت کے ضروری
ہونے مین یون تحریر فرماتے ہین کہ حیوان بالطبع متحرک مخلوق ہوا ہی جیسا انسان کو بالطبع ناطق پیدا
کیا گیا ہی کیونکہ حیوان کی تعریف مین متحرک بالارادہ لیا گیا ہی پس جیسا انسان بالطبع اور بالذات
ناطق ہی ویسا ہی حیوان بالطبع اور بالذات متحرک ہی اور جو شخص جس چیز پر مخلوق ہوا ہی اُسکا
خالی رہنا اُس سے محال ہی پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حیوان بالذات محتاج حرکت
کا ہی اسکے متحرک ہونے مین کسی اور دلیل کی حاجت نہین۔ اور وجہ ضرورت سکون کی یہ ہی
کہ انسان کو بسبب رنج اور تعب اور حرکت دائمی کے عجز اور کلال لاحق حال ہوتا ہی اسلیے راحت
بدن کے لیے محتاج سکون ہوتا ہی کیونکہ اگر ہمیشہ حرکت مین ہی رہے تو رطوبات تمامہا تحلیل ہو جاینگے
بلکہ حرکت دائمی سے رطوبات متکون اور مخلوق بھی نہونگے اور اسی باعث سے حرارت بھی دور
ہو جائیگی کیونکہ رطوبت مادہ حرارت ہی۔ اور قادر علی الاطلاق نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک اسباب
ضروری کے لیے محرک اور باعث مقرر کیا ہی۔ چنانچہ بھوک کھانے پر اور پیاس پینے پر باعث ہوئی ہی
اور ماندگی اور پینک خواب پر اور انسان کا ماکول اور مشروب اور لباس مصنوعی ہونا حرکت پر موجب
ہی۔ اور علی ہذا القیاس اور بھی ہین۔ بالفرض اگر ہر ایک اسباب ضروری کے لیے محرک اور باعث
طبعی مقرر نہوتا تو امور ضروری مین بسبب غفلت کے فتور لاحق ہوکر مفضی الی الہلاک ہوتا جیسے
مرض مین اگر علاج مین غفلت کیجاوے تو مرض موجب ہلاک ہوتا ہی مثلاً اگر بھوک یا پیاس کھانے پینے پر
باعث اور محرک نہوتی تو انسان کو کبھی حاجت کھانے پینے کی محسوس نہوتی اسلیے نہ تو انسان غذا
کھاتا اور نہ پانی پیتا اور بدن تو بسبب داخلی اور خارجی سے دائم التحلیل ہی پس اس صورت مین

بدل ما یتحلل بدن میں کوئی چیز نہ پہونچتی اور آدمی ہلاک ہوجاتا کیونکہ بغیر پہونچنے بدل ما یتحلل کے زندگانی محال ہے اور یہ بات ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوسکتی ہے۔ اور حرکت کی تعریف میں بہت اختلاف ہے ارسطو نے اسس باب میں کچھ کہا ہے اور افلاطون نے کچھ اور ہی لکھا ہے لیکن ہم اس جگہ فقط وہ تعریف جو بعض قدماے مستند علیہ نے لکھی ہے نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ الحرکۃ ہی خروج المادۃ من القوۃ الی الفعل بالتدریج او بتسییر اگر یسیر او لا دفعۃ یعنی حرکت اُس سے عبارت ہے کہ خروج مادہ کا قوت سے طرف فعل کے آہستگی سے ہو یا اندک اندک اور یکبارگی نہو۔ اور فائدہ تمام قیود مذکورہ کا یہ ہے کہ کون اور فساد حرکت کی حد میں داخل نہو اسلیے کہ خروج مادہ کا قوت سے طرف فعل کے اگر دفعۃً ہو کون کہلاتا ہے اور زوال اسکا اگر دفعۃً ہو فساد بولا جاتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ حرکت ان دونوں کا غیر ہے کیونکہ حرکت چاہے کیسی قسم کی ہو اسمین شرط ہے کہ متحرک اپنی صورت نوعیہ پر بعد تحرک کے رہے بخلاف کون اور فساد کے کہ تغیر صورت نوعیہ متحرک کا اسکو لازم ہے۔ اور سکون کی یہ تعریف ہے کہ السکون ہو بقاء المادۃ علی القوۃ او علی الفعل یعنی سکون اُس سے عبارت ہے کہ بقاء مادہ کا قوت یا فعل پر ہو۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ حرکت مطلقاً قطع نظر مسافت سے (کہ وہ ایک قسم علیحدہ ہے اور اعیان میں موجود نہیں) آٹھ قسم پر ہے۔ چار تو اُس مقولات اربعہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ یہ چاروں اقسام انھین واقع ہوتے ہیں اور چار دوسرے باعتبار ذات حرکت کے ہیں انمین کسی مقولہ کا مقولات عشرہ سے لحاظ نہیں کیا گیا پس مجموعہ آٹھ قسم ہوے چنانچہ انکو دو نوع پر بیان کیا گیا ہے نوع اول میں وے اقسام لکھے جاوینگے جو کہ مقولات اربعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور نوع ثانی میں اُن اقسام کا بیان کیا جاویگا جو کہ باعتبار ذات حرکت کے ہیں

نوع اول مخفی نرہے چونکہ بیان مقولات کا علم حکمت سے تعلق رکھتا ہے اور وہاں انکو بخوبی بیان کیا گیا ہے اور یہ مختصر انکے بیان تفصیلی کا متحمل نہیں ہوسکتا لہذا اس جگہ صرف مقولہ کے معنی مع اسامی اقسام اور تعریف ہر ایک کے لکھا جاتا ہے جو لوگ زیادہ تشریح کے طالب ہوں وہ کتب متداولہ حکمت سے مثل صدرا اور شمس بازغہ اور حکمۃ العین اور شرح ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ کتب علم حکمت سے مطالعہ کرلین۔ واضح ہو کہ موجود دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود پس واجب الوجود واجب بالذات ہے کہ وجود اسکا باعتبار ذات کے ضروری ہے اور وہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہے کہ بسیط محض ہے یعنی نہ اسمین اجزاے ذہنی پاے جاتے ہیں مثل جنس اور فصل کے اور نہ اجزاے خارجی مثل ہیولے اور صورت کے اور ممکن الوجود وہ ہے جسکا وجود اور عدم دونوں ضروری نہوں اور وہ مخلوقات ہے۔ پس ممکن الوجود کی دو قسم ہیں۔ ایک ممکن الوجود جوہر ہے اور وہ اُس ممکن سے عبارت ہے کہ قائم بالذات ہو یعنی محتاج بہ محل نہو اور عرض اسکے برخلاف ہے

یعنی محتاج بمحل ہو اور قائم بالذات نہو۔ جوہر کے افراد پانچ ہین ایک جسم ہو اور یہ اُس سے مراد ہی
کہ قابل ابعاد ثلاثہ ہو اور ابعاد ثلثہ طول عرض عمق ہین۔ دوم ہیولے۔ سوم صورت۔ چہارم نفس ناطقہ
پنجم عقول جسکو لسان شرع مین ملک اور فرشتہ کہتے ہین۔ اور وہ حکماے مشائین کے
نزدیک دس عقول مین منحصر ہین۔ اور نزدیک حکماے اشراقین کے عقول غیر محصور ہین
قسم دوم ممکن الوجود عرض ہی اور تعداد مین نو ہین جنکے اسامی یہ ہین۔ کیف۔ کم۔ این۔ متی۔
اضافت۔ وضع۔ فعل۔ انفعال۔ ملک۔ کیف وہ عرض ہی کہ باعتبار اپنی ذات کے قسمت
اور عدم قسمت کا مقتضی نہین ہوتا۔ اگرچہ بتابعیت اپنے محل کے قسمت اور لا قسمت قبول کرتا ہی
چنانچہ سواد اور بیاض اور حرارت اور برودت وغیرہ اگر جسم کو عارض ہووین منقسم ہوتی ہین
اور جب نقطہ کو عارض ہووین تو منقسم نہین ہوتین۔ اور یہ دو قسم پر ہی ایک کیف جسمانی جیسا
سواد اور بیاض وغیرہ سے بیان کیا گیا ہی۔ دوم کیف نفسانی کہ نفس ناطقہ کو عارض ہوتا ہی
جیسے علم اور جہل اور جود اور بخل وغیرہ کو کیف نفسیہ۔ اور بیان انکا عنقریب باب پنجم مین آتا ہی
کم وہ عرض ہی کہ فہم اسکا غیر کے فہم پر موقوف نہو اور باعتبار اپنی ذات کے قابل قسمت ہو اور اسکی
دو قسم ہین۔ ایک کم منفصل ہی جسمین اجزاے متمائز الوجود بالفعل موجود ہون جیسے اعداد کہ احاد سے
مرکب ہین اور وہ احاد اسمین علیحدہ علیحدہ موجود ہین۔ دوم کم متصل ہی کہ قابل قسمت ہو لیکن
اجزاے متمائز الوجود اسمین بالفعل موجود نہون جیسے امتداد کسی چیز کا جو کوئی گز دراز ہو یا سیر
مسافت اگرچہ قابل التقسیم ہی لیکن اجزاے متمائز الوجود اسمین بالفعل موجود نہین بلکہ بالقوۃ
موجود ہین ناپنے سے ظاہر ہو جاینگے۔ اور زمانہ بھی اسی قبیل سے ہی۔ سوم این۔ اور تفصیل
اسکی ابھی آتی ہی۔ وہ ہیئت ہی کہ جسم کو بسبب حصول مکان کے حاصل ہوتی ہی۔ چہارم متی
یہ وہ ہیئت ہی کہ جسم کو بسبب حصول زمان کے عارض ہوتی ہی۔ پنجم اضافت اس سے وہ نسبت
مراد ہی کہ درمیان دو شے کے حاصل ہوتی ہی جیسے صفت ابوۃ اور بنوۃ کی کہ درمیان باپ
اور بیٹے کے ثابت ہی۔ ششم وضع۔ یہ وہ ہیئت ہی کہ کسی چیز مین بہ نسبت امور داخلیہ اور
خارجیہ کے حاصل ہو چنانچہ ہیئت قیام اور قعود کی اور اسکا بیان بھی عنقریب آتا ہی۔ ہفتم
فعل اور وہ ایک ہیئت غیر قار ہی کہ فاعل مین بطور تجدد حاصل ہوتی ہی بسبب اسکے کہ فاعل
منفعل مین تاثیر کرتا ہی جیسے ایک ہیئت آرہ کش مین وقت آرہ کشی کے حاصل ہوتی ہی
ہشتم انفعال اور یہ بھی ہیئت غیر قار ہی کہ منفعل مین بطریق تجدد حاصل ہوتی ہی بسبب اسکے

کہ فاعل اُنمیں بطور مذکورہ اثر کرتا ہی جیسے ایک ہیئت لکڑی میں بوقت اُنکے کشتی کے جہاز ہونیکی ہوتی ہی
نہم ملک اور اُسکو جِدہ بھی کہتے ہیں وہ ایک ہیئت ہی کہ جسم میں بسبب احاطہ کرنے اُن امور
خارجیہ کے حاصل ہوتی ہی کہ باعث انتقال جسم کے منتقل ہو جاتے ہیں خواہ امور خارجیہ تمام
اجزاے جسم کو احاطہ کریں یا بعض اجزاے جسکے محصور کریں جیسے ایک ہیئت آدمی کو بسبب پہننے
یا جبہ یا تاج اوڑھنے سے یا پگڑی باندھنے سے حاصل ہوتی ہی۔ اس جگہ دو ہیئت کہ ہر ایک جامع
ایک جوہر اور نو عرض کی ہی قلمبند کی جاتی ہی۔ دانا آدمی انسے بعد تامل ہر ایک مقولہ کو دریافت
کر سکتا ہی **بیت** مردے دراز نیکو در شہر خویش امروز ٭ باخواستہ نشستہ از کرد و خویش فیروز
شعر بدورت بسی عاشق دل تنگ ست ٭ سیہ کردہ جامہ بکنجے نشستہ ٭ یہ دس اقسام مذکورہ
کے عربی زبان میں اہل حکمت کی اصطلاح میں مقولات عشرہ کے نام سے مشہور ہیں اور انہیں
کو اجناس عالیہ کہتے ہیں۔ اور مقولہ کے معنی محمولہ ہی یقال المقول ہو المحمول۔ انکے اوپر کوئی جنس
نہیں ہر ایک کے نیچے اجناس متوسط اور اجناس سافلہ ہیں چنانچہ جنس عالی جوہر کے نیچے جسم مطلق اور
جسم نامی اجناس متوسط ہیں اور حیوان جنس سافل ہی۔ اور اجناس سافلہ کے نیچے انواع ہیں جیسے
جنس سافل حیوان کے نیچے انسان اور فرس اور حمار وغیرہ انواع ہیں اور انواع کے نیچے اصناف جیسے
انسان پنجابی اور انسان کشمیری اور اسپ تازی وغیرہ۔ اور اصناف کے نیچے اشخاص ہیں جیسے
زید عمرو بکر وغیرہ۔ اور علی ہذا القیاس تمام اجناس عرض عالیہ میں بدستور تمام اقسام مذکورہ صدر
بشرط ادنی تامل بن سکتے ہیں۔ انہیں سے نو آخرین مقولہ عالیہ اعراض ہیں یعنی اعراض سافلہ پر بولے
ہوتے ہیں۔ اور ایک اولین مقولہ عالیہ جوہر ہی یعنی جواہر سافلہ پر محمول ہوتا ہی جیسا بیان ہوا ہی۔ مقولہ
عرض میں سے صرف چار مقولات ذیل میں حرکت واقع ہوتی ہی یعنی آین۔ وضع۔ کم۔ کیف۔
میں انکے سوا اور کسی مقولہ میں واقع نہیں ہوتی۔ اسکو حکما نے اپنی جگہ میں براہین اور دلائل
ثابت کیا ہی۔ اور حرکات اربعہ بھی انہیں مقولات کے نام سے منسوب ہیں۔ چنانچہ اینی وضعی
کمی کیفی بولی جاتی ہیں۔ اور مراد وقوع حرکت سے مقولات اربعہ میں یہ ہی کہ موضوع ایک نوع کا
مقولہ معین سے طرف نوع ثانی مقولہ مذکور کے حرکت کرتا ہی جیسے بیاض سے طرف سواد کے متحرک
ہو۔ یا ایک صنف سے دوسرے صنف کی طرف متحرک ہو جیسے سواد اضعف سے طرف سواد اشد
متحرک ہو یا اسکا عکس واقع ہو۔ یا ایک فرد سے دوسری فرد کی طرف انتقال کرتا ہی جیسے ایک سواد
معین سے طرف سواد معین دوسرے کے حرکت کرے لیکن جب انتقال فردی متحقق ہوگا تو اسکے

ضمن مین انتقال صنفی اور نوعی بھی متحقق ہوگا لیکن اسقدر فرق ہی کہ انتقال فردی مقصود بالذات
اور انتقال صنفی اور نوعی غیر مقصود بالذات ہی کما لا یخفی - اب بیان ہر ایک کو مختصر طور پر لکھا
جاتا ہی پس حرکت اینی وہ حرکت ہی کہ متحرک ایک مکان سے دوسرے مکان مین انتقال
کرے خواہ انتقال حقیقی ہو خواہ مجازی - اور مثال دونون کی نقل کوزہ پر آب سے ظاہر ہی
جب اُسکو ایک مکان سے اُٹھا کر دوسرے مکان مین رکھدین اسمین کوزہ کی ذات کو انتقال
حقیقی حاصل ہی اور کوزہ کے پانی کو انتقال مجازی میسر ہی کیونکہ مکان حقیقی اُسکا سطح اندرونی
کوزہ کا ہی - اور ظاہر ہی کہ اسمین انتقال نہین ہوا لیکن بسبب انتقال کوزہ کے پانی کو بھی انتقال
مجازی حاصل ہوا ہی - اور یہ بھی عام ہی کہ متحرک کو اپنے مکان سے انتقال تام حاصل ہو یا غیر تام
انتقال تام وہ ہی کہ متحرک اپنے موضع اول سے تمام باہر آکر دوسرے موضع مین داخل ہووے
اور غیر تام وہ ہی کہ اگرچہ متحرک مکان اول سے تجاوز کرے لیکن تاہم بعض اجزاء اُسکے مکان
اول مین باقی رہین - اور حرکت اینی کو حرکت مکانی بھی کہتے ہین - لان الاین ہیئتہ حاصلۃ للشی
بسبب حصولہ فی المکان - ای بالنسبۃ الی مکانہ الحقیقی او المجازی - اور اُسکو نقلہ بھی کہتے ہین
لان النقل من محل الی محل اخر لازم لہا حقیقتاً کان او مجازیاً فائدہ مکان کے معنی عند الحکماء
مختلف طور پر بیان کیے گئے ہین - مذہب حکیم ارسطو وغیرہ کا یہ ہی کہ المکان ہو السطح الباطن
من الجسم الحاوی المماس للسطح الظاہر من الجسم المحوی - یعنی مراد مکان سے سطح اندرونی جسم حاوی کی
ہی جو کہ مماس سطح ظاہری جسم محوی کے ہوتی ہی - اور بعضون کا یہ قول ہی وہو المشہور بین الناس
المکان ما یستقر علیہ الجسم - یعنی مکان وہ ہی کہ کسی چیز کو نزول سے منع کرے اسیلیے کہ عوام الناس
زمین کو حیوان کا مکان بولتے ہین نہ مکان ہوا کا - لان الہواء لطیف لا یمنعہا الارض من النزول
مگر بموجب قول ارسطو کے زمین کو ہوا کا مکان بھی کہ سکتے ہین لان مکانہا مؤلف عندہ من
سطح ارضی وسطح ناری وسطح مائی - لیکن عند المتکلمین مکان ایک فراغ متوہم ہی کہ دخول ابعاد
جسم کے قابل ہو - الغرض احوال امکنہ کے متفاوت واقع ہوتے ہین بعض مکان تو ایسے ہین
کہ صرف ایک ہی سطح ہوتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ چند سطوح مختلف سے مرکب ہوتے ہین
جیسا ابھی ہوا مین گذرا ہی زیادہ تشریح اسکی علم حکمت مین کی گئی ہی وہان دیکھ لین حرکت
وضعی وہ حرکت ہی کہ اجزاء متحرک کے بہ نسبت امور خارجیہ حاویہ یا محویہ کے متبدل ہو جاوین
اور خود متحرک مکان سے خارج نہون - اسکی دو قسم ہین اول یہ کہ تبدل اجزاء متحرک کا بہ نسبت غیر کے ہو

اور مثال اسکی حرکت جسم مستدیر کی اپنے مرکز پر ہے جیسے حرکت آسیا اور چرخہ اور فلک کی اور
یہ قسم خیمی خالص نہ ہو جسمین شائبہ بدلیت کا بالکل نہین۔ دوم یہ کہ تبدل اجزاے شے بہ نسبت نفس
شے کے ہو مثال اسکی حرکت قیام کے تمام بدن کے لیے اور حرکت قعود کی قائم کے لیے اور ان حرکتون
مین ظاہر ہے کہ اجزاے متحرک مین اسکی ذات کے قیاس سے تبدل ہوتا ہے اور اس جگہ قعود
ہے اس سے کچھ بحث نہین کہ تبدل اجزاے متحرک مین بنسبت خارج ہوتا ہو۔ الغرض حرکت
وضعی کا حرکت اینی سے بھی متفرق نہ ہو سکتا ہے کیونکہ اگر معنی مکان کے سطح اندرونی جسم حاوی کے
لیے جاوین تو تبدل اجزاے شے نسبت بذاتہ خود بدون تجاوز مکان اول کے ہو نہین سکتا اسلیے
انسان کے لیے حالت قعود مین ایک مکان ہو سکتا ہے اور حالت قیام مین دوسرا۔ اسی حرکت
حرکت اینی کے ہین۔ ہان اگر مکان کے معنی مایستقر علیہ الجسم جو عوام الناس مین مشہور ہین لیے جاوین
تو حرکت اینی قسم ثانی مین بھی نہین پائی جاتی۔ اور یہ ظاہر ہے کیونکہ حرکت مذکورہ مین جسم اپنے
مستقر سے تجاوز نہین کرتا۔ حرکت کمی وہ ہے کہ ساتھ مقدار کے متعلق ہو کیونکہ کم کے معنی
مقدار کے ہین۔ اور یہ بھی دو قسم پر ہے اول وہ ہے کہ باعتبار ازدیاد حجم کے ہو دوسری
وہ کہ باعتبار انتقاص حجم کے ہو۔ قسم اول کی پھر دو قسم ہین اول یہ کہ زیادتی حجم کی باعتبار
حصول مادہ کے ہو۔ دوسرے یہ کہ ازدیاد حجم بلحوق کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ سے ہو
جو زیادتی حصول مادہ سے ہے اسکے کئی ایک اقسام ہین۔ اول یہ کہ اگر مادہ جسم مین داخل
ہو کر بدن سے متشابہ ہو کر وزن مین زیادہ ہو جاوے اسکو نمو اور سمن کہتے ہین اور اگر
مادہ بعد حصول کے متشابہ جسم کے نہو لیکن وزن مین زیادہ ہو جاوے اسکو ورم کہتے ہین
اور اگر مادہ حاصلہ مشابہ بدن کے ہو اور وزن زیادہ نہو اسکی دو قسم ہین ایسی زیادتی کو
ذی حیات مین تہبج کہتے ہین اور غیر ذی حیات مین جو قابل تداخل عنصر ہوا کے ہون تخلخل
بولتے ہین۔ اور مثال اسکی پھولنا روئی اور اسفنج کا اسکے بھگوئے جانے کے بعد ہے۔ اسکو تخلخل غیر حقیقی کہتے ہین
اور تہبج اور نفخہ مین کئی طرح پر فرق کیا گیا ہے اول یہ کہ ریح اگر جوہر عضو مین داخل ہو اسکو تہبج
کہتے ہین اور نہین تو نفخہ بولتے ہین اگر ریح ساکن ہو۔ اور دوم یہ کہ تہبج حس لامسہ مین نرم
معلوم ہوتا ہے اور نفخہ مین غدد سے صلابت محسوس ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ تہبج دبانے سے
فرو ہو جاتا ہے اور نفخہ فرو نہین ہوتا۔ اور جو زیادتی بسبب لحوق کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ
سے ہو اسکو تخلخل حقیقی بولتے ہین۔ اور تخلخل حقیقی وہ ہے جسمین موجب تخلخل کا کوئی

جسم غریب ہو فقط کوئی کیفیت ہی اُسکا موجب ہوا اور مثال اُسکی پگھلنا یخ کا ہی کیونکہ جو پانی یخ کے
پگھلنے کے سبب حاصل ہوتا ہی بالضرور حجم اُسکا یخ سے زائد ہوگا اور وزن اُسکا یخ سے مساوی ہوگا۔ اور ظاہر ہی
کہ علت پگھلنے کی سواے کیفیت حرارت کے امر دوسرا نہین بلکہ باعتبار انبساط اور انقباض و انتشار
اجزاے نفس یخ کا ہی متخلخل ہوا ہی کوئی دوسرا جسم غریب مثل عنصر ہوا کے اسمین داخل نہین ہوا
اور جو حرکت کمی باعتبار انتقاص حجم باوصف بقاے تمام اجزا متحرک کے ہو اُسکی بھی دو قسمین ہین
اول یہ کہ بنا بر تماسک اجزاے شی متحرک کے ہو جیسا پانی کوزہ مین رکھا ہوا منجمد ہو۔ یا ہوا کہ بالقسر
منبسط اور منتشر ہو کر اپنے اقوام اصلی کی طرف راجع ہو۔ چنانچہ یہ بات شیشہ شیشہ [illegible] مشہود ہی کہ جب کوئی
شخص [illegible] شیشہ کے منہ پر رکھکر اُسکی ہوا کو چوس لیوے اور بعد چوسنے کے منہ شیشہ کا انگشت سے
بند کرکے پانی پر اُلٹا کرے پس بمجرد اُٹھانے انگلی کے پانی اُسمین داخل ہو جائیگا اسکا اور کوئی سبب
نہین مگر نقصان حجم ہوا کا کہ بسبب زوال قاسر کے قوام اصلی کی طرف رجوع ہوکر کثیف ہوگئی ہی اور
بباعث امتناع خلا کے پانی اُسمین داخل ہوا ہی دیکھو عند الامتصاص ہوا کا منبسط ہونا اور بعدہ کثیف
ہوکر پانی داخل ہونا اثبات حصول تخلخل اور تکاثف کے لیے ہوا مین عمدہ اور کافی دلیل ہی۔ دوسرا
وہ انتقاص ہی کہ بسبب خروج جسم غریب کے (مثل عنصر ہوا کے) جو کہ علت تخلخل جسم ہوا تھا مثل
ہو مثل روئی اور اسفنج کے جبکہ ہاتھ مین اُسکو گھونٹین تو حجم اُسکا بہ نسبت سابق چھوٹا ہو جائیگا۔
بخروج الهواء منه وعوده الى الحالة الاولى۔ الغرض تناقص جسم کا باوصف بقاے تمام اجزاے بدن
کے جس طرح [illegible] ہو تکاثف نام کیا جاتا ہی لیکن جو تناقص بتماسک اجزاے متحرک ہو اُسکو تکاثف حقیقی کہتے ہین
اور جو تناقص بخروج جسم غریب ہو اُسکو تکاثف غیر حقیقی بولتے ہین الحاصل چنانچہ تخلخل دو قسم ہوتا ہی
ویسا ہی تکاثف دو قسم پر ہوتا ہی حرکت کیفی وہ حرکت ہی کہ کسی کیفیت مین کیفیات سے واقع ہو جیسے
کوئی شی اول گرم تھی بالتدریج سرد ہوگئی ہی یا اُسکا عکس ہوگیا۔ یا ایک شی مثلاً سفید تھی بعدہ بالتدریج
سیاہ ہوگئی اس حرکت کو استحالہ بھی کہتے ہین فائدہ جاننا چاہیے کہ حرکت کیفی تمام کیفیات مین
واقع نہین ہوتی بلکہ یہ حرکت اُن کیفیات سے مخصوص ہی جو کہ شدت اور ضعف کے قابل ہون جیسے
کیفیات اربعہ کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست ہین اور امثال اسکے جو کیفیات متعلق
بالوان ہین مثل سیاہی اور سفیدی وغیرہ کے جو کہ شدت اور ضعف کے قابل ہین پس زوجیت اور
فردیت اور اولیت اور آخریت اور امثال اسکے مین جو کہ شدت و ضعف کے قابل نہین حرکت کیفی واقع نہوگی
نوع دوم مخفی نہ رہے کہ حرکت باعتبار ذات کے بھی چار قسم پر ہی۔ عرضی قسری۔ ارادی طبعی انمین سے

تین اخیرہ کو ذاتی اور اول کو عرضی بولتے ہین اور تحقیق انکا سواے حرکت اینی کے اور کسی مین نہین
ہوسکتا چنانچہ احوال ہر ایک کا مختصر طور پر لکھا جاتا ہی پس حرکت عرضی وہ حرکت ہی کہ حرکت کسی چیز
کی دوسرے جسم کی حرکت کے تابع ہو جیسے حرکت کشتی نشین کی کشتی کے حرکت کے تابع ہوتی ہی اسلیے
کہ حرکت کشتی کی بالذات ہی اور راکب فیہا کی بالعرض ہی - اور ویسا ہی حرکت پانی کوزہ کی کہ وہ بھی
تابع حرکت کوزہ کے ہی - حرکت قسری یعنی جبری وہ ہی کہ حرکت جسم کی دوسرے جسم کے تابع نہو لیکن
کسی اور محرک کی تحریک سے حرکت کرے اور محرک اسکا متحرک کے غیر مین موجود ہو نظیر اسکی پتھر ہی جو
آسمان کی طرف پھینکا جاوے کیونکہ پتھر کذائی کی حرکت وقت تفوق کے تابع حرکت جسم دوسرے کی نہین
اور معہذا محرک اسکا پھینکنے والا ہی اور وہ پتھر کا غیر ہی - حرکت ارادی وہ حرکت ہی کہ جسم دوسرے کے تابع نہو
اور بلوجود اسکے محرک اسکا متحرک کے نفس مین موجود ہو اسکی شان سے یہ ہی کہ کسی نکسی وقت شعور سے
مقترن ہوتی ہی اور مثال اسکی حرکت حیوان کی ہی یمیناً و شمالاً یعنی داہنے اور بائین - حرکت طبعی وہ
حرکت ہی کہ حرکت جسم کی تابع دوسرے کے نہو لیکن شعور سے کبھی مقترن نہین ہوتی اور مثال اسکی
حرکت پتھر کی ہی کہ اوپر سے نیچے کو آتا ہی کیونکہ حرکت اسکی جسم دوسرے کے تابع نہین اور محرک اسکا
(یعنی طبیعت) اسکی نفس مین موجود ہی اور یہ حرکت مقترن بشعور نہین ہوتی - اور ان ہر سہ
اخیرہ کو ذاتی کہتے ہین کیونکہ حصول حرکت کا متحرک کی ذات مین متحقق ہی - جاننا چاہیے کہ یہ
حرکت تقسیم ثانی سے قطع نظر تقسیم اول سے چھ قسم ہی - شدید - ضعیف - کثیر - قلیل - سریع -
بطی - اسلیے جائز ہی کہ اقسام تقسیم ہذا کے اقسام تقسیم اول سے جمع ہو وین مثلاً حرکت اینی
جائز ہی کہ سریع بطی یا شدید ضعیف وغیرہ ہون یعنی اقسام تقسیمین کے باہم متقابل ہین -
حرکت شدید حرکت قوی کو کہتے ہین اور حرکت قوی وہ ہی کہ معاوق کو دفع کرے - اور
اس سے منفعل نہو اور حرکت ضعیف اسکی ضد ہی - کثیر کے معنی بہت اور قلیل کے معنی تھوڑا
اور یہ دونون باہم اضداد ہین حرکت سریع وہ ہی کہ تھوڑے زمانہ مین قطع مسافت کرے
خواہ بقوت ہو خواہ بضعف - اور بطی اسکی ضد ہی پس فعل قوی کا مثل ضعیف کے نہوگا
اور فعل کثیر کا مانند قلیل کے نہوگا اور فعل سریع کا مانند فعل بطی کے نہوگا - اسلیے شدید اور ضعیف
جمع نہونگی - اور قلیل اور کثیر بھی یکجا نہین ہوتین - اور سریع اور بطی بھی باہم اکٹھی نہین ہوسکتیں
اسکے سوا اور ترکیبین متصور ہوسکتی ہین - اور رہا بیچ ہر تینون کے درجہ وسط جسکو معتدل کہتے ہیں
لازم ہی پس یہ تینون مع المعتدلات کے نو قسم ہوئین جب ان نو قسمون کو آپس مین ترکیب دیکر

تراکیب ممکن الحصول حاصل کریں۔ تو ستائیس قسم ہوتی ہیں جسکی تفصیل جدول ذیل میں مندرج ہے

جدول یہ ہے

۱ شدید کثیر سریع	۲ شدید کثیر بطی	۳ شدید قلیل سریع	۴ شدید قلیل بطی
۵ شدید کثیر معتدل در سرعت وبطوء	۶ شدید قلیل معتدل در سرعت وبطوء	۷ شدید بطی معتدل در کثرت وقلت	۸ شدید سریع معتدل در کثرت وقلت
۹ شدید معتدل در کثرت وقلت وبطوء وسرعت	۱۰ ضعیف قلیل بطی	۱۱ ضعیف قلیل سریع	۱۲ ضعیف کثیر سریع
۱۳ ضعیف کثیر بطی	۱۴ ضعیف سریع معتدل در قلت وکثرت	۱۵ ضعیف کثیر معتدل در سرعت وبطوء	۱۶ ضعیف قلیل معتدل در سرعت وبطوء
۱۷ ضعیف بطی معتدل در کثرت وقلت	۱۸ ضعیف معتدل در قلت وکثرت وبطوء وسرعت	۱۹ کثیر سریع معتدل در شدت وضعف	۲۰ کثیر معتدل در شدت وضعف وسرعت وبطوء
۲۱ قلیل بطی معتدل در شدت وضعف	۲۲ قلیل معتدل در شدت وضعف وسرعت وبطوء	۲۳ سریع معتدل در شدت وضعف وکثرت وقلت	۲۴ سریع قلیل معتدل در شدت وضعف
۲۵ بطی معتدل در کثرت وقلت وضعف وشدت	۲۶ بطی کثیر معتدل در شدت وضعف	۲۷ معتدل در سہ ضد یعنی در شدت وضعف وکثرت وقلت وسرعت وبطوء	+

مخفی نہ رہے کہ حرکت معتدلہ جسم کو بالذات گرم اور فضلات کو تحلیل کرتی ہے اور انحدار غذا پر معین ہے یعنی طعام کو فم معدہ سے قعر معدہ میں پہونچاتی ہے اور بہت حرکت بخلاف اسکے جسم کو سرد کرتی ہے۔ اس باعث سے کہ اس سے رطوبت غریزی تحلیل ہوجاتی ہے اور اسکی تحلیل سے حرارت غریزی بھی تحلیل ہوجاتی ہے لیکن تبرید اسکی عند الافراط بالعرض ہے بالذات نہیں۔ مگر بعض حرکات کی تسخین بہ نسبت تحلیل کے قوی تر ہے۔ اور بعض حرکات میں تحلیل بہ نسبت بعض کے تسخین سے زیادہ ہے چنانچہ حرکت سریع قوی قلیل تسخین اسکی تحلیل سے زیادہ تر ہے۔ اور حرکت بطی ضعیف تحلیل اسکی بہ نسبت تسخین کے بیشتر ہے۔ اور زیادتی سکون کی مثل زیادتی حرکت کے سردی بدن کو پیدا کرتی ہے۔ باعث اسکا یہ ہے کہ افراط سکون کا احتباس

رطوبت کو واجب کرتا ہی پس اس سے بندش حرارت غریزی کی لازم آتی ہی اور یہ مستلزم سردی بدن ہی۔ اور سکون بھی ہضم طعام پر یاری اور مدد کرتی ہی کیونکہ اسمین کچھ شک نہین کہ قوت ہاضمہ معدہ کے جرم مین ہی پس جب غذا وارد معدہ ہوگی تو سب سے اول اثر قوت ہاضمہ کا اُس غذا مین ہوگا جو کہ ملاصق اور قریب جرم معدہ کے ہی اُسکے بعد اجزاے مجاورہ مین اثر ہضم واصل ہوگا یہانتک کہ بالتدریج اثر ہضم کا تمام غذا مین واصل ہوگا پس وقت ہضم کے اگر سکون ہوگا تو تاثیر ہضم کی بہ سبیل مساوات اپنے کام کو تمام کریگی۔ اور اگر اس وقت حرکت کا اتفاق ہوگا تو غذا سودہ مین ہل چل کر مشوش ہوگی اور ہضم مین فتور ہوگا۔ کیونکہ اس حالت مین اجزاے غذا مین تغیر اور تبدل واقع ہوگی اور ملاقات اجزاے غذا معدہ مین پایدار نہ رہیگی اسلیے ہضم مین قصور اور فتور ہوگا لیکن حرکت خفیفہ کہ باعث تحریک غذا نہو عدم افساد ہضم مین مشابہ سکون ہی۔ اور حرکت معتدل بعد نزول غذا سے اول معدہ ہی ہضم ہی کیونکہ ایسی حرکت ہاضمہ کو گرم کرتی ہی اور حرارت غریزی کو برانگیختہ کرتی ہی اور تحلیل فضول کی اُسکو لازم ہی۔ اور سرد مزاج والے کو جسکے بدن مین فضلہ کمتر ہو اور فربہ اندام ہو اُسکو حرکت قوی سریع دیر تک لازم ہی تاکہ تحلیل اور تسخین بسرد حاصل ہون اور گرم مزاج والے بدن مین کہ مواد بھرا ہوا ہو حرکت آہستہ دیر تک لازم ہی تاکہ گرمی بافراط حاصل نہو اور معتدل مزاج کو حرکت معتدل لازم ہی **فصل دوم جماع کے بیان مین**۔ پوشیدہ نرہے کہ حرکت جماع بھی جملہ حرکات بدنیہ سے ہی اور اُسکو حرکت نفسانی بباعث فرح اور لذت کے بھی لازم ہی اور استفراغ رطوبات بسبب خروج منی کے اور تحلیل رطوبات اور استفراغ ریح اور ربح بھی لازم ہی۔ یہ حرکت بدن کو خشک اور حرارت غریزی کو کم اور اعضا کو سرد کرتی ہی۔ سبب اُسکا یہ ہی کہ جماع سے اکثر رطوبات قریبۃ العہد بالانعقاد جنکا ذکر ابھی آتا ہی مستفرغ ہوتی ہین اور چونکہ ہمراہ منی کے جوہر روح کا بسبب لذت کے نکلتا ہی اسلیے حرارت غریزی مین بھی نقصان ہوتا ہی اسی واسطے جو شخص لذت جماع کی بیشتر اٹھاتا ہی کثرت جماع سے اُسکو ضعف زیادہ ہوجاتا ہی چنانچہ بعض آدمی بعد انزال کے بسبب ضعف کے بیہوش ہوجاتے ہین۔ پس جب روح مین نقصان ہوگا بالضرور سردی غالب ہوگی۔ الغرض جماع مضر ترین اشیا ہی خصوصاً اگر مقرون بانزال ہو لیکن اگر حسب تقاضاے طبیعت وقت معتدل مین محبوب مرغوب الطبع سے جماع کیا جاوے اور اسمین رنج اور تعب نمودار نہو تو موجب تقویت روح اور انتعاش حرارت غریزی کا ہی اور تسخین معتدل بدن مین کرتا ہی اور فرحت بیحد پیدا کرتا ہی اور غم اور وسواس کو دور اور

اعراض سوداوی کو دفع کرتا ہی اور باوجود کثرت جماع کے ضعف کم لاتا ہی خصوصاً جوان آدمیوں
کو جو گرم مزاج ہوں اکثر امراض سے امان دیتا ہی۔ ایسا جماع بشرط حصول ضروریات سے ہی
مضرات سے خالی نہیں۔ ضرر یہ ہی کہ [illegible] تعب اور [illegible] بالذات سے یہ واقع ہو۔ فائدہ
چونکہ مسئلہ منی حرکت [illegible] سے متعلق ہی اسلیے اُسکا بھی ذکر کیا جاتا ہی تعمیماً و تتمیماً للفائدۃ۔ مگر یہی
چونکہ رطوبات بیان سے ایک رطوبت ہی لہذا اول رطوبات کو بیان کرتا ہوں تاکہ یہ مسئلہ خوب واضح
ہوجاوے۔ جاننا چاہیے کہ رطوبات بدن کی [illegible] رطوبات اولی اور دوسرے ثانوی
رطوبات اولی اخلاط کو کہتے ہیں اور رطوبات ثانوی پھر دو قسم ہیں ایک فضول دوم غیر فضول
رطوبات فضولی اخلاط [illegible] ہیں اور غیر فضولی چار قسم ہیں۔ اول وہ رطوبت ہی کہ اطراف
عروق شعریہ میں (جو کہ اعضاء اصلیہ کے مجاور اور ملاقی ہیں) محصور ہو اور مزاج اُسکا مزاج خلطی کے
قریب ہی اور اعضاء سے ملاقی نہیں۔ دوم وہ رطوبت ہی جو کہ اعضاء پر مثل شبنم کے مانند پڑی ہوئی ہی
اُسکو رطوبت طلیہ کہتے ہیں۔ اور یہ رطوبات استعداد غذائیت کی رکھتے ہیں جب بدن غذا کو نقصو
کرتا ہی۔ اور نیز بسبب بدن کو بسبب حرکت وغیرہ کے یبوست لاحق ہوتی ہی تو اُس سے بدن تر ہوتا ہی
یہ رطوبت اعضا کو ملاقی ہوتی ہی لیکن اُنمیں نافذ نہیں ہوتی۔ سوم رطوبت قریبۃ العہد بالانعقاد
ہی یعنی وہ رطوبت جو عنقریب منعقد ہوکر اعضاء سے مشابہ ہونے والی ہی اور منی بموجب شیخ کے بھی
اسی قسم سے حاصل ہوتی ہی اور یہ رطوبت اعضاء میں نافذ ہوتی ہی لیکن اسکے لیے قوام عضوی
حاصل نہیں ہوتا اسلیے اسکو رطوبت بولتے ہیں۔ چہارم وہ رطوبت ہی کہ اعضاء اصلیہ میں ابتداء
خلقت سے داخل ہوتی ہی اور اتصال اعضاء کی حافظ ہی اُسکو رطوبت اصلیہ بولتے ہیں۔
اب واضح ہو کہ منی فضلہ قسم چہارم کا ہی۔ اور عند البعض فضلہ قسم سوم اور چہارم کا ہی
بطریقہ جب غذا عروق سے مترشح ہوکر اعضاء پر پہنچتی ہی تب منی متکون ہوتی ہی اور
یہ منجملہ رطوبات غریزیہ قریبۃ العہد بالانعقاد ہی اور اعضاء اصلیہ اس سے غذا حاصل کرتے ہیں۔
اور اسکو فضلہ کہنا اِن معنوں سے نہیں کہ وہ صلاحیت غذا کی نہیں رکھتی اور بول اور فضلات
کے واجب الدفع ہی کما توہمہ الفاضل الاقسرائی بلکہ اس لحاظ سے ہی کہ جو کچھ ہضم چہارم سے
ذرا کہ اعضاء میں واقع ہوتا ہی لطیف قابل التغذیہ افزون اور زیادہ رہتا ہی طبیعت اُسکو
بقاے نوع کے لیے صرف کرتی ہی۔ اور طریق حصول منی کا مطابق قول بقراط کے اسطرح ہی
کہ اصل اور خمیرہ اُسکا دماغ سے نازل ہوتا ہی۔ پس اُن دو رگوں سے کہ خلف الاذنین واقع ہیں

اور نخاع تک پہونچتی ہیں اور نخاع سے انثیین تک دو رگیں سے انثیین تک حصول ہوتی ہیں بعضی میں پہونچتا ہی اور ہر عضو رئیس او رغیر رئیس سے انکی وہان رگوں میں شعبہ واصل ہیں کہ منی ہر ایک عضو سے بذریعہ شاخوں کے دو رگون مذکورہ میں واصل ہوتی ہی اور ساتھ خمیرہ منی کے دماغ سے ملجاتی ہی اور مجموعہ انثیین میں واصل ہوتا ہی اور طریق وصول کا یہ ہی کہ منی دماغ سے خصیتین میں داخل ہوتی ہی پس لیاقت اور استعداد سفیدی کی حاصل کرکے نفس بیضہ میں دخول کرتی ہی وہان نضج پاکر اور رنگ محل سے متاثر ہوکر سفید محض ہوجاتی ہی جیسے شیر پستانون میں داخل ہوکر سفید بحت ہوجاتا ہی - جاننا چاہیے کہ منی جب تک اعضا میں ہی سرخ رنگ خون کے مانند ہوتی ہی لاکن سفیدی مائل جب اس رگ میں آتی ہی جو کہ درمیان گردہ اور انثیین کے واقع ہی بہ نسبت سابق زیادہ سفید ہوجاتی ہی لیکن پھر بھی سرخی غالب رہتی ہی غرض جب تک خاص خصیتین میں نہ آوے سفید محض نہیں ہوتی اسی لیے وقت ضعف خصیتین کے منی سرخ ہوتی ہی - اور دلیل اس امر کی کہ اصل اور خمیرہ منی کا دماغ سے نازل ہوتا ہی یہ ہی کہ اگر ہر دو رگ پس گوش قطع کی جاوین تو بالضرور توالد و تناسل منقطع ہوجاتا ہی کما مر - اور دلیل اس امر کی کہ منی ہر ایک عضو سے مترشح ہوتی ہی یہ ہی کہ یہ بات ثابت ہوچکی ہی کہ منی کے قدر سے استفراغ سے اسقدر ضعف ہوتا ہی کہ خون کے بہت استفراغ سے اسقدر ضعف حاصل نہیں ہوتا ہی - اور نیز جو عضو باپ کا ضعیف ہوتا ہی غالباً اسکے فرزند میں وہی عضو ضعیف ہوتا ہی - اور بعض حکما کا یہ قول ہی کہ منی تمام اعضا سے مترشح ہوکر بذریعہ عروق کے جگر میں جمع ہوتی ہی - انکے نزدیک اصل اور خمیرہ منی کا جگر ہی عضو میں جس میں انثیین ہی معدوم ہی منشعبہ مجوفہ کے گردون میں داخل ہوتی ہی اور اسی جگہ نضج سے سفید ہوکر قوام حاصل کرتی ہی بعد اس مجری میں داخل ہوتی ہی جو کہ مابین انثیین اور خصیہ کے واقع ہی اور انمین طول و پیچ بہت ہیں اس جگہ نضج ناقص پاکر خصیتین میں جاتی ہی اس جگہ نضج کامل پاتی ہی مخفی نرہے کہ اطبا تمام متفق ہیں کہ منی نر اور مادہ ہر دو میں ہی - اور دلیل وجود منی کے مادہ میں وجود انثیین کا ہی ورنہ خلقت انکی عبث ہوگی - قال فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة - اور حکمت انکی خلقت مین بجز نضج منی کے ظاہر نہیں - غایة الامر یہ ہی کہ مادہ کی منی رقیق تر اور خون حیض سے مشابہ تر ہوتی ہی - علاوہ براین مذکورہ پر قرآن مجید بھی ناطق ہی کما قال اللہ تعالیٰ

فلینظر الانسان مم خلق - خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب - مفسرین کا اتفاق ہی

کہ مراد صلب سے پشت مرد ہی اور ترائب سے سینہ زن ہی - اور قول حکماء بھی اس آیت سے منافی
نہین رکھتا لاسکان خروج منیہ کثیرا عن الصلب و منیہ کثیرا عن الترائب - واضح ہو کہ خصیتین مردون
اور عورتون دونون مین ہین بغایۃ الامر یہ ہی کہ خصیہ عورتون کے خرد اور عریض ہین اور فرج کے
اندر پوشیدہ ہین مردون کی طرح ظاہر نہین - چنانچہ تشریح رحم مین توضیح اسکی ہو چکی ہی - اب چند
منافع اور مضار جماع کے اور طریقہ جماع مجبل کا لکھا جاتا ہی - معلوم کرنا چاہیے کہ جماع سے اصل مین
دو غرضین مطلوب ہین - ایک غرض حفظ صحت بدن اور دفع فضلہ منی کا ہی پس اگر جماع بقدر
حاجت بسبب اصلاح مزاج او حصول شرائط جماع اتفاق پڑے تو باعث امن و امان بدن ہوتا ہی
اور بہت فائدہ بخشتا ہی - اور اگر جماع مین افراط کیا جاوے اور شرطا اسکی عمل مین نہ آوے تو
بڑا خلل پیدا ہوتا ہی - حکماء کہتے ہین کہ ایک جماع سے دوسرے جماع تک فاصلہ ایک سال کا شرط
ہی اور جالینوس نے فاصلہ چھ مہینے کا لکھا ہی - اور شیخ بو علی سینا نے فرمایا ہی کہ جب تک قوت
قائم رہے اور ضعف ظاہر نہو جماع کا کچھ مضایقہ نہین - غرضکہ بہتر وہ ہی کہ اس کام مین زیادہ
مصروف نہ رہے اور متواتر جماع نکرے اور اپنی قوت کا لحاظ رکھے - اور تحقیق اسکی یہ ہی
کہ جب بدون بوس و کنار اور سوائے خیال اور تصور بسیار کے شہوت جماع پر رغبت دل
بدرجہ غایت پائی جاوے اسوقت کا جماع موجب صحت بدن ہوگا ورنہ مضر ہی - اس جگہ ایک بات
قابل غور ہی کہ اس معاملہ مین ہر انسان کا احوال یکسان نہین ہوتا بعض تو ایسے ہوتے ہین کہ
سات دن رات مین صرف ایکبار جماع کر سکتے ہین اور بعض لوگ ایسے ہین کہ ایک رات مین سات دفعہ
صحبت کر سکتے ہین - پس اس امر کے لیے قاعدہ کلیہ بیان نہین ہو سکتا بلکہ اندازہ اوقات ہر شخص کا
باعتبار قوت اور ضعف مزاج اور اختلاف آب و ہوا اور تاثیر ولایت کے جاننا چاہیے - لیکن
جہان تک عقلاء نے مناسب سمجھا ہی وہ یہ ہی کہ تندرست معتدل مزاج آدمی کے لیے وہ
جماع جسمین انزال ہو فاصلہ تین روز سے کم نہونا چاہیے تاکہ ضعف کا موجب نہو کیونکہ پانچ درم
منی کے استفراغ سے اسقدر ضعف ہوتا ہی کہ سو درم خون کے استفراغ سے بھی نہین ہوتا -
پس اسکے استفراغ سے جہان تک ہو سکے احتراز کرین - اور بہتر وقت جماع کا بطور قدماء وہ ہی
کہ وقت اعتدال بدن کے حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست مین واقع ہو
اور غذا معدہ مین سے گذری ہو اور ہضم اول اور ثانی تمام ہو چکا ہو - اور بو علی بن سینا
اور دوسرے محققین کا یہ قول ہی کہ قول مذکورہ پر التفات نکرین کیونکہ وقت مذکورہ پر بھوک

غالب ہوتی ہی اور معدہ طعام سے خالی ہوتا ہی اور خلو معدہ مین جماع کرنا بہ نسبت امتلاء معدہ کے
مضرتر ہی پس بہترین وقت جماع کا مختار قول پر وہ ہی کہ غذا معدہ مین ہضم ہوئی ہو لیکن تمام معدہ
سے نہ گذری ہو جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ شکم نہ پر ہو نہ خالی - اور چونکہ حال ہضم ہر ایک شخص کا ایک طرح پر
نہین لہذا جماع کے باب مین حکم کلی کہ تمام افراد انسانی کو شامل ہو سکے نہین کر سکتے لیکن تاہم
بحکم اکثر جسقدر ہو سکے لکھنا مناسب ہی - بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بالکل متروک کرنا اچھا نہین
اور قاعدہ مشہورہ للاکثر حکم الکل بھی بیان ہی کا ممد اور معاون ہی اور وہ یہ ہی کہ طعام کھانے کے
بعد جب تک تین گھنٹہ جو قریبًا ایک پہر ہوتا ہی نگذر جاوین تب تک جماع مین ہرگز شروع نکرین
اور رات کو اگر جماع کا اتفاق ہووے تو نصف (آدھی ۱۲) شب کے بعد خوب ہی - بدصورت اور مریضہ عورت سے
جماع کرنا مناسب نہین خصوصًا عورت حائضہ سے جماع کرنے مین امراض بد پیدا ہوتے ہین اور
جو عورت چالیس برس سے تجاوز کر گئی ہو اُس سے بھی جماع کرنا بدستور ممنوع ہی خصوصًا جوان آدمی
کے حق مین بالکل مضر ہی - اور ایسا ہی نابالغہ صغیرہ سے اور نیز اُس عورت سے کہ جماع کیے بعید العہد
ہو احتراز واجب ہی کیونکہ یہ تمام بالخاصیت مضعف باہ ہین - اور حالت بدہضمی اور بیخوابی اور ماندگی
اور غم اور غصہ مفرط اور حالت مستی اور خمار مین اور بعد استفراغ اور ریاضت کے اور نیز
جب بدن بغایت سرد یا نہایت گرم ہو جماع کرنا منع ہی - اور جسکا مزاج سرد خشک یا سرد تر
یا دل یا معدہ یا دماغ یا چشم وغیرہ اعضاء بدن ضعیف ہووین اُسکو جماع کم کرنا چاہیے کیونکہ
ایسے لوگ مضرات جماع سے جلدی متاثر ہوتے ہین - اور جسکا مزاج گرم تر ہو وہ کام
جماع مین قوی اور لائق تر ہی - اور ضرر کمتر پاتا ہی - اور ایسا ہی صاحب مزاج گرم خشک
اس باب مین قوی ہوتا ہی لیکن اُسکو جماع سے آثار خشکی ظاہر ہوتے ہین اور بدن لاغر اور
آنکھین اندر گھس جاتی ہین - اور صاحب مزاج سرد تر اور سرد خشک دونون اس باب
مین ضعیف ہوتے ہین اور ضرر جماع سے جلدی متاثر ہوتے ہین - اور بعد جماع کے آب سرد
اور شربت سرد پینا ناجائز ہی اور نیز آب سرد سے غسل کرنا ممنوع ہی - اور اپنے آپ کو ہوا سے
سرد سے محفوظ رکھنا لازم ہی کیونکہ اس سے بیماری رعشہ اور استرخاء اور استسقاء اور جلودھر
اور جھولا وغیرہ پیدا ہوتے ہین - اور افراط جماع سے وجع مفاصل پیدا ہوتا ہی آنکھ کی بینائی
کم ہوتی ہی اور بحالت شکم سیری جماع کرنے سے وجع المفاصل اور نقرس اور داء الفیل اور
ورم خصیہ پیدا ہوتے ہین اور خالی پیٹ جماع کرنے سے ضعف چشم اور لاغری بدن پیدا ہوتی ہی

اور نقصان اسپرمٹک اور نسل اور ... پیدا ہوتے ہیں۔ اور باکرہ یعنی کنواری عورت سے جو حد
بلوغ اور انتہا تک پہونچ گئی ہو گاہ گاہ جماع کرنا بہت قوت بخشتا ہے اور شہوت کو قائم اور محکم
رکھتا ہے کما لا یخفی علی اہل التجربہ۔ لیکن کثرت استعمال ہوا آلہ کی ضعف باہ کا موجب ہے۔ اور لڑکوں
سے لواطت کرنا بھی استفراغ کی جہت سے ضرر قلیل رکھتا ہے بہ نسبت اسکے کہ عورتوں سے جماع
کیا جاوے مگر اس جہت سے کہ حرکات شتابیں ہوتے ہیں اُس سے زیادہ تر مضر ہے۔ اگرچہ
یہ فعل شریعت محمدیہ میں ممنوع ہے طبابت کی رو سے بھی مضر ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات دریافت
ہو چکی ہے کہ جو شخص اپنی عورت سے لواطت کرتا ہے خصوصاً حالت حمل میں فرزند اسکا علت ابنہ
میں جسکو علت المشائخ بھی کہتے ہیں مبتلا ہوتا ہے اللھم احفظنا من الافعال الشنیعہ۔ مخفی نرہے
کہ جیسے افراط جماع ممنوع ہے ویسے ہی ترک جماع بھی معیوب ہے اسلیے اگر فضلہ منی بدن میں زیادہ ہو
اور ایک عرصہ دراز تک اسکو دفع نکیا جاوے تو اس سے شر افساد ہوتا ہے اور کئی ایک امراض
مثل دوار اور تیرگی آنکھ اور ثقل بدن اور اورام خصیہ اور حالت ... کے پیدا ہوتے ہیں یہی
سبب ہے کہ جو جوان آدمی کہ مزاج مجرد رہتے ہیں مرض جنون اور فساد عقول میں مبتلا ہوتے ہیں
پس جب جماع کیا جاتا ہے تو امراض مذکورہ سے خوش تر نجات پاتے ہیں کیونکہ جماع منجملہ استفراغات
کے ایک استفراغ طبعی ہے اور باوصف خوشی اور رغبت اور لذت اور پسند خاطر کے موجب
اولاد و نسل کا ہے کہ مقصد اعلی جماع کا اسی کو کہ سکتے ہیں چنانچہ دوسری غرض میں بیان کیا جاویگا
علاوہ بریں اگر مدت دراز تک ترک جماع کیا جاوے تو نفس اور طبیعت کو بسبب ندرت حاجت کے
تولید منی کا اہتمام نہیں رہتا کیونکہ تولید منی کی ایسے وقت میں نا موزونیت سے شمار کی جاتی ہے
جیسے کہ جس عورت کا طفل دودھ پیتا بچہ کا دودھ ... میں ظاہر ہے کہ باوصف کثرت دودھ
بالتدریج سوکھ جاتا ہے۔ باعث اسکا یہ ہے کہ طبیعت بسبب عدم خرچ دودھ کے اسکا اہتمام
نہیں کرتی کیونکہ طبیعت ایسے وقت میں دودھ پیدا کرنے کو امور عبثہ سے سمجھتی ہے اور ایسا ہی
زن بچہ مردہ میں بھی کہ پستان میں دودھ اُسکا بعد وفات بچہ کے سوکھ جاتا ہے اگرچہ اول چند
روز بسبب کثرت دودھ کے تکلیف ہوتی ہے۔ سوا اسکے ترک جماع سے خصیتین اور تمام
آلات تناسل کی نہایت ضعیف ہوجاینگی کیونکہ ہر ایک عضو ریاضت اور تکرار عمل سے قوی ہوجاتا ہے
کما سیجی فی بیان الریاضۃ۔ پس ترک جماع سے آلات مذکورہ معطل ہوجاینگے اور وقت ضرورت
کے ہرج عظیم واقع ہوگا فائدہ کئی ایک امور جماع کے لیے معین اور مددگار ہیں از انجملہ

دیکھنا مجامعت انسانون کا اور نظر کرنا جماع حیوانات کی طرف ہے اور پڑھنا ان کتابون کا جو کہ
باہ مین تصنیف ہوئی ہین۔ اور نیز وہ کتابین جنمین مضامین عشقیہ و شوقیہ بیان ہوئے ہین۔ علی ہذا القیاس اور دیگر
کتابون مین اسباب انتعاظ بتفصیل لکھے ہین ان شاء اللہ ... اور استمنا بالید جسکو عوام مشت زنی
کہتے ہین بالخاصیت موجب غم اور ضعف انتشار اور شہوت ہے اور یادون فرج مین وطی کرنا جیسے
ران اور ناک اور کان اور سینہ اور ناف اور دہان مین یہی حکم رکھتا ہے اور یہ اسم سے جماع کا بالکل
ویسا ہی ہے بلکہ اس سے بدتر کیونکہ اس سے نامردی اور علت ابنہ پیدا ہوتی ہے اور علاوہ ازین استمنا
بالید شرعاً بھی ممنوع اور حرام ہے جیسا فتاوی درمختار مین واقع ہے اور جو کہ اباحت اس فعل کی فتاوی قاضی خان
مین مذکور ہے وہ وقت ضرورت اور خوف صدور زنا پر مبنی ہے لانہ اخف ... اور روایت ابن عباس
کی بھی اسی کو تائید کرتی ہے جب آنکو اس مسئلہ سے استفسار کیا گیا تو فرمایا ہو خیر من الزنا ونکاح الامۃ خیر منہ
سوا اسکے اور منافع اور مضار جماع کے بہت ہین لیکن اس جگہ باعث طوالت کے فروگذاشت کیے گئے ہین
غرض دوسری جماع سے وہ ہے کہ بقاے نسل و تسلسل اولاد جاری رہے اور وقت اس جماع کا وہ ہے جسمین
یہ مدعا حاصل ہو پس اسمین شرط یہ ہے کہ جماع کمال خواہش اور نہایت استادگی کے وقت واقع ہو بشرطیکہ یہ امر
بے تکلف اور بدون تصور زن حسینہ اور بغیر دیکھے شکل معشوقہ اور بدون لحاظ اسباب محرکہ کے صرف غلبہ
شہوت اور کثرت منی اور شدت خواہش سے ہو کیونکہ حکما نے لکھا ہے کہ قطرہ منی آب حیوان ہے کہ اس سے انسان
پیدا ہوتا ہے اسی قدر بیجا کو موقت اور بیجا صرف کرنا چاہیے۔ اور اگر کسی شخص کو حالت جماع مین یا پشت مین سردی ظاہر ہو
یا وقت شروع جماع کے بدن مین لرزہ بدون اسباب ظاہری کے ہو مثل شوکت ... معمولی ... اور درد
وغیرہ۔ یا لذات جماعی سے اسکو کسی نوع کا رنج اور تکلیف عائد ہو یا اندامون سے بو بد آتی ہو تو یہ تمام
علامات اجتماع اخلاط فاسدہ کے ہین ایسی صورت مین احتراز وطی اور جماع سے کرین اور بدن کا تنقیہ لازم جانین
اور اگر قوت باہ کم ہو تو وہ ادویہ اور اغذیہ استعمال کرین جنسے قوت باہ حاصل ہوتی ہے اور ضعف دور ہوتا ہے لکھا ہے
کہ بعد جماع کے جو شخص چند لقمہ حب ... اور شیرینی تناول کرے ضرر ضعف جماع سے محفوظ رہتا ہے اور ہمیشہ دودھ پینا
بدستور حافظ قوت باہ ہے۔ اور حکیم رازی لکھتا ہے کہ تھوڑے سے نخود پانی مین تر کرکے صبح انکو ... کرکے حسب
برداشت ہاضمہ کے دو تین تولہ کھاے اور پانی اسکا قدرے شہد یا نبات ملا کر نوش کرنا باہ کو بیشک اعادہ کرتا ہے اور حافظ
اور معاون قوت پیر مردون کا ہے اور نہایت ہی مفید ہے غرض کہ ادویہ مفردہ سے کوئی دوا اسکے مرتبہ کو نہین
پہونچتی۔ اور یہ دوا مجرب ہے سوا اسکے اس قسم کی بہت سی ترکیبین معاجین وغیرہ کلیات و قرابادینون مین
مذکور ہین وہان سے مطالعہ کرلین یہ مختصر اسکا متحمل نہین ہوسکتا فصل سوم ریاضت کے بیان مین چونکہ ریاضت

بھی ایک قسم کی حرکت ہی یعنی حرکت قویہ کو ریاضت کہتے ہین اور مانند حرکت کے یہ بھی ضروریات
سے ہی لہذا چند مسائل ضروری ریاضت کے مع منافع اور مضار کے یہان پر لکھے جاتے ہین۔ مخفی
نرہے کہ ریاضت عند الاطباء ایک حرکت ارادیہ ہی جسمین انسان تنفس عظیم اور متواتر کی طرف محتاج
ہوتا ہی لیکن یہ تعریف اس ریاضت سے مخصوص ہی کہ عام ہو اور تمام بدن مین اثر اسکا سرایت کرے
والا اس قوم کی کتابون مین جونسی حرکت بدن کے لیے مفید ہو ارادی ہو یا غیر ارادی بدنی ہو یا نفسی
اسکو ریاضت بولتے ہین خواہ تنفس عظیم تک نوبت پہونچے خواہ نہ پہونچے اور اسکی ضرورت
کی وجہ یہ ہی کہ جو کچھ جنس اغذیہ سے کھایا جاتا ہی بلاشک وہ تمام جزو بدن نہین ہوتا۔ بلکہ
ہر ایک ہضم مین قدرے فضلہ اس سے باقی رہتا ہی اور ظاہر ہی اگر بقایا ہے ہضوم اربعہ مستفرغ
یا تحلیل نہو اور ویسا ہی کا ویسا ایک عرصہ طویل تک بدن مین مجتمع رہے تو اس سے بہت فساد
رونما ہوتا ہی کیونکہ اگر یہ فضلہ متعفن ہو جاوے تو امراض عفونت کا باعث ہوتا ہی مثل تپ
وغیرہ کے۔ اور اگر فضلہ کثیر ہوگا تو علل امتلائی ظاہر ہونگے۔ اور اگر قوی الکیفیت ہوگا تو سوء
مزاج مادی مفرد یا مرکب نمودار ہونگے۔ اور اگر عضو پر گریگا تو اورام اور بثور نکلین گے اور
ابخرہ اسکے جوہر روح کو فاسد کرینگے پس بباعث امور مذکورہ بالا کے احتیاج کسی ایسے امر کی
کہ مانع اجتماع فضول ہو واجب ہوئی۔ اور وہ ریاضت ہی کیونکہ طبیعت اگرچہ باذن خالقہا ہمیشہ
دفع فضلات کے درپے ہی۔ لیکن بمدد اور اعانت ریاضت کے کفایت نہین کرتی۔ اگر کہو
کہ تنقیہ بدن کا مسہلات اور مقیات سے کرین تاکہ فضول بقایا ہضوم اربعہ کے انکے ذریعے
دفع ہو جاوین اور ریاضت کی حاجت نہو تو اسکا جواب یہ ہی کہ تنقیہ مسہلات اور مقیات سے
لامحالہ موہن قوی اور مضعف اعضاء رئیسہ ہی خصوصاً اگر کئی دفعہ تھوڑے عرصے کے بعد کیا جاوے
اسلیے کہ ادویہ قویہ جو مواد کو اقاصی اعضاء سے جذب کرتے ہین اور انکو مستفرغ کرتے ہین غالباً
سمیت سے خالی نہین ہوتے۔ اور معہذا اخلاط صالح کو کہ نافع بدن ہی خلط فاسد کے ساتھ جذب
کرتے ہین اسی واسطے بقراط نے کہا ہی الدواء ینفی ویبلی۔ اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مواد
غیر مقصودہ بھی دوا سے باہر آتے ہین مثلاً اگر ادویہ مسہل صفراوی جاوین تو مواد بلغمی بھی خارج
ہوتا ہی اور بالعکس ہی۔ اور یہ بھی احتمال ہی کہ دوا دینے مین کسی نوع کی خطا سرزد ہو اسلیے
شر زیادہ ہو۔ اسلیے افلاطون نے کہا ہی شارب الدواء کسہم یرمی فی الظلمۃ فربما یخطی ویصیب
پس جب کیفیت عمل طبیعت اور تاثیر دوا کی بخوبی واضح ہوئی۔ اسلیے یقیناً ثابت ہوا کہ مانع اجتماع

فضلہ کا ریاضت سے بہتر اور کوئی نہین کیونکہ وہ بلا ایذا محلل فضول و حسب المدعی معین طبیعت ہو اسی لیے شیخ نے ریاضت کے بابت لکھا ہی الموافق استعمالہا علی جہت اعتدالہا فی وقتہا به غنا عن کل علاج اور اسی نے کہا ہی کہ تارک ریاضت کو اکثر اوقات دق پیدا ہوتی ہی مگر قرشی نے لکھا ہی کہ مراد اس جگہ دق سے دق ضعف اور نحافت ہی کما ذکر فی دق المشائخ۔ اور بعض اطبا نے مثل قرشی وغیرہ کے لکھا ہی کہ شراب اور حمام بھی قائم مقام ریاضت کے ہو سکتے ہین مگر عند التحقیق یہ بات کچھ معقول نہین معلوم ہوتی کیونکہ شراب تو بنا بر ترطیب کے اعضار کو سست کرتی ہی اور حمام ظاہر کو گرم اور باطن کو سرد کرتا ہی۔ پس کوئی انسے ریاضت کی برابری نہین کر سکتا اور مطلق ریاضت کے فوائد بہت ہین از انجملہ چند یہان بھی مذکور ہوتے ہین۔ واضح ہو کہ ریاضت تمام امراض مادیہ اور اکثر امراض مزاجیہ کو دفع کرتی ہی اور تولد فضلات کو منع اور بدن کو قابل غذا اور حرارت غریزی کو روشن اور افروختہ کرتی ہی اور اعضار کو سخت اور اوتار رباطات اور اعصاب کو قوی کرتی ہی۔ اور فضلہ بقایا ہضوم اربعہ کو تحلیل اور مسام کو فراخ اور بدن کو سبک اور خفیف کرتی ہی اور علاوہ بران نشاط آور ہی۔ مگر یہ منافع ریاضت کے جو مذکور ہوئے ہین حصول انکا اس بات سے مشروط ہی کہ ریاضت معتدلہ اپنے اوقات مین کیجاوے اور باقی تدبیرین ستہ ضروریہ کی بھی موافق اور با صواب ہون۔ ورنہ ظاہر ہی کہ جب ایک طرف سے صلاح کیجاویگی تو دوسری طرف سے فساد ہوگا پھر نفع ریاضت کا کچھ حاصل نہین ہوگا کما لا یخفی۔ اور ریاضت دو قسم پر ہی ایک ریاضت عامہ جسکو ریاضت کلیہ بھی کہتے ہین دوسری ریاضت خاصہ جسکو ریاضت جزئیہ بھی کہتے ہین۔ ریاضت عامہ وہ ہی جسکا اثر تمام بدن مین یکسان ہو اور سب اعضار بدن کے متحرک ہون یہ ریاضت کیمیاے بدن ہی اعضا کی ہیئت کو درست کرتی ہی اور موجب قوت مزاج اور حافظ صحت بدن کا ہی اور یہ دو قسم پر ہی بعض ریاضتین سخت ہوتی ہین اور بعض نرم سخت ریاضتین وہ ہین کہ قوی مزاجون کو درکار ہین جیسے کشتی لڑنا اور دوڑنا اور گھوڑا دوڑانا اور پیرنا اور تیر چلانا اور کمان سخت کو کھینچنا اور گیند پھینکنا اور نیزہ بازی اور تیغ بازی اور آہنگری اور آب کشی وغیرہ امور کدائی۔ اور نرم ریاضتین وہ ہین جو کہ ناتوان اور ضعیف مزاجون کے لیے مناسب ہون جیسے سواری اسپ بہ آہستگی اور سواری کشتی اور آہستہ پیادہ روی۔ چونکہ آہستہ چلنے مین اثر حرکت کا تمام بدن مین یکسان پہونچتا ہی بخلاف مشی سریع کے کہ اثر

اسکا اعضائے مخصوصہ سے مختص ہے جیسے قریباً آتا ہے اسلیے اول کو ریاضت عامہ سے گنتے ہیں اور ثانی کو
ریاضت خاصہ سے شمار کرتے ہیں ؛ دریں ریاضت خاصہ وہ ہے کہ اثر اُسکا ایک عضو سے مخصوص ہو۔
یا یہ کہ اگرچہ نفس اثر کا تمام بدن کو عام ہو لیکن شدت ظہور اُسکا بعض اعضا سے مخصوص ہو۔
چنانچہ کمان کشی اور تیراندازی اور گیندبچی وغیرہ۔ اگرچہ ریاضت تمام بدن کی ہے۔ لیکن گردن
اور ہاتھ اور سینہ اور بازو کو بہت قوت دیتی ہے اور نیچے کے بدن کو کمر تک قوی کرتی ہے رگوں کو
ایسی ریاضتوں سے بہت فائدہ ہوتے ہیں۔ اور ایسی ہی مشی سریع اگرچہ اثر ریاضت کا اُس سے
بھی تمام بدن میں پہونچتا ہے لیکن ہر دو چوتڑوں اور ہر دو زانوؤں اور ہر دو پنڈلیوں اور ہر دو قدموں
کو فضول سے پاک کرتی ہے اسی لیے اسکو ریاضت خاصہ سے شمار کیا گیا ہے۔ از انجملہ ترپہنا اینڈنا اور آواز سے
سر کو فضول سے پاک کرتا ہے اور قبول غذا کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ اور قرأت خفی ریاضت معتدبہ میں
داخل نہیں ہے۔ از انجملہ اُٹھانا پتھر بھاری کا بطور ریاضت کے ہے فائدہ انواع ریاضت بہت ہیں
بعضے اُنسے عام ہیں اور بعضے خاص۔ اور بعض ریاضت بدن ہیں اور بعض ریاضت نفس اور
بعض ریاضت بدن اور نفس دونوں کے ہیں کیونکہ جسمیں سوائے حرکت بدن کے اور نہوگا وہ
صرف ریاضت بدن ہے اور جسمیں سوائے ریاضت نفس کے اور نہوگا وہ صرف ریاضت نفس ہے
اور جسمیں ریاضت بدن اور نفس ہر دو کی ہوگی وہ دونوں سے مرکب ہے۔ ریاضت عامہ اور خاصہ اور
ریاضت بدن کی امثلہ گذر چکی ہیں اور باقی آگے بیان کیا جائیگا۔ جاننا چاہیے کہ جس عضو کی
ریاضت کثرت سے کیجائیگی وہی عضو بسبب تلطیف مواد اور تحلیل فضول اور توسیع مجاری اور تفتیح مسام
وغیرہ سے قوی ہوجاتا ہے خصوصاً ریاضت معتادہ کے نوع پر تو بہت ہی قوی ہوتا ہے یعنی جو شخص کسی ریاضت
خاص میں کوشش کرتا ہے جیسے بوجھ اُٹھانا یا کشتی لڑنا یا دوڑنے میں پیشدستی کرنا یا باہم پنجہ ڈالنا یا باہم
بینی پکڑنا وغیرہ۔ پس وہ اسی نوع کی ریاضت میں قوی ہوجاتا ہے اور اُسکے قوی نفس مزاولت اس نوع
قوی ہوجاتے ہیں۔ بلکہ میرے خیال میں یہ بات اعضا ہی پر موقوف نہیں بلکہ جاری ہر ایک قوت بدنی
اور نفسانی کا بھی یہی ہے۔ چنانچہ جس شخص کو حفظ کرنے کی زیادہ عادت ہو اُسکی قوت حافظہ قوی ہوجاتی ہے
اور ایسا ہی جو شخص فکر اور خیال کی کثرت کرتا ہے اُسکی قوت متخیلہ اور متفکرہ قوی ہوجاتی ہے۔ اور
جو شخص کثرت جماع کی کرتا ہے اُسکی قوت مولدہ منی تولید منی میں زیادہ مصروف ہوتی ہے
اور علی ہذا القیاس مرضعہ کے لیے مولدہ شیر تولید شیر میں زیادہ سعی کرتی ہے اسی لیے تارک الجماع
میں منی خشک اور قاطمہ [illegible] کم ہوجاتا ہے۔ باعث اسکا یہ ہے کہ قواے باطنہ کو تکرار فعل

اور انفعال سے ملکۂ قویہ راسخہ پیدا ہوتا ہی اور یہی سبب ہی کہ جب بنا برۂ اہتمام شدید کے طبیعت اُسطرف متوجہ ہوتی ہی اور روح مع حرارت غریزی کے اُسکی متابعت سے اُسی طرف مائل ہوتی ہی پس بالضرور اُس قوت میں باذن خالقہا ملکہ راسخہ پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر ایک عضو کیلیے ریاضت علیحدہ ہی جو عضو سے مخصوص ہی چنانچہ سُننا نغمہا سے لطیف اور لذیذ کا ریاضت قوت سامعہ کی ہی۔ اور آواز خفیف سُننا بھی ریاضت سامعہ کی ہی اور گاہے آواز بلند بھی بدستور ریاضت اُسکی ہی۔ اور کبھی کبھی خطوط باریک کو پڑھنا ریاضت قوت باصرہ کی ہی لیکن اکثر باریک خطوط پڑھنے سے ضعف بصر لاحق ہوتا ہی۔ اور دیکھنا اشیاے جمیلہ کا بھی ریاضت قوت باصرہ اور نافع بصارت ہی۔ اور گریہ معتدلہ بھی بصارت کے لیے سودمند ہی۔ اور پڑھنا ریاضت سینہ کی ہی مگر چاہیے کہ بالتدریج قرأت خفیفہ سے قرأت جہریہ کی طرف ترقی کیجائے۔ اور ایسا ہی بلند بولنا بھی سینہ کی ریاضت ہی دراسیط یہ ریاضت منہ اور لہاۃ اور زبان اور گردن کی ہوتی ہی اور رنگ چہرہ کا عمدہ اور سینہ کو مواد سے صاف کرتا ہی اور نفس کو بند کرنا بھی سینہ کی ریاضت ہی اور فی الجملہ تمام بدن کی بھی۔ اور آواز دراز کرنا ریاضت گلو ہی لاکن فی الحطام زماناً طویلاً جداً مخاطرۃ۔ اور سواری اسپ وغیرہ اگر باعتدال ہو تو تحلیل اُسکی بہ نسبت تسخین کے زیادہ ہی۔ اور لاغروں کے لیے بسبب تحلیل بقایاے امراض کے سودمند ہی خصوصاً اُنکے لیے جو سواری کے معتاد ہوں۔ اور ایسا ہی جھولا کرنا آہستہ آہستہ بھی لاغر بدنوں کے لیے مفید ہی اور ریاضت خفیفہ ہی۔ اور ہنڈولے اور محمد میں جھولنا بھی اسی قسم کا مفید ہی۔ اور جیسا ترجح بالرفق لاغروں کے لیے سودمند ہی ویسا ہی اُس شخص کو مفید ہی جو حجاب میں مرض رکھتا ہی علاوہ بران خواب آور اور محلل ریاح اور نافع بقیۂ امراض سر ہی مثل غفلت اور نسیان کے۔ اور محرک شہوات اور منبہ حرارت غریزی ہی۔ اور تخت پر جھولنا اُنکے لیے بہت مفید گنا جاتا ہی جنکو حمیات مرکبہ اور بلغمیہ اور شطر الغب ہو۔ اور ماسوا اسکے صاحب نقرس اور صاحب استسقا اور امراض کلیہ کو مفید ہی فان الترجح یہی المواد الی الانقلاع پس اگر ترجح بہ نرمی ہو تو مواد رقیقہ کی بیخ کنی کرتا ہی اور اگر قوی ہو تو مواد غلیظہ کو دفع کرتا ہی اور منجملہ ریاضات خفیفہ قوی الاثر سے کشتی کی سواری ہی اسلیے کہ وہ محرک اخلاط اور بیخ کن امراض مزمنہ ہی مثل جذام اور استسقا کے اور مقوی معدہ اور ہاضم ہی۔ مگر سواری کشتی کی مستسقی کو کاحقہ اس شرط سے مفید ہی کہ سیر دریاے شور ہو کیونکہ بخار اُسکا مجفف رطوبات ہی

جاننا چاہیے کہ سواری کشتی کو استیصال مواد غلیظہ مستقرہ اور منشبثہ مین اثر تمام ہی کیونکہ اسمین ریاضت
نفس ہی بنا بر خوف اور فزع اور ہوا کے کہ لازم سیر دریا ہی۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ آثار حرکت
نفسانی کے بدن مین بہ نسبت آثار حرکت جسمانی کے زیادہ ہین اور حصول قے اور غثیان کشتی
مین دلیل انقلاع مادہ کی ہی۔ اسی واسطے اطبا لکھتے ہین کہ قے کے بند کرنے مین مبادرت نکرنی چاہیے
خروج مادہ ردیہ کو کہ بے ضرورت مانع ہونا قوی الضرر ہی۔ مگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ سواری
کشتی کی اگر ایسے طریق پر ہو کہ انہین خوف اور فزع نہو یا زمان سیر کا معتد بہ نہو یا اسکے حرکت
منظور نہو تو ایسی سواری مین قلع مواد ردیہ کا نہین ہوتا۔ کما لا یخفی علی الماہر۔ اور سواری کشتی
کی مثال ریاضت نفس کی ہی۔ اور باہم گھوڑا دوڑانا اور کشتی لڑنا اور گیند اور چوگان سے
بازی کرنا ریاضت بدن اور نفس دونون کی ہی کیونکہ انمین غالب ہونے سے تو فرحت آتی ہی
اور مغلوب ہونے سے غضب عارض ہوتا ہی۔ اور جس ریاضت کا انجام اور مآل شدت اور
تکلیف سے ہو تو مناسب ہی کہ شروع اسمین بالتدریج ہو تاکہ اسمین کوئی تکلیف عائد نہو۔
اور وقت ریاضت متعبہ اور شدیدہ کا جس سے تنفس عظیم تک نوبت پہونچے وہ مقرر کیا گیا ہی
کہ بدن فضول غلیظہ اور بول و براز وغیرہ سے خالی ہو اور نواحی احشا اور عروق مین کیموسات خام
نہون تاکہ حرکت اور ریاضت سے انصباب انکا بعض اعضا کی طرف نہو۔ اور غذا بھی
منہضم ہو گئی ہو کیونکہ ریاضت مذکورہ سے اعضا گرم ہو جاتے ہین اور جذب غذا بہ نسبت
عدم ریاضت کے بیشتر کرتے ہین اسلیے غذا اگرچہ غیر منہضم ہو تو بھی منجذب ہو کر امعا اور
ماساریقا مین سدہ کا باعث ہو جاتی ہی۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اگرچہ ریاضت وقت امتلاء معدہ
اور امعا کے منہی ہی لاکن حالت سخت بھوک اور خلو مطلق مین ممنوع تر ہی۔ اسی لیے شیخ بو علی سینا نے
کہا ہی۔ ان ارتاض ممتلیا خیر من ان یرتاض خالیا۔ اور بقراط نے لکھا ہی متی کان بانسان
جوع فلا ینبغی ان یتعب۔ اور ایسا ہی بعد جماع کے بھی ریاضت نا روا ہی۔ پس بہترین اور
شائستہ وقت ریاضت کا وہ ہی کہ تمامی ہضم معدہ سے متصل ہو بلکہ اگر ریاضت شدید کا
ارادہ ہو تو مناسب ہی کہ وقت شروع ریاضت کے قدرے غذا معدہ مین باقی ہو تاکہ اخیر ریاضت
تک خلو معدہ اور بھوک سخت واقع نہو اور قوت زائل نہو فائدہ جیسا کہ ریاضت مین تناسب
حال مرتاض کا شرط ہی ویسا ہی اعتدال وقت کا فصل اور موسم کے لحاظ سے بھی مشروط ہی
چونکہ یہ دونون امر شرح طلب ہین اسلیے انکو مختصر طور پر بیان کرنا مناسب ہی۔ پوشیدہ نہ رہے

کہ مناسب حال مرتاض کے یہ معنی ہین کہ شخص ریاضت کنندہ اُن صفتون سے موصوف ہو جو کہ
ریاضت کے مناسب ہون مثلاً شخص مرتاض کا مزاج گرم تر یا سرد تر ہو یعنی تر ہو تا مزاج
کا اُسکا نرم ضروری ہی۔ کیونکہ اگر مزاج اُسکا خشکی مائل ہوگا تو ایسے آدمی کو ریاضت متعبہ سے احتراز
لازم ہی خصوصاً اگر حرارت مع یبوست ہو تو ایسی صورت مین پرہیز واجبات سے ہی اسی واسطے
شیخ نے اپنی کتاب مین لکھا ہی۔ وربما اوقعت الریاضۃ حار المزاج یابستہ فی امراض فاذا
ترکہا صح۔ اور ایسا ہی ہر ایک فصل مین وقت معتدل مین ریاضت شروع کرنی چاہیے
مثلاً زمان ربیع مین قریب نصف النہار کے بہتر ہی اور زمان صیف یعنی گرما مین اول روز
مناسب ہی۔ لئلا یکون الریاضۃ فی حر شدید۔ اور زمان شتا یعنی سرما مین اگر کوئی مانع نہو
تو آخر دن مین ریاضت محمود ہی۔ اور اگر عدم فرصت یا کوئی اور مانع ہو تو اول روز یا رات کو
مکان کو گرم باعتدال کرین اور ریاضت مین مصروف ہوین۔ اگرچہ نصف النہار موسم سرما
مین ریاضت کے لیے مناسب گنا جاتا ہی لیکن چونکہ وقت اکثر غذا کھانے کا ہی اسلیے اُسکو
وقت ریاضت مقرر نہین کیا گیا اور آخر روز اُسکے لیے معین ہوا ہی۔ اور منجملہ شرائط
ریاضت کی رعایت مقدار ریاضت ہی اسکے لیے تین چیزین ملحوظ رکھنی چاہیئن۔ اول
رنگ بدن ہی کیونکہ جب تک رنگ بدن اچھا ہوگا اور بسبب ریاضت کے سرخ ہوتا جائیگا
تب تک وقت ریاضت ہی۔ دوم اُنھین سے حرکات ہین کیونکہ جب حرکات بدن خوشی اور
سبکی سے ہونگے وہان تک وقت ریاضت ہی۔ تیسرا حال اعضا کا انتفاخ اور پھولنے کی جہت سے
اسلیے جب تک پھولنا بدن کا زیادتی مین ہوگا تب تک ریاضت کرنی مناسب ہی۔ مگر جب حالات
مذکورہ مین نقصان ظاہر ہوا اور بعد ریاضت کثیرہ کے عرق افراط سے آوے تو ترک ریاضت
واجبات سے ہی کیونکہ مخفف رطوبات اور مضعف قوت ہی مگر جو عرق کہ شروع ریاضت مین ہو
اُس سے ترک ریاضت نکرنی چاہیے لانہ مفید لا یوجب قطع الریاضۃ۔ اسی واسطے قرشی نے لکھا ہی
کہ حدوث عرق کا ریاضت سے دو قسم پر ہی۔ ایک وہ ہی کہ رطوبات اصلیہ جو کہ جلد کے قریب ہین
حرارت ریاضت سے پگھل کر جاری ہوں اور ابھی گذرا ہی کہ ایسا عرق ابتداے ریاضت مین آتا ہی
موجب قطع ریاضت کا نہین ہوتا دوسری قسم وہ ہی کہ باطن بدن کا بواسطہ حرارت قویہ کے
گرم ہو جاتا ہی اور رطوبات ضروریہ عضویہ سے بخار نکلتے ہین پس جب وے بخار جلد پر پہونچتے ہین
عرق سے مستحیل ہو کر جاری ہوتے ہین ایسا عرق ترک ریاضت کا موجب ہوتا ہی اُس عرق کا

نقصان جسکا ترک ریاضت واجب ہو یہ لکھتے ہین کہ بعد سیلان عرق ابتدائی کے اور پیچھے تعب اور ریاضت کثیر کے واقع ہوتا ہی اور ظہور ماندگی اور تھکان اُسکو لازم ہی ایسے وقت مین مرتاض کو لازم اور ضرور ہی کہ ریاضت سے پرہیز کرے تاکہ رطوبات ضروریہ عضویہ تحلیل نہو جاوین اور بدن کو خشکی اور دبلاپہ عارض نہو۔ اسی لیے اطبا نے احتیاطاً حکم کیا ہی کہ بعد ریاضت کے بدن کو روغن سے مالش کرین تاکہ اعضاء نرم ہوجاوین اور بسبب ترطیب روغن کے جفاف اور خشکی حاصلہ کا تدارک کیا جاوے۔ اور ما سوا اسکے اگر کوئی مادہ قلیلہ جلد کے آس پاس باقی رہا ہوگا تو بسبب دلک کے تحلیل ہوجاویگا جیسا دلک کے بیان مین آتا ہی فائدہ عضو ماؤف کے ریاضت کے بیان مین۔ جب کوئی عضو آفت رسیدہ اور ضعیف ہو اور بعہذا ریاضت بھی اُس عضو کی ضروری ہو تو ایسے عضو کی ریاضت مین لازم اور مناسب ہی کہ ریاضت ایسے ڈھنگ سے کیجاوے کہ تکلیف اُسکو نہ پہونچے اور بمتابعت حرکت اعضاے دیگر کے نفع ریاضت کا عضو ماؤف تک بھی پہونچ جاوے۔ مثلاً جو شخص کہ پاؤن مین مرض دوالی رکھتا ہو اُسکو مناسب ہی کہ ریاضت ایسے طور پر کرے کہ پاؤن مین زیادہ جنبش نہو۔ علی ہذا القیاس ہر عضو ماؤف کی ریاضت مرتاض پر واجب ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ ریاضت ابدان ضعیفہ کی ضعیف اور ابدان قویہ کی قوی کیجاتی ہی کیونکہ حصول منافع ریاضت اسی پر موقوف ہی اور چونکہ عادت کو ہر ایک امر مین دخل تمام ہی اسلیے افراط عرق اور شدت ریاضت بھی موافق اُسکے مختلف الاحوال ہوگی۔ دیکھو جو ریاضت کشتی لڑنے والے کرتے ہین اور باوجود کثرت عرق کے ایذا نہین پاتے بلکہ بدن اُنکے قوی اور موٹے تازے ہوتے جاتے ہین اسکا اور کوئی سبب نہین مگر چونکہ عادت اُنکی یہی ہوگئی ہی اسلیے اُنکے حق مین یہ ریاضت مفرط شمار نہین کیجاتی اور اُنکے حق مین افراط عرق بدستور موجب انقطاع ریاضت نہین ہوسکتا ہان اگر اپنی عادت مقررہ سے دفعۃً کسی قدر تجاوز کرین تو البتہ خالی ضرر سے نہین ہوگا تتمہ بحث ریاضت دلک کے بیان مین

چونکہ قبل اور بعد ریاضت کے دلک لازم ہی اسلیے احکام دلک کے علحدہ لکھے جاتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ دلک عربی لفظ ہی ترجمہ اُسکا فارسی زبان مین مالیدن اور مالش اور ہندی مین ملنا ہی اور دلک بھی ایک قسم کی ریاضت ہی کیونکہ یہ بھی مثل ریاضت مذکورہ کے فضول کی تحلیل اور رطوبات کی ترقیق اور اعصاب اور اوتار کو سخت اور حرارت لطیفہ کو برانگیختہ کرتی ہی۔ اسکے دو قسم ہین دلک متقدم اور متاخر جیسا انکا نام مختلف ہی ویسا ہی انکے احکام

مختلف ہین - جو دلک کہ قبل از ریاضت کیجاتی ہو اُسکا نام دلک الاستعداد ہو کیونکہ وہ اعضار کو
حرکت اور ریاضت کے لیے مستعد کرتی ہو - اسمین مناسب ہو کہ ابتدا نرمی سے کرین یہانتک
کہ حالت دلک اور عدم دلک مین امتیاز نہو اور جب وقت ریاضت کا قریب آجاوے تب
شدت اور زور سے مالش کرین اُسکے بعد ریاضت کی طرف میل کرین اور جو دلک بعد ریاضت کے
کرتے ہین اُسکا نام دلک الاسترداد اور دلک المسکن ہو یعنی رطوبت زائد کو دافع اور (؟) ہو اور
یبوست کو دور کرتی ہو - اور یہ مالش مفید راحت اور مانع تحلیل رطوبات ہو - علاوہ برآن
روح اور خون کو اعضار کی طرف جذب کرتی ہو اور اُن مواد کو جو کہ عضلات اور قریب جلد
مین باقی رہکر تحلیل نہین ہوے انھین تحلیل کرتی ہو - اور مقصود اس دلک سے دو چیزین ہین
ایک یہ کہ رطوبات کو تحلیل سے مانع ہوتی ہو - دوسرا یہ کہ تحلیل اُن فضول کی کرتی ہو جو کہ عضلات
مین باقی رہے ہین - پس جس جگہ غرض پہلی مقصود ہو چاہیے کہ مالش ایسے روغنون سے کرین جو کہ
مرطب بدن اور مسدد مسام ہون - اور اگر تحلیل فضول باقیہ مقصود ہو تو صرف مالش ہاتھون
سے ہی کافی ہو - اور اگر روغنون سے مالش کرنی ہو تو ایسے روغنون سے کرین جو مفتح مسام
اور محلل فضول ہون - روغنون کے نسخہ عملیات مین دیکھ لین - اور اس ریاضت مین خواہ
حبس رطوبات مقصود ہو خواہ تحلیل فضول مطلوب - اعتدال اور رفق ضروری ہو کیونکہ
ریاضت کے بعد بدن ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہو اور حالت ضعف مین مالش بالاعتدال ہونی چاہیے
اور مناسب ہو کہ دلک کو شدت اور صلابت پر نہ ختم کیا جاوے - کیونکہ اُس سے اعضا صلب اور
خشن ہو جاتے ہین اور اطفال مین یہ عمل مانع نمو ہوتا ہو اور بالغون مین ضرر اُسکا بہ نسبت اطفال کے
کمتر ہو - اور لازم ہو کہ یہ مالش ایدی کثیرہ سے ہو - مگر اس لفظ سے کثرت مراد نہین کیا ہو ظاہر بلکہ
مراد یہ ہو کہ ہاتھ کو بدن پر ایک ہی طرز اور وضع پر نہ پھیرین بلکہ اوضاع مختلفہ اور جہات متنوعہ پر پھیرنا چاہیے
تا بنا بر اختلاف مواقعہ اور جہات مختلفہ کے اثر دلک کا تمام اجزاء بدن مین واصل ہو - فائدہ مخفی نہ رہے
کہ ماسواے اقسام مذکورہ بالا کے نئی تقسیم سے دلک دو قسم پر منقسم ہو ایک بحسب الکیفیۃ - دوم
بحسب الکمیۃ - اول کی چھ قسم ہین - املس خشن - معتدل - صلب لین معتدل - اور دوسرے کی تین
قسم ہین کثیر - قلیل - معتدل - پس قسم اول مین جب تین کو تین مین ضرب دین - تو نو قسم
حاصل ہوتی ہین - جنکے اسامی درج ذیل ہین - املس صلب املس لین - املس معتدل خشن صلب خشن لین
خشن معتدل معتدل صلب - معتدل لین - معتدل معتدل پس جب تو قسم اول کو تین قسم

ثانی مین ضرب دینگے تو ستائیس قسم حاصل ہونگے۔ اور حکیم جیلانی کا قول ہی کہ حکیم مجوسی نے جنس عشر
اور بطوء اور معتدل کو بھی ہشت بار کیا ہی۔ پس جب ستائیس کو تین مین ضرب دیا جاوے تو اکاسی
قسم حاصل ہوتی ہین۔ واحفظہ فانہ ینفعک فی مقام شتی۔ اس جگہ تمام اقسام کو بیان کرنا موجب
تطویل ہی اسلیے بعض اقسام اول اور تمام اقسام ثانی کے مع معانی اور فوائد اور مضار کے بطور
تمثیل مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہین پس دلک صلب وہ ہی کہ بدن کو سخت مالش کیجاوے
اسکا فائدہ یہ ہی کہ عضو کو استوار اور مضبوط کرتی ہی کیونکہ اس سے رطوبات مسترخی بدن تحلیل
ہوجاتے ہین۔ اور دلک لین وہ ہی کہ بدن کی نرم مالش کیجاوے اس مالش سے بدن سست
ہوجاتا ہی۔ اور سطح ظاہر بدن کے متخلخل اور مسامات ضعیف ہوجاتے ہین اور رطوبات بھی سائل
ہوتے ہین اور تحلیل کچھ نہین ہوتے۔ اور دلک کثیر وہ ہی کہ مالش بدن کی عرصہ دراز تک کیجاوے
اس سے بدن لاغر اور دبلا پتلا ہوجاتا ہی کیونکہ درازی مالش کی موجب تحلیل ہی اور ظاہر ہی کہ
تحلیل موجب دبلاپہ اور ہزال ہے۔ اور دلک قلیل وہ ہی کہ مالش بدن کی تھوڑے عرصہ تک کیجاوے
اس سے بدن فربہ ہوجاتا ہی کیونکہ اسمین تحلیل کم ہوتی ہی۔ اور دلک معتدل قلیل اور کثیر وہ ہی
کہ مالش زمان اوسط تک کیجاوے اس سے بھی بدن فربہ ہوجاتا ہی اسلیے کہ خون معتدل المقدار
کو جذب کرتی ہی۔ اور اس سے تحلیل واقع نہین ہوتی۔ دلک خشن وہ ہی کہ مالش بدن کی پارچہ
سخت اور درشت سے کیجاوے مثل کمل اور ٹاٹ کے ایسی مالش خون کو جذب کرتی ہی پس اگر
معتدل المقدار ہو خون منجذبہ عضو مین بند رہتا ہی۔ اور اگر عرصہ دراز تک مالش کیجاوے تو خون
مذکور تحلیل ہوجاتا ہی۔ اسی لیے مالش تخضیب مین وقت استعمال معظمات کے لحاظ امر مذکورہ کا
لازم اور ضرورت ہی تا جذب خون بلا تحلیل حاصل ہو۔ اور خشن کے معنی کھدرا ہی۔ دلک املس وہ ہی
کہ مالش کف نرم اور پارچہ نرم سے کیجاوے اس سے خون بند رہتا ہی املس کے معنی صاف مین
فائدہ اگرچہ فی الحقیقت دلک ایک قسم کی ریاضت ہی کیونکہ تحلیل فضول اور ترقیق رطوبات
وغیرہ منافع جیسے ریاضت پر مرتب ہوتے ہین ویسے ہی دلک سے بھی حاصل ہوتے ہین چنانچہ
ابھی بیان ہوا ہی لیکن معہذا اسکے فوائد مخصوصہ سوائے فوائد مذکورہ کے گئے ہین کہ غیر مین
نہین پائے جاتے۔ اور منافع مذکورہ کئی اقسام پر ہین۔ اول یہ کہ جو مادہ کسی عضو مین محتبس اور متشبث
ہو اور بنا بر غلظت اور لزوجت یا کسی اور باعث کے خروج مادہ مذکورہ کا عضو سے کما ینبغی نہ ہوسکے
تو ایسی صورت مین مالش بہت مفید ہوتی ہی اور خروج مادہ مذکورہ کا باسانی ہوسکتا ہی خصوصا اگر

سوء غذایات مختلفہ سے مالش کیجاوے - دوسرے یہ کہ جب کوئی عضو اصل پیدائش مین اپنی مقدار طبعی سے
چھوٹا ہو یا کسی عارضہ سے لاغری اور دبلا پن اسمین لاحق ہوا ہو اور ہم چاہین کہ عضو موصوف کو مقدار
اصلی پر لاوین یا عضو لاغر کو فربہ کرین تو اسکے لیے کوئی علاج سواے دلک کے بہتر نہین کیونکہ
بزرگی اور موٹاپا کسی عضو کا بجز نفوذ غذا کے اسمین ہو نہین سکتا اور نفوذ غذا کے لیے سواے
نشو و نماے حرارت کے اور کوئی صورت نہین کیونکہ افعال الغذیہ کے سواے نشو حرارت اور توسیع
مجاری کے تمام نہین ہوتے اور یہ کام سواے دلک کے حاصل نہین ہوتے کیونکہ حرکت اور
ریاضت بلا دلک چاہے عام ہو چاہے خاص محصل غرض مقصود کے نہین ہو سکتے کیونکہ حرکت
مین اعضاے مجاور وہ بھی شریک ہوتے ہین - بخلاف دلک کے کہ اثر ذاتی اسکا عضو مدلوک سے
تجاوز نہین کرتا - اور اطباے سلف اور خلف اسپر متفق القول ہین کہ جو عضو اصل پیدائش مین
صغیر ہو اور ہم چاہین کہ اسکو بزرگ کرین - یا ایک عضو لاغر ہو اور ہم چاہین کہ اسکو فربہ کرین
تو چاہیے کہ اول اسکو کسی موٹے کپڑے سے سخت مالش کرین کہ سرخ ہو اور آب گرم سے
نطول کرین پھر زفت رومی اسپر لگا کرین چند روز مین بزرگ اور فربہ ہو جاتا ہے - مگر اصل
یہ ہے کہ بزرگی عضو کی لڑکپن مین ہو سکتی ہے - اور بڑی عمر مین بقدر قوت اور ہمین مین حاصل ہو سکتی ہے
اور بعد استفراغ اور تنقیہ لینے کے باقی اس تدبیر سے باز رکھین تا کہ بقدر مادہ عضو کی تغذیہ
ہوا ہو تحلیل نہ ہو جاوے - قال جالینوس الدلک خاصیۃ علی ما ینقص الالیۃ بہذا العلاج یربو و ینمو
لا تسمنت الیتہ بنمت اقوی زمانی سوم یہ کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بعض اعضا مین
سردی سے مادہ منجمد ہو جاتا ہے - یا تا دیر اسپر غالب ہو جاتا ہے اور وہان سے مادہ منجمد
یا ریح مستقرہ نکل نہین سکتی کہ جب تک مالش کثیر کیجاوے تو البتہ وہ مادہ عضو سے منخرج ہو جاتا ہے
چہارم یہ کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہم موضع عالی سے اسفل کی طرف جذب مادہ کی محتاج ہوتے ہین
اور محل مجذوب الیہ پر سینگی وغیرہ لگانا متعسر ہوتا ہے پس ایسے موقع پر سواے دلک کے اور کوئی
تدبیر کارگر نہین ہوتی - مخفی نہ رہے کہ اگرچہ غمز اور کبس جسکو فارسی زبان مین بخش اعضا اور ہندی
زبان مین ہاتھ پانون دبانا بولتے ہین اگرچہ فی الحقیقت غیر دلک ہین - لیکن اکثر امور مین منافع
اسکے قریب بمنافع دلک ہین کیونکہ دلک اور کبس اور ربط تمام اس امر مین مساوی الاقدام ہین
کہ ابتدا انکی اصل عضو سے کرین اور خارج بدن اور اطراف کی طرف اترتے چلے جاوین تا کہ بخارات بدن پر
صعود نکرین - باب پنجم حرکت اور سکون نفسانی کے بیان مین اور اسمین تین فصول ہین فصل اول

عوارض نفسانی کی تعریف اور وجہ انحصار کے بیان مین مخفی نرہے کہ حرکت اور سکون نفسانی بھی ستہ ضروریہ سے ہے کہ قسم ہوا سکے سوا بھی حیات انسانی ممکن نہین۔ انکو اعراض نفسانی اور انفعالات نفسانی اور حرکات نفسانی بھی کہتے ہین۔ اعراض نفسانی وہ کیفیات ہین کہ نفس کو بسبب متابعت انفعالات کے عارض ہوتے ہین کیونکہ اسکے بعض قوی مین مرتسم ہوتا ہے کہ یہ چیز اسکی ملائم اور مناسب ہو اور یہ اسکو منافی اور مضر ہے اسلیے نفس ملائم اور مناسب کا طالب اور منافی اور مضر سے گریزان ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ فی الحقیقت حرکت کا نفس پر اطلاق کرنا تجوزا اور مجاز ہے لان النفس لاحرکۃ لہا ولا سکون۔ اور یہ بات عند الحکماء ہے کہ وجود نفس کے تو قائل ہین لیکن اسکے حرکت اور سکون کے قائل نہین۔ اور اطباء وجود نفس کے قائل ہین اور نہ اسکے حرکات کے قائل ہین علامہ نے انکی مراد کو ظاہر کیا ہے حیث قال المراد بحرکۃ النفس حرکۃ قواہا اور آملی اور جیلانی نے بھی ایسا ہی کہا ہے پس مراد حرکت نفس سے اسکے قوی کی حرکت ہے۔ اور قوی بھی بنفسہا متحرک نہین بلکہ بواسطہ ارواح کے کہ حامل قوی ہین اور ذکر انکا باب دوم مین ہو چکا ہے حرکت کرتے ہین۔ الغرض حرکت ارواح کی حقیقی شمار کیجاتی ہے اور حرکت نفس اور قوی کی مجازی سمجھی جاتی ہے اور نفس بھی بنفسہا تحریک ارواح کے لیے کبھی توجہ نہین کرتا مگر روح کے ساتھ کوئی ایسی چیز ہو کہ روح کو کھینچکر روان کرے البتہ اسوقت روح بھی اسکی امداد سے روان ہوتی ہے۔ اور اخلاط مین سے جو چیز اس کام آتی ہے وہ خون رقیق اور صاف ہے۔ یہی سبب ہے کہ جسطرف روح حرکت کرتی ہے خون بھی متحرک ہوتا ہے۔ سرخی چہرہ کی حالت غضب اور خوشی مین اور زردی اسکی وقت فزع اور خجالت مین مؤید اور ممد قول مذکورہ کی ہے۔ اور وجہ ضرورت حرکت نفسانی کی یہ ہے کہ امور معیشت مین جو کہ تحصیل ضروریات بدنی مین لابدی ہین امور نفسانی کی طرف احتیاج کیجاتی ہے اسلیے کہ تحصیل ضروریات بدن کی انسے وابستہ ہے اور حرکات بدنیہ پر وہی باعث ہین۔ اور نیز جب یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ حرکات بدنی منجملہ ضروریات ہین جیسا بیان ہو چکا ہے اور وجود حرکات بدنی کا عوارض نفسانی پر موقوف ہے جنکو حرکت روح کی مثل شہوت اور غضب کے لازم ہے پس امور نفسانی بھی ضروری ہوئے لکونہا موقوفا علیہا لوجود الضروری۔ اور وجہ ضرورت سکون نفسانی کی یہ ہے کہ روح جوہر لطیف حار المزاج سہل التحلل ہے۔ پس اگر ہمیشہ متحرک ہی رہے تو بالضرور تحلیل ہو جائیگی۔ اسلیے سکون نفسانی بھی ضروریات سے ہوا تاکہ روح جسقدر حرکت سے خرچ ہوئی ہے حالت سکون مین جمع ہو جاوے اور پھر حرکت سے تحلیل ہو جاوے۔ البتہ احتیاج

انکی بہ نسبت دیگر اسباب ضروری کے کم ہے - کذا ذکرہ الفاضل الاقسرائی فی شرح الموجز ۔ فصل دوم
اعراض نفسانی کے اقسام اور انکے معانی کے بیان میں ۔ جاننا چاہیے کہ اعراض نفسانی میں
حرکت روح کی ظاہر ہوتی ہے بموجب قول شیخ کے چھ قسم پر ہیں اور انکے اسامی یہ ہیں غضب ۔ فرح
فزع ۔ غم ۔ ہم ۔ خجالت ۔ مگر صاحب بحر الجواہر کا قول ہے کہ اعراض نفسانی صرف پانچ ہی میں منحصر ہیں
کیونکہ حزن بھی انہیں سے ہے حالانکہ اقسام مذکورہ میں داخل نہیں ۔ مقابل ۔ اول ہر ایک کے معنی
لغوی اور اصطلاحی لکھے جاتے ہیں بعد ازاں باقی امور متعلقہ قلمبند کیے جائینگے ۔ واضح ہو کہ غضب
کے لغوی معنی غصہ اور خشم ہے اور اصطلاح میں ایک حالت نفسانی ہے کہ اسکی مصاحبت سے
روح خارج کو حرکت کرتی ہے تاکہ موذی سے انتقام لے ۔ اور غضب مفرط میں حرکت روح کی
خارج کو دفعۃً ہوگی ۔ اور فرح کے معنی لغوی خوشی اور راحت کے ہیں ۔ اور اصطلاح میں فرح وہ کیفیت
نفسانی ہے کہ اسکی متابعت سے روح اور حرارت غریزی خارج کو حرکت کرتی ہے تاکہ اپنی ملذذ
اور محبوب کو ملجا دے ۔ پس فرح مہلک میں حرکت دفعی ہوگی اور غیر مہلک میں تدریجی ۔ اور
فزع کے لغوی معنی خوف اور ڈرنا ہے اور اصطلاح میں وہ کیفیت نفسانی ہے کہ اسکی مصاحبت
میں روح داخل بدن کو حرکت کرتی ہے اور باعث اس حرکت کا خوف موذی ہے ۔ خواہ موذی کا
واقعی ہو خواہ تخیلی ۔ پس فزع مہلک میں حرکت دفعی ہوگی اور غیر مہلک میں تدریجی ۔ اور
غم کے معنی لغوی اندوہ ہے اسکو حزن بھی کہتے ہیں ۔ اور اصطلاح میں غم وہ کیفیت نفسانی
ہے کہ اسکی مصاحبت میں روح موذی واقعی اور نفس الامری کے خوف سے داخل بدن
کو حرکت کرتی ہے پس غم مہلک میں حرکت دفعی ہوگی اور غیر مہلک میں تدریجی ۔ ہم کے
معنی لغت میں بھی اندوہ کے ہیں لیکن اصطلاحاً ہم اور غم میں فرق ہے ۔ اصطلاحاً ہم
وہ کیفیت نفسانی ہے کہ اسکی متابعت سے روح اور حرارت غریزی خارج اور داخل کو حرکت
کرتی ہیں ۔ باعث اسکا یہ ہے کہ نفس کو کوئی ایسا امر حادث ہوتا ہے کہ خیر اس سے متوقع
ہوتی ہے اور شر کی بھی انتظار رکھتی ہے گویا کیفیت ہم رجا اور خوف سے مرکب ہوتی ہے
ان دونوں سے جونسا امر فکر پر غلبہ کرتا ہے نفس اسی کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ پس اگر جہت وقوع
خیر کے غالب ہو تو روح خارج کی طرف میل کرتی ہے ۔ اور اگر شر کی جہت غالب ہووے
تو روح داخل کو حرکت کرتی ہے اسی لیے ہم کو جہاد الفکر بولتے ہیں اور کبھی ہم باعث غفلت
اور حزن ہوجاتا ہے ۔ اگرچہ ہم اور غم میں فرق بیان ہوا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ واضح کرتا ہوں

تاکہ کچھ خفا اور شک باقی نہ رہے۔ واضح ہو کہ جب کوئی چیز ضروری ہاتھ سے جاتی رہے یا کوئی چیز حاصل نہو سکے یا اسی قسم کا اور کوئی کام ظہور مین آوے اور مکافات اور عوض اسکا ممکن نہو تو ایسی باتون سے جو کیفیت نفس مین حاصل ہوتی ہی اسکو غم سے تعبیر کرتے ہین۔ اور جب کسی کام کے لیے اہتمام کیا جاوے اور حصول یا عدم حصول اسکا یقینی نہو یا کوئی چیز ہائل اور موظم ہو کہ وقوع اسکا یقینی نہو ایسے اوقات جو حالت لاحق ہوگی اسی حالت کو ہم بولتے ہین۔ الغرض مطلوب صاحب غم دو امر سے خالی نہین کہ یا فوت ہوگیا اور سبیل امکان حصول نہوگا اور صفت وجود مطلوب کے پہونچنا اُس تک مقدور سے خارج ہوگا بخلاف مطلوب صاحب ہم کے کہ وہ ممکن الحصول ہوتا ہی خواہ بدشواری حاصل ہو۔ خجل کے معنی لغت مین شرم اور حیا کرنیکے ہین اور اطبا کے اصطلاح مین ایسی کیفیت ہی کہ اسکی متابعت سے روح اور حرارت غریزی بالتدریج داخل بدن کو حرکت کرتی ہین پس بخارج بالتدریج مائل ہوتی ہین۔ اب جاننا چاہیے کہ جمیع عوارض نفسانی کو حرکت روح کی داخل یا خارج کو لازم ہی خواہ بالاستصحاب ہو خواہ بالاستتباع دفعۃً اور تدریجاً۔ فان جمیع العوارض النفسانیۃ یتبعها

یصحبها حرکات الروح اما الی داخل او الی خارج اما دفعۃً او قلیلاً قلیلاً۔ اور بیان اسکا قدرے ہوچکا ہی اور برخی عنقریب اسی فصل مین آتا ہی۔ اور باعث حرکت نفسی کا یہ ہی کہ نفس بالضرور ملائم یا منافر سے یا ایسی چیز سے جسمین دونون جمع ہون منفعل اور متاثر ہوتا ہی پس جس چیز سے نفس منفعل ہوا ہی اگر ملائم اور موافق ہو مثل شئی مفرح کے تو نفس اسکے طلب مین متحرک ہوتا ہی تاکہ اُس سے متحد ہو جاوے کیونکہ تقاضا نہایت محبت کا وصل محبوب ہی۔ اور اگر وہ چیز منافر اور مضر ہی اور معہذا نفس کو مقاومت اسکی ممکن ہو مثل شئی مغضب کے تب بھی نفس اسکی طرف متحرک ہوتا ہی تاکہ اُس سے مقاومت کرے اسلیئے کہ نہایت مقاومت اقبال و ایصال سے ہی۔ اور اگر مقاومت متعذر ہو مثل شئی مفزع کے پس اُس سے خلاف جہت کو بھاگتا ہی تاکہ اُس سے خلاصی پاکر متاذی نہو۔ اور اگر وہ چیز اسی قبیل سے ہی کہ ملائمت اور منافرت اُسمین جمع ہون مثل شئی مخجل کے تو نفس کبھی قلیلاً قلیلاً باطن کو متوجہ ہوتا ہی اور پھر جلدی خارج کو حرکت کرتا ہی۔ کیونکہ عقل اور مخجل منہ کی تحقیر کرتی ہی اور نفس کو اسپر شجاعت دیتی ہی پس گویا خجل مرکب فرح اور فزع سے ہی پس ملائم اور منافر اگر قوی ہین تو حرکت نفسی دفعی ہوگی۔ اور اگر ضعیف ہون تو حرکت تدریجی چنانچہ امور نفسیہ مین بیان ہوا ہی۔ الغرض حرکت نفسی کو حرکت روح کی لازم ہی اور ایسا ہی اُسکے سکون کو سکون روح لازم ہے اور مراد روح سے اس جگہ روح قلبی ہی کیونکہ وقت حدوث عوارض نفسانی کے روح حیوانی ہی

متحرک ہوتا ہے اسی باعث سے حرکات نفسانی کو قوت حیوانی سے منسوب کرتے ہیں لما مر من الاقوال
الیہ۔ اگرچہ سبب حرکات مذکورہ کا قوت نفسانی سے ہے۔ اشباہ اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ اعراض
نفسانی چھ قسم پر ہیں اور اسامی انکے بھی مذکور ہوئے ہیں پس بعض تو انمیں سے ایسے ہیں جنسے
حرارت غریزی اور روح خارج بدن کو حرکت کرتی ہیں یہ حرکت دو قسم ہے یا دفعۃً ہوتی ہے
یا تدریجا جسمیں حرکت دفعۃً ہوگی وہ غضب شدید اور مفرط ہے۔ اور جسمیں وہ حرکت تدریجا ہوگی وہ
فرح اور لذت غیر مفرط ہے۔ غضب اور غصہ سے بدن گرم ہو جاتا ہے جسکے غالب ہونے سے صفرا
اور سودا غالب ہوتے ہیں ہاں جسکا مزاج سرد ہو اسکو غصہ سے بہت فائدے ہوتے ہیں اور لذت
سے دل اور دماغ کو قوت ہوتی ہے اور خون بدن کا زیادہ اور بدن فربہ اور تازہ ہو جاتا ہے اور امراض
سوداوی دور ہوتے ہیں دل کو قوت تمام حاصل ہوتی ہے مگر زیادہ خوشی سے آدمی کبھی مر جاتا ہے
اور بعض انمیں سے ایسے ہیں جنسے حرکت روح کی داخل بدن میں حاصل ہوتی ہے وہ بھی دو قسم
پر ہے یا دفعۃً ہوگی یا تدریجا ہوگی۔ فزع اور خوف شدید سے حرکت روح کی داخل بدن کو دفعۃً ہوتی ہے
اور غم اور الم غیر مفرط سے حرکت روح کی داخل بدن کو تدریجا ہوگی غم اور الم سے بدن
اور دل ضعیف ہو جاتا ہے خصوصا جسکا مزاج سرد ہو اسکو غم اور الم سے بہت ہی نقصان ہوتا ہے
اور جسکا مزاج گرم ہو اسکو کثرت غم سے تپ دق بھی ہو جاتی ہے بہت غم سے دماغ [illegible]
اور خون جل جاتا ہے امراض سوداوی [illegible] ہوتے ہیں۔ قوت گھٹتی ہے جسکی [illegible]
عیش و نشاط موجود ہوں [illegible] بدن کو [illegible]
اور فزع اور خوف بھی [illegible] ضرر اور [illegible]
ان سے محفوظ رکھے اور بعض انمیں سے ایسے ہیں جنسے حرارت غریزی اور روح کبھی داخل بدن کو
حرکت کرتی ہیں۔ اور کبھی خارج بدن کو متحرک ہوتی ہیں مثل خجالت اور ندامت کے کہ غم اور
فرح پر مشتمل ہے۔ علی ہذا القیاس غضب مع الخوف کہ اسمیں بھی حرکت روح کی مختلف ہوتی ہے
اور ایسا ہی ہم کو رجا اور خوف پر متضمن ہے پس اگر توجہ روح کا خارج کو ہوگا تو ظاہر بدن گرم اور
باطن سرد ہوگا اور اگر توجہ روح کا باطن کو ہوگا تو باطن گرم اور ظاہر سرد ہوگا چنانچہ فائدہ آیندہ میں
بیان کیا جائیگا۔ فائدہ مخفی نہ رہے کہ اعراض نفسانی مذکورہ میں بموجب بیان صدر کے حرکت
روح کی یا بطرف خارج یا بطرف داخل ہوگی اور اسکو حرکت خون بھی کہ موجب حرارت بدن ہے
لازم ہے پس جسطرف روح متحرک ہوگی اسکی متابعت سے خون بھی اسی جہت کو مائل ہوگا۔

اور بذریعہ خون کے حرارت غریزی بھی اسی طرف میل کریگی اور اسکے طرف مخالف مین برودت اور
سردی ظاہر ہوگی - کما صرح بہ صاحب الموجز حیث قال - و یلزم من ذلک سخونۃ ما تحرک الیہ و برودۃ ما تحرک
عنہ لنقصان الدم و انحدار الغریزی عنہ - اور افراط حرکت روح کی خواہ بطرف داخل ہو خواہ بطرف
خارج (جیسے فرح مفرط اور غضب مفرط) ہین تم قاتل اور مہلک ہے لیکن فرح مفرط مین بہ نسبت
غضب مفرط کے موت اکثر ہے - قال العلامۃ کثیر من الناس قد ماتوا من الفرح المفرط ولم یسمع
بموت انسان من الغضب المفرط - اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جیسا افراط حرکت نفسی کا مضر ہے
ویسا ہی افراط سکون نفسانی کا بھی موجب ضرر ہے کیونکہ افراط سکون سے بدن مین سردی اور
ذہن مین بلادت پیدا ہوتی ہے کیونکہ موجب سخونت بدن اور ذکاء ذہن کا حرکت اور حرارت بدن
اور لطافت روح ہے اور یہ امور حالت سکون مین مفقود ہین کما لا یخفی اسی لیے صاحب خون غلیظ کا
شدید البلادۃ ہوتا ہے اور صاحب خون رقیق اور صاف کا ذکی ہوتا ہے - الحاصل بموجب قاعدہ مستمرہ
خیر الامور اوساطہا کے حرکت اور سکون نفسانی مین بھی اعتدال ضروری ہے **فصل سوم** تصورات
نفسانیہ مین جو کہ عوارض نفسانی مذکورہ کے ماسوا ہین - جاننا چاہیے کہ محققین حکماء اور اطباء نے
اتفاق کیا ہے کہ بدن انسانی سوائے کیفیات ستہ مذکورہ کے ہیأت نفسانیہ سے بھی منفعل اور متاثر
ہوتا ہے - اگرچہ انمین بھی حرکت روح کی لازم ہے لیکن ظاہر نہین ہوتی بخلاف عوارض ستہ مذکورہ کے
کہ انمین حرکت روح کی ظاہر ہوتی ہے کما ذکر - اور نظیر اسکی ہیأت موثرہ تصورات نفسانیہ
وہمیہ کی ہے کہ آثار امور طبعیہ کے دکھلاتی ہے چنانچہ فلاسفہ نے امکان خوارق عادات اور
معجزات کا اسی پر بنا کیا ہے اور کہتے ہین کہ تصورات وہمیہ کبھی باعث حدوث حادثہ کا
ہوتے ہین اگرچہ ناواقف لوگ اسکے منکر ہین لیکن دانا اور ماہر اسکے قائل ہین کیونکہ وہ لوگ
جب اس بات سے واقف ہوتے ہین اور اپنے وجدان صحیحہ کی طرف توجہ کرتے ہین تو ایسے امور کو
مستحیلات سے نہین پاتے بلکہ ممکنات قلیلۃ الوجود سے شمار کرتے ہین فان لکل من النفس والبدن
تاثیرا فی الآخر علی تفصیل مذکور فی العلوم الاصلیۃ - اسی واسطے شیخ نے قانون مین لکھا ہے واما
الذین لہم خوض فی المعرفۃ فلا ینکرونہا انکار ما لا یجوز وجودہ بل انکار ما لا یکثر وجودہ - اور قرشی رحمہ
اس باب مین کئی ایک تمثیلین اور نظیرین اپنے واقعات اور غیر کے مشاہدات کی بیان کی ہین
چنانچہ ہم بھی از انجملہ تھوڑا سا بیان کرتے ہین تاکہ مخالفین منکرین پر حجت ہو مخفی نہ رہے کہ یہ بات
تجربہ مین ثابت اور محقق ہو چکی ہے کہ وقت مجامعت کے خصوصا وقت انزال کے بعینہ کل بدن سے

یا قبیح متصور کیجاوے اکثر جو فرزند اُس منی سے شکون اور مخلوق ہوتا ہی وہ صورت اور رنگ مین مشابہ
شکل مخیلہ عند الانزال کے ہوتا ہی۔ مگر مشابہت فقط حسن او قبح مین ہوگی نہ نوعیت مین کیونکہ تصور
اور تخییل نفسی تغیر اور تبدیل نوع مین تصرف نہین کرتا کما بین فی موضعہ۔ اور عقلا نے بھی یہ اظہار کیا ہی
چنانچہ علامہ رح نے امام فخر الدین رازی کے باپ سے حکایت کی ہی کہ انھون نے صورت حسنہ کو وقت جماع
خیال مین رکھا پس امام فخر الدین رازی انکے یہان پیدا ہوے اور وہ اپنے وقت کے اکثر آدمیون
سے حسین تھے۔ اور ایسا ہی منقول ہی کہ کسی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ اپنے والدین سے
بالکل صورت و شکل سے مشابہ اور مانند نہ تھا بلکہ کسی انسان جمیل الشکل اور مہیب ہیبت سے مناسبت
رکھتا تھا پس وقوع اس حادثہ سے قاضی نے بسبب زنا کے عورت پر رجم کا حکم دیا۔ اور یہ
ماجرا کسی حکیم صاحب تدبیر کے گوش زد ہوا انھون نے کہا کہ شاید قریب محل جماع کے وقت حمل کے
کوئی آدمی اُس صورت کا ہوگا۔ لوگون نے جب تلاش کی تب جیسا حکیم صاحب نے فرمایا تھا
ویسا ہی ظہور مین آیا۔ اور شفا مین معلم اول سے منقول ہی کہ ایک عورت کے دو بچے پیدا ہوے کہ ایک
اُسکے خاوند کے مشابہ تھا اور دوسرا اُسکے عاشق کے ہمشکل تھا۔ اور ایسا ہی جب کوئی شی ترش
یا نمکین کھائی جاوے تو دیکھنے والے کے منھ مین پانی بھر جاتا ہی اور دانت اُسکے بھی کند ہو جاتے ہین
اور ایسا ہی جس کسی کو مرض رمد ہو اور دوسرا آدمی صحیح المزاج اُسے بہت دیکھے تو اُسکی آنکھین
بھی رمد ہو جاتی ہین۔ اور علی ہذا القیاس جسکے مزاج مین خون کا غلبہ ہو اور میلان خون کا سرخی
کی طرف ہو تو اشیائے سرخ دیکھنے سے خون کا غلبہ ہوتا ہی اسی لیے اطبا نے مرعوفین کو اشیائے
سرخ دیکھنے سے ممانعت کی ہی۔ اور درد ہونا کسی عضو مین جو کہ دوسرے شخص مین درد کر رہا ہو
جب اُس سے خوف کیا جاوے اسی قبیل سے ہی۔ چنانچہ فاضل جیلانی نے کہا ہی کہ اکثر اوقات
انسان رقیق القلب رحم دل مثلاً جب کسی حیوان کو دیکھتا ہی کہ اُسکو چابک وغیرہ سے مثلاً پیٹ رہے
مارتے ہین اور وہ اُس سے خوف کرتا ہی اور حیوان پر رحم لاتا ہی پس آدمی کو ایذا اپنی پیٹھ پر
اثر درد کا برابر دریافت بلکہ اُسکی پیٹھ پر نشان ضرب کا بھی ظاہر ہو جاتا ہی۔ جیسا شبلی سے
منقول ہی کہ اُنکے روبرو کسی شخص نے حیوان کو چھڑی سے مارا پس بسبب رحمدلی کے نشان
ضرب کا اُنکے بدن مین پایا گیا۔ اور تبدیل مزاج کا بسبب تصور مخوفات اور مفرحات کے
بھی اسی باب سے ہی چنانچہ قرشی رح نے ایک جماعت دموی مزاج سے حکایت کی ہی
کہ اثناے حالت سفر مین ڈاکہ پڑا پس اُنمین سے بعضے مقتول ہوگئے اور بعضے قید اور جسقدر

ہوگئے بسبب خوف کے انکے مزاج دموی سے سوداوی ہوگئے ۔ اور جب فرح اور سرور بہت
ہو تو بدن میں خون زائد ہوجاتا ہی اور حرارت اور رطوبت میں مزاج معتدل ہوجاتا ہی اور جب غضب
زیادہ ہوتا ہی تو مزاج میں حرارت مفرط پیدا ہوتی ہی اور کثرت صفرا کا موجب ہوتا ہی اور جب
غم زیادہ ہو تو مزاج خشک ہوجاتا ہی اور موجب برودت کثیرہ بلکہ سوداء کا ہوتا ہی ۔ اور جب
خوف زیادہ ہوجاوے تو رطوبات بہت ہوجاتے ہیں ۔ وعلیہ قیاس حال سائر الاعراض
تو تاثیر تھا ۔ اور علاج محمد بن زکریا رازی کا امیر خراسان کو بھی اسی قبیل سے ہی وہ یہ ہی کہ امیر
خراسان کو بعد استفراغات کثیرہ کے مرض زمانہ لاحق ہوئے پس حکماے وقت نے کئی ایک
علاج کیے مگر کوئی مفید نہ پڑا حکیم موصوف نے حکمت علیہ سے یہ علاج کیا کہ جب امیر صاحب حمام
میں تھے اور انکے پاس کوئی آدمی نہ تھا شمشیر برہنہ لیکر داخل حمام ہوا تا کہ انکو قتل کرے ۔
پس امیر صاحب خوف سے گریزان ہوکر حمام کے دیواروں پر چڑھنے لگے اور اسی حیلہ سے بیماری
مرض زمانہ سے نجات پائی ۔ اور ایسا ہی علاج حکیم جبرئیل بن بختیشوع کا کنیزک ہارون رشید کے لیے
مشہور ہی کہ دونوں ہاتھ کنیزک کے کشادہ رہ گیے تھے یہاں تک کہ انکے جمع کرنے پر قادر نہ تھی
پس حکیم موصوف کو بعد معالجات عدیدہ کے طلب کیا گیا حکیم صاحب نے اسکو ہارون رشید کے
حضور میں کئی آدمیوں میں بلایا اور حکم دیا کہ آسمان کی طرف نظر کرے حکیم صاحب نے بیخبر اسکا
ازار بند کھولنا چاہا بجبر دہاتھ لگنے کے بسبب حیا کے کہ فرقہ عورتوں کو لازم ہی دونوں ہاتھوں کو
شرمگاہ پر رکھدیا ۔ اس حکمت عملی سے مرض اسکا دفعۃً زائل ہوگیا ۔ ایسا ہی ایک شخص مرض زمانہ
میں کئی برسوں سے مبتلا تھا اتفاقاً اسکو سانپ نے کاٹنے کا قصد کیا اور مریض انکے خوف سے
دوڑا اور دفعۃً مرض مذکورہ سے صحت یاب ہوا ۔ اور وہ مثال جسمیں کسی نوع کا شک اور ریب نہو
اور تغیر عظیم مزاج میں دفعۃً ظاہر ہو حال عشاق ہی کہ ظلم اور جفا سے معشوق سے درجہ
سقوط تک پہونچ گیے ہوں اور نوبت ہلاکت ہوگئی ہو پس جب انکو ناگہان دیدار محبوب
حاصل ہو دفعۃً اصلی حالت پر عود کرتے ہیں اور فوراً انکے مزاج میں استقامت نمودار
ہوجاتی ہی ۔ اور اکثر عاشق ناگہانی حضور معشوق سے بسبب کثرت خوشی کے ہلاک ہوجاتے

وشاہدنا من ہذا الباب امورا تنشرح النفس من الاذعان بہا ۔ اور ایسا ہی زیادہ
بسبب کثرت خوشی کے مرجاتے ہیں ۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ بدن کو
کبھی ایسی تاثیر حاصل ہوتی ہی کہ تابع مزاج اور خلط کے نہیں ہوتی چنانچہ بعض آدمی

اس قسم کے ہین کہ جب جلال خدا مین تامل اور تفکر کرتے ہین تو اُنکے بدن مین قشعریرہ اور لرزہ سا
ہوجاتا ہی۔ اور قرشی وغیرہ علما سے منقول ہی کہ بعض زہاد اور عباد اکثر اوقات غلبۂ خوشی اور
طرب مین آکر اپنے آپکو تنور گرم مین ڈالدیتے ہین مگر اُنکو بسبب غلبۂ خوشی کے حرارت آگ کی
بالکل تاثیر نہین کرتی یہان تک کہ تنور بالکل سرد ہوجاتا ہی اور وہ ویسے کے ویسے ہی زندہ
رہجاتے ہین۔ الغرض جسقدر نفس قوی ہوگا تاثیر اُسکی بدن مین بھی اُسی قدر قوی ہوگی
چنانچہ بعض نفوس قویہ طاہرہ کو اسقدر قوت حاصل ہوتی ہی کہ اجسام عالم سفلی مین کسی قدر
تصرف کرسکتے ہین پس جیسا نفس سے بدن منفعل ہوتا ہی ویسے ہی اجسام سفلی بھی اس سے
متاثر ہوسکتے ہین چنانچہ اُنکی دعا اور توجہ کی تاثیر سے ماء البحر منجمد ہوجاتا ہی اور ہوا پانی سے بدل جاتی ہی
اور کبھی نفس خسیسہ کو بسبب تاثیر نفس کے ایسی قوت حاصل ہوتی ہی۔ اور اصابۃ العین
یعنی چشم بد بھی اسی قبیل سے ہی کیونکہ نفس دیکھنے والے کا چونکہ حسد مین قوی ہوگا اسلیے وہ
اپنی قوت حاسدہ سے شی مرئی مین اثر کریگا۔ اور کئی امور عجیبہ مذکورہ بالا بدان ظاہر ہونگے۔
وہذا امر مشاہد مراراً۔ اور اسی قبیل سے ہی جو شخص کہ تصور صحت یا مرض کرے یہان تک کہ یہ
تصور اُسکے مزاج پر غالب اور مستکمل ہو جاوے پس موافق اُسکے صحت یا مرض حقیقی نمود ہوجاتا ہی
کیونکہ جب تاثیر نفس کی بدن مین مراتب مذکورہ حد تک پہونچ گئی تو ایسے امور (یعنی صحت
اور مرض) کے ظاہر ہونے سے کونسا مانع ہوسکتا ہی اور اس قسم کی روایتین بہت دیکھی اور سنی
گئی ہین چنانچہ قصہ اطفال مکتب اور ملا کا جو کہ مولانا روم رح نے اپنی مثنوی مین تحلیل کیا ہی اس باب
مین مشہور اور معروف ہی کہ حکایت ایک معلم مکتب علی العموم کو تعلیم کرتا اور اُنکے حاضر باشی مین
سعی بجا لاتا تھا۔ ایک دفعہ لڑکے ہر روزہ حاضری مدرسہ سے تنگ ہوکر باہم مشورہ کنان ہو
کہ بھائیو کوئی ایسی تجویز نکالو جس سے چند روزہ مدرسہ سے رہائی ملے اس استاد کو نہ کبھی بیماری
آتی ہی اور نہ کہین جاتا ہی ہمیشہ تندرست اور حاضر مکتب ہی رہتا ہی۔ اُنہین سے جو ایک لڑکا
دانا اور ہوشیار تھا یون لب کشا ہوا کہ مین تمکو اس باب مین ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہون جس سے
استاد فوراً بیمار ہو جائیگا اور ہمین چند روزہ رہائی ملجائیگی۔ اور وہ یہ ہی کہ ایک لڑکا مکتب
مین جاکر بعد بجا آوری تسلیمات کے یہ عرض کرے کہ جناب کا مزاج آج بخیریت ہی کہ چہرہ مبارک
کچھ زرد سا معلوم ہوتا ہی خدا جانے ہوا زدگی کا باعث ہی یا بخار سے سر درد ہوا ہی۔ اسمین البتہ
کسی قدر اُسے خیال پیدا ہو جائیگا۔ دوسرا اور تیسرا لڑکا علی ہذا القیاس سب اسی طرح کرین

۹ اصلی ۱۲
۱۰ شاگرد ۱۲
۱۱ استاد ۱۲
۱۲ استاد ۱۲
۱۳ مکتب ۱۲
۱۴ صلاح ۱۲
۱۵ شاگردانہ ۱۲
۱۶ ظاہر ۱۲
۱۷ اور بار بار کئی دفعہ مشاہدہ کیا گیا ۱۲

اور افسوس ظاہر کرین امید کامل ہی کہ گمان اُسکا یقین سے بدل جائیگا کیونکہ خیال سے عاقل بھی
دیوانہ ہوجاتا ہی۔ سب نے اُسکی اس نیک راے پر آفرین اور شاباش کی۔ اور تمام نے متفق
ہوکر کہا کہ تو ہمسے ایک بڑا دانا اور ہوشیار لڑکا ہی بہتر ہی کہ اس کار خیر کو ذمہ لیکر تو ہی شروع کرے
آخر اُسنے سب کو سوگند اور قسم دی کہ کوئی اس راز نہفتہ کو ظاہر نکرے۔ علی الصباح سب طلبۂ مکتب کے
دروازے کے نزدیک اس امید پہ جمع ہوئے کہ وہ دانا لڑکا مجوز اس تدبیر کا آکر ابتدا کرے۔ غرض کہ وہ
لڑکا آیا اور مکتب مین داخل ہوا اور آداب شاگردانہ بجا لاکر دو زانو بیٹھکر حال پرسان ہوا کہ مزاج عالی کا
کیا حال ہی آج چہرہ جناب کا کچھ زرد سا معلوم ہوتا ہی۔ اُستاد نے جواب دیا کہ بھائی مین تو
ہر طرح راضی اور خوش ہون مجھے کسی نوع کی تکلیف نہین تو جاکر اپنا سبق یاد کر۔ اُستاد نے
اگرچہ مریض ہونے کی نفی تو کی لیکن اُسکے اس بیان سے کسی قدر غبار غم کا اُسکے دریاے دل مین
ظہور لایا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ دوسرا طالب علم آیا اور آتے ہی مثل اول کے زبان پر لایا اس سے
گمان اُستاد کا فی الجملہ زیادہ ہوا۔ ایسا ہی سب نے متفق ہوکر پیہم اور متواتر وہی کہا جو اول نے
کہا تھا اُس سے گمان اُسکا بہ نسبت سابق زیادہ ہوتا گیا یہان تک کہ آخر اُسے یقین ہوگیا
کہ مین فی الواقع سخت مریض ہون کیا میرے شاگرد سب کے سب جھوٹے ہین ایسا کبھی نہین ہوسکتا
ایک نہ سہی دو سہی۔ اور دل مین کہا کہ میری عورت کو مجھسے محبت کامل نہین کیونکہ میرا یہ
حال اور اُسنے مجھے اطلاع تک نہین کی اور نہ کچھ حال پوچھا ہی اپنے حسن کے غرور مین مست ہی
اور میری کچھ پرواہ نہین رکھتی اُس سے تو ہزار درجہ میرے طالب علم ہی اچھے اور خیر خواہ ہین
فوراً غصہ مین اُٹھکر گھر کو روانہ ہوا اور دروازہ زور سے کھولا لڑکے بھی اُسکے پیچھے جاتے تھے
عورت نے کہا میان خیر ہی آپ بہت جلدی تشریف لائے ہو خدا آپ کو سلامت
رکھے میان نے جواب دیا کہ شاید تو اندھی ہی تجھے کچھ نظر نہین آتا میرے چہرہ کا حال دیکھ
کہ کیسا ہوگیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تجھے دل مین مجھسے نفاق اور بغض ہی ورنہ مین بخار سے
بدحال پڑا ہون اور تو کہتی ہی کہ خیر ہی کیا مین اپنے حال سے ناواقف ہون تجھسے تو میرے لڑکے
ہی زیادہ تر خیر خواہ ہین سچ ہی کہ عورتون کی دوستی پر کیا بھروسا ہی بیت بود بیوفائی
سرشت زنان ❊ سیا سوز کردار زشت زنان ❊ آخر میان نے کہا کہ اگر تو اندھی اور بہری ہوگئی
ہی تو تیرا اسمین کیا قصور مین تو اپنے حال مین لاچار ہون۔ عورت نے کہا میان خفا
مت ہوجیے مین آئینہ لاتی ہون آپ اُس سے اپنے چہرہ کا حال ملاحظہ فرما دین کہ

بالکل خیر و عافیت ہی صرف آپکا وہم اور وسواس ہی میان نے خفا ہوکر کہا کہ اسقدر چالاکی کیون کرتی ہی اور مجھے باتون مین بہلاتی ہی مین تو جانتا ہون کہ تجکو مجھسے قدیم سے بغض اور عناد ہی غرضکہ میان اور بی بی کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو ہوئی آخر میان بسبب غلبہ مرض سوہومہ کے بستر بچھوا کر بیمارون کی طرح پڑ گئے اور کہا کہ سر میرا گران ہو گیا ہی اور مرض غلبہ کرتا جاتا ہی۔ آخر اسی وہم اور وسواس مین بیماری کے خوف سے آہ و نالہ کرنا مثل حقیقی بیمارون کے شروع کیا اور مرض وہم مین سخت مبتلا ہوئے۔ غرضکہ بچون کا یہ افسون اُستاد پر کارگر ہوگیا اور اُستاد نے اپنے آپکو حقیقی بیمار تصور کرکے بچون کو چند روزہ رخصت دیدی اور اُنکا مقصد دلی حاصل ہوا۔ اور قرشی نے اسی باب مین ایک اپنی حکایت بیان کی ہی کہ مجھے درمیان سن صبا کے استسقاے طبلی لاحق ہوا اور تمام اطبا میری زندگی سے مایوس ہوگئے اور مین نے بھی اپنے دل مین سمجھ لیا کہ یہ مرض علاج پذیر نہین اب مین ضرور مرجاؤنگا اسلیے سب کا علاج معالجہ چھوڑ کر زہاد اور عباد کی خدمت مین حاضر ہونا شروع کیا وہ حضرات جمع ہوکر میرے پاس قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اشعار اور ابیات کو نغمات لذیذہ سے ادا کرتے تھے۔ اس سے مرض مذکورہ مین مجھے کچھ خفت معلوم ہوئی اور اطبا پر میرا ظن فاسد ہوا اور مین نے پرہیز تمام چھوڑ دیے۔ اطعمہ اور میوجات وغیرہ سے جو کچھ مل جاتا کسی کو نچھوڑتا تھا تیس دن سے اول ہی مجھے شفا ہوگئی۔ اور منقول ہی کہ اُسکے طبیب ہونے پر بھی حادثہ باعث ہوا تھا ورنہ اس سے پہلے اُسے طب کا مطلق شوق نہ تھا کیونکہ اطبا پر ظن اُسکا فاسد ہوا تھا اور اسی قبیل سے ہی کہ مکان تنگ پر چلنے سے وہ آدمی گر جاتا ہی جسکے خیال مین گرنا متصور ہو ورنہ معتادین کو جو رسن ہوا مین باندھکر اُسپر چلتے ہین کچھ خوف اور اندیشہ نہین چنانچہ بازیگرون اور نٹون مین یہ امر مشہور ہی۔ باعث اُسکا فقط یہی ہی کہ بسبب مشق ہر روزہ کے گرنا اُنکے ذہن مین متصور نہین بخلاف فریق اول کے۔ الغرض تاثیر امور نفسی کے جو سواے امور مذکورۂ بالا کے ہین یقیناً ثابت اور متحقق ہی اور تصورات اور توہمات کو احداث حوادث مختلفہ مین دخل تمام ہی۔ غایة الامر یہ ہی کہ حسب تقاضاے مقام اور مقتضاے محل کے صدور آنکا درجون مین متفاوت ہوتا ہی اور یہ بات ظاہر بلکہ اظہر ہی اسمین کسی نوع کا خفا نہین۔ اور نیز واضح ہو کہ جیسا بدن نفس سے منفعل ہوتا ہی ویسا ہی نفس بھی بدن سے منفعل ہوتا ہی فان لکل من النفس والبدن تاثیر فی الآخر۔ اسلیے کہ جو مزاج اور خلط بدن پر

غالب ہوتی ہی اُس سے اخلاق مناسبہ نفس مین پیدا ہو جاتے ہین مثلاً جب یبوست یا اخلاط سوداوی بدن پر غالب ہوتی ہی تو نفس مین خوف اور توحش اور فکر فاسد وغیرہ امور پیدا ہوتے ہین۔ اور جب خون رقیق اور صاف بدن مین زیادہ ہو جاتا ہی تو خوشی اور فرحت اور طول امل وغیرہ ظاہر ہوتے ہین۔ اور جب حرارت مزاج یا صفرا غالب ہوتا ہی تو نفس شجاعت اور دلیری اور حدت کی طرف مائل ہوتا ہی اور جب رطوبت یا بلغم بدن پر غالب ہوتی ہی تو نامردی اور سکون وغیرہ امور مناسبہ نفس مین سرزد ہوتے ہین۔

باب ششم احتباس اور استفراغ کے بیان مین - پوشیدہ نہ رہے کہ چھٹا قسم ستہ ضروریہ کا احتباس اور استفراغ ہی - یعنی مواد صالح کو بدن مین رکھنا اور مواد ردیہ کو بدن سے نکالنا - کیونکہ جیسا بعض چیزون کا بدن سے نکالنا ضروری ہی ویسا ہی بعض چیزون کا بدن مین رکھنا بھی لازم ہی اور اسمین دو فصلین ہین **فصل اول** وجہ ضرورت احتباس اور استفراغ مین - وجہ استفراغ کی یہ ہی کہ بقاے بدن سواے غذا کے محال ہی اور یہ ظاہر ہی محتاج بدلیل نہین اور وجود ایسی غذا کا کہ تمامہ جو ہر عضو سے متحیل ہو جاوے بھی ناممکن - کیونکہ ہر ہضم مین کچھ نہ کچھ فضلہ باقی رہجاتا ہی - چنانچہ فضلہ ہضم اول کا براز اور فضلہ ہضم ثانی کا بول اور فضلہ ہضم ثالث اور رابع کا عرق اور میل منی وغیرہ ہی - پس یہ فضلہ اگر بدن اور روح مین باقی رہے اور اپنے وقت مقررہ پر مخرج معین سے خارج نہو تو بالضرور بدن مین فاسد ہو جائیگا اور غذاے جدید کہ اُس سے ملیگی وہ بھی بسبب فساد غذاے اول کے فاسد ہو جائیگی اور آدمی اُس سے ہلاک ہو جائیگا - پس جب تک کہ استفراغ نہو اور کوئی صورت خلاصی کی نہین - اس سے صاف ظاہر ہی کہ استفراغ کے حفظ صحت کے لیے ازبس ضرورت ہی - اور وجہ اضطرار احتباس کی یہ ہی کہ بدن مین ہمیشہ تحلیل ہوتی رہتی ہی - اسلیے جسم عوض تحلیل کا ہر وقت محتاج رہتا ہی چونکہ استعمال غذا کا ہر وقت اور ہر آن مین غیر ممکن ہی اسلیے ضرور ہوا کہ کسی قدر غذا اعضا کے پاس بطور ذخیرہ کے رہے تاکہ جب تک غذاے جدید وارد بدن نہو تب تک غذا ذخیرہ شدہ عوض ماتحلل ہوتی رہے - پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ احتباس مثل استفراغ کے منجملہ ضروریات ہی - اسلیے حکیم علی الاطلاق نے استفراغ اور احتباس ہر دو کے لیے کئی اسباب خلقت انسانی مین ودیعت رکھے ہین اور انکے حصول کے لیے قوی مختلفہ جنکا ذکر عنقریب آتا ہی مقرر کیے ہین چنانچہ ہر ایک قوت اپنے اپنے کام مین شب و روز مشغول ہی جب کسی قوت مین کسی نوع کا قصور سرزد ہوتا ہی تو خارج بدن سے واسطے احتباس یا استفراغ کے قوی کی اعانت کیجاتی ہی تاکہ

۱ے بلی امیدین ۱۲
۲ے بہادری ۱۲
۳ے تیزی ۱۲
۴ے جمع ۱۲
۵ے پاخانہ ۱۲
۶ے پسینہ ۱۲
۷ے [illegible]
۸ے [illegible]
۹ے امانت ۱۲

اپنے اپنے کار مفوضہ مین مصروف رہے - اور معطل نہو - اسی لیے اطبا نے لکھا ہی کہ اعانت اور امداد طبیعت کی واجب ہی پس حالت قبض مین ضرور ہی کہ چرپ شوربون کثیر السلق اور بقولات ملینہ (مثل پالک اور شلغم وغیرہ کے) اور دیگر اشیاے مزلقہ سے طبیعت کو مجیب کرین - اور اغذیہ اور ادویۂ قابضہ سے اجتناب کرین کیونکہ قبض ہونے سے ماسوا اسکے کہ بھوک کم ہوتی ہی اور کئی مضار سرزد ہوتے ہین - اور فتیلجات مسہلہ اور حقنہ جات ملینہ سے طبیعت کی تلیین کرین - اور حقنہ روغن کا مشائخون کے لیے نافع ہی کیونکہ روغن سے تسخین اور ترطیب امعا ہوتی ہی - اور اگر طبیعت دو وقت سے زیادہ مجیب ہو اور فضلہ بھی نرم ہو تو قابضات کا استعمال کرین مثل غذاے سماقیہ اور حصرمیہ اور تفاحیہ اور زرشکیہ کے اور اغذیہ اور ادویہ ملینہ سے احتراز کرین - چونکہ بیان احتباس اور استفراغ کا بیان قویٰ اربعہ پہ (جوکہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک عضو مین خادم قوت غاذیہ کے مقرر کی ہین) موقوف ہی جنکا ذکر باب دوم مین بھی کیا گیا ہی لہذا اول مقدمہ کے طور پر بیان قویٰ اربعہ کا کیا جاتا ہی مقدمہ واضح ہو کہ حکیم مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک عضو مین چار قوتین موضوع کی ہین جنپر ہضم اربعہ اور احتباس اور استفراغ وغیرہ امور نافع بدن انسانی منحصر ہین - ایک انمین سے قوت جاذبہ ہی جوکہ دوسرے عضو سے غذا کو اپنی طرف کھینچکر لاتی ہی - دوسری قوت ماسکہ ہی جوکہ غذا یا شی مجذوبہ کو اپنے عضو مین مدت معین تک ٹھہراتی ہی - تیسری قوت ہاضمہ ہی جوکہ غذا مجذوبہ ممسوکہ کو ہضم کرتی ہی - چوتھی قوت دافعہ ہی جوکہ دوسرے عضو یا خارج بدن کی طرف فضلہ کو دفع کرتی ہی - قویٰ اربعہ کی تشریح کے لیے یہان ایک تمثیل لکھی جاتی ہی مثلاً مثانہ ایک عضو ہی جسکو ہندی مین پھکنا بولتے ہین اور مکان اسکا درمیان عانہ اور دبر کے ہی یہ عضو اوعیہ بول ہی اسمین گردون سے کلیتین اور بابچ کے راستہ بول آکر جمع ہوتا ہی - اسمین بموجب قاعدہ مستمرہ ہر عضو کے چار قوتین موضوع ہین - ایک قوت جاذبہ جوکہ غذا اس عضو کے عروق سے کھینچکر لاتی ہی - دوسری قوت ماسکہ ہی جوکہ بول مدفوعہ اور غذاے مجذوبہ کو مدت معین تک اسمین ٹھہراتی ہی اور بول کو باوصف مائیت کے باہر نہین جانے دیتی - تیسری قوت ہاضمہ جو غذاے مجذوبہ عضو ہذا کو ہضم کرتی ہی چوتھی قوت دافعہ ہی جوکہ بول کو بروقت ارادہ مخرج معین کی طرف براہ احلیل دفع کرتی ہی - علی ہذا القیاس ہر عضو مین چار قوت موضوع ہین - اور باذن خالقہا ہر ایک اپنے اپنے کام مین

مصروف ہی۔ بعد تمہید ہذا کے اب موجبات استفراغ اور احتباس کے لکھے جاتے ہین۔ چنانچہ اول احتباس کے اسباب بیان کیے جاتے ہین۔ مخفی نہ رہے چونکہ اسباب احتباس کے بہت ہین اور سب کو بیان کرنا موجب طوالت اور ملالت ہی لہذا البعض کو چھوڑ کر بعض بیان کیے جاتے ہین پس کبھی احتباس بسبب شدت قوت ماسکہ کے ہوتا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جب قوت ماسکہ قوی ہوگی تو فضلہ نہین چھوڑیگی۔ اور کبھی ضعف قوت ہاضمہ کے لیے احتباس سرزد ہوتا ہی۔ باعث اُسکا یہ ہی کہ وقت ضعف ہاضمہ کے غذا دیر سے ہضم ہوگی اور عرصہ دراز تک شکم مین محتبس رہیگی کیونکہ استفراغ ہضم پر موقوف ہی جب تک ہضم بخوبی نہین ہوگا استفراغ بھی نہین ہوگا بشرطیکہ قوت دافعہ فضلہ کو دفع نہ کرے ورنہ سوائے ہضم کے بھی بسبب دفع قوت دافعہ کے فضلہ خارج ہو جائیگا۔ اور کبھی بباعث ضعف قوت دافعہ کے احتباس ہوگا اسلیے کہ جب قوت دافعہ مین ضعف ہوگا تو فضلہ شکم مین بند رہیگا اور قوت دافعہ بسبب ضعف کے فضلہ کو دفع نہ کرسکے گی۔ اور کبھی احتباس بموجب تنگی راستہ عروج فضلہ کے ہوگا۔ اس صورت مین اگرچہ فضلہ رقیق کا استفراغ ہوجائیگا۔ لیکن فضلہ غلیظ بند رہیگا۔ اور کبھی باعث احتباس کا سدہ مجاری ہی اور غلظت مادہ مندفعہ کے ہوتا ہی اسلیے فضلہ خواہ رقیق ہو خواہ غلیظ نکل نہین سکتا۔ اور کبھی موجب اُسکا کثرت مادہ مندفعہ کے ہوتی ہی اور معلوم ہی کہ جب مادہ زیادہ ہوگا قوت دافعہ اُسکی اخراج پر قادر نہین ہوگی۔ اور کبھی باعث احتباس کا لزوجت مادہ کی ہوتی ہی۔ پس ظاہر ہی کہ مادہ لزج اعضاء سے چمٹ جاویگا اور بسہولت اُنکو نہین چھوڑیگا اور جلدی مندفعہ نہین ہوگا۔ اور کبھی باعث احتباس کا عدم احساس حاجت براز ہوگا یعنی آدمی کو معلوم نہین ہوگا کہ مجکو حاجت براز ہوتی ہی باعث اُسکا یہ ہی کہ مابین مرارہ (جو ارعیہ صفرا ہی) اور امعا کے (جو محل براز ہی) سدہ ہوجاتا ہی۔ پس اس باعث سے صفرا کہ موجب استفراغ فضلہ ہی امعا پر نہین گریگا اور آدمی دفع براز پر خبردار نہوگا۔ اور قولنج یرقانی پیدا ہوگا۔ اور کبھی موجب احتباس کا توجہ طبیعت کا دوسری جہت کو ہوگا جو کہ غیر جہت دفع فضلہ کے ہی جیسا حالت بحرانی مین بول و براز گاہے بند ہوجاتا ہی کیونکہ توجہ طبیعت کا دوسری طرف ہوتا ہی یعنی مادہ قی اور بزاق اور عرق وغیرہ سے دفع ہوجاتا ہی چنانچہ بیان اجمالی ہر ایک کا دوسری فصل مین عنقریب آتا ہی۔ اور استفراغ چونکہ احتباس کی ضد ہی لہذا اسباب استفراغ کے مخالف موجبات احتباس کے ہونگے چنانچہ موجب استفراغ کی بھی مثل موجبات احتباس کے مختلف ہین۔ یہ بات چونکہ شرح طلب ہی لہذا استفراغ کے

سلہ درازی ۱۲
سلہ رنج ۱۲
سلہ بعض مشہور ۱۲
سلہ مشہور ۱۲
سلہ بند ۱۲
سلہ نکالنا ۱۲
سلہ یعنی قوت دافعہ بسبب سدہ درمیان امعا اور مرارہ کا ... ۱۲
سلہ سبب ... ۱۲
سلہ ...
سلہ کیفیت ... ۱۲
سلہ پسینہ ۱۲

اسباب بھی تشریحاً لکھے جاتے ہین۔ مخفی نہ رہے کہ کبھی استفراغ کے لیے ضعف قوت ماسکہ کا باعث ہوتا ہی کیونکہ جب قوت ماسکہ مین ضعف ہوگا فضلہ بند نہ کرسکے گا۔ اور کبھی شدت قوت ہاضمہ اور دافعہ کے لیے ہوتا ہی۔ باعث اسکا یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب ہضم قوی ہوگا تو فضلہ جلدی منہضم ہوکر مستفرغ ہوجائیگا۔ مگر یہ استفراغ بشرط عدم ضعف قوت دافعہ کے وقوع مین آتا ہی ورنہ درصورت ضعف دافعہ کے فضلہ باوصف تجویدِ ہضم کے بند اور محتبس رہیگا۔ اور ایسا ہی جب دافعہ قوی ہوگا تو فضلہ بسہولت دفع ہوجائیگا۔ اور کبھی باعث استفراغ کا عدم سدہ مجاری خروج فضلہ کا ہوتا ہی اسلیے فضلہ رقیقہ اور غلیظہ بسہولت نکل جائیگا۔ اور کبھی موجب اسکا رقت مادہ مستفرغہ کے ہوتی ہی اسلیے مادہ بسبب رقت قوام کے جلدی خارج ہوجائیگا۔ اور کبھی باعث اسکا عدم لزوجت مادہ مستفرغہ کی ہی کیونکہ فضلہ بسبب عدم لزوجت کے خلل اعضا مین متشبث اور متمکن نہوگا۔ اور کبھی باعث اسکا وجود حس حاجت براز ہی بباعث عدم سدہ کے درمیان مرارہ اور امعا کے۔ کیونکہ جب صفرا اپنے اوعیہ سے گرکر امعا کو لذع کریگا فوراً حاجت براز کی آدمی کو محسوس ہوجائیگی اور فضلہ دفع ہوجائیگا۔ اور کبھی موجب اسکا توجہ طبیعت کا جہت دفع فضلہ کے ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جب توجہ طبیعت کا طرف دفع فضلہ کے ہوگا اور غیر جہت سے طبیعت راغب ہوگی تو فضلہ کو ضرور جلدی نکال دیگی اور احتباس نہین ہوگا۔ اور استفراغ مفرط بدن کو سرد اور خشک کرتا ہی کیونکہ خروج رطوبت کا افراط سے موجب تجفیف جوہر اعضا ہی اور چونکہ مادہ حرارت (یعنی رطوبت) مستفرغ ہوجائیگا اسلیے برودت بھی غالب ہوجائیگی ہان اگر استفراغ مفرط نہو اور معہذا مادہ مستفرغہ بلغم ہو تو استفراغ مفرط موجب تسخین ہوگا ورنہ باعث تبرید۔ اور ایسا ہی اگر مادہ مستفرغہ سودا ہو تو موجب ترطیب بالعرض ہوگا کیونکہ جب ایک ضد سے دوسری ضد غالب ہوگی مثلاً سودا جب کم ہوجائیگا خون غالب ہوجائیگا پس قلت سوائے غیر مفرط مرطب بدن ہی مجفف نہین ہوسکتے۔ اور نیز استفراغ مفرط موجب ضعف دل ہوتا ہی۔ اور کبھی استفراغ مفرط سے امراض آلیہ مثل سدہ اور تشنج اور کزاز کے عارض ہوتے ہین کیونکہ عروق کو یبوست مفرط حاصل ہوتی ہی۔ اور ایسا ہی احتباس مفرط باعث سدون اور عفونت اور تولد حمیات اور ثقل بدن اور حواس اور سقوط خواہش طعام ہوتا ہی اور نیز احتباس مفرط سے استرخا اور تشنج رطب وغیرہ امراض کذائیہ عارض ہوتے ہین اور اس سے حرارت غریزی بند ہوکر ناریہ کی طرف مستحیل ہوجاتی ہی۔ اور گاہے بسبب انطفاء حرارت غریزی کے

سوء مزاج بارد بدن پر غالب ہوتی ہی۔ اور کبھی احتباس مفرطسے بدن پر رطوبت غالب ہوتی ہی آجائیگا ہے بسبب تجدید یا حدت مادہ کے تفرق اتصال عارض ہوتا ہی اور بدہضمی بھی اس سے ظاہر ہوتی ہی۔ اور اورام اور بثور کا بھی موجب بنجاتا ہی۔ اور اعتدال دونون مین کہ ہر ایک اپنے وقت حاجت مین واقع ہو طبعاً یا اختیاراً موجب حفظ صحت بدن ہی

فصل دوم اقسام استفراغ کے بیان مین اور اسمین کئی انواع ہین۔ چونکہ اس فصل مین اقسام استفراغ کے تشریح کیے جائینگے اسلیے اول بطور تمہید کے چند امور معتبرہ فی الاستفراغ جو کہ علماے متقدمین نے لکھے ہین اور استفراغ مین انکو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہی بیان کیے جاتے ہین تمہید۔ مخفی نہ رہے کہ شروط مذکورہ ذیل کو ہر ایک استفراغ مین ملحوظ خاطر کرنا ضروری ہی اگر ایک بھی مفقود ہوگا تو استفراغ ممنوع ہوگا۔ امر اول امتلاء بدن مواد موذیہ سے ہی خواہ بحسب الکمیتہ ہو خواہ بحسب الکیفیتہ۔ پس خلاء بدن مواد موذیہ سے مانع استفراغ ہی تاکہ مواد صالح بدن سے خارج نہو وین۔ امر دوم قوت جمیع قوی کی ہی یعنی حیوانی۔ نفسانی۔ طبیعی۔ پس ضعف قوی مذکورہ کا مانع استفراغ ہی۔ مگر بعض اوقات مین خوف ترک استفراغات کا بہ نسبت ضعف قوت کے زائد ہوتا ہی لہذا اس صورت مین استفراغ ضروری ہی بعدہ تقویت معدہ کی مقویات مناسبہ اغذیہ اور ادویہ سے کرنی چاہیے۔ امر سوم لحاظ مزاج ہی۔ پس افراط حرارت اور یبوست اور افراط برودت اور قلت خون مانع استفراغ ہی۔ امر چہارم۔ لحاظ سحنہ ہی پس افراط لاغری اور تخلخل کا۔ اور ایسا ہی افراط موٹاپہ کا مانع استفراغ ہی۔ امر پنجم اعراض لازمہ ہین پس استعداد اسہال معدی کے اور ایسا ہی قروح امعاء کا مانع استفراغ ہی۔ امر ششم سن سال مستفرغ ہی پس سن شیخوخت یعنی پیری اور سن طفولیت مین استفراغ ممنوع ہی۔ امر ہفتم وقت ہی۔ پس ایام نہایت سرد اور نہایت گرم مین استفراغ نہ چاہیے۔ امر ہشتم۔ بلد اور مکان ہی پس نہایت سرد اور نہایت گرم شہرون مین استفراغ ناجائز ہی۔ امر نہم پیشہ اور صناعت مستفرغ ہی پس جسکا پیشہ شدید التحلیل اور کثیر التعب ہو اسکو استفراغ ممنوع ہی جیسے مزدور حمام اور پانڈے اور گاڑی کش وغیرہ۔ امر دہم لحاظ عادت ہی پس جسکو عادت استفراغ کی نہو اسکو دوا قوی نہ دینی چاہیے۔ اور جاننا چاہیے کہ علاوہ امور مذکورہ بالا کے ہر ایک استفراغ مین پانچ امور مقصود ہوتے ہین۔ امر اول یہ کہ بدن سے وہ خلط نکالی جاوے جو کہ کیفیت یا کمیت سے اسکو ایذا دیتی ہی یعنی حتی الوسع خلط غیر موذی بدن سے نہ نکالا جاوے۔ امر دوم یہ کہ اخراج مواد موذیہ کا بدن سے اسقدر ہو جسقدر بدن برداشت کر سکے اور

سلہ کشش ۱۲
سلہ تیزی ۱۲
سلہ گرمی ۱۲
سلہ کمی ۱۲
سلہ شکل اور صورت
سلہ عمر ۱۲
سلہ بچپن ۱۲

اور ضعف اور غشی اسمین طاری نہو لیکن طبیب اس امر مین چست اور چالاک ہونا چاہیے ایسا نہو
کہ کثرت استفراغ سے ڈر کر استفراغ کو بند کر دے بلکہ جب تک استفراغ خلط ردیہ اور مادہ موذیہ کا
ہو رہا ہی اور مریض بھی برداشت اور تحمل کر سکتا ہی وہان تک افراط سے ہرگز خوف نہ کرے۔ امر سوم
یہ کہ استفراغ اس جہت سے ہونا چاہیے جس طرف مادہ کی میل ہو پس مادہ غثیان کا قے سے نکالا جاوے
اور مادہ مغص اور پیچش کا اسہال سے دفع کیا جاوے وعلی ہذا القیاس۔ امر چہارم یہ ہی کہ مادہ
مستفرغہ مخرج طبعی سے نکالا جاوے چنانچہ اگر مادہ محدب کبد مین ہو تو اسکو اعضاء بول سے
خارج کرنا چاہیے اور اگر مقعر کبد مین ہو تو اسکو امعاء سے نکالنا مناسب ہی پس اگر اسکا خلاف کیا جاوے
تو امر طبعی کے مخالف ہوگا اور طبیعت اور دوائین باہم معارضہ دافع ہوگا۔ اور نیز مناسب ہی کہ جس
عضو کے طرف مادہ کو منتقل کیا جاوے اخس اور ارزل ہو مثلاً اگر نزلہ ہو تو اسکے مادہ کو ناک
کی طرف انتقال کر کے استفراغ کرنا مناسب ہی۔ یہ نہین چاہیے کہ مواد نزلہ کو شش کی طرف مائل کیا جاوے
تاکہ نفث اور تھوک سے استفراغ ہو کیونکہ اسمین شش کو خطر عظیم ہی۔ اور ضرور ہی کہ عضو منقول الیہ عضو
مادف کا مشارک قریب ہو تاکہ خروج مادہ کا سہل طور پر کیا جاوے (مثلاً مادہ امعا کا مثانہ سے
نہ خارج کیا جاوے) جیسے باسلیق دائین ہاتھ کی امراض کبد کے لیے پس مادہ کبد کا قیفال کے رستہ
نہ نکالنا چاہیے۔ اور نیز اس امر کا لحاظ ضروری ہی کہ عضو منقول الیہ مادہ منتقلہ پر صابر اور متحمل ہو ایسے
مادہ نزلہ کو ریہ کی طرف انتقال نہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ مادہ حادہ نزلہ سے ریہ مین قرح ہو جاوے
امر پنجم یہ ہی کہ استفراغ بعد النضج ہو۔ پس نضج امراض مزمنہ طویلہ مین تو واجب ہی اور
امراض حادہ مین مستحب ہی ضروری نہین ہان اگر مادہ خبیثہ خروج پر مستعد ہو اور جی مین خوف ہی
کہ اعضاء شریفہ اور رئیسہ پر گر کر انکو فاسد کریگا تو اسوقت مواد غیر نضیجہ کو استفراغ کرین
اسلیے کہ ضرر استفراغ مواد غیر نضیجہ کا بہ نسبت ضرر ترک استفراغ کے کمتر ہی۔ اور کبھی مادہ موذیہ کو
عضو شریف سے عضو خسیس کی طرف منتقل کرتے ہین اگرچہ عضو مجذوب الیہ سے مادہ موذیہ کا استفراغ
نہ کیا جاوے لحصول الغرض المطلوب جب محاجم بلا شرط اور ایلام مین مادہ کو فوق سے اسفل کی طرف
جذب کرتے ہین یا دائین سے بائین کو یا آگے سے پیچھے کو اور اسکا عکس ہی۔ اور جذب مادہ کا کبھی
خلاف جہت بعیدہ کی طرف ہوتا ہی اور کبھی خلاف جہت قریبہ کی جانب مثلاً جسکے منھ سے خون
کثرت سے جاری ہو پس ناک سیر سے خون اسکا جاری کرنا جذب خلاف جہت قریبہ مین ہی اور عروق
اسفل بدن سے خون نکالنا خلاف جہت بعیدہ کی طرف جذب ہی کذا فی مختصر الکلیات اور جذب مادہ مین

۱۰ یعنی جگہ کی
۱۱ یعنی ۱۲ کی جانب
۱۲ ... کی طرف ۱۲
۱۳ ... ۱۲
۱۴ ... ۱۲
۱۵ ... ۱۲
۱۶ ...
۱۷ ...
۱۸ یعنی مادہ
... انتقال مادہ ... کیا ہی ۱۲
۱۹ ... مواد ... ناپافتہ ۱۲
۲۰ یعنی وہ عضو جسکی طرف مادہ جذب کیا گیا ہو ۱۲
۲۱ بسبب حصول غرض مطلوب کے ۱۲
۲۲ ...
۲۳ ... کردن ۱۲
۲۴ ایسا ہی مختصر کلیات مین ۱۲

یہ شرط ہی کہ عضو مجذوب عنہ اور مجذوب الیہ دو جہتون (طول اور عرض) مین بعید نہو وین بلکہ ایک بہت
مین بعید ہو وین خواہ طول مین خواہ عرض مین۔ پس جب مادہ ورم دست راست مین ہو تو اسکو
بائین پانؤن کی طرف نہ جذب کرین کیونکہ اسمین مخالفت دو جہتون مین ہی اعنی فوق سے طرف اسفل کے
اور دائین سے طرف بائین کے۔ بلکہ اس صورت مین یا تو جذب مادہ کا بائین ہاتھ کی طرف کیا جاوے
یا دائین پانؤن کے جانب۔ لیکن ثانی اولیٰ ہی۔ اور لائق ہی کہ جذب مادہ کا حالت امتلا مین کیا جاوے
اور مناسب ہی کہ اول جذب مادہ سے عضو مجذوب عنہ کے درد کی تسکین کیجاوے اسلیے کہ درد جاذب
مواد ہی۔ ورنہ تیرا جذب اور اُسکا جذب باہم متعارض ہون گے۔ اور ایسا ہی ضرور ہی کہ جس حالت مین
عضو مجذوب عنہ پر مواد گر رہا ہو تب بھی جذب کیا جاوے اسلیے کہ جذب مادہ سے اور مواد آتا جائیگا
اور جب فصد اور اسہال دونون ایک وقت مین واجب ہون۔ اور اخلاط بدن مین نسبت طبعی پر
موجود ہون (نسبت طبعی اخلاط کا ذکر ابھی آتا ہی) پس چاہیے کہ اس صورت مین اول فصد کرین۔
پس اگر فصد کے بعد کوئی خلط غالب پایا جائے تو اُسکا استفراغ کرین۔ اور اگر اخلاط نسبت طبعی پر واقع
نہین پس دیکھنا چاہیے کہ کونسی خلط غالب ہی اگر خون غالب ہی تو بھی اول فصد کرین اور اگر خون
غالب نہو بلکہ کوئی اور خلط اخلاط باقیہ سے غالب ہو تو بقدر ضرورت اول اُسکا استفراغ کرین بعد
اُسکے فصد لین۔ مگر مناسب ہی کہ فصد اور استفراغ مین چند روز کی مہلت ہو تا کہ ضعف عارض نہو۔
اور نسبت طبعی اخلاط مین اختلاف ہی۔ جو اس بات کے قائل ہین کہ تغذیہ اعضا مین خون مع دیگر
اخلاط کے کام آتا ہی انکا یہ قول ہی کہ خون بدن مین تمام اخلاط کے نسبت زیادہ ہی اس سے کم سودا
بعدہ بلغم بعدہ صفرا۔ لیکن انھون نے نسبت ثلث یا ربع وغیرہ کے اخلاط مین بیان نہین کیے۔
لیکن فاضل علامہ نے اُنکے مذہب کے مطابق نسبت بیان کی ہی اور وہ یہ ہی کہ خون تمام اخلاط کا
نصف ہی اور سودا ثلث اور بلغم ربع اور صفرا ثمن ہی کیونکہ اعضاء مغتذیہ بالدم اکثر ہین اور بعدہ
اعضاء مغتذیہ بالسودا بعدہ اعضاء مغتذیہ بالبلغم بعدہ اعضاء مغتذیہ بالصفرا۔ مگر علامہ نے اپنے دعویٰ پر
کوئی دلیل بیان نہین کی۔ اور اطبا نے اس قاعدہ کو کئی وجہ سے مخدوش کیا ہی از انجملہ ایک یہ ہی
کہ کسور ثلث اور ربع اور ثمن باہم جمع ہو کر نصف سے زیادہ ہو جاتے ہین اور یہ ظاہر ہی۔
اور دوسرا یہ کہ اعضاء مغتذیہ بالبلغم اگرچہ کم ہین لیکن ذخیرہ اُسکا بدن مین رہتا ہی تا کہ
وقت فقدان غذا کے بدن کے لیے غذا ہو جاوے بناءً علیہ لائق ہی کہ مقدار بلغم کا سودا سے
زیادہ ہو۔ اور ایسا ہی عضو مغتذی بالصفرا اگرچہ صرف ریہ ہی لیکن صفرا بہ نسبت سودا کے منافع کثیرہ

ا جذب کیا گیا ہو ۱۲ — ۲ جسکی طرف جذب کیا گیا ہو ۱۲ — ۳ دایان ہاتھ ۱۲ — ۴ دو جہتون مین — ۵ بہتر ہی — ۶ یعنی درد عضو کی مادہ جذب کیا گیا ہو ۱۲ — ۷ یعنی درد کا ۱۲ — ۸ اخلاط — ۹ غذا دینا — ۱۰ سودا — ۱۱ تہائی ۱۲ — ۱۲ چوتھائی ۱۲ — ۱۳ آٹھوان ۱۲ — ۱۴ غذا پانیوالے — ۱۵ خون ۱۲ — ۱۶ پھیپھڑا — ۱۷ غذا پانیوالے — ۱۸ اسلیے ۱۲

مین خرج ہوتا ہی اسیلیے لازم ہی کہ مقدار صفرا کا بہ نسبت سودا کے اکثر ہو۔ اور جو لوگ صرف خون ہی سے تغذیہ اعضا کا مانتے ہین ازانجملہ مسیحی انکا یہ مذہب ہی کہ خون بلغم سے بدن مین چھٹا حصہ زیادہ ہی اور بلغم خون کا چھٹا حصہ ہی۔ اور بلغم بھی صفرا سے چھٹا حصہ زیادہ ہی اور صفرا بلغم کا چھٹا حصہ اور صفرا سودا سے ایک ربع زائد ہی اور سودا بہ نسبت صفرا کے ایک ربع کمتر ہی۔ انکے نزدیک سودا سب اخلاط سے کمتر ہی بخلاف قول اول کے کہ انکے نزدیک سودا درجہ دوم پر ہی اور صفرا سب سے کمتر ہی۔ یہ لوگ حمیات کے زمان نوبت اور فترہ سے اخلاط مین نسبت نکالتے ہین اور بعض فریق ثانی مین سے صرف زمان نوبت حمیات سے نسبت مابین اخلاط تصور کرتے ہین پس کہتے ہین کہ خون تمام اخلاط سے بدن مین زائد ہی اور بلغم خون سے ایک ربع کم ہی یعنی نسبت خون کے اسکے تین ربع ہین۔ اور سودا ثلث خون کا ہی اور صفرا ربع خون کا عند الاطبا حساب بھی کئی وجہ سے مخدوش ہی منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ بالفرض اگر نسبت مذکورہ صحیح ہو تو ابدان مخصوص مین موجود ہو سکتی ہی والکلام فی اخلاط الاصحاء بل الابدان المعتدلة واین ہذا من ذالک۔ والتفصیل فی شروح القانون۔ بالجملہ کسی نے کچھ لکھا ہی کسی نے کچھ کہا ہی کوئی مفید یقین نہین ہو سکتا اسیلیے ہر مذہب پر اعتراض کیے گئے ہین۔ والعلم عند اللہ سبحانہ۔ بالجملہ جب مقدار اخلاط کا زیادہ ہوا اور اخلاط نسبت طبعی پر محفوظ ہون۔ اور وہ یہ ہی کہ خون سب سے زیادہ اور بلغم اُس سے کم اور صفرا اُس سے کم اور سودا سب سے کم ہو تو اول فصد لینا چاہیے۔ بعد فراغ امور تمہید یہ کے انواع استفراغ کے بیان کیے جاتے ہین نوع اول جماع کے بیان مین۔ چونکہ ذکر اسکا باب چہارم مین گذر گیا ہی لہذا اسکو اعادہ نہین کیا گیا نوع دوم بول کے بیان مین۔ اور اسکو تفسرہ بھی کہتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ بول فضلات ہضم کبدی اور عروقی مین سے ایک فضلہ ہی کہ احلیل اور فرج سے خارج ہوتا ہی اور اسمین وہ چیزین ہین جنکے ذریعہ سے اطبا احوال بدن پر استدلال کر سکتے ہین۔ اول مایئہ۔ اور رسوب۔ اور ہر ایک انمین سے ہضم کا فضلہ ہی چنانچہ مایئہ فضلہ ہضم کبدی کا ہی اور رسوب فضلہ ہضم عروقی کا۔ اور تشریح اسکی یہ ہی کہ جب غذا بواسطہ آب معدہ مین ہضم ہوتی ہی پس رقیق جسکو کیلوس کہتے ہین عروق ماساریقا کے ذریعہ سے رجوکہ رگ باب کی شاخین مقعر کبد مین ہین) کبد مین جاتا ہی وہان اکثر کیلوس خون ہو جاتا ہی اور اکثر صفرا اور سودا کا جوکہ خون کے ساتھ متولد ہوا تھا اس جگہ خون سے متمیز ہوتا ہی لیکن پانی تعریق خون کے لیے اسکے ہمراہ رہتا ہی وہان سے اصول رگ اجوف مین رجنکو عروق شعریہ کہتے ہین) اجوکہ محدب کبد مین ہین نافذ ہوتا ہی پس اس وقت خون مائیہ کثیرہ سے مستغنی ہو کر اکثر پانی

علٰحدہ ہوجاتا ہی اور پانی کبد سے کلیتین کو اور وہان سے مثانہ کو جاتا ہی لیکن قدرے مائیۃ خون مین باقی
رہتی ہی جو کہ ساتھ خون کے اعضا مین جاتی ہی یہان تک کہ خون اعضا مین مل جاتا ہی پس قدرے پانی
بذریعہ عرق براہ مسامات تحلیل ہوجاتا ہی۔ اور باقی رجع القہقری کرتا ہی یعنی پھر کبد مین آکر کلیہ مین پہنچتا ہی
اور وہان سے مثانہ تک واصل ہوتا ہی اسلیے بول مہندی والے کا رنگ دار ہوتا ہی اور کثرت عرق
سے بول کم اور قلت عرق سے بول زیادہ ہوتا ہی۔ اور جب ہضم عروقی یعنی ہضم ثالث مین استحالہ
خون کا رطوبات ثانیہ سے ہوتا ہی تب رسوبات پیدا ہوتے ہین۔ اور یہ رسوب مائیۃ مصاحبہ
خون کے ہمراہ مل کر گردہ کی طرف مندفع ہوتے ہین پس بول سے مختلط ہوکر ظاہر ہوتے ہین اور
مسیحی کے نزدیک رسوب فضلہ ہضم رابع کے ہین لیکن یہ امر خلاف رائے جمہور ہی۔ اور چونکہ اکثر
بول کبد سے جدا ہوتا ہی اور مثانہ مین مدت دراز تک توقف کرتا ہی لہذا دلالت اسکی کبد اور اخلاط مولدہ
فیہما اور مثانہ پر بہ نسبت اعضاے باقیہ کے جنسے وہ عبور کرتا ہی اوضح ہی اور امراض سینہ اور دماغ اور
اوجاع مفاصل اور دل اور معدہ اور طحال پر مخفی ہی۔ اور مزاج بول کا حسب مزاج حیوانات کے مختلف
ہوتا ہی۔ اور رنگت بھی حسب طبائع انکے متفاوت چنانچہ بیان تفاوت کا عنقریب فائدہ مستقلہ مین آتا ہی
(الف) نوان مین بول کے صحت کی علامت یہ ہی کہ انسان جوان معتدل مزاج مین رنگت پیشاب کی زردی
مائل بسرخی ہوتی ہی اور بہت رقیق مانند پانی کے اور بہت غلیظ مانند بول گدھے کے اور زیادہ بودار نہین ہوتا
مگر اسمین شرط یہ ہی کہ رنگ دار چیز کھائی ہو چنانچہ بقولات اور ترکاری کھانے سے قارورہ مین سبزی
بودار ہوتی ہی۔ اور زعفران یا سنا یا خیار شنبر یا شراب کے استعمال سے زردی یا سرخی مثل اجزاے کولہ
کے ظاہر ہوجاتی ہی اور جماع خواہ مقرون با نزال ہو یا نہو متغیر لون بول ہی۔ اور قی اور اسہال بھی
بدستور ہین۔ اور حنا وغیرہ رنگ دار چیزون کا استعمال نکیا گیا ہو۔ اور خواب کے بعد پانی نہ پیا ہو
اور صبح کو پیشاب کیا ہو یعنی تمام رات کا بول ہو اور جس بول نہ واقع ہوا ہو۔ اور بیداری
اور بھوک اور قی اور غصہ اور جماع اور دیگر حرکات متعبہ اور شراب وغیرہ امور متغیر لون بول سرزد
نہوے ہون۔ اور پانی پیے ہوے سے بہت کم اور بہت زیادہ نہو۔ اور تھوڑی دیر قبل بول
کے کچھ پیا کھایا نہو۔ اور مدرات کا بھی استعمال نکیا گیا ہو پس اگر بول آدمی خلاف صفات مذکورہ
بالا کے ہو تغیر مزاج صحیح کی علامت ہی۔ عورتون کا بول بہ نسبت مردون کے غلیظ اور سفید
ہوتا ہی۔ اور بول مردون کا ہلانے سے مکدر نہین ہوتا بخلاف عورتون کے۔ اور ابتداے حمل مین
پیشاب پتلا ہوتا ہی۔ اور آخر ایام مین سرخی لاتا ہی اور ہلانے سے مکدر ہوتا ہی۔ اور وقت

نفاس کے اکثر اوقات بول مائل بسیاہی ہوتا ہی - اور بول اطفال شیر خوارہ قدرے مائل بسفیدی ہوتا ہی
اور بول اطفال نابالغ جوانون سے غلیظ تر ہوتا ہی مگر اطفال شیر خوارہ کا بول قابل اعتبار نہین کیونکہ اُنکے
بول مین مائیت دودھ کی بیشتر ہوتی ہی - ہان بعد ایک برس کے اعتبار کے لائق ہی اور سات برس
کے بعد بخوبی ممکن الاعتبار ہی - اور بول ضعیف شخصون کا سفید اور رقیق ہوتا ہی فائدہ اس بیان
مین کہ بول انسان کو اور بولون سے جو کہ اُسکے مشابہ ہین کس طرح سے تمیز کیا جاوے اور معرفت اُسکی
بسبب ظہور دانائی کے طبیب کو نافع اور سودمند ہی - واضح رہے کہ جن چیزون کی آدمی کے
بول سے اشتباہ پڑتی ہی دو قسم پر ہین قسم اول اشیاے سیالہ ہین جیسے ماء العسل اور سکنجبین اور
آب زعفران اور ماء الجبن اور آب کامہ وغیرہ اشیاے سائلہ متلونہ - فرق کلی بول آدمی اور اشیاے
مذکورہ مین یہ ہی کہ بول آدمی کو جب نزدیک لاوین تو غلیظ تر معلوم ہوتا ہی اور جب دور لیجاوین صفا معلوم
ہوتا ہی بخلاف دیگر اشیاے سیالہ کے کہ وہ اسکے برخلاف ہین - ماسوا اسکے سکنجبین اور ماء العسل کو
لازم ہی کہ جب شیشہ بول کو اونچا کرین تو شہد کے مانند انکا تہ نشین معلوم ہوتا ہی اور درمیان شیشہ کے
کچھ بادل سا معلوم ہوتا ہی اور جھاگ ماء العسل کی زرد معلوم ہوتی ہی - اور آب کامہ کا خاصہ ہی کہ
ثفل اُسکا شیشہ کے ایک جانب مین معلوم ہوتا ہی اور ثفل بول کا درمیان شیشہ کے ہوتا ہی
قسم دوم بول اور حیوانون کا ہی مگر فرق درمیان بولون کے جب معلوم ہو سکتا ہی کہ بول حیوانون
کے صفات اول معلوم ہو جاوین اسلیے اس جگہ صفات بول اُن حیوانون کے قلمبند کئے جاتے ہین
جو کہ ہمارے شہرون مین پائے جاتے ہین - اگرچہ بعض بول انسان کے بول سے شدید الاشتباہ ہین
اور امتیاز اُنکے درمیان مشکل ہی لیکن اگر کوئی زیادہ تجربہ کرے تو غور اور تامل سے فرق دریافت
ہو سکتا ہی - جاننا چاہیے کہ بول گدھے کا قارورہ مین غلیظ تر اور سفید تر معلوم ہوتا ہی گویا چربی
پگھلی ہوئی ہی - اور بول دواب اور گھوڑے کا گدھے سے مشابہت رکھتا ہی لیکن اُس سے
رقیق ہوتا ہی اور خیال مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نصف بالا اُسکا صاف اور نصف زیرین اُسکا
گدلا ہی - اور بول استر کا زرد مائل بسیاہی ہوتا ہی اور درمیان اُسکے روئی کے مانند کچھ نظر آتا ہی
اور کف دار نہین ہوتا - اور بول گوسفند زردی مائل ہوتا ہی اور آدمی کے بول سے قریب ہوتا ہی
لیکن اسمین قوام نہین ہوتا اور رسوب اُسکا مثل روغن یا ثفل روغن کے ہوتا ہی - اور
بول ہرن کا مشابہ بول گوسفند اور آدمی کے ہوتا ہی لیکن اسمین قوام اور ثفل نہین ہوتا اور
بول گاو گوسفند سے صاف تر ہوتا ہی - واضح رہے کہ اگر قارورہ دیر تک پڑا رہیگا تو اُسکا دیکھنا

معتبر نہین - لکھا ہی کہ چھ گھڑی کے بعد بول اعتبار سے گذر جاتا ہی - اور شیخ کے نزدیک تو صرف ایک گھڑی
کے بعد قابل اعتبار نہین رہتا اور بول ایام گرما مین رقیق اور ایام سرما مین غلیظ ہوتا ہی - طبیب کو
لازم ہی کہ امور مندرجہ صدر ملحوظ رکھے - اور جو صاحب فضلات کو کھاوین اور دن کو فاقہ کرین انکے لیے
وقت شام حکم صبح کا رکھتا ہی انکا بول شام کو ملاحظہ کرین - اور کم سے کم فاصلہ درمیان بول اور
تناول غذا کے بارہ ساعت یعنی چار پہر قریباً ہونا چاہیے - اور قارورہ فراخ ہونا ضرور ہی تاکہ
تمام بول اُسمین سما جاوے - اور کسی قدر خالی بھی رہے تاکہ حرکت دینے سے بول خارج نہو - اور
بول سے اول قارورہ کو دھونا اور صاف کرنا مناسب ہی - اور بول اول قارورہ ہی مین کرنا چاہیے
یعنی کسی اور برتن مین بول کر کے بعدہ قارورہ مین نہ ڈالا جاوے جیسا عوام کی عادت ہی اشتباہ
جب حاجت بول کی محسوس ہو تو اُس سے جلد فارغ ہونا چاہیے کہ حبس فضلات کا بہت ضرر رکھتا ہی
اور قرشی نے لکھا ہی کہ بعض فقہاؤن نے بسبب اشتغال بحث اور مناظرہ کے حبس بول کیا تھا اسلیے
مثانہ اور ران سے بول انکا خارج ہوا اور اُسی روز ہلاک ہوے - اور ایک شخص نے حبس بول
کیا تھا اُسکے بطن سے کئی جگہ سے بول نکلا اور بعدہ کچھ مدت دراز تک زندہ رہا جب اُسکو حاجت
بول کی ہوتی تو اول بطن سے خارج ہوتا بعدہ مجری معتاد سے باہر آتا - اور شناخت حال بدن کی
بول سے شیخ اور تمام متاخرین کے نزدیک سات قسم پر ہی - اول رنگ دوم قوام سوم صفا و
کدورت - چہارم رایحہ پنجم زبد ششم رسوب ہفتم مقدار - یہ ساتون بول کے اجناس ہین
اور بعض اطبا نے دو جنس اور بھی زائد کی ہین جنس ملمس - اور جنس طعم - وقال الشیخ قد اسقطناہما
لشنعتہ علی الاطبا - اور بعضون نے جنس سہولۃ اور عسر خروج بول کو بھی انمین شمار کیا ہی - ولم
یذکرہ الشیخ رح قسم اول رنگ کے بیان مین - معلوم کرنا چاہیے کہ نزدیک اطبا کے رنگ بول
کے پانچ ہین - اول زرد - دوسرا سرخ - تیسرا سبز - چوتھا سیاہ - پانچوان سفید - لیکن مسیحی
لکھتا ہی کہ اصول الوان بول کے حسب تعداد اخلاط کے چار ہین - زرد - سرخ - سفید - سیاہ
اور سبز چونکہ فی الحقیقت مرکب ہی اسلیے اصول مین داخل نہین ہوسکتا - اور یہ رنگ اصلی ہین
باقی اُنکے درجات اور طبقات ہین چنانچہ رنگ اول کے چھ درجہ ہین - اول اصفر جسکو تبنی
کہتے ہین - ایسا بول برودت مزاج پر دلالت کرتا ہی - دوم اترجی درجہ اول سے اسمین
زردی زائد ہوتی ہی ایسا قارورہ صحت اور اعتدال بدن کی علامت ہی - سوم اشقر اسمین
زردی بسرخی مائل ہوتی ہی ایسا قارورہ حرارت مزاج پر دال ہی - چہارم نارنجی اسمین بہ نسبت

اشقر کے حرارت اور سرخی زائد ہوتی ہو پنجم نارنجی زردی اسکی مشابہ برنگ آتش کے ہوتی ہو
ایسے قارورہ مین بہ نسبت نارنجی کے حرارت اور سرخی زیادہ ہوتی ہو ششم احمر ناصع اسمین سرخی
اور حرارت بہ نسبت ناری کے زائد ہوتی ہو۔ اور رنگ دوم کے تین درجہ ہین۔ درجۂ اول وردی نہایت
اسمین سرخی تھوڑی ہوتی ہو۔ اور قریب بسفیدی ہوتا ہو۔ دوم وردی یہ رنگ اسکا گل سرخ کے
ہمرنگ ہوتا ہو اسمین بہ نسبت اول کی سرخی زیادہ ہوتی ہو۔ سوم احمر قانی واقتم ان دونون مین فرق اسقدر ہو
کہ احمر قانی مین سرخی زیادہ ہوتی ہو اور احمر اقتم مین سرخی مائل بسیاہی ہوتی ہو۔ اور یہ تمام رنگ غلبۂ حرارت
اور خون پر دلالت کرتے ہین الا ناری مین بہ نسبت احمر کے حرارت زیادہ ہوتی ہو۔ لان الصفراء
اشد حرارۃ من الدم۔ اور کبھی رنگ بول کا باوصف برودت کے سرخ ہوتا ہو جیسے فالج اور وجع القدمین
مین یا بسبب درد کے کہ آلات بول مین ہو جیسے قولنج مین۔ سوم رنگ کے چار درجہ ہین۔ اول فستقی
اسکی سبزی مائل رنگ پستہ کے ہوتی ہو۔ ایسا قارورہ صفرا اور سودا کی آمیزش پر دال ہو۔
اور قرشی کے نزدیک احتراق صفرا کی دلیل ہو۔ دوم نیلنجی اسمین رنگ مشابہ نیل کے ہوتا ہو
اور سبزی بہ نسبت فستقی کے زائد ہوتی ہو۔ اور یہ دونون رنگ برودت مزاج پر دال ہین۔
اور جب بول فستقی اور نیلنجی لڑکون کو آوے تو فالج اور تشنج کی خبر دیتا ہو۔ سوم زنجاری اسمین رنگ
قارورہ کا زنگاری ہوتا ہو اور سبزی اسکی مائل بسفیدی ہوتی ہو۔ چہارم کراثی یہ رنگ مشابہ
گندنا کے ہوتا ہو۔ اور یہ دونون رنگ کثرت حرارت محرقہ پر دلالت کرتے ہین۔ ان دونون
مین فرق یہ ہو کہ زنجاری بسبب شدت حرارت کے مائل بسفیدی ہوتا ہو بخلاف کراثی کے اور
یہ حالت ہلاکت مریض پر دلالت کرتی ہو۔ اور چوتھے رنگ کا یہ حال ہو کہ اگر اسمین زردی مع رائحہ
قویہ کے ہوگی تو موجب اسکا احتراق صفرا ہوگا۔ اور اگر اسمین سیاہی ہوگی اور رائحہ نہوگا تو باعث
اسکا جمود ہوگا۔ اور تمثیل اسکی یہ ہو کہ جب کسی پھل کو سردی زیادہ پہونچتی ہو تب وہ سیاہ
ہو جاتا ہو۔ اور کبھی بباعث خروج مادہ سوداویہ کے مخرج بول سے بول سیاہ ہوگا۔ جیسا بحران
امراض سوداویہ اور اعلال طحال مین ہوتا ہو بشرطیکہ روز بحران ہو اور معہذا بول کثیر المقدار ہو
اور مراتب اسکے چار ہین۔ اول زعفرانی ہوتا ہو کہ سیاہی مائل ہو اور یہ احتراق اور تکاثف
صفرا اور یرقان پر دلالت کرتا ہو۔ دوم احمر اقتم یعنی نہایت سرخ کہ سیاہی مائل ہو یہ دلیل
غلبۂ خون اور اسکے احتراق کی ہو سوم وہ ہو کہ سبزی سے حاصل ہوا اور یہ صرف سودا کی
علامت ہو۔ چہارم وہ کہ سفیدی سے ماخوذ ہوا اور یہ غلبۂ بلغم پر دال ہو۔ اور بول اسود فی الجملہ

بول سرخ ۱۲
سرخ
بول سرخ صفرا
غلبہ حرارت
مین خون
بول سبز
اور قانی
فستقی
مقدمہ ۱۲۵
بول سیاہ ۱۲۵
بول سیاہ زیادہ مقدار ۱۲
بول سبز ۱۲
بول سیاہ ۱۲۵

حرقت مواد یا شدت برودت یا قوت حرارت غریزی کی دلیل ہی اور ایسا ہی بول نہایت ہی بد ہی خصوصاً مشایخ اور عورات کو اور ابتدائے حمیات مین بغایت مذموم ہی اور بول سیاہ بعد ریاضت کے تشنج کی علامت ہی۔ حکیم روفس کا قول ہی کہ امراض حادہ مین بول سیاہ دلیل مہلک ہی۔ اور کبھی غذا رنگدار کھانے سے مثل آبکامہ اور آش اور مونیز وغیرہ کھانے سے بول سیاہ ہوتا ہی لیکن اُسکا کچھ اعتبار نہین۔ رنگ پنجم دو قسم پر ہی۔ اول یہ کہ رنگ سفید مثل دودھ اور کاغذ کے مع غلظ قوام ہو اُسکو سفید حقیقی بولتے ہین اور یہ نوع شفاف نہین ہوتا اور نظر اُسکے آرپار نہین جاتی اور یہ غلبۂ برودت اور بلغم یا گلنے چربی اور اعضائے اصلیہ پر دلالت کرتا ہی۔ اور علامت پگھلنے چربی کی یہ ہی کہ باوصف سفیدی کے چکنا بھی ہوتا ہی۔ اور اُسکی سات قسم ہین اول مخاطی ہی یہ کثرت بلغم خام پر دلالت کرتا ہی۔ دوم وسمی ہی اور یہ پگھلنے چربی یا سمین پر دال ہی سوم اہالی ہی اور یہ غالبۂ بلغم پر مع ذوبان چربی کے دلالت کرتا ہی۔ نوع چہارم فقاعی ہی اور اُسکی دو قسم ہین ایک مدہ کے ساتھ ہوگا یہ قروح آلات بول پر دلیل ہی دوم بے مدہ ہوگا اور یہ سنگریزون اور مادہ کثیرہ خام پر دلیل ہی پنجم بول شبیہ بمنی ہی یہ بحران امراض بلغمی کی دلیل ہی ششم رصاصی اسکی بھی دو قسم ہین بارسوب اور بے رسوب لیکن عدیم الرسوب بہت بد ہی ہفتم لبنی ہی اور یہ امراض حادہ مین مہلک ہی۔ لانہ یکون عن الذوبان۔ دوم یہ کہ بول شفاف ہو اُسکو سفید مجازی کہتے ہین اُسکی دو قسم ہین۔ اول وہ کہ جسکا مطلق رنگ نہو مثل ہوا اور آگ اور فلک کے۔ کہ اُنکا رنگ کوئی محسوس نہین ہوتا مگر نگاہ اُسکے آرپار جاتی ہی اسی لیے انکے پیچھے سے ستارہ نظر آتے ہین۔ دوم یہ کہ رنگ اُسکا مثل پانی کے صاف ہو اور نگاہ اُسمین بشرط کثرت حجم کے کچھ رکتی ہی واللہ۔ اور یہ بول عدم تصرف طبیعت اور برودت اور عدم نضج پر دلالت کرتا ہی اور یابسہ کی علامت ہی۔ اور اسکو ردی شمار کرتے ہین اور بول کے الوان مین سے ایک یہ ہی کہ مشابہ دھوون گوشت کے ہوتا ہی۔ اور یہ دلیل غلبۂ خون اور ضعف جگر کی ہی۔ اور دوسرا یہ ہی کہ تیل کے مانند ہوتا ہی اور یہ دلیل عفونت کی ہی۔ اور اگر بول زیتی امراض حادہ مین چوتھے روز ظاہر ہو تو اکثر اسپر دلالت کرتا ہی کہ آدمی ساتوین روز مر جائیگا قسم دوم۔ قوام بول کے بیان مین۔ قوام بول اُس سے مراد ہی جس سے غلظت اور رقت بول کی معلوم ہو کہ اُسمین رطوبت ہی یا کیا ہی اور نیز اُسکی سرعت سیلان ظاہر ہو۔ اور اُسکی تین قسم ہین۔ رقیق۔ غلیظ۔ معتدل۔ بول رقیق برودت اور عدم نضج پر یا کثرت شرب آب یا ضعف گردہ اور مثانہ اور آلات بول پر دلالت کرتا ہی یا سدون کی علامت ہی خصوصاً اطفال مین تو ایسا بول بہت ردی ہی لان البول الطبعی

اغلظ من الکشیان - اور بول غلیظ کثرت اخلاط اور عدم نضج پر دال ہی یا فراط النضج یا انفجار ورم یا انفتاح سلا
کی دلیل ہی اور اگر غلظت بول کی بتدریج کم ہو تو علامت مستحسن ہی - اور اگر متساوی ہو خصوصاً حمیات حادہ میں تو
علامت بد ہی - اور بول معتدل القوام تمامی نضج کی دلیل ہی اور یہ علامت محمود ہی - مگر شرط یہ ہی کہ مادہ کثیرہ
بزرہ احلیل خارج ہو - اور کم گم آنا بول کا علامت بد یہ ہی قسم سوم صاف اور گدلے بول کے بیان میں
بول صاف وہ ہی کہ متشابہ الاجزا ہو اور نگاہ اُسکے پار جاتی ہی - یہ نضج مواد اور سکون اخلاط پر دلالت کرتا ہی
اور گدلا اُسکو کہتے ہیں کہ صاف کے برخلاف ہو - اور یہ عدم نضج اور غلبہ اخلاط کی دلیل ہی اور نیز سقوط
قوت اور درد باطنی کی علامت ہی - اور درمیان گدر اور غلیظ کے فرق یہ ہی کہ غلیظ میں برابری قوام
کی ہوتی ہی بخلاف گدر کے - اور کبھی غلیظ مثل سفیدی بیضہ کے صفا ہوتا ہی - اور اکثر صداع بلغمی میں بول
گدر ہوتا ہی - ایسا بول اگر ہمیشہ آوے تو خوف وجود تشنج یعنی سرسام بلغمی کا ہوتا ہی - اور جو بول گدر
چند روز تک ایسا آوے کہ اُسمیں کسی عضو کا رنگ پایا جاوے تو دریافت کرنا چاہیے کہ اُس عضو میں ذوبان ہی
اور اگر قارورہ میں بادل یا دھوان سا نظر آوے تو دلیل زیادتی مرض کی اور علامت بد ہی قسم چہارم بدبو اور
نہ بدبو ہونے بول کے بیان میں - اسکی تین قسم ہیں - ایک ذی الرائحہ اور وہ یہ ہی کہ جسمیں بو پائی جاوے
دوم عدیم الرائحہ جسمیں بو نہ پائی جاوے سوم معتدل الرائحہ جسمیں رائحہ اور عدم رائحہ مساوی ہوں - بول
ذی رائحہ کی چار قسمیں ہیں اول قلیل الرائحہ - دوم حامض الرائحہ - سوم حلو الرائحہ - چہارم منتن الرائحہ - اور
منتن الرائحہ دو طور پر ہی اول یہ کہ بسبب زیادتی عفونت اخلاط کے ہو پس یہ بدبو اگر ہمیشہ سے تو امراض
عفنیہ مثل حمیات کے دلیل ہی - دوم یہ کہ باعث قروح یا خارش آلات بول کے ظاہر ہو اور یہ اکثر مثانہ
میں ہوتا ہی اور ان دونوں میں امتیاز یہ ہی کہ جب بدبو بسبب قروح یا خارش مثانہ کے ہوگی عضو مقروح
میں درد ہوگا - اور بول کے ساتھ پیم اور چھلکے سے خارج ہونگے - اور اگر عفونت اخلاط سے بول میں بدبو ہوگی تو
بحسب قوت اور ضعف مریض بدبو کم و بیش ہوتی جائیگی - بخلاف اُسکے جو بسبب قروح یا خارش کے ہوگی - اور
ترش رائحہ غلبہ حرارت غریبہ پر اور شیریں رائحہ غلبہ خون پر دلالت کرتا ہی - اور قلیل الرائحہ ضعف حرارت غریزی
اور برودت مزاج کی علامت ہی - اور بول عدیم الرائحہ جمود اور خامی اخلاط پر دال ہی اور یہ اکثر بسبب سقوط قوت کے
ہوتا ہی - اور معتدل الرائحہ نضج مادہ کی علامت ہی اور یہ حالت صحت میں ہوتا ہی - سوا اسکے اور بھی اقسام ہیں
جیسے حریف الرائحہ اور ذہیم الرائحہ - حریف الرائحہ وہ جسکی بو تیز ہو اور وہ دلیل فساد صفرا کی ہی - اور ذہیم الرائحہ وہ ہی
جسمیں گوشت کیسی بو ہو اور فساد رطوبات کی علامت ہی قسم پنجم زبد یعنی جھاگ بول کے بیان میں
قارورہ پر اگر کف ہو تو تصور کرنا چاہیے کہ مادہ اُسکا رطوبت لزجہ غلیظ سے ہی اور فاعل اُسکا

صحیح ہے کہ جو بول [illegible] اور صفرت زبدی کی دلیل یرقان کی ہے۔ اور برخلاف اسکے دلیل
انجماد اخلاط کی ہے۔ اور کثرت کف کی علامت ریح اور رطوبات کی ہے۔ اور نیز کثرت کف اور بلبلے اسکی اور دیر تک
ٹھہرنا اسکا مادہ غلیظ لزجہ اور کثرت ریاح پر دال ہے۔ اور امراض گردہ میں ایسا ہونا طول مرض کا منذر ہے
قسم ششم قلت اور کثرت بول کے بیان میں۔ قلت بول سے یہ مراد ہے کہ جسقدر بول چاہیے اُس سے
کمتر ہووے کیونکہ قلت بول تحلیل بفرط یا افراط رطوبت یا سدہ مجاری بول پر دلالت کرتا ہے۔ اور اشیاء مرطوبہ کو کم کھانا
اور قوت دافعہ کلیہ و مثانہ کا ضعیف ہونا یا قوت جاذبہ کلیہ کا کمزور ہونا بھی قلت بول کا باعث ہے
اور بول کا مقدار بغایت کم ہونا با وصف قلت تحلیل کے استسقا اور سہال کا منذر ہے۔ مگر اگر ایام گرما میں
پانی بہت پیا گیا اور بذرہ مسامات بذریعہ عرق خارج ہو گیا ہو اور بول کم ہوا ہو تو اس صورت میں خوف استسقا وغیرہ
نہیں ہوگا۔ اور کثرت بول سے یہ مراد ہے کہ جسقدر بول چاہیے اُس سے زیادہ ہو اس سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ رطوبات
زیادہ خارج ہوتے ہیں اور ذوبان اعضا یا کثرت شرب آب یا سکون مفرط یا استفراغ فضول کی علامت ہے
جیسے حالت بحرانی میں بشرطیکہ قوت سالم اور بعد اُسکے راحت حاصل ہو۔ اور اگر کوئی شی از قسم مدرات کھائی ہو
مثل تربوز یا خربوزہ وغیرہ کے تو اسوقت بول زیادہ آنا ذوبان شحم وغیرہ کا باعث ہوگا۔ اور اکثر زیادتی بول کی
بسبب تحلیل آب [illegible] کے ہوتی ہے۔ اور بول ردی میں سے عمدہ وہ ہے کہ دفعتہ خارج ہو جاوے اور اگر تھوڑا تھوڑا
خارج ہو تو شر کثیر پر دلالت کرتا ہے قسم ہفتم رسوب بول کے بیان میں۔ رسوب عند الاطبا وہ چیز ہے کہ
غلیظ تر اور متمیز مائیت سے قارورہ میں ہو خواہ راسب ہو خواہ متعلق خواہ طافی۔ ورنہ عند الجمہور
رسوب کا تہ نشین پر اطلاق کیا جاتا ہے متعلق اور طافی کو رسوب نہیں کہتے پس اصطلاح اطبا میں
رسوب تین قسم پر ہیں۔ اسفل۔ اوسط۔ فوق۔ اسفل کو رسوب راسب اور اوسط کو متعلق
اور فوق کو طافی اور غمام بولتے ہیں۔ راسب وہ رسوب ہیں جو قارورہ کے تہ نشین ہوں اور متعلق
وہ ہیں جو درمیان قارورہ کے ہوں اور غمام وہ ہیں جو مثل بادل کے اوپر قارورہ کے ہوں۔ اور رسوب مطلق
کی دو قسم ہیں طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی وہ ہیں کہ رنگت میں سفید یا زرد ہوں اور فضلہ اخلاط سے مندفع
ہو کر نضج کے بعد ظاہر ہوں پس اگر کامل النضج ہوں تو انکو محمود کہا جاتا ہے ورنہ غیر محمود۔ اور اوصاف طبعی محمود
کے یہ ہیں کہ املس ابیض مستوی الاجزا بے بو اسفل قارورہ میں مجتمع ہوں اور جب قارورہ کو حرکت
دیجاوے تو منتشر اور پراگندہ ہو جاویں اور جلد ہی تہ نشین ہو جاویں اور یہ اوصاف کمال نضج پر دلالت
کرتے ہیں۔ اور رسوب محمود میں سے راسب عمدہ ترین ہے اور بعد اُسکے متعلق اور بعد اُسکے غمام ہے اور
غیر طبعی وہ ہیں جو طبعی کے برخلاف ہوں انکو رسوب ردی بھی بولتے ہیں انکے اقسام بالاجمال گیارہ

ہین وہ یا بجسب اللون ہونگے جیسے اشقر - یا اسود - اور یا بموجب قوام جیسے دہنانی وشیری وشیشتی - کرسنی - نخالی - وسمی - مدی - مخاطی - رملی - اور انطاکی نے شرح قانون مین لکھا ہی کہ رسوب غیر طبعی کے چودہ قسم ہین اور تفصیل مع فوائد قانون مین ہی قدرے ازان اس جگہ بیان ہوا ہی - انہین سے بخلاف رسوب طبعی کے تمام سے راسب بدتر بعدہ متعلق بعدہ غمام ہین - مگر اگر تعلق بسبب نضج کے ہو پس اسوقت غمام تمام سے ردی تر ہی بعد اسکے متعلق ردی ہی - اور رسوب غیر طبعی یا فضلات اخلاط غیر طبعی سے ہونگے یا جرم اعضا سے منفصل ہونگے پس اگر سرخ ہووین تو گردہ اور جگر سے ہونگے اور اگر سفید ہووین تو مثانہ سے ہونگے - یا پگھلے اعضا ہی سے - اور وہی پگھلے شحم اور سمین سے اور مدی پھوٹنی قرح اور ورم سے اور مخاطی خلط غلیظ سے اور رملی اگر سرخ ہووین تو گردہ سے اور اگر زرد اور سفید ہووین تو مثانہ سے ہونگے - اور رسوب سے استدلال کئی طرح پر کیجاتی ہی - اول اسکے جوہر سے اور یہ دو قسم پر ہی طبعی اور غیر طبعی جیسا بیان ہوچکا ہی - دوم اسکے مکان سے اسکی تین قسم ہین غمام متعلق راسب - غمام قلت نضج اور کثرت ریح پر دلالت کرتا ہی اور متعلق نضج متوسط پر دال ہی اور راسب بیان ہوا ہی کہ اگر طبعی ہوگا علامت نیک ہی اور اگر غیر طبعی ہوگا علامت بد ہی کیونکہ یہ استحکام سبب پر دال ہی - سوم اسکی وضع سے پس ملاست اور استواء رسوب محمود کا دلیل نیک ہی اور رسوب مذموم اسکا عکس ہی - اور پراگندہ ہونا انکا ضعف ہضم اور کثرت ہضم پر دال ہی - چہارم اسکی ہیئت سے پس شدت امتزاج اسکا بول سے اسپر دلالت کرتا ہی کہ رسوب مذکورہ کبد اور اسکے حوالی سے ہین اور اگر بول سے متمیز اور غیر ممتزج ہوں تو اسکی علامت ہی کہ مثانہ اور اسکے حوالی سے ہین - پنجم اسکے زمان سے کیونکہ اگر بول کچھ دیر تک پڑا رہے تو اسمین رسوب پیدا ہوئے ہین پس اگر جلد ظاہر ہوں تو دلیل ہضم جید کی ہی - اور اگر جلدی ظاہر نہوں تو دلیل اسکے خلاف کی ہی - اور عدم رسوب یا بسبب عدم نضج کے ہونگے یا بباعث سدوں مجاری بول کے یا بموجب قلت مادہ کے ہونگے - علاوہ یہ ہی کہ رسوب تندرستوں اور لاغروں مین خصوصاً جو ریاضت کرین کم ہوتے ہین - اور مریضوں فربہ بدنوں اور مترفہین مین زیادہ ہوتے ہین - اور رسوب مدی اور بلغم مین مابہ الامتیاز یہ ہی کہ رسوب مدی مین بدبو ہوتی ہی اور تقدم ورم اور سہولت اجتماع اور تفرق کا بھی اسی کی علامت ہی - ہند کے طریقہ پر بول دیکھنے کا مجمل طور یہ ہی کہ پیشاب پیالہ مین ڈال کر کے اسپر ایک قطرہ تیل کا ٹپکائین اگر قطرہ بول پر پھیل جاوے تو خون اور صفرا کا فساد ہی اور اگر تیل اسی طرح باقی رہے تو علامت بد ہی اور اگر قطرہ نیچے پیشاب کے چلا جاوے موت کی علامت ہی اور اگر قطرہ مین سوراخ ہوجاوین وہ بھی علامت موت ہی - اور اگر قطرہ پیشاب مین چوڑا ہو جاوے صحت کی نشانی ہی

اور اگر قطرہ ٹکڑہ ٹکڑہ ہوجاوے تو بیماری طول پکڑے گی۔ اور اگر بول مین قطرہ جانب مشرق کے اثر کرے صحت کی علامت ہی اور اگر جانب مغرب اثر کرے طول مرض کی دلیل ہی اور اگر سمت شمال او جنوب کے سرایت کرے بری علامت ہی نوع سوم اسہال کے بیان مین۔ اور اسمین دو صنف ہین صنف اول۔ قواعد اور احکام مسہل اور حقنہ اور پچکاری اور شافہ وغیرہ کے بیان مین۔ اور یہ چار فوائد پر مشتمل ہی۔ فائدہ اول قواعد اور احکام مسہل مین۔ مخفی نہ رہے کہ مسہل اسکو کہتے ہیں جس سے مراد ہی کہ مادہ کو عروق اور اعضاء بعیدہ سے خارج کرے بخلاف ملین کے کہ اس سے صرف معدہ اور امعا اور اسکے نواحی کا مادہ خارج ہوتا ہی اور قبل مسہل کے استعمال منضج کا ضروری ہی بخلاف ملین کے۔ کیونکہ نضج سے ہر خلط قابل خروج ہوجاتے ہین۔ اور نضج خلط سے یہ مراد ہی کہ خلط رقیق غلیظ اور غلیظ رقیق ہوجاوے اور بول کا قوام بھی معتدل ہو۔ مدت نضج ہر خلط کی مختلف ہی چنانچہ صفرا خالص تین روز مین۔ اور غیر خالص پانچ روز یا زیادہ مین بوجب خلط مخلوط کے نضج پاتا ہی۔ اور بلغم خالص نو روز مین اور غیر خالص حسب حیثیت خلط مخلوط کے کم و بیش مین اور سوداے خالص پندرہ روز مین اور غیر خالص مدت کم و بیش مین نضج پاتا ہی اور منضجات اخلاط مفردہ اور مرکبہ عملیات مین مذکور ہین وہان سے مطالعہ کرلین پس مسہل بلا نضج نچاہیے اور ملین مین ضرورت نہین اور اگر رعایت نضج ملین مین بھی کیجاوے تو بہتر ہی اور تلیین اکثر امراض ظاہری اور باطنی کے لیے مفید ہی اور زنان حاملہ اور مرد ضعیف اور اطفال کو تلیین دیتے ہین نسخہ تلیین کی جسکو مسہل مبارک کہتے ہین صفت یہ ہی مغز فلوس بقدر حاجت لیکر گلاب یا آب گرم مین ملاکر صاف کرین اور پلا دین۔ اور اگر ضرورت ہو تو حسب حاجت اور ادویہ کو اسکے ساتھ ملاکر استعمال کرین مثلاً اگر حرارت ہو تو آب کاسنی اور شیرہ تخمہاے باردہ مین ملاکر دیوین۔ اور اگر ورم احشا مین یعنی جگر اور تلی اور روده وغیرہ مین ہو تو عرق مکوہ مین صاف کرکے پلا دین۔ اور اگر نضج ہو تو شیرہ بادیان اور گلقند مین دیوین۔ اور جب چاہین کہ ملین عمل مین قوی ہو تو شیر خشت اور ترنجبین ملا دین۔ اور اگر عناب سپستان گل بنفشہ۔ مویز منقی۔ گاؤزبان گیلانی وغیرہ ادویہ حسب حاجت جوش دیکر التماس مین ملاکر دیوین تو اولے ہی مگر حرارت قوی مین دواے مطبوخ ندینی چاہیے الغرض امراض مختلفہ مین ترکیب متعددہ سے اسکی استعمال کیجاتی ہی۔ اور مغز فلوس کو سواے روغن بادام کے ہرگز ندیوین اسلیے کہ بدون روغن بادام کے مولد پیچش ہی لیکن اطفال کے لیے چندان روغن بادام

کی حاجت نہین کیونکہ امعا اُنکے بسبب شیر خوار گی کے ملائم ہوتے ہین اور مغز فلوس اُنکے امعا مین چمٹتا نہین مگر اسکو جاز ملوس عالمگیری سے زیادہ نہ دیوین وہ قریبا پانچ تولہ ہوتے ہین - اور ایلوا اُس شخص کے لیے ہی جسکی طبع سخت اور سرد کلان ہو ورنہ اطفال اور نازک طبعون مین کم دیا جاتا ہی - اور جو مسہل حفظ صحت کے لیے مستعمل ہو فصول ربعہ مین سے ایام خریف یا ربیع مین بہتر ہی - لتوسطہما بین الصیف والشتا واعتدال قواہم الاخلاط فیہما - اور جو دفع مرض کے لیے ہو اسمین انتظار فصل کا نہین ہوتا الا امراض مزمنہ طویلہ مین - اور ایام زیادہ سرد یا زیادہ گرم اور بد وزا اور ہوا خلاف موسم کے مسہل نہ دیوین - اور ضعیف القوی اور ضعیف المعدہ اور مدقوق اور لاغر کو استعمال مسہل قوی کا ممنوع ہی الا بضرورت انہین بھی جائز ہی - اور جسکو عادت مسہل کی نہو اسکو دوا ے قوی نہ دین - اور جب تک مسہل کا عمل شروع ہو سونا چاہیے لیکن اگر قوی ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور بعد شروع عمل کے قطعا خواب نہ کرین - اور ایسا ہی جب تک مسہل معدہ مین رہے غذا مطلقا ممنوع ہی - اور مسہل جو نشاندہ بالنقوع ہو پر گرم پانی پینا اُسکے عمل کو باطل کرتا ہی اگر معدہ مین درد ہو تو تھوڑا گرم پانی پینا اور چند قدم چلنا مفید ہی اور شربت ورد یا سرد پانی پینا معین اسہال ہی - اور جس مسہل مین حب الملوک یا جس سفوف مین تربد اور نمک ہو قبل شروع عمل کے سرد پانی اور بعد عمل کے گرم پانی پینا بہتر ہی - اور اثناے عمل مسہل مین پانی سرد کا استعمال کرنا روا نہین - ہان اگر محرور ی مزاج کو پیاس غلبہ کرے تو قدرے قدرے سرد پانی پینا مضائقہ نہین - اور جسکو مسہل سے قے ہو جاتی ہو قبل مسہل کے دو روز تک قے کرنا مناسب ہی - اور وقت پینے دوا کے بازو کو خوب کسکر باندھنا اور ناک بند کرنا قے ہو جانے سے باز رکھتا ہی اور جسکو مسہل سے متلی ہوتی ہو مقویات معدہ مثل مربا ے سیب اور بہ تھوڑا کھانا مفید ہی - اور اگر پودینہ اور الاچی اور لونگ چباوین اور پان کھلاوین تو مناسب ہی - اور بعد مسہل کے حمام اور سونا نچاہیے اور بحالت مسہل استنجا طبیخ ریشہ خطمی سے کرنا چاہیے مگر پانی گرمی اور سردی مین معتدل ہو اور جب مسہل عمل نکرے تو اسی دن دوسرا مسہل دینا ممنوع ہی مگر حقنہ اور شافہ سے تحریک جائز ہی - اور اگر مزلقات سے آب آلو اور تمر ہندی ہمراہ قند اور ترنجبین کے دیوین کچھ مضائقہ نہین اور مغز فلوس بدستور ہی اور مصطکی ڈیڑھ درم کوٹ چھانکر نبات سے ملا کر دینا مدد تمام کرتا ہی اور اگر مسہل قوی کی گرمی اعضاے رئیسہ تک پہونچکر حالات بد پیدا کرے تو جلد قے کرا دیوین یا فصد باسلیق اور اکحل لیوین - اور اگر عمل کیا ہو اور حرارت معدہ مین باقی ہو تو لعابین یعنی لعاب بہدانہ اور

اسپغول دیوین اور بعد ایک ساعت کے غذا سے ملائم مثل ماء الشعیر اور کھچڑی مونگ کی دیوین اور اگر
اسہال حد سے زیادہ گذر سے اور تشنگی غالب ہو اور رنگ مریض متغیر ہوتا جاوے تو معدہ پر قابضات
لگاکر اسہال بند کرین - اور بصورت عدم موجودگی تپ اور حرارت کے کباب اور جغرات بالہ دیوین اور
بحالت موجودگی تپ کے تخم ریحان اور اسپغول بریان کرکے شیرہ خرفہ اور رب انگور مین بھگاکر دیوین
اور اگر رب انگور دودھ مین پکاکر کھاوین سود مند ہی اور شربت ریباس اور غورہ برف سے سرد
کرکے نوش کرین اور حمام مین جاکر عرق لیوین اور گرحسب الارشاد کو بریان کرکے چھاچھ سے کھلاوین
نافع ہی - اور اطراف کو اوپر سے نیچے کو باندھنا اور مالش اعضا کی کرکر انکی تسخین کرنا اور درمیان
شانون کے محجمہ ناری لگانا اور قی کرانا اسہال کو بند کرتا ہی - اور اطراف کو گرم پانی مین رکھنا
پرستور مفید ہی - اور سونا قطع اسہال کے لیے بغایت نافع ہی وقت جب بناہ مرار آ - اور علاوہ
بران کئی ایک تدبیرین مفیدہ مطولات علمیہ مین مذکور ہین انکو عمل مین لاوین اور اگر کثرت اسہال
سے ہچکی عارض ہو تو بنگلو روغن گل مین چرب کرکے سرد پانی سے کھاوین اور چھینکین دلاوین
اور اگر اس سے فائدہ نہو وے تو ترطیب معدہ کی کرین فائدہ جبکہ مسہل بضرورت قوی قولنج
وغیرہ مین دیوین تو حاجت نضج کی نہین اور نہ خیال ہوا اور ابر وغیرہ کا ہی بخلاف مسہل غیر
ضروری کے کہ اسمین لحاظ نضج وغیرہ امور مذکورہ کا ضروری ہی - اور اگر مریض قوی ہو تو اسکو
دو حصہ کرکے بھی مسہل دیوین تاکہ مادہ تمامہ خارج ہو جاوے اسلیے کہ مسہل ناقص مثل فصد ناقص کے
ضرر تمام رکھتا ہی - اور اگر مریض مین ضعف زیادہ ہو تو بفاصلہ ایک دو روز کے مسہل خفیف
دیوین تاکہ ضعف نہو - اور خشک مزاج اور لڑکے اور بوڑھے کو مسہل قوی ندین مخفی نہ رہے
کہ مسہل مین رعایت چند امور کی لازم ہی - اول یہ کہ ادویہ مسہلہ کل مضر معدہ ہین مگر ہلیلہ اور
سنا مین اختلاف ہی بعض نزد بعض مقوی معدہ اور بعض نزد بعض مضعف معدہ ہین اسلیے مناسب
کہ ادویہ مسہلہ مین ادویہ مقویہ قلب ملا دین - دوم یہ کہ دوا کو بہت شیرین نکرین کہ جاذب
غذا ایست ہی - سوم یہ کہ دوا سریع العمل ساتھ بطی العمل کے جمع نکرین تاکہ متعارض نہون چہارم
یہ کہ اکثر دوائین ایسی ہین کہ بے آمیزش دوسری دواون کے جلد عمل نہین کرتین اسکا بھی
لحاظ ضروری ہی جیسا آمیزش زنجبیل کی ساتھ تربد کے ضروری ہی - پنجم یہ کہ ادویہ مسہلہ مین
ادویہ مدرہ بہت داخل نکرین کہ لان الادرار ینقص الاسہال لانصراف المواد الی المثانۃ -
ششم یہ کہ ادویہ لزجہ اور قابضہ کو باہم ترکیب ندیوین - ہفتم یہ کہ جسقدر ادویہ مسہلہ ہین

وہ منقصل شکل دوا ہین پس جسقدر کم داخل کیجائین بہتر ہو۔ سوا اسکے اور ضروریات اور ممنوعات کا
بھی لحاظ رکھیں۔ اور مسہل مین اخراج اور ایک خلط کا تعین ہوتا بلکہ دوسری خلط بھی خارج ہوتی ہو
لیکن زیادہ اوسی خلط کا نکلتا ہو جسکے لیے مسہل دیا گیا ہو لیکن اگر دوسری خلط بعد خروج
خلط مقصودہ کے خارج ہو تو نقصان تام اور عمدگی مسہل پر دال ہو۔ اور ایسا ہی اگر بعد اسہال او سکے
پیاس اور خواب آوے تو وہ بھی علامت مسہل محمودگی ہو۔ کما قیل واذا سقیت مسہلاً للصفراء
فانتھی الی البلغم تقیح فکیف الی السوداء واما الدم فامرہ خطیر لان الطبیعۃ تقضی بہ والعطش والنعاس
عقیب الاسہال او القئ یدلان علی النقاء۔ جاننا چاہیے کہ بعض صحیح المزاج حفظ صحت کے لیے
ہر سال کے بعد اور بعض ہر چھ مہینے کے بعد مسہل لینے کی عادت کرتے ہین عند الاطباء یہ عادت
اچھی نہین ہان وقت ضرورت دفع مرض کے لیے مسہل سے گریز نہ کرے اگر ایسی عادت ہو
تو لازم ہو کہ رفتہ رفتہ ترک کرین دفعۃً نہ چھوڑین لان العادۃ طبیعۃ ثانیۃ۔ اور ترکیب مسہل
مین خلاف ہو بعض اطبا ادویہ منضجہ مین ادویہ مسہلہ ملا کر دیتے ہین۔ اور بعضے بروز مسہل صرف
ادویہ مسہلہ پر کفایت کرتے ہین یہ دونون صورتین درست ہین طاقت مریض پر لحاظ کرے
اور اگر چند اخلاط کا نکالنا منظور ہو تو ادویہ منضج اور مسہل بھی مناسب اخلاط کے ملا کر دیوین۔
منضجات اور مسہلات اخلاط مفردہ اور مرکبہ عملیات مین مذکور ہین۔ اور ہلیلہ زرد کو تپ مین قبل
دو ہفتہ کے استعمال نکرین لیکن بشرط ضرورت روغن بادام سے اصلاح کر کے دیوین۔ واضح ہو کہ دوا
معتدل مین قوت منضجہ بھی ہو اور دواے منضج مین قوت مسہلہ بھی ہو لیکن ظہور آثار کا تفاوت وزن
اور تعداد ایام پر منحصر ہو۔ اور دواے مسہلہ بالخاصیت اپنی قوت جاذبہ سے اسہال کرتی ہو اسلیے مجاری
مین نفوذ دوا کی حاجت نہین اور جاننا چاہیے کہ ادویہ مسہلہ مین سے بعض تلیین سے عمل کرتے ہین مثل
آلو اور بنفشہ اور ترنجبین کے۔ اور بعض ازلاق سے مثل سپستان اور خطمی کے اور بعض بسبب عصر
نچوڑنے کے مثل ہلیلہ اور بلیلہ کے۔ اور بعض قوت مسہلہ بالخاصیت موثر ہین مثل شحم حنظل اور
سقمونیا کے اور مسہل حقیقی یہی ہو ہکذا ذکرہ الشیخ فی کتاب المائۃ والفاضل النفیس فی الحاشیۃ المنیتہ
علی النفیسی شرح الموجز فائدہ دوم حقنہ کے بیان مین۔ جسکو عمل طاہر اور عمل مستوہ بھی کہتے ہین
اور وہ یہ عمل ہو کہ دبر کے راستہ دوا کو امعا تک پہونچا دین یا فرج کے راستہ رحم تک موصول کرین
حکایت ہو کہ ایک طبیب نے دریاے شور کے کنارے پر دیکھا کہ ایک زاغ نہایت ژولیدہ اور پژمردہ
آکر بیٹھ گیا ہو دوسرے زاغ نے چند قطرات آب شور کے منقار سے لیکر اسکی مقعد مین ڈالے زاغ علیل کو

قوت اسکا نخل کرتی ہو اور پیاس اور خواب بعد اسہال کے باقی رہنے کا نقصان تام پر دلالت کرتے ہین ۱۲ منہ سلمہ
کیونکہ عادت طبیعت دوسری ہو ۱۲ منہ سلمہ
ایسا ذکر کیا شیخ نے کتاب مائۃ مین اور فاضل نفیس نے حاشیہ

بند خیال ہوئی صحت پائی اثر کیا طبیب نے اس اختراع کو پسند کیا جس سے بعض عیسائیون دیکھنا دریائے شور
کے پانی سے وہی عمل کرتا مفید پایا جہان آب شور میسر ہوتا نمک کو پانی مین ملا کر عمل کرتا فائدہ یکسان ہوتا
آخر زمانہ دراز سے مسہلہ سے اطبا حقنہ کرنے لگے - جاننا چاہیے کہ حقنہ سے مواد امعا کا خارج ہوتا ہی اور
جب اعضائے سفل مواد سے خالی ہوجاینگے تب اوپر کے اعضا سے بھی مواد اسفل کو اتریگا اور چند حقنہ
سے وہ بھی خارج ہوجائیگا - الغرض تسہیل حقنہ ان تا ضعیفترین معالجات ہی فضلات معدی اور معوی کا
استفراغ کرتا ہی اور اورام اور اوجاع کلیہ و مثانہ اور قولنج کو تسکین دیتا ہی اور جذب فضول اعضا عالیہ
رئیسہ سے کرتا ہی - اور جو فضول کہ اور استفراغون سے باقی ماندہ ہون انکے لیے حقنہ بہت مفید ہی
الغرض یہ عمل امراض علوی اور سفلی کو خصوصاً امراض دماغی کے لیے سود مند ہی اور مانع تصاعد ابخرہ ہی
اگر دو ایک روز قبل حقنہ کے استعمال منضج کا کیا جاوے اور بروز حقنہ کوئی دوا مسہلہ کھائی جاوے تو زیادہ
مفید ہوگا - اور شرط یہ ہی کہ وقت معتدل مین حقنہ کیا جاوے اور اس سے اول حمام نہ کیا جاوے بخلاف
مسہل کے کہ اسکے اول حمام کا کچھ مضائقہ نہین بلکہ مفید ہی - اور جسکا معدہ ضعیف ہوا اور مسہل سے اسکو غثیان
اور قے ہو اسکو حقنہ کرنا چاہیے مگر حقنہ حادہ مضعف جگر اور محدث حمیات ہی اسیلیے جہان تک ہوسکے
حقنہ حادہ پر دلیری نفرماوین - اور چاہیے کہ قبل حقنہ کے شربت مقوی معدہ یا گلقند اور مصطکی یا اور
مصالحہ دار پلاوین کیونکہ حقنہ خلو معدہ مین مضر ہی - طریق حقنہ کا یہ ہی کہ ادویہ مسہلہ جوش کرکے آب
صافی اسکا کہ وزن مین نصف رطل سے کم اور ثلث رطل سے زیادہ نہو اگر یہ اندازہ بزرگون کے لیئے
خردون کے لیے طبیب کی رائے پر موقوف ہی مثانہ دواب مین جسکو پھونک کر بڑھایا ہو یا چمڑے کی تھیلی
بھر کر اور اسکے منہ پر لکڑی چرب شدہ پتلی سوراخ دار باندھ کر مریض کو سیدہا رو بآسمان لٹا کر اور سر
اور سرین کے نیچے تکیہ رکھکر وہ لکڑی پتلی مقعد مین دیکر دوا کو آہستہ آہستہ دباوین کہ دوا امعا تک پہونچے
اور زور سے دبانے مین امعا کو صدمہ پہونچتا ہی - اور چاہیے کہ دوا نیم گرم ہو کیونکہ بہت گرم غشی اور
کرب کا موجب ہی اور سرد مولد ریاح اور مانع نزول مواد ہوتی ہی لیکن دوا مین کوئی روغن بھی ملانا ضرور ہی
اور اگر ایسا روغن ملاوین جسمین قوت مسہلہ ہو جیسے روغن بید انجیر تو بہتر ہی - اور بعد حقنہ کے آلہ کو
بتدریج نکالین اور مقعد کو انگشتون سے مجتمع رکھین تاکہ دوا خارج نہو اور متاخرین نے بجاے تھیلی چمڑے کے
ایک آلہ دنات کا اختراع کیا ہی جسکا طول بقدر آٹھ انگل یا ایک بالشت کے ہوتا ہی - اور چند مسہلات
حقنہ مین منع کئے گیے ہین اور وہ ایلوا اور ہلیلجات ہین - اور حقنہ کے کئی اقسام ہین چنانچہ امراض گرم
مین ادویہ باردہ سے اور امراض سرد مین ادویہ حارہ سے حقنہ کیا جاتا ہی - اور بعض امراض مین مسہلہ

حمیات اور اورام احشا اور یبوست ثقل میں حقنہ نرم کیا جاتا ہی اور بعض امراض میں مثل وجع النسا بارد کے
حقنہ سخت کیا جاتا ہی اور تراکیب مختلفہ حقنیات کے عملیات میں مذکور ہیں **فائدہ سوم** طریق
پچکاری میں جسکو عربی زبان میں زرزق کہتے ہیں - واضح ہو کہ طریق اسکا مثل دستور حقنہ کے ہی
کہ ادویہ مدرات کو اسمین بھر کر احلیل میں داخل کریں **فائدہ چہارم** شافہ کے طریق میں - چونکہ
بعض اوقات میں تحریک مسہل کے لیے شافہ کی ضرورت ہوتی ہی لہذا شافہ کی چند تراکیب اس جگہ
لکھی جاتی ہیں - اول یہ کہ شافہ میں بعض اجزاے مسہلہ کو باریک سفوف کر کے صابون ملا کر لمبی بتی
مستحکم ایک طرف پتلی اور ایک طرف موٹی بنا کر اسپر تیل لگا کر پتلی طرف مقعد میں رکھکر آہستہ آہستہ
داخل کریں اگر بمقدار چہ انگشت کے داخل ہوتی ہی تو اثر اسکا معاے قولون تک پہونچتا ہی اور سواد خارج
ہو جاتا ہی ورنہ طبیعت کو براز کی طرف مائل کرتی ہی - دوم یہ کہ صابون چھیل کر نوکیلا شیاف بنا کر
سفوف رائی اور نمک کا اسپر چھڑک کر تیل لگا کر مستعمل کریں - سوم یہ کہ صرف صابون کو نوکیلا تراش کر
روغن گل میں چرب کر کے شافہ کریں - سوا اسکے اور کئی ترکیبیں مطولات سے معلوم ہو سکتی ہیں

صنف دوم براز کے بیان میں - چونکہ بحث براز ہی مسہل کے متعلق تھی اور سوا اسکے استفراغ کا یہ
بھی ایک قسم ہی اور کئی ایک امور میں معرفت اسکے ازبس ضروری ہی کیونکہ اس سے حال اسہال
اور امراض بطن پر بھی استدلال کیجاتی ہی لہذا اسکو بھی بطور مختصر لکھا جاتا ہی - مخفی نہ رہے کہ یہ فضلہ ہضم
اول کا ہی اور براز محمود طبعی جو کہ سلامتی مزاج اعضا پر دال ہو وہ ہی جسکے اجزا یکساں ہوں اور رقت
اور غلظت میں متوسط اور قراقر اور بقابق سے خالی ہو یعنی وقت دفع حاجت کے شکم میں آواز ریح اور
وقت خروج کے بھی آواز نہو - اور خفیف الفار[۵۱] اور معتدل المقدار اور معتدل الرائحہ اور وقت معتادیہ
خارج ہو اور جسقدر غذا کھائی ہو وزن میں غذا سے نصف[۵۲] قدر سے زائد ہو اور حجم اور کمیت میں ماکول
کے قریب ہو کیونکہ جسقدر اجزاے غذائیہ جگر کی طرف نافذ ہونگے اسی قدر طبخ اور جوش سے فضلہ پھول کر
قریب حجم ماکول کے ہو جائیگا - اور آسانی سے نکالا جاوے نکالنے میں زور نہ لگایا جاوے - اور
باختیار نکالا جاوے خود بخود نہ نکلے - اور خروج کے وقت مقعد میں جلن اور سوزش نہو - اور بارہ گھنٹے[۵۳]
بخومی کے بعد خارج ہو یعنی ایک رات دن میں برآمد دوبار ہو لیکن صحیح المزاج ایک رات دن میں صرف
ایک ہی بار فراغت کو جاتے ہیں - غرض کہ اندازہ اوقات دفعہ فضلہ کا قوت ہاضمہ پر موقوف جانیں لیکن اگر
دوبار سے جانا البتہ ضعف ہاضمہ کا یا زیادہ کھانے کا موجب ہوگا اس سے پرہیز لازم ہی مگر حق یہ ہی کہ تعداد وقت
مذکورہ کا عادت پر موقوف ہی کیونکہ احوال تندرستوں کے یکساں نہیں ہوتے کما لا یخفی براز سے بھی مزاج کسی طرح سے

[۵۱] یعنی جسمیں ناریت کم ہو ۱۲
[۵۲] آدھا ۱۲
[۵۳] جیسا پوشیدہ نہیں ۱۲

استدلال ہو سکتی ہے۔ اول مقدار ہے یعنی قلت اور کثرت براز کے۔ جاننا چاہیے کہ قلت اور کثرت براز کی
بدون معرفت مقیس علیہ معتدل مقدار کے نہیں ہو سکتے اور مقیس علیہ معتدل وہ ہے کہ حسب تقاضائے مقدار ماکول
کے ہے کیونکہ اغذیہ باعتبار تغذیہ اور فضلہ کے مختلف ہیں چنانچہ بعض ایسے ہیں جنکا فضلہ بہ نسبت تغذیہ بدن کے
کم ہوتا ہے جیسے گوشت اور بادام اور اخروٹ اور بعض ایسے ہیں جنکا فضلہ بہ نسبت تغذیہ بدن کے زائد ہوتا ہے جیسے شلغم
اور گرنب وغیرہ اور بعض ایسے ہیں جنکا فضلہ اور تغذیہ بدن کے مساوی ہوتا ہے پس مقدار براز کا تین وجہ سے خالی نہیں
ہوگا۔ یا مقیس علیہ معتدل سے کم یا مساوی یا زائد ہوگا انھیں تینوں کو غیر معتدل المقدار سے تعبیر کرتے ہیں۔
پس کثرت مقدار براز کی بسبب کثرت فضول غذائیہ یا شدت قوت دافعہ یا عدم معدہ و امعا کے ہوتی ہے اور کبھی بہ نسبت
ماکول کے زیادہ ہوتا ہے جیسے اگر آدھ سیر کھائی جاوے تو براز تین پاؤ ہوتا ہے موجب اسکا پگھلنا اعضا کا
یا ذوبان یا انفجار ورم یا کثرت اخلاط اور عدم نفوذ کیلوس کا بسبب سدہ ماساریقا کے یا ضعف جاذبہ جگر کے بھی اسکا
سبب ہوتا ہے۔ اور قلت مقدار براز کی یا بسبب قلت فضول غذا ہے یا ضعف قوت دافعہ کے ہوگی۔ اور
یبس معدہ و امعا اور قولنج وغیرہ کا اسکا موجب ہوگا اور یہ قولنج کا منذر ہے۔ دوم قوام ہے۔ براز باعتبار قوام کے
تین قسم ہے رقیق غلیظ معتدل۔ رقیق وہ ہے جسکا قوام طبعی معتدل سے ایسا ہو کہ عنقریب آب ہو کر
پتلا ہو پس رقت براز کی یا موجب ضعف ہضم یا سدہ امعا یا ضعف قوت جاذبہ ماساریقا یا تناول مرطبات
سے ہوگی۔ اور نزلہ سر سے معدہ میں اترنا اور اغذیہ لطیفہ کو کثرت سے کھانا موجب رقت براز ہے۔ اور
براز لزج بسبب غذائے لزجہ کثیرہ یا خلط لزج کے ہوتا ہے اور اگر ساتھ اسکے بدبو اور سقوط قوت اور تپ گرم
ہو تو ذوبان اعضاء صلبیہ پر دال ہے۔ اور غلیظ وہ ہے کہ قوام میں قوام طبعی معتدل سے گاڑھا ہو اسکو یابس
بھی بولتے ہیں۔ اسکی دو قسم ہیں یا اسباب داخلی سے ہوگا یا خارجی سے۔ اسباب خارجی یہ ہیں جیسے اغذیہ
یابسہ کو کثرت سے کھانا یا ریاضت مفرط سے بذریعہ عرق تحلیل رطوبات اعضا کا ہونا یا مدرات کو
استعمال کرنا یا پانی کم پینا۔ اور اسباب داخلی یہ ہیں جیسے کثرت بول اور عرق کے بدون اغذیہ معرقہ
اور مدرہ کے۔ یا افراط حرارت بدن کے خصوصاً جو کہ کبد اور کلیہ میں ہو یا ثقل کا امعا میں دیر تک رہنا۔
اور براز طبعی معتدل وہ ہے کہ نہ تو اسقدر خشک ہو کہ پتھر سا ہو اور نہ اسقدر پتلا ہو کہ حد سیلان
تک پہونچے۔ غرض ان دونوں حالتوں میں اعتدال رکھتا ہے۔ سوم لون ہے یعنی رنگ براز ہے
اصل رنگ براز کے چار ہیں۔ سفید۔ سیاہ۔ زرد۔ سبز۔ اور سرخ رنگ وغیرہ براز میں کبھی شاذ
و نادر پایا جاتا ہے۔ ہکذا ذکر فی شرح العلامہ۔ رنگ طبعی وہ ہے کہ خفیف النارنجیہ ہو جیسا مذکور
ہو چکا ہے اور اگر نارنجی بشدت ہو تو دلیل حرارت اور غلبہ صفرا کی ہے اور بصورت قدرے نقصان کی

ضعف ہضم اور برودت کی علامت ہے شیخ نے قانون میں لکھا ہے کہ اگر براز میں نار یہ بدبو غایت
اور انتہاے مرض میں ایسی حالت ظاہر ہو تو اکثر اوقات میں دلیل نضج کی ہوتی ہے اور اغلب ردائت
مرض کا بھی نشان ہوتا ہے شارح نے قولیں میں تطبیق دی ہے کہ اگر سبب اسکا کثرت صفرا ہے تو اغلب
اوقات محمود ہوگا اسلیے کہ اکثر بسبب بحران اور دفع طبیعت کے ہوتا ہے اور اگر سبب اسکا حدت اور احتراق
صفرا ہو تو لامحالہ ردی ہوگا کیونکہ یہ علامت افراط مرض کی ہے۔ اور اگر براز سفید ہو تو وہ انسداد مجری
مرارہ پر دلیل ہے اور نیز منذر بہ یرقان اور قولنج ہے۔ اور براز مدہنی اور چیچی اسپر دلیل ہے کہ پیہ جانب احشا
میں ٹوٹ گیا ہے۔ اور اگر براز سبز ہو تو دلیل کثرت حرارت کی ہے جیسے سنجار ہی اور کراثی میں ہوتی ہے باقی
باریک براز کے مثل رنگ بول کے ہیں۔ چہارم ہیئت خروج اسہال یہ ہے کہ خروج براز بسہولت یعنی معتدل القوام
ہو اور اگر مثل گوبر گاؤ کے اسمیں ٹیلاپن ہو تو دلیل کثرت ریح کی ہے۔ پنجم یہ کہ اگر براز کے خروج کے پیشتر از
وقت تقاضا ہوا اور بعدہ خروج جلدی کے ساتھ ہو تو دلیل کثرت صفرا کی مع ضعف ماسکہ کے ہے
اور اگر وقت مقررہ سے تاخیر ہو اور بعدہ البطی الخروج ہو تو ضعف ہاضمہ یا دافعہ کا باعث ہے۔ یا برودت
مزاج امعا یا تناول اشیاے قابضہ کی علامت ہے۔ ششم بوے براز بھی اگر زیادہ اعتدال سے یعنی معمول
سے زائد ہو تو دلیل عفونت اخلاط مع ذوبان اعضا کے ہے۔ اور باقی روائح مثل روائح بول کے
ہیں۔ ہفتم کف براز ہے۔ اگر براز میں کف ہو تو دلیل کثرت ریاح اور غثیان کی ہے
اور رائحہ منکر اور رنگ زبون موت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور بھی کئی امور متعلق بحث براز
ہیں بخوف تطویل قلم انداز ہوے ہیں۔ نوع چہارم فصد اور حجامت اور علق اور تو مڑی کے بیان
میں اور اسمیں بھی دو صنف ہیں صنف اول فصد کے بیان میں اور اسمیں دو قاعدہ ہیں۔
قاعدہ۔ اول احکام مختلفہ فصد کے بیان میں۔ جاننا چاہیے کہ فصد تین قسم پر ہے واجب اور ممنوع اور
جائز واجب جیسے مزاج خون کا فی نفسہ فاسد ہو جاوے اور مقدار طبعی سے زائد ہو۔ یا خلاف جہت
کی طرف جذب کیا جاوے۔ اور ممنوع جیسے لڑکے اور شیخ اور حائض اور حاملہ کے لیے۔ اور جائز جیسے
فساد خون کا بسبب امتزاج خلط دوسرے کے ہو کیونکہ مسہل سے بھی اسکا تدارک کر سکتے ہیں۔
اب معلوم کرنا چاہیے کہ مطلق فصد دو قسم پر ہے اختیاری۔ اضطراری۔ اختیاری میں لحاظ وقت اور موسم اور
دن اور رات وغیرہ احکام اغذیہ کا کیا جاویگا لیکن اضطراری میں کسی امر کا لحاظ نہیں کیا جاتا جب
ضرورت ہو فصد لیوین الا روز بحران میں فصد نچاہیے فصد کو کئی جہت سے بہترین استفراغات مقرر کیا گیا ہے
اول یہ ہے کہ فصد استفراغ کلی ہے کیونکہ خون اور اخلاط سے مرکب ہے یعنی جسطرح خون عروق میں رہتا ہے

غارج ہونے والا
جماگ
فی ذاتہ
دوسرے اقسام

اُسی طرح صفرا بلغم سودا بھی خون کے ساتھ شامل رہتے ہین پس حالت فصد مین جب خون خارج ہوگا
تو بالضرور اور اخلاط بھی اُسکے ساتھ خروج مین اتفاق کرینگے۔ ہان خون بہ نسبت اور اخلاط کے زیادہ
خارج ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ فصد استفراغ اختیاری ہے جب چاہین بند کرسکتے ہین بخلاف دیگر استفراغون
کے مثل مسہل کے۔ سوم یہ کہ فصد مین ضرورت منضج کی نہین ہوتی ہان اگر خون غلیظ ہو یا دوسرے
خلط خون سے ملکر باعث مرض ہو تب بعد نضج خون اور اُس خلط کے جب خون زیادہ ہو تو فصد
لیوین لیکن خون کم لیوین ورنہ مادہ حرکت مین آویگا اور تپ لازم ہوگی۔ اگر ایسا اتفاق ہو تو
فصد فی الفور لیوین۔ اور بہتر وقت فصد کا حفظ صحت کے لیے وہ ہے کہ کھانا ہضم ہوا ہو اور ہوا معتدل ہو
ایام ماہ بیٹھے ہون۔ اندھیری رات ہو۔ چاند برج بادی مین مریخ کو دیکھ رہا ہو۔ بقراط نے لکھا ہے
کہ جب چاند برج جوزا یا میزان مین مریخ کو دیکھ رہا ہو اور تاریخ سترہ روز شنبہ کو فصد ہو تو ایک سال تک
تندرستی رہتی ہے اور کوئی مرض بدن مین ظاہر نہین ہوتا۔ اور جمعہ کے دن فصد لینا ممنوع ہے مگر
یہ سب امور فصد اختیاری مین ملحوظ ہوتے ہین اضطراری مین کسی امر کا لحاظ نہین کیا جاتا اور ایام
پیری مین بسبب ضعف اور غلظت خون کے فصد ممنوع ہے اور اگر طاقت موجود ہو تو روا ہے۔ اور
چونکہ اس عمر مین خون کم ہوتا ہے اور برودت غالب ہوتی ہے اسلیے بلا ضرورت بعد ساٹھ برس کے فصد
نہ لیوین۔ اور عند البعض بارہ برس اور عند البعض چودہ برس تک فصد نہ چاہیے کیونکہ بچہ مادہ نمو ہے اور
فصد سے مادہ نمو مین تفاوت واقع ہوگی۔ اور لاغر اندام کی فصد نچاہیے کیونکہ فصد سے دبلا پن زیادہ ہو جائیگا
اور حالت ضرورت مین خون کم لیوین اور بلا ضرورت قوی فصد نکرین کیونکہ خون کے ساتھ روح بھی
خارج ہوتی ہے۔ اور بحالت درد قولنج بھی فصد ممنوع ہے کیونکہ درد قولنج محلل ارواح اور قوی ہے فصد سے
روح اور قویٰ کے تحلیل سے ضعف زیادہ ہو جائیگا درد مین ترقی ہوگی۔ اور زن حاملہ کی فصد قبل از
چار ماہ اور بعد از سات ماہ ناجائز ہے بالفرض اگر فصد بھی لی گئی تو اسقاط حمل ضرور ہوگا اور اگر نہوا تو زائیدگی
مین خلل ضرور ہی واقع ہوگا اور بچہ کی غذا کم ہو جائیگی۔ اور زن حائضہ کی فصد نچاہیے کہ اجرائے حیض مین
فرق ہو جائیگا اور کئی ایک امراض اُس سے پیدا ہونگے۔ اور ایسا ہی بعد حمام کے فصد نچاہیے لیکن
جس کا خون غلیظ ہو اُسکی فصد بعد حمام کرین۔ اور روز بحران مین کہ مرض اور طبیعت مین مقابلہ ہوتا ہے
اگر فصد لیجاوے تو ضعف ضرور ہوگا۔ اور ایام برسات مین خون صالح ہوتا ہے فصد نکرین اور بعد
جماع کے بھی ممنوع ہے کیونکہ ایک تو طاقت جماع سے کم ہو چکی ہے فصد سے اور بھی کم ہو کر آثار ردیہ ظاہر
کریگی اور منی اور خون باعث تولید روح ہین جب اخراج تکرار ایک جلسہ مین ہوگا تو ضرور طاقت

بہت کم ہو جائیگی۔ اور سوء ہضمی ہوتی ہے اور نیز جب تک غذا ہضم ہولے فصد نہ لیوین ایسی صورت مین فساد معدہ کا جانب عروق جگر مائل ہو کر باعث درد جگر ہوتا ہی۔ اور ایام شدت گرما مین احتمال احتراق خون اور زیادتی یبوست کا ہی اگر ضرورت ہووے فی المقدور بعد زوال آفتاب کے فصد لیجاوے۔ اور ایام سرما مین خون منجمد ہوتا ہی چونکہ مراد فصد سے یہ ہی کہ خون فاسد دفع ہو جاوے سو بباعث انجماد کے دفع اسکا غیر ممکن ہی اگر دوپہر کے وقت بعد زوال آفتاب فصد لیوین فہو المراد مگر رگ کو فراخ کھولین۔ اور پندرہ تاریخ کے بعد فصد لینا مناسب ہی کیونکہ ایام عروج مین بالخاصیت تولید خون زیادہ ہوتی ہی اگر ان ایام مین فصد لی گئی تو خون صالح خارج ہوگا اگر سخت ضرورت ہو تو یہ اور بات ہی۔ اور طاعون یعنی ورم جسمی کہ بایام وبا ظاہر ہوتا ہی اور رنگ اسکا سرخ یا زرد یا سیاہ ہوتا ہی فصد نچاہیے۔ اور وقت شب کے خون بدن کے اندر ہوتا ہی اگر رات مین فصد لی گئی تو خون فاسد کا اخراج نہوگا مادہ فاسد بدن مین باقی رہیگا۔ اور جب زہر کھایا ہو یا کسی جانور زہردار نے کاٹا ہو فصد نچاہیے مگر جب عقرب جرارہ کاٹے اور اثر سمیت کا اعضاے رئیسہ تک پہونچ جاوے تو فی الفور فصد لیوین۔ اور اسکے کاٹنے کی شناخت یہ ہی کہ اسکے زہر کے باعث ہر مسام سے خون جاری ہوگا۔ یہ عقرب وقت رفتار کے دم اپنی کو زمین پہ کھینچکر چلتا ہی اسی لیے اسکو جرارہ کہتے ہین۔ ایام سرما مین لاغر آدمی اور بلغمی اور سوداوی مزاج کی رگ فراخ کھولین۔ اور بایام گرما اور صفراوی مزاج کی رگ باریک کھولین۔ اور جس مریض کو کسی ایک جانب عضو مین مرض ہو تو ابتداے مرض سے طرف مخالف کے رگ کھولین مثلاً اگر جانب راست مین مرض ہو تو طرف مخالف جانب کی فصد لیوین۔ اور اگر جانب چپ مین مرض ہو تو جانب راست کی فصد کھولین اسکو اطبا کی اصطلاح مین امالہ کہتے ہین یعنی مواد کو ایک طرف سے دوسری طرف مائل کرنا۔ اور جب عرصہ تین روز کا مرض مین منقضی ہو جاوے تو جانب موافق مرض سے فصد لیوین۔ اور جب کوئی خاص طرف مقصود نہو اور فصد ہاتھ سے کھولین تو دہنے ہاتھ کی فصد لیوین کیونکہ متصل چپ کے دل ہی۔ اور جس روز فصد لیجاوے غذاے غلیظ مناسب نہین اکثر عوام الناس حریرہ اور برگ پان ہر ایک شخص کو دیتے ہین ایسا نچاہیے اور ایسا ہی جاہل اطبا بعد فصد کے ہر ایک شخص کو تبرید دیتے ہین یہ بھی خوب نہین بلکہ حسب مزاج ہر ایک شخص کے غذا دیوین مثلاً اگر سرد مزاج ہی تو غذاے گرم چاہیے تا کہ قوت کو مدد دے اور اگر گرم مزاج ہی تو غذاے سرد مناسب ہی کیونکہ حالت فصد مین محروری مزاج مین صفرا زیادہ ہو جاتا ہی۔ اور غذاے سرد سے صفرا فرو ہو جائیگا اور بلا ضرورت کچھ ندیوین۔ اور بعد فصد کے اس روز شکم سیری سے نکھاوین بلکہ دو تین روز کے بعد بالتدریج شکم سیری تک نوبت پہونچاوین اور قاعدہ کلیہ ہی کہ اخراج خون سے

صفرا غالب ہو جاتا ہی اور حریرہ اور شیرینی پر صفر صفرا ہین۔ اور اکثر بعد فصد کے قے ہو جایا کرتی ہی پس چاہیے کہ اول قے کرا دین۔ اور قبل فصد کے شربت لیمون اور شربت انار ترش وغیرہ پلا دین۔ اور جسکو فصد سے موت غش کا ہونا معلوم ہو کہ اسکو اول فصد کے قے کرا دین۔ اور بلغمی مزاج کو دفع غشی کے لیے شراب پودینہ اور پیاز اور مرچ مناسب ہی۔ اور صفراوی مزاج کے لیے چند گھونٹ شربت سیب ترش یا بہی اور غورہ عرق بید مشک یا گلاب ملا کر تخم ریحان یا تخم بالنگو چھڑک کر پلا دین۔ اور لیٹ کر رگ کو تنگ کھولین اور خون یکبارگی نہ لیوین بلکہ بدفعات لینا چاہیے یعنی جب تھوڑا سا خون رگ سے برآمد ہو زخم پر ہاتھ رکھین کہ خون بند ہو بعدہ پھر ہاتھ کو حرکت دین اسی طرح دو تین بار کرکے خون آہستہ آہستہ لیوین تو غشی نہوگی۔ اور اگر ضعیف یا قصیر ان میں بہ نسبت خون کے زائد ہو تو جب بھی قدرے قدرے خون چند بار نکالین۔ اور دوبارہ اس خون لینے میں ایک گھنٹہ خیال کرین اگر دو یا تین روز کا فاصلہ ہو تو بہت مناسب ہی اور بلغمی مزاج کی فصد بلا ضرورت جائز نہیں کیونکہ اسمین خون کم ہوتا ہی۔ اور بعد فصد کے حمام کرنا واتین اور خواب کرنا بھی ممنوع ہی اس سے اعضا شکنی پیدا ہوتی ہی چاہیے کہ فصد کے بعد دو پہر گذرنے کے پیچھے خواب کرین۔ اور اگر فصد سے وقت خواب کا قریب ہو تو بھی فصد اور خواب کے درمیان فاصلہ ایک پہر کا اقل درجہ ضرور ہی۔ اور بعد فصد کے پیٹ بھر کھانا دل کو تسکین دیتا ہی۔ اور فصد دو صورت میں روا ہوتی ہی اول یہ کہ خون مقدار طبعی سے زائد ہو چکا ہو اور تقلیل اسکی منظور ہو۔ دوم یہ کہ خون متغیر الکیفیت ہو جاوے اور اسکی اصلاح ضرور ہو جیسا مذکور ہوا ہی۔ اور جب خون غلیظ ہو تو بلا نضج فصد نہ لیوین کیونکہ اخراج خون غلیظ کا بلا نضج تنقیہ ممکن نہیں اور اگر فصد وسیع لی گئی تو ضرور قوت ساقط ہوگی۔ اور امراض مذکورہ ذیل میں بلا نضج فصد روا ہی۔ نقرس۔ عرق النسا۔ وجع المفاصل۔ صرع۔ سکتہ۔ مالیخولیا۔ خناق۔ ورم حار۔ وجع کلیہ۔ ورم کبد۔ ذات الجنب۔ وغیرہ امراض دمویہ میں۔ اور ایسا ہی اگر ضربہ یا سقطہ ہو تو بلا نضج اور بلا مہلت فصد لیوین اور دبلے آدمی کا ہاتھ فصد سے پہلے نہ باندھین اور فربہ آدمی کا ہاتھ باندھنا مضائقہ نہیں۔ اگر مقدار خون یا رنگ خون میں اندازہ خون مفصود کا دریافت نہو تو دوسرے ہاتھ کی نبض حالت فصد میں ملاحظہ کرتے رہین جب نبض میں ضعف محسوس ہو فوراً بند کر دین

قاعدہ دوم رگوں مفصودہ کے اسامی اور انکے خواص اور فوائد کے بیان میں مخفی نرہے کہ جسم میں عروق دو قسم کے ہین۔ ایک قسم وہ ہی جو دل سے برآمد ہوئی ہین انکو شریان کہتے ہین یعنی رگ جان

سبب اسکا یہ ہوکہ دل معدن روح ہو اور شریان میں روح زیادہ ہوتی ہو اور خون کم ہوتا ہو۔ دوسری
قسم وہ ہو جو جگر سے نکلی ہین انکو اوردہ بولتے ہین انمین خون زیادہ اور روح کم ہوتی ہو اور فصد اوردہ
کی مروج ہو اور فصد شرائین کا رواج کمتر ہو الا بضرورت۔ باعث یہ ہو کہ فصد شرائین مین روح بکثرت
خارج ہوتی ہو اور عوارضات متعلقہ انکے کمتر ہین۔ اور علاوہ بران فصد شرائین سے ضعف قلب پیدا
ہوتا ہو لہذا جو عروق اوردہ فصد کے لیے مستعمل ہین اور مشہور مختصر طور پر تحریر کیجاتی ہیں اسامی
انکے یہ ہین۔ قیفال۔ اکحل۔ باسلیق۔ حبل الذراع۔ اسیلم۔ ابطی۔ صافن۔ عرق النسا۔ مابضیہ۔
عرق بے نام۔ چہار رگ۔ عرق پیشانی۔ عرق تحت زبان۔ عرق زیر نفس زبان۔ انمین چھ اول
ہاتھ مین کھولی جاتی ہین۔ اور چار متوسط پانؤن مین فصد کیجاتے ہین اور چار آخر مین سر اور منہ سے
تعلق رکھتی ہین۔ بہتر یہ ہو کہ عروق سر کی بیٹھکر اور عروق ہاتھ کے لیٹ کر اور پانؤن کا کھڑے ہوکر
کھولی جاوین۔ کما ہو المتعارف۔ پس تفصیل انکے خواص کی یہ ہو کہ قیفال اس رگ کو سر رو بھی کہتے ہین
اور بالاتفاق یہ شاخ کتفی کی ہو اور برابر انگشت کے واقع ہو اور عوارضات سر اور منہ کو مثل
عارضہ جذام اور ماشرا وغیرہ کے نافع ہو اور تنقیہ خون کا مافوق گردن سے کرتی ہو اور اعضا
دماغ کو مفید ہو۔ اکحل اسکو ہفت اندام اور نہر البدن اور رگ بدن ہم کہتے ہین یہ رگ قیفال
اور باسلیق سے مرکب ہو اور برابر سبابہ کے واقع ہو جملہ عوارضات بدن کو مفید ہو اسمین تمام
بدن کا خون خارج ہوتا ہو اسکو دراز کھولین اور اسکے نیچے عصب ہو نشتر وہان تک نہ پہونچنے دیوین
ہر چند نیچے قیفال اور اکحل کے اکثر اشخاص مین شریان نہین ہوتی لیکن گاہے ہوتی ہو چنانچہ
ذخیرہ مین ابو الحسن طبری سے اس باب مین ایک حکایت منقول ہو پس مناسب یہ ہو کہ ہر رگ
کے فصد مین احتیاط کرین۔ باسلیق یہ رگ برابر انگشت وسطی کے ہو اسکو نہر البدن کہتے ہین
عوارض فرو تر گردن کے لیے پانؤن تک مفید ہو۔ اور یہ رگ ابطی سے نکلی ہو اور فصد اسکی بشتر تنقیہ
دم کبد اور طحال اور پہلوا اور ریہ اور سینہ اور ورکین اور گھٹنون اور ساقین اور قدم اور کلیہ اور جوف
اعضا ماتحت گردن ہو کرتی ہو نیچے اسکے شریان ہو احتیاط سے فصد کھولین۔ اور نشان پہونچنے نشتر کا
شریان تک یہ ہو کہ خون سرخ رقیق اور خالص اور کودتا ہوا برآمد ہوگا علاوہ بران ضعف فی الفور
طاری ہوگا اگر ایسا اتفاق ہووے تو فورًا فصد بند کر دین اور پٹی اسپر باندہ دین اور ہاتھ تکیہ پر سیدھا
کرکے رکھدین اور اصلا حرکت نہ دین و تا شش روز تک بندھا رکھین بعد اسکے آہستگی سے کھولین اور پھر
باندھین اور محافظت طبع کی لازم جانین تاکہ قبض اور اسہال نہونے پاوے اور جملہ امور اعتدال پر ہوین اور

پٹی باندھیں۔ اور زخم پر دوائے لازق رکھیں۔ یعنی دم الاخوین انزروت۔ شب یمانی۔ قلقطار اقاقیا۔ گلنار۔ کندر۔ ہر واحد ایک درم۔ صمغ عربی دو درم سب کو سفوف کرکے پکاویں اور سفیدہ بیضہ مرغ اور خرگوش اور خانہ عنکبوت میں ملا کر زخم پر رکھیں۔ اور اگر ممکن ہو کسی قدر سرمہ جو سی زخم کے اندر پہونچاویں اور پٹی سے دوسرا ہاتھ اور پانون خوب مضبوط باندھیں تاکہ خون اس طرف مائل ہو جاوے ادھر نہ آنے پاوے۔ ایسے موقع پر اکثر فصاد وہین شریان کو پوشیدہ کر دیتے ہین تاکہ اکٹھی ہو کر گوشت اسپر منطبق ہو جاوے اور خون بند ہو جاوے کما یشاہد فی جراحات السیوف۔ اور اگر جلد کے نیچے خون جمع ہو جاوے تو رنگ اول سرخ بعدہ سیاہ ہوگا اور اس عضو سے کام طاقت کا نہو سکے گا۔ وہان پر گنجد سیاہ صندل اور رگ ملکو ضماد کرین تاکہ منجمد تحلیل ہو وے۔ اور اگر ضرورت ہو بشرط طاقت مریض کے دوسرے ہاتھ کی فصد کھولین۔ حبل الذراع یہ رگ بعض ہاتھون مین نایاب ہے اسی لیے ذخیرہ مین لکھا ہے کہ حبل الذراع اکثر آدمیون مین باسلیق ہے اور بعضون مین اکحل سے ملی ہوئی ہے۔ نفع اسکا عند القدما اور شیخ بوعلی کے مثل رگ قیفال کے ہے اور نزدیک صاحب ذخیرہ اور بعض متاخرین کے نفع اسکا باسلیق کے قریب ہے۔ اور چونکہ نفع اسکا قیفال یا باسلیق سے علی اختلاف القولین حاصل ہوتا ہے وجود اور عدم اسکا مساوی ہے پس اسکی فصد چندان ضروری نہین۔ اسیلم وہ رگ ہے کہ مابین خنصر اور بنصر ہاتھ کے واقع ہے اور موضع اسکے فصد کا بھی وہی ہے اور یہ شعبہ ابطی کا ہے جسکا ذکر قریب آتا ہے چونکہ خون اسکا غلیظ ہے اسلیے مناسب ہے کہ بعد فصد کے ہاتھ کو گرم پانی مین رکھین تاکہ خون بقدر ضروری ہو آسانی سے نکلے اور خون اسکا خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ فصد اسیلم است کا اوجاع کبد کا اور اسیلم چپ کا اوجاع طحال اور ذات الجنب کو سودمند ہے اور علامہ نے شرح قانون مین لکھا ہے۔ والایسر ایضا ینفع البواسیر واوجاع الظہر المزمن والرقبۃ اور شش کے لیے ہر جانب سے مفید ہے اور خون اس رگ مین چونکہ جگر اور دل سے آتا ہے اسلیے مناسب ہے کہ خون کم لیوین۔ ابطی بغل سے نکلتی ہے اور شعبہ باسلیق ہے چنانچہ اسکو باسلیق ابطی کہتے ہین اور اسکو اسلم بھی نام رکھتے ہین کیونکہ اسکے نیچے کوئی شریان نہین۔ طریق اسکے فصد کا یہ ہے کہ اول اسکی خوب مالش کرین اور پانی گرم اسپر ڈالین بعدہ بند ورانسے اسکو خوب باندہین اور ہاتھ مفصود کو سیدہا رکھین اور رگ کو انگشت سے خوب دباوین پس اسکو کھولین۔ فصد اسکی امراض احشا اور امراض سفلی کے لیے مفید ہے صافن یہ رگ شتالنگ کے اوپر برابر انگشت کے واقع ہے اور اجرائے حیض و جراحت اور اورام اور خارش ران اور خصیہ اور تقضیب کے لیے سودمند ہے اور مادہ سرکا بھی جارہ تا سافل کی طرف

اعراض دماغیہ وسوچہ مین اول اسکا فصد کرنا اولی ہی چنانچہ قرشی اور شارح اسباب سے منقول ہی

وفصد الصافن اولی من القیفال ۔ اور بواسیر کے لیے بدستور نافع اور درد عرق النسا مین بجائے مقام
عرق النسا رگ کے جو عرق النسا یہ رگ گرہ دار ہی پانون اندھے سے معلوم ہوتی ہی اگر پانون باندھنے سے
ظاہر ہو جاوے تو بہتر ورنہ درمیان خنصر اور بنصر پشت پانون کے اسکی شاخ کو کھولتے ہین ۔ اور عرق النسا خاص
ایک مرض ہی اسکے لیے فصد اسکا نہایت ہی سودمند دیکھا گیا ہی ۔ اور منفعت اسکی قریب وجع عرق النسا مین
صافن سے قوی تر ہی اور دیگر امور مین قریب بمنافع صافن ہی اور دوالی اور نقرس کے لیے نافع ہی ۔ اور طریق
اسکے فصد کا یہ ہی کہ دستار یا نوار کو لیکر اسکا محل مقصود پر جو کہ قریب نشتالنگ کے ہی باندہین اور باقی کو
تمام ساق اور ران پر خوب مضبوط باندہین اور مریض کو نشست و برخاست کا کئی بار حکم دیوین ۔ اور اگر
اول فصد سے مریض کو حمام کرا دین تو رگ کے ظہور پر بہت اعانت کرتا ہی اسلیے کہ یہ رگ اکثر آدمیون
مین مخفی ہوتی ہی پس یہ رگ جب ظاہر ہو جاوے تو پانون مریض کا کسی اینٹ پر رکھکر اسکے پیچھے سے دراز
کھولین کیونکہ اسکے دونو جانب مین عصب سے اسکا لحاظ رکھین ۔ مابض یہ رگ پیچھے گھٹنے کے ہی
اور منفعت اسکی زیادہ تر صافن سے ہی اور درد احشا اور پشت اور درد مقعد اور بواسیر اور ادرار طمث
اور رحم کے لیے سودمند ہی ۔ اور اسکی فصد کا وہی طریق ہی جو عرق النسا مین مذکور ہوا ہی ۔ عرق [illegible]
عرقوب کے نیچے واقع ہی گویا وہ ایک شعبہ صافن کا ہی اور حکم اسکا بھی بعینہ حکم صافن کا ہی اور عرقوب وہ عصب
غلیظ ہی کہ ایڑی پر کھینچا ہوا معلوم ہوتا ہی ۔ چہار رگ ہین کہ دو اوپر کے لب کے باطن مین اور دو نیچے کے لب
مین ہین انکو لبون کے اندر نشتر سے کھولتے ہین اعراض سر اور دہان اور لثہ اور دانتون کو فصد انکی
مفید ہی ۔ رگ پیشانی جو کہ بیچ دو ابرو مین کے منتصب ہی اسکو فصد کرنا سر کی گرانی اور شقیقہ کے لیے
کھولتے ہین اسکو احتیاط سے کھولین ایسا نہو کہ اسکے نیچے سے وتر جو کہ متصل ہڈی کے ہی کاٹا جاوے

کما وقع لا [illegible] حین فصد بنت الملک فقطع طرف الوتر فبقیت عینا منطبقۃ کما ذکرہ [illegible]
فی بحث استرخاء الجفن ۔ اور طریق اسکے کھولنے کا یہ ہی کہ دو بال گلے مین ڈالکر مروڑین تو رگ ابھر آوے
اسکے لیے ایک قسم کا نشتر علیحدہ ہوتا ہی اسکو ہندی مین ٹھوکا بولتے ہین ۔ عرق تحت اللسان وہ ہی کہ
زبان کے نیچے اور باطن ٹھڈی پر واقع ہی فصد اسکی خناق اور اورام لوزتین کے لیے مفید ہی ۔ عرق
زیر زبان وہ ہی کہ فصد اسکی ثقل زبان کے لیے جو کہ خون سے عارض ہو نافع ہی چاہیے کہ اس رگ کو
طول مین کھولین تاکہ خون بسہولت جاری ہو ۔ فائدہ داہنے ہاتھ مین مرض ہو تو بائین پانون کی فصد نکرین کہ عرض
اور طول مین بعد ہوتا ہی بلکہ بائین ہاتھ اور داہنے پانون کی فصد کرنی چاہیے جیسا تمہید مین بیان ہو چکا ہی [illegible]

مذکور ہوئے اور کئی ایک کیفیتیں ہیں جو کہ بعض شرطیں اور اکثر اوردہ ہیں ہر ایک کے لیے نام مخصوص ہے اور فوائد
ونکے بھی علیحدہ علیحدہ ہیں چونکہ وہ کمتر کھولی جاتی ہیں اسلیے اس جگہ مذکور نہیں ہوئیں مطولات
دیکھ لیں صنف دوم حجامت اور علق اور تونڈی کے بیان ہیں اور اسمیں تین فوائد ہیں فائدہ
اول حجامت کے بیان میں - مخفی نہ رہے کہ حجامت مراد سینگی سے ہے خواہ باشرط ہو خواہ بلا شرط
اور شرط پچھنے کو کہتے ہیں - چونکہ حجامت کی دو قسم ہیں اسلیے اسکو دو بیان میں لکھا جاتا ہے بیان اول
احکام اور فوائد حجامت الشروط کے بیان میں - جاننا چاہیے کہ حجامت مع الشرط اطفال کے لیے
... نہ چاہیے اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ چاند کے حجامت نکریں اور
... اول ماہ اور آخر ماہ کے حجامت ممنوع ہے - عمدہ ایام اسکے لیے سولہ ... اور سترھویں تاریخ
... اور دو برس کے اول اور ساٹھ برس کے بعد حجامت ... منع ہے اور اس عمر
... اور ... چاہیے ... گرما میں چار گھڑی دن چڑھے اور موسم سرما میں ... دن چڑھے
حجامت ... ہے ... مادہ کثیرہ عضو میں موجود ہو تو جب کہ ... فصد ... نکر لیں
خاص ... اور حجامت پس سر اور وسط سر امراض عین کے لیے سودمند ہے ...
اور ... اور ... وغیرہ کے لیکن ذہن کے لیے مضر ہے اور نسیان ... لاتی ہے
اور صاحب نزول الماء کو گاہے مضر اور گاہے مفید پڑتی ہے اور نیز اختلال عقل کے لیے نافع ہے اور
بدستور مسلی الشیب ہے لیکن شیخ نے کہا ہے فیہ نظر فانہا قد یفعل ذالک فی ابدان دون ابدان
وفی اکثر الامراض لتسرع الشیب - اور حجامت فقرات گردن پر خلیفہ الکحل ہے - اور خاص گردن پر
حجامت کرنا موجب نسیان ہے چاہیے کہ اسے ذرا نیچے حجامت کریں - اور حجامت مقدم سر پر
درد سر کے لیے مفید ہے لیکن حس اور ذہن کو ضرر دیتی ہے - اور حجامت نقرہ پر رمد اور بخر
اور قلاع دہان اور گرانی اجفان کے لیے سودمند ہے - اور حجامت شانہ کی خلیفہ باسلیق ہے
لیکن معدہ کو مضر ہے چاہیے کہ درمیان شانہ اور فقرات گردن کے حجامت کریں - اور
حجامت ٹھڈی کی دانت اور گردن اور منھ اور حلقوم اور فکین اور سر کو مفید ہے - اور مقدم
ران پر اور ورم خصیہ اور اخراجات ساقین اور فخذین کے لیے نافع ہے - اور خلف ران پر حجامت
کرنا اور ورم اور اخراجات سرین کے لیے سودمند ہے - اور پنڈلی اور ٹخنے پر ادرار حیض اور عرق النساء
اور نقرس کے لیے سودمند ہے اور خون کو فضول غلیظ سے صاف کرتی ہے اور منافع اسکے
قریب بمنافع فصد صافن ہیں خصوصاً جو عورات سفید پوست اور متخلخل البدن رقیق الدم ہوں انکے لیے

توحجامت ساقین کی فصد صافن سے زیادہ مفید ہی۔ اور حجامت قطن پر یعنی درمیان دونون سرین کے پھوڑے اور خارش ران کو اور نقرس اور بواسیر اور داء الفیل اور ریاح مثانہ اور رحم اور خارش پشت کو سودمند ہی۔ اور حجامت گھٹنے کے ضربان گھٹنہ اور خراجات ردیہ اور قروح کہنہ کو کہ ساق اور پاؤن مین ہون فائدہ دیتی ہی۔ اور مقعد پر حجامت کرنے سے بواسیر دفع ہوجاتی ہی۔ اور حجامت باشرط کے تین فائدہ ہین ایک یہ کہ استفراغ خون کا نفس عضو سے کرتی ہی۔ دوم یہ کہ ضرر اسکا اعضاے رئیسہ تک نہین پہونچتا۔ سوم یہ کہ جوہر روح کو غیر عضو محجوم سے کم استفراغ کرتی ہی علاوہ بران اجسام فربہ کے لیے مفید ہی۔ اور بعد حجامت مع الشرط کے زخم کو صاف کرکے اور زردچوب کا سفوف کرکے ملنا چاہیے تاکہ زخم خشک ہوجاوے۔ اور اگر سواد کا بہنا منظور ہو تو زخم پر تھکری خام اور نوشادر پیسکر لگاوین۔ اور طریق حجامت مع الشرط کا گو عوام الناس مین مشہور ہی مگر یہان بھی لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ اول محل مقصود پر روغن کی مالش کرین بعدہ وہی سینگی بلا شرط اسپر لگاوین تھوڑی مدت سینگی وہان لگی رہنے دین بعدہ جدا کرین اور شرط عمیق کرین۔ اور پھر سینگی وہان لگاوین۔ اور کچھ مدت وہان رکھکر اسکو بھی جدا کرین اور سینگی اور عضو کو خون سے صاف کرین اور پھر سینگی کو دوسری دفعہ اسی جگہ لگاوین۔ اور ایسا ہی تین چار دفعہ تکرار کرین تاکہ خون اندازہ مطلوب پر برآمد ہو۔ اور اگر خون زیادہ نہ نکلے تو دوسری دفعہ شرط لگاوین۔ اور چاہیے کہ مرتبہ اول مین سینگی کو کم چوسین اور جلدی جدا کرین۔ اور بعدہ بالتدریج چوسنے مین قوت زیادہ کرتے جاوین اور جدا کرنے مین دیر لگاوین اور بعد فراغت کے جب ایک ساعت گذرجاوے تو غذا کم کھاوین۔ اور صفراوی مزاج کو بعدہ ربّ حب الرمان اور ماء الرمان اور آب کاسنی ہمراہ شکر کے دیوین۔ بیان دوم حجامت بلا شرط کے فوائد مین۔ واضح ہو کہ حجامت بلا شرط بھی کئی فوائد پر متضمن ہی۔ اول یہ کہ مواد اور ابخرہ کو ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف کشش کرتی ہی جیسے احتباس حیض کے لیے پستانون پر سینگیین لگاتے ہین۔ دوم یہ کہ ورم عمیق کو ظاہر کرنے کے لیے عضو متورم پر استعمال کیجاتی ہی۔ سوم یہ کہ نقل ورم کی عضو شریف سے طرف عضو خسیس کے اس سے کیجاتی ہی۔ چہارم یہ کہ تسخین عضو اور جذب خون اور تحلیل ریاح کے لیے اسکو استعمال کرتے ہین۔ پنجم یہ کہ عضو مخلوعہ کو اپنے موضع طبعی پر اس سے رد کرتے ہین۔ ششم یہ کہ تسکین درد کے لیے کارآمد ہوتے ہین جیسا قولنج مین۔ اور طریق اسکا بھی معروف ہی کہ محل مقصود پر سینگی لگاکر اسکو چوستے ہین تھوڑی دیر کے بعد جدا کرکے بلا شرط اسی جگہ پر پھر لگادیتے ہین اور پھر سینگی لگاتے ہین اور ایسا ہی کئی دفعہ تکرار کرتے ہین۔ فائدہ دوم جو کہ کئی بیان مین [illegible]

یعنی وہ عضو کہ اپنی جگہ سے باہر نکل جاوے ۱۲ منہ

آخر ماہ کے جونکین لگوانی ممنوع ہین۔ اور جسطرح حجامت تا قبل دو سال کے اور بعد ساٹھ سال کے منع ہی
ویسا ہی جونک لگانا بھی مخظور ہی۔ لیکن حکیم ارزانی نے کہا ہی کہ مین نے اطفال چہ ماہہ بلکہ چہل روزہ کو جا
جونک لگانے کی دی ہی تو اسمین نفع بلا مضرت ظاہر ہوا۔ علاوہ بران ہمارے ملک مین بھی حفظ
صحت اطفال کے لیے اسکا بہت رواج ہی۔ بعض اطبا ہند کا قول ہی کہ جونک ماسواے خون فاسد کے
خون صالح کو نہین چوستی اسی لیے خون جو اُس سے خارج ہوتا ہی سیاہ ہوتا ہی لان الطبیعۃ من شانہا
حفظ الجید ودفع الردی ان لم یعاوقہا القاسر۔ اور جونک مثل حجامت کے خاص عضو سے
خون کو جذب کرتی ہی مگر بہ نسبت حجامت کے اُس عضو سے خون زائد آتا ہی اسلیے
اکثر اوقات جونک اتارنے کے بعد خون جاری رہتا ہی اور دوبہ حابسات سے بند کیا جاتا ہی
بخلاف حجامت کے کہ اسمین کبھی خون شاذ ونادر جاری ہوتا ہی۔ اور جونک لگانا سعفہ اور قوبا وغیرہ امراض
جلدیہ مین مفید ہوتا ہی۔ چونکہ ایک روز جونک لگانے سے تنقیہ کلی نہین ہوتا بلکہ اُس طرف اور مواد بھی
رجوع کرتا ہی اسلیے دوسرے روز بھی جونکون کا لگانا مناسب ہی کہ بقیہ مواد کو خارج کرتا ہی۔ کما
ہو المتعارف فائدہ سوم محجمہ ناری کے بیان مین اسکو ہندی مین تومڑی اور بادیہ بولتے ہین
استعمال اسکا تحلیل مواد اور ریاح بلغمی کے لیے بہت مفید ہی لیکن اسی عضو سے جسپر لگایا جاوے
یا اُسکے اعضاے قریبہ سے سودمند ہی۔ طریق اُسکا یہ ہی کہ جس جگہ تومڑی لگانا منظور ہو اُس جگہ
کی جلد کو اول تیل وغیرہ سے چکنا کرین اور آرد کی خام ٹکیہ اُسپر رکھین۔ اور اُسپر وہ ظرف جو خاص
واسطے اسی استعمال کے ہی اندر اُسکے سونجھ یا گھاس یا کوئی اور شی جلا کر رکھین جب مشتعل ہو تب اسکو
ٹکیہ خاص پر لگاوین جب دھوان اُسمین کشش کریگا تو عضو کو پکڑیگا۔ بعد ایک ساعت کے اُسکو جدا
کرین اور بدفعات اسی تدبیر سے اُس مقام پر خواہ متصل یا دورکرکے لگاوین۔ اور یہ ظروف اکثر تومڑی کے
ہوتے ہین اور آبخورہ کو جسکے لب باریک ہون بھی استعمال کرتے ہین۔ اور ترکیب اسکی عوام الناس مین
مشہور ہی نوع پنجم فصد کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ فصد بھی مثل فصد کے دو قسم پر ہی۔ اختیاری۔ اور
اضطراری۔ اختیاری کی دو قسم ہین ایک حفظ صحت کے لیے ہوتی ہی۔ دوسری دفع مرض
کے لیے جو کہ حالت صحت مین ہو اُس سے حفظ صحت مقصود ہوتا ہی عند الاطبا الیسی فصد ضروریات سے ہی
اسلیے کہ تناول اغذیہ سے ہر روز قدرے غلیظ ترثقل معدہ اور اُسکے نواحی مین باقی رہتا ہی خصوصاً
اگر ریاضت نہ کیجاوے یا معدہ سرد تر ہو اور ظاہر ہی کہ مواد غلیظہ تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر موجب
فساد عظیم ہوجاتا ہی پس مناسب ہی کہ بدن مین کثرت مواد کی نہونے دیوین اسی لیے بقراط نے

کہا ہی کہ ہر ایک ماہ مین دو روز متواتر قی کرنی ضرور ہی تاکہ تنقیہ معدہ کا ہوتا رہے۔ اور آسنے دعویٰ
کیا ہی کہ مین ایسے شخص کے حفظ صحت کا ضامن ہون بشرطیکہ باقی تدابیر حفظ صحت کو مثل انتخاب اغذیہ و
اطعمہ وغیرہ کی ملحوظ رکھا جاوے۔ اور چاہیے کہ قی کے لیے کوئی خاص تاریخ مقرر نکرین بلکہ ہر ایک
ماہ مین بلالحاظ دورہ دو مرتبہ قی فرماوین تاکہ طبیعت تاریخ مقررہ کی معتاد نہو جاوے۔ اور
جو قی حالت مرض مین کیجاتی ہی اُسکی دو قسمین ہین۔ اول یہ کہ قی سے صرف تنقیہ معدہ اور آسکے
حوالی کا کیا جاوے۔ دوم یہ کہ جذب مواد کا اماکن بعیدہ سے بھی منظور ہو قسم اول مین ادویہ قویہ
ہرگز ندیوین اور قی کرنے مین زور نہ لگاوین۔ لان الدواء القوی والالحاح فی القی یجذبان المواد الی المعدہ
وذلک لیس بمطلوب ہہنا۔ بلکہ بلغمی مزاج کو آب ترب یا آب شبت سکنجبین عسلی یا صرف شہد
ملاکر پلاوین اور قی کراوین اور صفراوی مزاج کو سکنجبین اور گلاب اور آب گرم سے قی کراوین
اور قسم دوم مین ادویہ قویہ اور قی مین زور لگانا کچھ مضائقہ نہین لیکن جب تک کام آسانی سے
نکلے ادویہ قویہ کی طرف توجہ نکرین مثل خربق اور جوز القی کے۔ اور وقت قی اختیاری کا موسم
صیف اور ربیع ہی خریف اور شتا نہین اور قی اضطراری کے لیے مثل فصد اضطراری کے
کوئی وقت مقرر نہین جب چاہین آب نیمگرم اور نمک و دیگر ادویہ مناسبہ مزاج سے حسب حاجت
قی کرین اس جگہ کوئی شرط شروط مذکورہ سے نہین۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جب قی کرنا منظور ہو۔ تو
لازم ہی کہ ایک روز پیشتر غذاے نرم کھاوین۔ اور اگر حرارت یا کوئی اور سبب مانع نہو تو روغن
خوشبودار بھی بدن پر ملین اور بروز قی مونگ چاول روبیرہ کرکے پلاوین تھوڑی دیر کے بعد ادویہ
مقی حسب حاجت مادہ کے دے کر قی کراوین لیکن اشخاص مرطوب المزاج کو ضرورت غذاے نرم
اور روغن ملنے کی نہین صرف ادویہ مقیہ پر کفایت کرین۔ اور جس شخص کو قی باسانی نہ آوے
تو اول تین روز تک حمام متواتر کراوین اور روغن ملین اور شوربا ے چرب غذا کرین اور اغذیہ
مختلفہ خوب چبا کر نہ کھاوین اور بعد حمام کے خانہ گرم مین جاکر قی کرین۔ اور شرط خانہ گرم کی
اُسوقت ہی جب ہواے سرد ہو۔ اور بحالت قی کے رومال شکم اور آنکھون پر باندھ لین اور
استادہ ہوکر سر فرو کرکے قی کرنا مناسب ہی کیونکہ یہ ہیئت اخلاط کو قعر معدہ سے بلاتی ہی
اور قی بھی باسانی ہو جاتی ہی۔ اور بعد قی کے اگر موسم گرما ہو اور قی کرنے والے کا مزاج بھی گرم ہو
تو سرد پانی سے منھ اور آنکھ دھووین اور آب گرم اور سکنجبین قندی یا آب کاسنی سے غرغرہ کرین
تاکہ مواد متصاعدہ سے حلق کو پاک کرے اور شربت سیب عرق گلاب ملاکر نوش کرین۔ اور اگر

وقت اور مزاج سرد ہو تو گرم پانی سے دھووین اور سکنجبین عسلی سے غرغرہ کرین - اور بعد غرغرہ کے
عود ایک مثقال اور مصطگی ایک درم آب سیب مین حل کرکے شکر ملا کر دیوین یا گلقند اور سکنجبین تھوڑی
مصطگی ملا کر دیوین - اور اگر بجاے مصطگی کے گلقند اور اطریفل صغیر دیوین تو بھی روا ہی - اور اگر قی سے
معدہ مین سوزش ہو تو شوربا مرغ فربہ پلاوین - اور اگر استعمال مقیات سے اعراض ردیہ عارض ہوون
مثل کرب اور قلق اور عرق اور انقطاع صورت وغیرہ کے تو ماء العسل نیمگرم پلاوین یا ادویہ مناسب سے
حقنہ کرین - اور جب تک بھوک صادق نہو ہرگز غذا نہ دیوین - اور وقت بھوک کے غذا سریع الہضم
مثل آب یخنی کے پلاوین - اور اگر قی سے ہچکی شروع ہو تو گرم پانی جرعہ جرعہ پلاوین - اور ایسے وقت
مین چھینک دلانا بھی مفید ہی - اگر سینہ اور پہلو مین درد شروع ہو تو روغن گل یا روغن بابونہ اور مانند
اسکے ملین اور پانی گرم سے تکمید کرین - اور جن صاحبون کو ضعف دماغ یا کوئی مرض گرم مادی آنکھ اور
کان مین ہو یا سینہ اور حجب مین ورم ہو تو قی نہ کرین - اور بدستور اشخاص مذکورہ ذیل کو قی کرانا ممنوع
ہی - ضیق الصدر - ردی النفس - دقیق الرقبہ - صاحب ورم حلق - ضعیف المعدہ - جسیم مفرط
غیر معتاد بقی - متعسر القے - کیونکہ انکو قی سے بہت تکلیف ہوگی - خصوصاً اگر ادویہ قویہ سے قی کرائی
جاوے - ہان اگر ضرورت ہو اور تدبیر سہل اور آسان سے قی ہوسکے تو کچھ مضائقہ نہین - اور
نیز حاملہ عورت کو قی کرانا مضر ہی لیکن جو قی حاملہ عورت کو خود بخود آتی ہو اسکو سواے ضرورت کے
بند نہ کرین - اور اگر بہ نسبت زہر خوری کے قی کرانا منظور ہو تو دودھ مین روغن زرد ملا کر قی
کراوین - اور جو لوگ غذا کھا کر قی کرین تو انکے لیے باعتبار ساعات یومیہ کے وقت دوپہر بہتر ہی
اور جو لوگ نہار قی کرتے ہین انکے لیے پہر دن کے بعد مناسب ہی - اور غالبا گرسنگی مین قی نہ کرین -
اور جب کثرت قی کی خون کے ساتھ ہو تو اطراف کو مضبوط باندہین اور ضماد مقوی معدہ اور قابض
معدہ پر رکھین اور شیرہ خرفہ گل ارمنی شامل کرکے پلاوین اور طبع نرم کرین تاکہ جو خون معدہ اور
اسکے نواحی مین ہو خارج ہو جاوے - اگر خوف ہو کہ خون بیچ نواحی سینہ اور معدہ کے منعقد ہو تو سکنجبین
برف مین سرد کرکے جرعہ جرعہ دیوین - اور قی حفظ صحت کے لیے کئی جہت سے مفید ہی - اول
گرانی سر کی اس سے دفع ہوتی ہی - دوم روشنی آنکھ کے لیے مفید ہی - سوم تخمہ کے واسطے سودمند
ہی - چہارم جو مادہ معدہ پر گرتا ہی اسکا انسداد کرتی ہی - پنجم جو رطوبات ردیہ معدہ مین ہونگے
بسبب انکے خروج کے اشتہاے طعام زیادہ ہوتی ہی - ششم بدن کو مستحکم کرتی ہی اور بباعث خروج
مادہ ردیہ کے سستی اور کاہلی دفع ہوتی ہی - اور قی امراض متذکرہ ذیل کے لیے بہت مفید ہی - استسقا

صرع مادی - مالیخولیا - جذام - نقرس - عرق النسا - رعشہ - فالج - قروح کلیہ اور مثانہ تغیر اور ضیق
یرقان - انتصاب النفس - قوبا - اور جملہ اعلال سفلی اور مادی - اور اکثر امراض علوی - اور
کثرت قی کی سے ضرر معدہ اور سینہ اور کان اور دانت اور درد سر خصوصاً اور صرع دماغی - اور جو
بشرکت معدہ ہو اور جگر اور ریہ اور عروق ہی - اور کبھی قی بحرانی ہوتی ہے بشرطیکہ ایام بحران
مین واقع ہو - اور علامات قی بحرانی کے یہ ہین کہ آنکھون کے آگے تاریکی ہو جاتی ہی اور منہ مین
کڑواہٹ اور فم معدہ مین درد ہوتا ہی - اور متلی کا ہونا اور منہ مین سے لعاب کا بہنا اور
نبض مین انضغاط ہو جانا اور ہونٹھ زیرین کا پھڑکنا اور خفقان سا ہونا اور رنگ چہرہ کا زرد ہونا اور
دل کا تڑپنا وغیرہ علامات قی بحرانی ہین - اور بیان تفصیلی ادویہ مقیہ اخلاط مفردہ اور مرکبہ کا اس
رسالہ کے منصب سے بعید تھا لہذا متروک ہوا ہی - اور علی ہذا القیاس ادویہ مانعہ قی صفراوی اور
بلغمی وغیرہ بیان نہین ہوئین - **نوع ششم عرق کے بیان مین** - یاد رکھو کہ عرق بھی ایک قسم
استفراغ ہی اور یہ فضلہ ہضم چہارم کا ہی - موجب اسکے تولید کا یہ ہی کہ غذا بجز آمیزش قدرے پانی اور
صفرا کے عروق مین نفوذ نہین کر سکتی - کیونکہ پانی سیلان غذا مین مدد کرتا ہی چنانچہ باب دوم مین
مذکور ہوا ہی اور صفرا قوت گرمی اور تیزی سے تنفیذ غذا کے عروق دقیقہ مین کرتا ہی پس
جب غذا اعضا تک پہونچ جاتی ہی پانی اس سے علیحدہ ہو کر اکثر تو مجاری بول کی طرف
سیلان کرتا ہی اور قدرے باقی ماندہ جلد کی طرف متوجہ ہوتا ہی پس اگر صرف پانی ہی تو بخار
ہو کر تحلیل ہو جاتا ہی اور اسکو ہم دیکھ نہین سکتے اور اگر پانی فضلہ سے آمیختہ ہوا اور کثرت یا دہ غلیظ
نہین ہوا تو اس سے عرق پیدا ہوتا ہی - اور اگر فضلات سے ملکر غلیظ ہوا ہی تو اس سے
میل بدن کا پیدا ہوتا ہی - اور اس سے چھ طرح پر استدلال کر سکتے ہین **قسم اول** قلت
اور کثرت کے بیان مین مخفی نہ رہے کہ اسباب کثرت عرق کے علی الاطلاق چھ ہین - بعض
طبعی اور بعض غیر طبعی - اول یہ ہی کہ رطوبت بدن مین زیادہ ہو جاوے پس بنا بر زیادتی رطوبت
کے عرق پیدا ہو - دوم یہ کہ رطوبت رقیق ہو کر سیلان کرے - سوم یہ کہ اعضا ڈھیلین اور رقیق
ہو کر مسام کے راستہ باہر آوین - چہارم یہ کہ مسام اپنے مقدار طبعی سے وسیع تر ہو جاوین اسلیے
رطوبت زیادہ خارج ہون - پنجم یہ کہ قوت دافعہ قوی ہو اور رطوبت زیادہ کو دفع کرے - ششم یہ کہ
ضعیف ہو جاوے اسلیے رطوبت افزون تر ہو - الغرض جو عرق دفعۃً قوت دافعہ یا ضعف
مستدلہ یا حرارت ہوا سے گرم سے اکہ مفرط الحرارۃ نہو یا معتدل سے ہوگا وہ طبعی ہی یعنی ...

سفید بدن ہی اور اُسکے اسباب کو اسباب عرق طبعی کہا جاتا ہی - اور جو عرق اسکے برخلاف ہو وہ غیر
طبعی ہی اور اُسکے اسباب کو اسباب عرق غیر طبعی کہتے ہین - اور اسباب قلت عرق کے علی الاطلاق
چار ہین - اول قلت رطوبت - دوم غلظت یا خامی مادہ کی - سوم قبض مسام - چہارم ضعف دافعہ کا
اور کمی عرق کی با وصف امتلا کے علامت بد ہی خصوصًا جسکا سبب ضعف دافعہ یا غلظت یا خامی
مادہ کی ہو قسم دوم لون عرق کے بیان مین - زردی عرق کی نشان غلبہ صفرا کا ہی اور سفیدی دلیل
غلبہ بلغم کی اور عرق چرکین اور غلیظ علامت سودا کی - اور عرق خون آبہ یا بسبب ضعف ماسکہ عروق
یا بسبب فساد خون کے ہوگا قسم سوم رائحہ عرق کے بیان مین - چنانچہ حموضت رائحہ کی نشان بلغم حامض
کا ہی اور تلخی اور تیزی اُسکی علامت اخلاط صفراوی کی اور بدبوے رائحہ کی دلیل عفونت اخلاط کی ہی -
قسم چہارم طعم عرق کے بیان مین - حکم طعم کا مطابق حکم رائحہ کے ہی قسم پنجم گرمی اور سردی عرق کے بیان مین
عرق سرد تپ مین علامت کثرت رطوبت خام کی ہی - پس اگر مرض حاد ہو تو عرق مذکور بہ نسبت
مرض مزمن کے ردی تر ہوگا - اور عرق گرم تپ وغیرہ امراض مین بہ نسبت عرق سرد کے اسلم ہی
قسم ششم قوام عرق کے بیان مین - عرق رقیق نشان رقت مادہ کا ہی اور غلیظ اور لزج نشان
لزوجت اور غلظت مادہ کا ہی ایسا عرق نشان طول مرض ہی کیونکہ ایسے مادہ کے نضج کے لیے عرصہ
دراز درکار ہی - اور کبھی عرق بحرانی بھی ہوتا ہی بشرطیکہ ایام بحران مین واقع ہو اور مادہ بہت تیز نہو
اور علامات عرق بحرانی یہ ہین کہ نبض موجی بشدت ہوتی ہی - اور بدن پر ہاتھ رکھنے سے پسینا آتا ہی
اور جلد سرخ ہو جاتی ہی اور زیادہ دبانے سے گرمی محسوس ہوتی ہی اور انتفاخ جلد اور بول نگین غلیظ
اور کمی بول اور براز کی اور خواب مین حمام کرنا یا نہانا یا دریا مین پیرنا وغیرہ علامات عرق بحرانی ہین -
نوع ہفتم رعاف کے بیان مین - واضح ہو کہ رعاف کو ہندی مین نکسیر بولتے ہین یہ بھی استفراغ کا
ایک قسم ہی گاہے خود بخود روان ہوتی ہی اور گاہے بوقت ضرورت قصدًا لائی جاتی ہی - چنانکہ امراض
دماغی مین - تدبیر اُسکی یہ ہی کہ اُس آلہ سے جو کہ اسکے لیے مقرر ہی بیخ بینی کو خراش کرین - اور اگر کندش
اور مومیج اور فرفیون کوٹ کر زہرہ گاو سے گوندھکر فتیلہ بناوین اور ناک مین گھسائین تو خون فورًا روان
ہوتا ہی - سوا اسکے کئی ایک تدبیرین مطولات مین مذکور ہین وہان دیکھ لین - اور چونکہ یہ امراض سر اور
تپ مین ظاہر ہو تحقیق کرین کہ بحرانی ہی یا غیر بحرانی اگر بحرانی ہو بالکل بند نکرین مگر اگر خوف غشی کا ہو تو مضایقہ
نہین - علامت رعاف بحرانی کی یہ ہی کہ آنکھون کے آگے خط سرخ روشن ظاہر ہون اور جگر یا طحال
کی جانب مین تمدد ظاہر ہو اور منہ اور آنکھ اور ناک سرخ ہو جاوین اور دفعۃً آنکھ سے آنسو

جاری ہون اور ناک اندر سے کھجلاوے اور سر کے عروق مین تپک ظاہر ہو خصوصاً جب بیمار دموی مزاج
اور بیمار جوان اور مادہ صفراوی زیادہ ہو اور نبض مین شہوق اور موجیت ہو اور حرکت انبساط مین عجلت
ہو سو اسکے بحران رعافی مین مادہ مرض کا نہایت تیز اور رقیق ہوتا ہے۔ اور اگر رعاف بحرانی نہو تو حسب
حاجت اسکا تدارک کرین چنانچہ بازو اور ران اور خصیتین اور ہر دو گوش اور پستان کو باندھنا اور پس
سر اور شکم پہ حجامت کرنا رعاف کو بند کرتا ہے۔ اور اگر داہنے سوراخ سے خون جاری ہو تو جگر پہ سینگی لگانا
اور اگر بائین سوراخ سے خون ظاہر ہو تو طحال پہ لگانا مفید ہے۔ اور جو دوا مجرب اور معمول حکماء وقت ہے
وہ یہ ہے کہ قدرے کافور گدھے کی لید کے پانی مین حل کر کے ناک مین ٹپکاوین اور اگر قدرے افیون اضافہ
کیا جاوے تو قوی تر ہوگا۔ اور ایسا ہی پشم شتر جلا کر ناک مین ناس لینا فوراً خون بند کرتا ہے۔ اور اگر
ان تدبیرون سے فائدہ حاصل نہوا اور خون غالب ہو تو فصد سر رگ دلیوین خواہ تھوڑا تھوڑا۔ خواہ دفعۃً
اور شربت عناب وغیرہ سے خون کو غلیظ کرین اور غذا مسور اور برنج لیمون ملا کر کھلاوین کہ بغایت
مغلظ خون ہے۔ باقی تدبیرین اسکی مطولات مین مطالعہ کرلین۔ نوع ہشتم حمام کے بیان مین۔ اور
اسمین ایک تمہید اور چار فائدہ اور ایک تذنیل ہے تمہید شرائط عمدگی حمام اور اسکے مراتب وغیرہ
کے بیان مین۔ مخفی نہ رہے کہ حمام مثل جماع کے مستفرغات معتادہ سے ہے۔ بہترین حمام وہ ہے
کہ بنا اسکی قدیم ہو اور فضائے اسکی وسیع اور فراخ ہو اور ہوا اسکی خوش اور خرم ہو اور پانی اسکا شیرین
ہو۔ اور گرمی آتش ان کی موافق مزاج وارد حمام ہو۔ قدامت بنا کی اسلیے شرط کی گئی ہے تاکہ چونہ کی
بو اور ابخرہ ردیہ اس سے منقطع ہو جاوین۔ کیونکہ بخار چونہ کا مضر دل اور روح ہے اور علاوہ بران خشکی اور
حدت حمام کی زیادہ کرتا ہے۔ اور نفع فراخی فضائے حمام یہ ہے کہ ہوا زیادہ اس جگہہ ہو اور بسبب کثرت
انفاس مستردہ (جو کہ فضلات قلوب سے مختلط ہوتے ہین) اور ابخرون ردیہ کے (جو کہ ابدان میں سے
منفصل ہوتے ہین) ہوائے حمام متغیر نہو اسلیے اگر ہوائے حمام تھوڑی ہوگی تو اسباب مذکورہ بالا سے جلد
متغیر اور فاسد ہو جائیگی اور بذریعہ استنشاق کے دل کو ضرور ضرر پہونچائیگی۔ اور نفع طیب ہوا بھی مخفی نہین
اور مراد طیب ہوا سے یہ ہے کہ حمام کثیر الضوء ہو اور رائحہ کریہہ اور دھوین سے خالی ہو تاکہ مزاج دل کو فاسد
نکرے کیونکہ جیسے رائحہ کریہہ ہوا کو خراب اور دل کو تکلیف دیتے ہین ویسے ہی اندھیرا بھی بسبب تکدر کے
ہوا کو خراب کرتا ہے اور نفس کو ایذا اور دل کو ضرر پہونچاتا ہے۔ اور نفع شیرین پانی کا یہ ہے کہ ترطیب بدن
موافق مدعا حاصل ہو اور یہ شیرین پانی سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی واضح ہو کہ چونکہ اس جگہہ ذکر حفظ صحت
کا ہو رہا ہے اور مناسب امزجہ صحیحہ کے آب شیرین ہے لہذا اسی پر کفایت کی گئی ہے نہین تو معلوم ہے

کہ امراض ذی رطوبت مین مثل استسقا وغیرہ آب شور سے غسل کرنا اور آب شیرین سے پرہیز واجب ہے
اور اندازہ حرارت حمام کا مطابق مزاج ہر شخص کے مختلف ہوتا ہی اُسکی رعایت پر ضرور ہی کیونکہ
اشخاص بلغمی مزاج کو پانی بہت گرم چاہیے اور صفراوی مزاج کو تھوڑا گرم۔ اور یہ بھی لائق ہی کہ
حمام زیادہ گرم بھی نہو اور نہ نیمگرم کیونکہ زیادہ گرم پانی محلل رطوبات اور مرخی بدن ہی۔ اور نیمگرم عرق
کو جذب نہین کرتا ہی حالانکہ غرض اصلی حمام سے یہی ہو بلکہ واجب ہی کہ حمام حرارت اور برودت مین
معتدل ہو جس سے زمان شائستہ مین بدن ترشح کرے اور حرارت لطیفہ حمام سے حاصل کرے اور
مزاج حمام کا گرم تر ہی کیونکہ ہوا اُسکی گرم اور پانی تر ہی پس حمام دو فائدہ مذکورہ سے مرکب ہی وارد
حمام کو جونسا انمین سے زیادہ تر مطلوب ہو اُسی کو بہ نسبت دوسرے کے زیادہ تر ملحوظ رکھے مثلاً
جس شخص کو تسخین بدن ترطیب بدن سے زیادہ مطلوب ہو وہ شخص حمام مین بہ نسبت غسل کے
زیادہ بیٹھے جیسا صاحب استسقا اور ترہل اور تمام امراض باردہ مین کیا جاتا ہی کہ افراط عرق سے
رطوبات تحلیل ہو جاوین جسکو اسکا عکس مرغوب ہو وہ استعمال پانی کا زیادہ کرے جیسا اصحاب دق
مین کیا جاتا ہی تاکہ ترطیب بدن کی زیادہ ہو کذا قال القرشی فی کتابہ المسمی بالموجز ویؤیدہ ما قال
الشیخ فی القانون والآملی فی شرحہ من شاء فلیطالع ثمہ۔ چونکہ حمام اکثر تین خانون پر مشتمل
ہوتا ہی اور مزاج ہر خانہ کا بہ نسبت مزاج دوسرے خانہ کے مختلف ہوتا ہی۔ لہذا احکام
ہر ایک خانہ کے علحدہ علحدہ بیان کیے جاتے ہین۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مزاج خانہ اول کا سرد تر ہی
اور دوم کا گرم تر ہی۔ اور سوم کا گرم خشک۔ مگر یہ تینون خانہ سوا مسلخ کے ہونے چاہیے
(جو کہ کپڑے اُتارنے کی جگہ ہوتی ہی) اور کوئی تینون خانہ سے سرد محض نہین ہوتا بخلاف
مسلخ کے کہ اکثر حرارت حمام سے خالی ہوتا ہی۔ اور خانہ اول کا کہ مسلخ کے متصل ہی چونکہ حرارت
اُسمین بہ نسبت اور خانون کے کمتر ہوتی ہی لہذا اُسپر سردی کا اطلاق کرتے ہین ورنہ شک نہین
کہ مسلخ کے نسبت وہ بھی گرم ہی۔ اور مناسب ہی کہ ہر ایک خانہ مین ایسے پانی کا استعمال کیا جاوے
جو کہ اُسکے ہوا کے مشاکل اور مناسب ہو یعنی خانہ گرم مین سرد پانی کا استعمال نہ کیا جاوے اور نہ
اسکا برخلاف کیا جاوے کیونکہ بموجب ادراک منافی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اسی لیے اطبا
نے اس باب مین تاکید شدید کی ہی کہ دخول حمام مین مسلخ سے بالتدریج ہونا چاہیے۔ اور طریق
اُسکا یہ ہی کہ جب خانہ اول مین داخل ہو تو مناسب ہی کہ زمان شائستہ اُسمین توقف کرے
تاکہ بدن کو کچھ حرارت حاصل ہو۔ اُسکے بعد خانہ دوسرے مین وارد ہو اُس جگہ بھی زمانہ متعدبہ دیر کرکے

معدہ تیسرے خانہ میں داخل ہو لیکن اسمین زیادہ نہ ٹھہرے کہ باعث غشی اور کرب اور خفقان ہے۔ اور
جس شخص کو کسی عضو میں ورم یا تفرق اتصال ہو یا تپ عفنی سے (جسکا مادہ بادہ غیر نضیجہ ہے) مریض ہو اسکو
حمام میں داخل ہونا نہ چاہیے۔ اور چونکہ وقت دخول کے رعایت تدریج ضروریات سے ہے وقت خروج کے
زیادہ اس سے تاکید کرتے ہیں۔ کیونکہ وقت خروج کے مسام کشادہ اور بدن نرم اور قوی ضعیف ہو جاتے ہیں
پس اس حالت میں اگر رعایت تدریج نہ کیجائے اور دفعۃً آدمی باہر نکل آوے تو آفت عظیم سرزد ہوگی۔ اگر
یہ کہو کہ دلاک حمام کے دخول اور خروج میں بالکل رعایت تدریج نہیں کرتے اور سعہذا آفات سے بھی مامون ہیں
تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ لوگ اس امر کے معتاد ہو رہے ہیں اسلیے انکو ضرر نہیں ہوتا پس ایسے لوگ بحث سے
خارج ہیں۔ اور حمام حالت خلو معدہ میں ممنوع ہے کیونکہ بسبب تحلیل رطوبات کے بدن کو خشک کرتا ہے
اور حالت سیری میں حمام کرنا بدن کو فربہ کرتا ہے کیونکہ اعضا بباعث گرمی حمامی کے غذا کو بہت جذب
کرتے ہیں مگر اس حالت میں حمام کرنا باعث احداث سدہ ہوتا ہے اسلیے کہ غذا غیر منہضم منجذب ہوتی ہے
پس اولی یہ ہے کہ حمام حالت اعتدال میں کیا جاوے یعنی نہ خلو معدہ ہو نہ حالت سیری تاکہ آفت خلو اور امتلا
سے محفوظ رہیں۔ اور اگر حالت سیری میں حمام کیا جاوے تو قبل از استحمام سکنجبین سادہ یا بزوری جیسا مناسب
وقت ہو پلاویں۔ اور واجب ہے کہ حمام میں کھانے سے پرہیز کریں کیونکہ بباعث فراخی مجاری کے غذا غیر منہضم
اقاصی اعضا تک جلدی نفوذ کر جائیگی لیکن اگر بعد استحمام قبل زوال حرارت ہوا حمامی کے غذا معتدل الحرارۃ
والبرودت کھائی جاوے تو بدن کو فربہ کرتی ہے اور سدہ کا بھی خوف نہیں ہوتا۔ اور ایسا ہی بعد حمام ہضم
اول کے کیا جاوے وہ بھی مسمن بدن ہے۔ اور حد استحمام کی یہ ہے کہ جب تک حمام میں جلد موٹی ہوتی جاوے
تب تک استحمام میں افراط نہیں۔ اور جب بدن لاغر اور کرب اور اضطراب زیادہ ہونے لگے پس نشان افراط ہے
جلدی وہان سے نکلے لیکن لازم ہے کہ جب حمام سے باہر آویں تو گرم کپڑون سے بدن کو ڈھانپیں خصوصا
موسم سرما میں تو یہ امر نہایت ضروری ہے اسلیے کہ آدمی ہوا حمام سے جو کہ گرم ہے ہوا سرد کی طرف انتقال
کرتا ہے اور مسام اور مجاری حرارت حمام سے وسیع ہوتے ہیں۔ اور حمام میں زیادہ بیٹھنا کئی ایک مضار کا
موجب ہے ازانجملہ چند یہان بھی لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ کثرت جلوس سے انصباب فضول کا اعضا ضعیفہ
کی طرف ہوتا ہے اور بدن ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور اعصاب کے لیے مضر ہے اور حرارت غریزی کو تحلیل کرتا ہے
اور شہوت طعام اور باہ کو زائل کرتا ہے الا صورت اعتیاد میں کہ وہ خارج از بحث ہے بلکہ قطع نظر کثرت جلوس
نفس حمام بھی مضار مذکورہ کا موجب ہے اسی لیے یہ قول مشہور ہے لاخیر فی الحمام لیکن حق وہ ہے جو شیخ نے قانون
میں لکھا ہے جسکا خلاصہ یہان بھی تحریر کیا جاتا ہے کہ حمام آثار متضادہ سے مرکب ہے۔ اگر یہ سبیل نہا سیا

واقع ہو تو لامحالہ مفید اور سودمند ہوگا لہذا اُسکو جملہ محافظات صحت اور مزیلات مرض سے شمار کیا گیا ہے
اور اگر ایسا نہو تو حمام بلاشک مضر ہے۔ اور چونکہ حق مراعات کم تر کیا جاتا ہے لہذا بعض اطبائے علی الاطلاق
بقول مذکور حمام کی مذمت کی ہے اور اُسکی مباشرت سے عموماً منع کیا ہے۔ والاصل ماتحلناہ الغرض شیخ
نے لکھا ہے کہ حمام گرم بھی ہے اور سرد بھی۔ اور تر بھی ہے اور خشک بھی اور نافع بھی ہے اور ضار بھی۔ منافع
اُسکے یہ ہین کہ تنویم اور تنضیج اور جلا اور تحلیل اور جذب غذا بظاہر تن اور ازالہ اعیا اور حبس اسہال وغیرہ
کرتا ہے۔ اور مضار اُسکے یہ ہین کہ بشرط افراط ضعف قلب ہے اور غشی اور غثیان اور مواد ساکنہ کو
متحرک اور متعفن کرتا ہے۔ اور مواد کو فضیہ اور اعضا ضعیفہ کی طرف مائل کرتا ہے **فائدہ اول** اُن امور کے
بیان مین جو کہ استحمام کے متعلق ہین اور عمل اُنپر لازم ہے۔ اور یہ فائدہ کئی ایک قواعد پر مشتمل ہے
قاعدہ اول وقت استحمام مین جو شخص اپنی حفظ صحت کا خواہان ہو اُسپر لازم کہ بعد تمام ہضم معدے اور
کبد ہی کے حمام مین نہاوے مگر جو شخص کہ محروری مزاج ہو اور حالت خلو مین غلبہ صفرا سے خوف کرے
تو ایسے شخص کو لازم ہے کہ حمام سے اول قدرے غذائے لطیف کھاوے۔ اور ایسا ہی محروری مزاج کو
خانہ ثالث مین نہ آنا چاہیے مگر جبوقت گرمی اُسکی ملائم مزاج محروری کے ہو۔ اور عمدہ ترین غذا محروری
مزاج کو قبل استحمام یہ ہے کہ روٹی کو میوجات کے پانی مین تر کرکے کھاوین مخفی نرہے کہ جیسا کھانا
پینا حمام مین ممنوع ہے ویسا ہی بعد حمام کے بیشتر زوال حرارت حمامیہ کے بھی ممنوع ہے لیکن تحقیق یہ ہے
کہ اگر طعام شدید البرودۃ یا شدید الحرارۃ ہو تب ممنوع ہے والا جائز ہے جیسا ابھی بیان ہوا ہے علی الخصوص
اگر آب شدید البرودۃ یا شدید الحرارۃ ہو تو بالکل ناجائز ہے کیونکہ پانی جسقدر سرد تر یا گرم تر ہوگا
اُسی قدر مضر تر ہوگا ہان اگر پانی زیادہ سرد نہو بلکہ معتدل ہو اور بسبب غلبۂ پیاس کے قدرے قدرے
پیا جاوے تو کچھ مضایقہ نہین بلکہ بعض محروری مزاجون کو باعث امن اور امان ہے۔ اسلیے اطبا
نے لکھا ہے کہ محروری مزاج حمام مین دیر تک نہ بیٹھے تا کہ زیادہ پیاس نہ لگے اور موجب کرب اور
خفقان نہو کیونکہ پیاس سخت پر محروری مزاج کو صبر کرنا بہت مضر ہے۔ **قاعدہ دوم** اُن چیزون کے
بیان مین جو کہ میل بدن کو دور کرتی ہین از انجملہ برگ کنار اور خطمی اور صابون وغیرہ ہے کہ ہر ایک
شہر مین استعمال اُنکا مروج ہے۔ اور برگ کنار کو غسل کے پانی مین ڈالنا یا کوٹ کر پانی مین ملانا اور بدن
کو اُس سے ملنا میل کے دور کرنے مین خطمی سے قوی تر ہے۔ علاوہ بدن مانع سقوط موئے اور بیوں
اور مقوی اور مزیل حرارت ہے خصوصاً اگر عصارہ چقندر سے ممزوج کرین تو افعال مذکورہ مین
قوی تر ہین۔ اور خطمی سے غسل کرنا مصدع ہے۔ اور صابون سے غسل کرنا اُن اشخاص کے موافق ہے

جنکے دماغ کے مزاج سرد و تر ہو اور رائب البعنی جغرات یا چھاچھ ترش انکے موافق ہی جنکا مزاج گرم ہو اور
آبِ جو اور آرد نخود بھی نافع اور ازالہ میل مین اشنع ہی **قاعدہ سوم**۔ مالش کے بیان مین جو کہ اول اور
آخر حمام کے کیجاتی ہی۔ مخفی نہ رہے کہ جن شخصون کا مزاج خشک اور جلد سخت ہو ایسے شخصون کو قبل غسل کے
مالش کرنی چاہیے تاکہ تفتیح مسام اور کشادگی منافذ ہو جاوے اور نفوذ پانی کا باطن جلد مین بخوبی ہو سکے۔ اور
ایسا ہی جنکے بدن مین میل زیادہ ہو انکے لیے بھی تقدم مالش کی ضروریات سے ہی۔ اور جو کوئی شخص خشک مزاج
اور کثیر الوسخ نہو تو اسکے حق مین بعد غسل کے مالش بہتر ہی **قاعدہ چہارم** پانون کے جھامہ کرنے کے بیان مین۔
جاننا چاہیے کہ کھر کھرے جھامہ سے پانون تلوے ملنے سے (جیسا عوام الناس مین مروج ہی) کئی ایک فوائد حاصل
ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ میل پانون کی دور اور کراہت شکل کی رفع اور ماندگی اور تھکان دفع ہو جاتی ہی۔ دوم یہ
اور تمام امراض سر کو نافع ہی کیونکہ پانون کی مالش سے مادہ اعلی سے اسفل کو جذب ہوتا ہی اسی لیے لکھا ہی کہ اگر
جذب مادہ بہت منظور ہو تو جھامین بہت کھر کھرے سے پانون کی مالش کرین ہان اگر کوئی شخص نازک بدن ہو تو ایسے
شخص کے جھامین نرم سے مالش کرین تاکہ پانون کو تکلیف نہو اور جو شخص رقیق السواد اور رقیق الجلد ہو اسکے لیے افضل
اوقات مالش پانون مین وقت دخول حمام ہی اور اسکے برخلاف کو عند الخروج مالش کرنی مناسب ہی **قاعدہ پنجم**
حمام مین سر اور بغل اور موے زہار مونڈنے کے بیان مین۔ جب حمام مین آوین تو چاہیے کہ اول سر منڈاوین
کیونکہ بعد غسل کے باعث ملال اور ضعف طبیعت ہی۔ اور بغل کو کھڑے ہو کر منڈوانا نہ چاہیے کہ بعض اوقات غشی
لاتا ہی خصوصاً اگر نورہ سے حلق کیا جاوے۔ اور موے زہار کو استرہ سے مونڈنا بالخاصیت باہ کو افروختہ کرتا ہی
اور معظمات قضیب سے ہی چنانچہ جماع کے باب مین بیان ہو چکا ہی۔ **قاعدہ ششم** حمام مین قے اور حجامت
کے بیان مین۔ مخفی نہ رہے کہ بعض بلغمی مزاجون کو خصوصاً بنگام سرما مین حمام مین قے ہو جاتی ہی پس
جب ایسا اتفاق ہو تو انسب یہ ہی کہ حمام سے باہر آکر کرین اور اگر حمام مین بضرورت آجاوے تو عند الخروج قے
مگر حمام کے اندر حتی المقدور قے نفرماوین کیونکہ اغلب ہی کہ بسبب خلو معدہ کے صفرا غالب ہو کر معدہ پر گریگا
اور حجامت حمام بھی ردی ہی اگر بسبب غلظت خون محجوم کے ضروری ہو تو بعد غسل کے حجامت کرین
تاکہ مقصود بلا تکلف حاصل ہو **تنبیہ** حمام سے باہر آکر حسب تدبیر ذیل پانون کو دھونا چاہیے۔ اگر آدمی
سرد مزاج ہو اور موسم سرما ہو تو گرم پانی سے دھوئین اور نہین تو سرد پانی کا استعمال کرین تاکہ مزاج
کی تعدیل کرے۔ اور محروری مزاج کو بعد خروج حمام کے سر کو ملنا اور منھ کو دھونا سرد پانی سے لازم ہی
خصوصاً ایام گرما مین۔ اور بدستور پینا شربت حماض اور شربت تفاح کا مع عرق گاوزبان اور گلاب کے
لائق تر ہی اور غذاے ترش مثل رمانیہ اور حصرمیہ کے کھانی مفید ہی **انتباہ** چونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہی

کہ استعمال آب گرم کا خانہ سرد حمام مین روا نہین حالانکہ کوئی خانہ حمام کا حرارت جزوی سے خالی
نہین ہوتا۔ پس غیر حمام مین کسی جگہ سرد مین خصوصاً جس جگہ ہوا سرد چلتی ہو گرم پانی سے غسل کرنا ہرگز جائز
نہین۔ جیسا عوام الناس مین مروج ہی ایسے مقام مین آب نیمگرم کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ مسام کشادہ نہوون
اور ہوا بدن مین تصرف نکرے مگر جہان تک ہوسکے محل محصور مستور مین غسل کرین خصوصاً وہ لوگ جنکا مزاج
ضعیف یا نازک ہو فائدہ دوم آب سرد سے غسل کے بیان مین۔ واضح رہے کہ آب سرد سے غسل کرنا
کئی ایک شروط سے مشروط ہی اگر وہ شرطین موجود ہون تو نہاوین نہین تو خیر۔ اول یہ کہ غسل کرنے والا
جوان اور معتدل اللحم اور محروری مزاج ہو اور موسم سرما اور بدن فضول سے پاک ہو اور فوائد قیود ظاہر ہین
شرط ثانی یہ کہ نہانے والا تخمہ اور قے اور اسہال اور بیداری اور نزلہ اور زکام وغیرہ امراض سے مریض نہو
اور شرط ثالث یہ کہ معدہ مغتسل کا ضعیف نہو۔ شرط رابع یہ کہ طعام ہضم ہوگیا ہو۔ شرط خامس یہ کہ غسل بعد
جماع یا کسی اور ریاضت متعبہ کے واقع نہو کیونکہ جماع وغیرہ محللات ابدان ہین اور سرد پانی اسکو مضر ہی
اور اطفال اور بوڑھون کو بھی بدستور آب سرد استعمال کرنا ممنوع ہی کیونکہ ابدان انکے ضعیف ہوتے ہین
فائدہ سوم اس باب مین کہ بعد استعمال آب گرم کے آب سرد سے استعمال کیسا ہی یاد رکھو
کہ اس عمل سے جلد کو تقویت ہوتی ہی اور وہ حرارت غریزی تحلیل ہونے سے بند ہو جاتی ہی جو کہ
تحلیل ہونے پر مستعد ہی۔ اور چونکہ یہ عمل مقوی جلد ہی اسلیئے صاحب خارش خشک اور ترکو نافع ہی
اور جلد کو سرخ اور بارونق کرتا ہی اور تمام آفات کو جلد پر آنے سے روکتا ہی مگر اسمین یہ شرط ہی کہ
پانی شدید البرودۃ نہو بلکہ حرارت اور برودت مین معتدل ہونا چاہیے تاکہ ایک مخالف سے دوسرے مخالف
کی طرف دفعۃً انتقال نہو فائدہ چہارم۔ اس بیان مین کہ ریاضت کے بعد آب سرد کا استعمال کرنا چاہیے
یہ عمل ہی بسبب تقویت جلد اور منع تحلیل حرارت غریزی کے (اگر شرائط مذکورہ ذیل ملحوظ ہووین) بدن
اور حرارت غریزی کو قوت دیتا ہی۔ شرط اول یہ ہی کہ مباشر عمل ہذا کا بغایت قوی اور محروری مزاج ہو
دوم یہ کہ ریاضت معتدل فی الکیف ہو۔ سوم یہ کہ وقت غسل کے بدن کو سخت مالش کیجاوے
تاکہ بدن کو مضبوط اور استوار کرے۔ اور سردی پانی کی باطن اعضا تک نفوذ نہ کرے۔ چہارم یہ کہ بعد
غسل کے پھر مالش کرین تاکہ تسخین لاحقہ تبرید سابقہ کا مقابلہ کرے اور بہتر طریق استعمال (خواہ آب سرد
سے ہو خواہ آب گرم سے ہو) وہ ہی کہ تمام بدن پانی مین غرق ہو خصوصاً اگر بعد حمام یا ریاضت کے پانی
سرد سے غسل کرین تو چاہیے کہ آب مین نزول ہووے نہ یہ کہ لوٹہ وغیرہ سے بھر بھر کر سر اور بدن پر تصبیب
کیا جاوے تاکہ غرض مطلوبہ بستوی حاصل ہو اور تفاوت نہو مگر مباشر اس امر کو توسع فی الغذا لازم ہی

کیونکہ اس عمل سے بسبب حرارت باطنی کے ہضم قوی ہو جاتا ہی اور کسی شراب کی بھی ضرورسی ہی تاکہ سخونت مین افراط نہو اور ایسا ہی اغذیہ اور ادویہ گرم سے پرہیز لازم ہی تذییل مسائل متفرقہ غسل مین۔ یاد کرنے کے لائق ہی کہ سرد پانی مین نہانے سے گرم مین نہانا بہتر ہی۔ اور ہوا مین سرد پانی سے نہانا خصوصاً مبرود المزاج کو مضر ہی۔ اور بلغمی مزاج کو کثرت غسل ممنوع ہی اور مطلق غسل صاحب نزلہ اور اسہال اور بچون اور ضعیفون کو نہ چاہیے خصوصاً سرد پانی سے تو بلا شبہ مضر ہی۔ اور چشمون گرم پانی سے غسل کرنا جیسے چشمہ کیرنتی اور چشمہ بورقی وغیرہ محلل فضول اور دافع خارش ہی۔ اور نیز فالج اور رعشہ اور تشنج کے لیے سود مند ہی۔ اور عرق النسا اور وجع مفاصل کے لیے بدستور مفید ہی۔ اور بہت دنون تک غسل نہ کرنا جلد کو کثیف کرتا ہی اور اسکی رونق اور جلا کھو دیتا ہی۔ اور جاڑون مین نسبت گرما کے قلت غسل واجب ہی اور بعد جماع کے اگر غسل کیا جاوے تو مالش بدن کی ضروری ہی۔ اور غسل خواہ آب سرد ہو خواہ آب گرم مضعف اعصاب ہی کیونکہ پانی سے جلد اور اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہین اور سرد پانی سے اعصاب مین (جو کہ بالذات بارد ہین) سردی زیادہ ہو جاتی ہی۔ اسلیے اکثر ہندوون کو ہمیشہ نہانے سے ایام جوانی کے بعد علامات ضعف اعصاب و گردہ کے ظاہر ہوتے ہین اور ضعف باہ کے ہمیشہ شاکی رہا کرتے ہین۔ اگرچہ سن شباب مین بسبب گرمی مزاج نقصان کم ہوتا ہی اور بعضے ہنود ایک روز مین کئی بار غسل کرتے ہین حتی کہ بعد فراغت پاخانہ کے بھی نہاتے ہین یہ غسل اُنکے حق مین طباً بہت ہی مضر ہی نوع نہم نفث کے بیان مین۔ واضح ہو کہ نفث اصطلاح اطبا مین وہ رطوبت ہی کہ قصبہ ریہ سے بسبب کھانسی کے باہر نکلے۔ اور عرف عام مین وہ رطوبت ہی کہ منہہ سے خارج ہو خواہ سرفہ سے خواہ تھوکنے سے خواہ معدہ سے خواہ دماغ سے بہر صورت نفث بھی ایک نوع کا استفراغ ہی اور امراض سینہ مین نضج اور عدم نضج مواد پر اُس سے استدلال کرتے ہین۔ اور استدلال اُس سے سات طرح پر ہو سکتی ہی قسم اول قلت اور کثرت نفث مین کثرت اُسکی دلیل نضج مادہ اور انتہاء مرض ہی بشرطیکہ قوام اور رنگ وغیرہ مین بھی محمود ہو۔ اور قلت اُسکی علامت خامی مادہ کی ہی۔ اور جب تھوڑے تھوڑے نفث آنے شروع ہون تو دلیل ابتدائے نضج اور تزاید مرض کی ہی۔ اور اعتدال اُسکا نشان نضج اکثر مواد کا ہی۔ اور نفث امراض ریہ و ماتیعلق بہا مین نشان سوء مزاج سادج یا خامی مادہ یا کم زوری طبیعت کا ہی قسم دوم رنگ نفث مین سفیدی اُسکی علامت خامی مادہ یا نزلۂ بلغمی کی ہی۔ اور سرخی اُسکی نشان غلبۂ خون کا ہی یا ٹوٹ جانے رنگ پر حوالی ریہ اور حنجرہ اور آلات تنفس مین دال ہی

اور آلودگی نفث سفید کی سرخی سے علامت سل کی ہو بشرطیکہ اور علامات بھی موجود ہوں۔ اور
زردی اسکی علامت نزلہ صفراوی کی ہو۔ اور سبزی اسکی نشان احتراق نفث یا برودت مفرط یا بطلان حرارت
غریزی کا ہو۔ اور سیاہی اسکی مثل سبزی کے ہی قسم سوم رائحہ نفث میں بدبو اسکی علامت عفونت
کی ہو۔ اور بودار نہونا دلیل عدم عفونت کی ہو۔ اور ترشی رائحہ کی علامت برودت کی ہو قسم چہارم
مزہ نفث میں۔ شیرینی اسکی نشان غلبہ خون یا بلغم معتدل طبعی کا ہو پس اگر رنگ سرخ ہو تو نفث دموی ہو
اور اگر سفید ہو تو بلغمی ہو۔ اور پھیکاپن اسکی نشان بلغم معتدل کا ہو اور شوری اوسکی دلیل اسپر ہو کہ حرارت
نے رطوبت میں اثر کیا ہو لیکن غلبہ رطوبت کا ہو اور زیادہ شور ہونا علامت غلبہ حرارت کی ہو۔
اور ترشی اسکی علامت برودت کی ہو اور ناخوشی مزہ کی نشان عفونت کا ہو قسم پنجم قوام میں رقت
اسکی نشان خامی مادہ کا ہو اور گاہے دلیل نضج مواد کے ہوتی ہو۔ اور غلظت مادہ کی علامت خامی مادہ
کی اور دلیل تعسر نضج کی ہو۔ اور اعتدال اسکا دلیل نضج تام کی ہو قسم ششم ہیئت نفث میں
استدارات اسکے غلظت مادہ اور حرارت ریہ کی علامت ہو۔ اور بقراط نے لکھا ہو کہ نفث خام جسکو پیپ
نہو علامت ذبول کی ہو۔ اور وہی کہتا ہو بہت دفعہ دیکھا گیا ہو کہ بعد نفث مستدیر کے نوبت سل تک
پہونچگئی ہو۔ اور اسی نے کہا ہو کہ جب نفث مستدیر ظاہر ہوا اور قدرے علامات اختلاط عقل بھی موجود
ہوں تو اختلاط عقل جلدی ظاہر ہوگا قسم ہفتم۔ وقت نفث اور سہولت اور تعسر میں۔ جبکہ نزلہ
اور ذات الجنب اور ذات الریہ وغیرہ نفث جلدی نمودار ہوا اور آسانی سے باہر نکلے تو علامت
سلامت اور قوت طبع اور جلد دور ہو جانے مرض کی ہو۔ اور دیری اور دشواری اسکی نشان
خامی مادہ اور کمزوری طبیعت اور درازی مرض ہو فائدہ نفث اور بزاق میں یہ فرق ہو کہ نفث
رطوبت پختہ کا نام ہو جو کہ امراض ذات الجنب اور ذات الریہ وغیرہ امراض صدریہ میں کھانسی سے
باہر آتی ہو اور بزاق اس رطوبت کا نام ہو کہ خام ہو۔ نفث محمودہ وہ ہو کہ سپید اور ہموار اور
پختہ اور معتدل القوام ہو اور اسمیں کسی طرح کی بو نہو اور بغیر کھانسی زیادہ کے خارج ہو اور ابتدائے
مرض سے بعید العہد نہو۔ اور نفث مذموم وہ ہو کہ خام اور رقیق اور ناہموار ہو اور بہت کھانسی
سے خارج ہو اور رنگ سیاہ یا کبود یا زرد ہو اور بو اسکی ناخوش ہو۔ اور لعاب دہن کہ منھ اور زبان
اور تالو سے آتا ہو دماغ اور آنکھ اور کان اور حلق اور حنجرہ اور فم معدہ کے لیے بہت مفید ہو خصوصاً
موسم جاڑے میں۔ اور مرطوب المزاج کو غرغرہ آبکامہ اور سرکہ اور خردل اور عاقرقرحا اور مویزاور
صعتر اور ایارج فیقرا سے منفرداً یا مجموعاً حمام یا کسی جگہ گرم میں فائدہ تمام دیتا ہو اور کبھی نفث امراض

وہ ہو جسمین اصل مرض مین خفت اور آرام حاصل ہوا بعد نضج کے ہو اور ثوابت بدن [illegible]
اس سے غلبہ طبیعت کا دفع مواد پر مفہوم ہوتا ہو - اور اورام نرم بہ نسبت اورام [illegible]
ایسا ہی ہو اسفل بدن اور غیر عضو شریف مین واقع ہون اور اس عضو مین کہ مادہ [illegible]
ورنہ خوف پلٹ جانے مادہ باقی کا رہتا ہو - اور اورام لینہ مین اگرچہ باقی رہے [illegible]
ہین پکجاتے ہین اور جو ورم خود حرارت ہو تو بیس پچیس دن مین - تب مادہ مین [illegible]
ظاہر ہونا بہتر ہو اور ان اورام سے بخار کا ہو جانا اگرچہ بد ہو لیکن اس سے کمتر ہو - آور [illegible]
جڑ مین واقع ہونا اور نہ پکنا اور نہ مستفرغ ہونا بعد اسکے ردی ہو - آور خراج کا نضج پانا [illegible]
اخلاط غیر نضیج ہون اچھا نہین بلکہ اکثر مہلک ہوتا ہو - یہان تک اسباب ضروریہ جنکے بیان
ہوئی ہین اگرچہ انواع اسکے ضروری نہون - اسکا مطلب یہ ہو کہ اسباب مذکورہ [illegible]
ضروری ہین یہ کہ تمام انواع یا اصناف اسکے ضروری ہین مثلاً حاجت طرف جنس [illegible]
لیکن ہونا اسکا روٹی یا گوشت ضروری نہین اور ایسا ہی حاجت ہوا کی استنشاق کے لیے ضروری ہو
لیکن یہ بات کہ ہوا اقلیم معین اور ناحیہ مقررہ کی ہو یہ امر غیر ضروری ہو - وہکذا فی جمیع الاسباب
الضروریۃ المذکورۃ - اب خاتمہ مین اسباب غیر ضروری کے اقسام لکھے جاتے ہین [illegible]
کی بھی حاجت ہو بقول شیخ مصرعہ ضد مین نشو و خزیہ ضد - خاتمہ اسباب غیر ضروری کے [illegible] مین
اور اسمین دو فصلین ہین فصل اول ان اسباب کے بیان مین جو کہ ستہ ضروریہ سے [illegible]
اسکی پانچ قسمین ہین - اسنان - اجناس - عادات - صناعات - واردات خارجیہ - اسنان ان
امور سے ہین کہ انکی بدن انسان مین تاثیر زیادہ ہو چنانچہ بعض اشخاص ایک سن مین [illegible]
جب دوسرے سن کی طرف انتقال کرتے ہین تو قوی ہو جاتے ہین - آور عکس اسکا بھی واقع ہوتا ہو
جیسے حروری مزاج بدن سن شباب مین ضعیف ہوتا ہو اور سن کہولت مین قوی ہو جاتا ہو اور
سبرودی مزاج کا حال اسکے بخلاف ہوتا ہو یعنی سن شباب مین قوی اور سن کہولت مین ضعیف
ہوتا ہو - اور درجات سن کے قول مشہور چار ہین - اول سن نمو یعنی سن بڑھنے کا اسکو سن حداثت
بھی کہتے ہین اور اسکے پانچ درجے ہین - اول سن طفولیت اور یہ وہ زمانہ ہو کہ جسمین بچہ کو استعداد حرکت
کی نہین ہوتی - ابتدا سن نمو کا اسی درجہ سے ہوتا ہو - دوم سن صبی یہ وہ ایام ہین کہ بعد نہوض
اور قبل تصلب اعضا کے ہوتے ہین - سوم سن ترعرع ہو وہ بعد تصلب اعضا اور قبل سن مراہقت
کے ہو - چہارم سن غلامیہ ہو اسکو سن رہاق بھی کہتے ہین اس سن مین ڈاڑھی کا آنا شروع ہوتا ہو

اور یہ وقت بلوغ کا ہوتا ہے۔ پنجم سن فتی اس سن کے بعد نمو موقوف ہو جاتا ہے اور قریب تیس سال تک
یہ سن ختم ہو جاتا ہے کہ مبدء سن شباب کا ہوتا ہے۔ دوسرا سن شباب یعنی سن جوانی کا اور اسکو وقوف
بھی کہتے ہیں اور یہ سن بعد گذرنے سن نمو کے قریب چالیس تک ہوتا ہے۔ اور حرارت اور رطوبت
بچوں اور جوانوں کی نزدیک افلاطون اور جالینوس کے کمیت یعنی مقدار میں مساوی ہے لیکن بچوں
میں بسبب کثرت رطوبت کے حرارت شدید نہیں ہوتی۔ اور جوانوں میں بباعث قلت رطوبت کے
شدید اور زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر لکڑی تر اور خشک کو علیحدہ علیحدہ جلایا جاوے اور آگ متساوی
فی الکمیۃ اور مختلف فی الکیفیۃ ہو تو یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی یعنی خشک لکڑی کی حرارت تیز اور
تر کی ضعیف ہوگی۔ مع کون حرارتہما متساویۃ فی الکمیۃ بالفرض المذکور تیسرا سن کہولت ہے اور اسکو
سن انحطاط بھی کہتے ہیں لیکن اسمیں قوت باقی رہتی ہے یہ سن انقضاء سن وقوف کے بعد قریب ساٹھ
برس تک ہوتا ہے اسمیں حرارت نقصان قبول کرتی ہے اور یبوست زیادہ ہو جاتی ہے۔ چوتھا سن شیخوخت
ہے اسکو بھی سن انحطاط کہتے ہیں لیکن اسمیں قوتوں میں ضعف طاری ہوتا ہے یہ سن انقضاء سن کہولت
سے آخر عمر تک ہوتا ہے اور اسمیں رطوبت غریبہ غالب ہوتی ہے۔ فائدہ واضح ہو کہ یہ جو تقدیر بابت
اسنان کے بیان کیا گیا ہے باعتبار اغلب افراد انسان اور مساکن کثیر العمارت کے ہے مثل
اقلیم رابع اور خامس کے۔ ورنہ بلحاظ بعض مواضع اور بلدان کے اسنان انسان کے متفاوت
ہوتے ہیں چنانچہ شیخ نے لکھا ہے کہ حبشہ اور زنگبار میں تمام اسنان تیس سے چالیس برس تک
ختم ہو جاتے ہیں۔ اور تفصیل بابت اسنان کے باعتبار اغلب افراد انسان کے یہ ہے کہ سن نمو
چار اسبوع پر ختم ہوتا ہے ہر ایک اسبوع سات سات برس کا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک سابوع میں
انسان کے لیے ایک طرح کا کمال حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ سابوع اول گذرتا ہے یعنی بچہ سات برس کا
ہوتا ہے تو اعضا اسکے قدرے سخت ہو جاتے ہیں اور اسکے افعال میں قدرے قوت حاصل ہوتی ہے
اور اسکے دانت سست اور ضعیف قوی دانتوں سے بدل جاتے ہیں۔ اسی کمال کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ علموا الصبیان الصلوۃ وہم ابناء سبع۔ اور جب سابوع دوسرا ختم ہوتا ہے یعنی بچہ کی
عمر چودہ سال کی ہوتی ہے پس اسکے اعضا بہ نسبت سابوع اول کے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں
اسی لیے بچہ میں آثار بلوغ کے ظاہر ہو جاتے ہیں اور لڑکی کو حیض آ جاتا ہے اور پستان بھی
برآمد ہوتی ہیں اور مادہ زرع کا یعنی منی دونوں میں اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ اور
عند الجمہور علامات بلوغ کے کئی ہیں از انجملہ ارنبہ یعنی ناک کی ہڈی ظاہر ہو جاتی ہے اور جبہہ

بھی برآمد ہوتا ہی اور بہ نسبت سابق آواز غلیظ او ثقیل ہو جاتی ہی اور بو بغل کی تغیر ہو جاتی ہی اور احتلام بھی ہونے لگتا ہی۔ اور جب سابوع تیسرا ختم ہوتا ہی یعنی اکیس سال کی ہوتی ہو تو سن انسان کو کمال قوی تر حاصل ہوتا ہی اسی لیے اس سابوع مین داڑھی آجاتی ہی اور عقل اور دانائی بھی حاصل ہوتی ہی اور جب سابوع چوتھے کا ختم ہوتا ہی یعنی اٹھائیس برس کی ہوتی ہی پس اسوقت فعل قوت نامیہ کا بند ہو جاتا ہی۔ مگر یہ حکم کلی نہین کیونکہ گاہے گاہے اس سے کم زیادہ ہونا بھی بہ امر ضرور ہوتا ہی مگر غالب یہ ہی کہ سن نمو تیس برس تک رہتا ہی۔ اور سن وقوف کا یہ حال ہی کہ اگر سن نمو چار سابوع کامل مین ختم ہو جاوے تو سن وقوف اسکے بعد ایک سابوع مین ختم ہو جاتا ہی یعنی پینتیس ۳۵ سال ایک سن وقوف اختتام پاتا ہی وہذا الاکثری الوجود اور اگر سن نمو چار سابوع سے چند برس زیادہ ہو جاوے اور زیادتی اسکی غالباً تینتیس سال تک ہوتی ہی تو اسکے بھی بعد سن وقوف ایک سابوع تک ختم ہوتا ہی یعنی چالیس برس تک پورا ہو جاتا ہی وہذا اقلی الوجود۔ پس اسوقت افعال طبعی قدرے ساکن ہو جاتے ہین اور افعال نفسی قوی۔ اور سن کہولت تقریباً تین سابوع مین ختم ہوتا ہی پس انسان جب سن کہولت سے تجاوز کرتا ہی تو گاہے گاہے افعال صادر وہین خلل کرتا ہی اور اسکے بعد زمان تحلیلہ مین مرجاتا ہی اسی لیے اغلب ساٹھ برس کے بعد موت ہو جاتی ہی۔ چنانچہ آنحضرت نے بھی اسکی خبر دی ہی اکثر اعمار امتی ما بین الستین والسبعین۔ باقی رہا سن شیخوخت کا پس بعض اطبا کا یہ قول ہی کہ اکثر اسکے ساٹھ برس ہین کیونکہ سن کمال سے دو چند کہ چالیس سال تک ہی سن نقصان (یعنی سن کہولت اور شیخوخت) دو چند ہونا چاہیے پس مجموعہ ایک سو بیس برس ہوے اور باشندگان وسط معمورہ مین اکثر انسانون کی عمر اسی قدر مشاہدہ کی گئی ہی لیکن حق یہ ہی کہ جو سبب موت کا بیشتر مقدار اکثر عمر سے بتجربہ اور تہرہ ثابت ہو چکا ہی۔ اور اہل نجوم کے نزدیک مقدار مذکورہ سے بھی زیادتی عمر کی ممکن ہی۔ چنانچہ حکیم ابوریحان نے حکیم ماشاء اللہ سے حکایت کی ہی اُسنے لکھا ہی کہ ممکن ہی کوئی انسان نو سو ساٹھ برس تک زندہ رہے۔ وہو القران الاعظم عند بین الزحل والمشتری۔ اور کتب آسمانی مین بھی اسکی تائید آگئی ہی کہ زمانہ گذشتہ مین کئی ایک قومین ایسی گذری ہین جنکی عمرین بہت طویل تھین اور ساڑھے نو سو برس عمر حضرت نوح کی تو مشہور اور معروف ہی۔ اور اجناس بھی اسباب المختصہ سے ہین چنانچہ مزاج ذکور کی حرارت اور یبوست کی طرف مائل ہوتی ہی۔ اور مزاج اناث کے برودت اور رطوبت کی طرف راغب ہوتی ہی مگر یہ بھی باعتبار اغلب افراد کے تصور کرنا چاہیے یہ نہین کہ تمام ذکور بہ نسبت تمام اناث کے بھی مزاج رکھتے ہوں

اور یہ جو مشہور ہی کہ آنحضرت چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور یہ حضرت کی عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوئی یہ سن کمال یعنی چالیس سال تک کمال کو پہنچا اور سن انحطاط شروع ہوا ۱۲

قران اعظم سے مراد ہی کہ اکٹھا ہونا زحل اور مشتری کا ۱۲ منہ

اور صناعات یعنی پیشہ - ہر ایک قسم اُسکا کسی امر کا موجب ہوتا ہی مثلاً جو پیشہ کہ مباشر اور مجاور پانی کے
ہو جیسے قصارت یعنی دھوبی پن - یا سقائے وغیرہ موجب ترطیب بدن ہوگا - اور جو پیشہ مجاور اور
قریب آگ کے ہو جیسے حدادی یعنی لوہار پن یا طباخی یعنی بھٹیارا پن - یا ٹھٹیار پن موجب تسخین اور تجفیف ہوگا
اور اثر اُسکا بسبب کثرت تحلیل کے باعث تبرید ہوگا - اور جو پیشہ مجاور مٹی کے ہو موجب یبوست
ہوگا جیسے کشاورزی اور معماری اور کمہار پن وغیرہ - اور عادات منجملہ اُن امور سے ہین کہ بشرط درازی
زمان کے مزاج طبعی کو اُسکے غیر کی طرف تغیر کرتے ہین اور اُنکو دفعۃً ترک کرنا موجب تغیر مزاج حاصلہ کا ہے
اور رعایت اُنکے حفظ صحت اور استقامت مزاج کا باعث ہی - پس جس شخص کے لیے کوئی عادت
مذمومہ منافی حفظ صحت ہو مثلاً اُسنے کوئی ایسی عادت کر رکھی ہی کہ اُس سے مواد فاسدہ بدن مین
جمع ہوتے ہین تو مناسب ہی کہ اُسکو دفعۃً ترک نہ کیا جاوے تاکہ موجب تغیر اور ضرر مزاج نہو لیکن تدریج سے
اُسکو ترک کرین اسی واسطے کہا گیا ہی العادۃ طبیعۃ خامسۃ - اور تغیر مزاج کا بسبب عادت کے دو قسم ہی
یا بسبب تدبیر کے ہوگا - یا من جہت جبلت ہوگا - پس جو تغیر تدبیر کی رو سے ہوگا اُسکی صورت یہ ہی
جیسے کوئی آدمی بالطبع لاغر بدن ہو اور راحت اور قلت ریاضت اور سکون کو لازم جانے اسلیے
بدن اُسکا فربہ ہو جائیگا اور برودت اور رطوبت اُسمین زیادہ ہو جائیگی اور دل بدن موٹا پا
ظاہر ہو جائیگا - اور ایسا ہی کبھی انسان بالطبع فربہ بدن ہوتا ہی پس بسبب کثرت ریاضت کے
اور تعب اور تقلیل غذا کے دبلا ہو جاتا ہی - اور ایسا ہی جب اُسکو کسی نوع کے ہموم اور غموم
لاحق ہوتے ہین اسلیے رطوبات تحلیل ہو جاتے ہین اور اعضا مین سخونت اور یبوست عارض ہوتی
پس بدن لاغر ہو جاتا ہی - اور ایسا ہی جو آدمی دھوپ مین دیر تک رہے اور ہوا گرم سے اکثر ملاقات
کرے وہ بھی لاغر ہو جائیگا اور رنگ اُسکا سیاہی مائل ہو اور مزاج اُسکا حرارت اور یبوست کی طرف
متغیر ہو جائیگا پس طبیب پر واجب ہی کہ امور مذکورہ مین خیال رکھے کہ مزاج انسان کا طبعی ہی
یا عادت سے حاصل ہوئی ہی مثلاً جو شخص موٹا ہو دیکھنا چاہیے کہ اگر اُسکے بدن مین بو نفخ
اور عروق اُسکے واسع اور فراخ نہون پس وہ موٹا پا طبعی ہی اور جسکے بدن سے بو آتی ہو اور
مکھی وغیرہ اُسپر زیادہ بیٹھتی ہون اور عروق اُسکے واسع ہون پس مزاج اُسکا حار ہی اور
موٹا پا بسبب عادت کے حاصل ہوا ہی - اور مثلی غذا دبلا پا بھی مثلاً اگر بدن لاغر ہو اور عروق
تنگ ہون اور جلد خشن اور سپید ہو اور رنگ سیاہی کی طرف مائل ہو پس ایسی لاغری اور
یبوست بسبب استعمال اشیاء مسخنہ اور مجففہ کی عادت سے حاصل ہوئی ہی اور اگر عروق

اُسکے واسع اور فراخ ہون اور بال بدن پر بہت ہون اور گٹھی وغیرہ اُسپر بہت جمین تو ایسی لاغری طبعی
ہوگی - اور تغیر مزاج کا ماہیت کی جہت سے کسی قسم کے پیشہ اور صناعت سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ
بعض صناعات ایسے ہین کہ مزاج انسان کو ضد کی طرف بدل دیتے ہین پس تغیر کبھی قسم پر ہوگا حرارت
اور یبوست کی طرف ہوگا مثل پیشہ آہنگرون اور شیشہ گرون کے اور دیگر صناعات کہ ایکے جو آگ کے
مجاور ہون - اور یا حرارت اور رطوبت کی طرف ہوگا مثل خدام حمام کے - اور یا برودت اور رطوبت
کی طرف ہوگا مثل ماہی گیرون اور ملاحون اور دھوبیون کے - اور یا برودت اور یبوست کی طرف
ہوگا مثل زمیندارون اور شکاریون حیوانات اور جانورون کے و ما شاکل ذالک - اور واردات خارجیہ
مثل ضمادات اور اطلیہ اور کمادات اور مشمومات کے ہین - یہ تمام امور حافظ صحت او مغیر مزاج ہین
لیکن جسقدر تغیر مزاج مشمومات سے حاصل ہوتا ہے اورون سے نہین ہوتا پس اگر مشمومات خوشبودار
ہونگے تو بسبب مناسبت ارواح اور سرعت نفوذ کے مقوی دل و دماغ اور حافظ صحت ہونگے
اور اگر بودار ہونگے تو برعکس فوائد مذکورہ کے اُنسے ظاہر ہونگے - اور منجملہ واردات خارجی نفع مواد کا
آفتاب سے ہے کہ محلل رطوبات ہے اور صداع بارد و استسقا اور لقوہ کو مفید ہے - اور ایسا ہی جسم کو
ریگ گرم مین دفن کرنا امراض مرطوبی کو نافع ہے - اور جسم یا کسی خاص عضو کو روغنیات مین ڈبونا
تشنج اور ماندگی کے لیے سود مند ہے - چنانچہ مقدمہ کتاب مین مذکور ہوچکا ہے فصل دوم بیان تقسیم
امراض اور تعداد عوارض بدنی کے بیان مین تمہید - چونکہ اس فصل مین اسباب امراض بدنی
کے بیان کیے جائینگے اسلیے مناسب ہے کہ اول احوال بدن کے مع اقسام امراض کے مجملاً
بیان کیے جاوین بعدہ اُنکے اسباب کی طرف توجہ کیا جاوے تاکہ دیکھنے والے کے لیے بصیرت
تام حاصل ہو - مخفی نہ رہے کہ احوال بدن انسان کا نزدیک شیخ رئیس کے دو ہین صحت اور
مرض - صحت وہ حالت طبعی ہے کہ بسبب ذات اُس حالت طبعی کے تمام افعال بدنی (کہ طبعی اور
حیوانی اور نفسانی ہین) مجری طبعی پر صادر ہون - اور مرض وہ حالت غیر طبعی ہے کہ بسبب ذات
اُس حالت کے افعال بدنی کو ضرر پہونچتا ہے - عام ہے کہ ضرر تمام افعال بدنی مین حاصل ہو یا بعض
افعال مین - اور نزدیک جالینوس کے احوال بدن انسان کے تین ہین صحت اور مرض اور حالت
ثالثہ - اُسکے نزدیک اگر تمام افعال بدنی مین سلامتی ہے وہ صحت ہے اور اگر تمام افعال مین آفت ہے
وہ مرض ہے - اور اگر بعض افعال سالم اور بعض ماؤف ہون وہ حالت ثالثہ ہے نہ صحت ہے نہ مرض
اب اسکی بہت قسم ہین یا تو یہ حالت اسلیے ہوگی کہ صحت بھی بدرجہ غایت نہین اور مرض بھی

بدرجہ نہایت نہیں مثل لوبٹے اور بچہ اور کمزور اور سست کے۔ یا اسلیئے کہ صحت اور مرض مجتمع ہون ایک شخص مین ایک وقت مین دو عضو مین مثل اندہے اور کانٹے کے۔ یا ایک شخص مین ایک عضو مین دو جنسون متباعد یا متقارب مین جمع ہون مثل صحیح المزاج اور مریض الترکیب کے۔ اور یا صحیح الخلقہ مریض المقدار کے۔ یا ایک شخص مین دو وقتون مین جمع ہون جیسا کوئی شخص موسم سرما یا سن شیخوخت مین مریض ہوتا ہے اور موسم گرما مین یا سن شباب مین تندرست ہوتا ہے یا اسکا عکس ہو جاتا ہے الغرض عند الشیخ صحت اور مرض مین واسطہ نہیں کیونکہ انکے نزدیک انکے درمیان تقابل عدم اور ملکہ ہے اور اس تقابل مین واسطہ نہیں ہوتا اسلیئے کہ نفی اور اثبات سے خارج ہونا غیر ممکن ہے کما بین فی محلہ۔ اور جالینوس کے نزدیک صحت اور مرض مین واسطہ ہے کیونکہ انکی رائے مین درمیان انکے تقابل تضاد ہے جسمین واسطہ ہونا لازم ہے کما حقق فی موضعہ۔ اور اس مسئلہ مین حق بجانب شیخ ہے کیونکہ جذام اور برص اور تپ وغیرہ امراض جنمین بعض افعال سلامت ہوتے ہین بلا شک مرض ہین اور بالاتفاق کتب قدما مین مرض کے نام سے موسوم ہوئے ہین پس اگر مطابق مذہب جالینوس کے ان احوال کو حالت ثالثہ سے تعبیر کیا جاوے اور مرض نہ کہا جاوے تو لازم آتا ہے کہ جہان مین وجود مرض کا نپایا جاوے الا نادرا وھذا ظاہر الفساد۔ اور ضرر فعل کے تین ہین تغیر اور نقصان اور بطلان۔ مثلاً اگر قوت باصرہ صور اور اشکال کو کہ خارج مین موجود نہین تخیل کرے تو اسکو تغیر کہین گے۔ اور اگر صدور افعال کا بسلامت نہو چنانچہ قوت مذکورہ اشیا کو کما ہونہ دیکھے خواہ کما خواہ کیفا تو اسکو نقصان بولین گے۔ اور اگر قوت مذکورہ بالکل فنا ہو جاوے یعنی آدمی اندھا ہو جاوے تو اسکو بطلان کہین گے۔ اور مرض کی دو قسم ہین مفرد اور مرکب۔ مفرد وہ ہے کہ ایک ہو اور اجتماع امراض سے حاصل نہو اور اسکی تین قسم ہین سوء مزاج اور مرض ترکیب اور تفرق اتصال۔ مرض سوء مزاج وہ ہے کہ اول مرض اعضائے مفردہ کو عارض ہو بعد اسکے اعضائے مرکبہ کی طرف خواہ متعدی ہو یا نہو لیکن ایسا نہین ہو سکتا کہ سوء مزاج اولا عضو مرکب مین ظاہر ہو۔ مرض ترکیب وہ ہے کہ اول مرض اعضائے مرکبہ کو لاحق ہو۔ اور تفرق اتصال وہ ہے کہ اول دونون کو لاحق ہو۔ اور امراض سوء مزاج کے جسکو مرض متشابہ الاجزا بھی کہتے ہین دو قسم ہین مفرد اور مرکب۔ مفرد کی چار قسم ہین۔ حار۔ بارد۔ رطب۔ یابس۔ اور مرکب کی بھی چار قسم ہین۔ حار رطب۔ حار یابس۔ بارد رطب۔ بارد یابس۔ اور ہر ایک مفرد اور مرکب سے دو قسم پر ہے ساذج یا مادی۔ مادی وہ ہے کہ بسبب کسی خلط کے اخلاط اربعہ مفردہ یا مرکبہ سے حاصل ہو

اور اس کیفیات سے بدن بھی تکیف ہو مثل حرارت مستفیدہ کے کہ سبب اسکا وجود صفرا ہو اور ساذج
وہ ہے کہ ایسی ہو مثل حرارت مدقوق اور برودت مشایخ۔ اور سوء مزاج ساذج یا ایک عضو سے مختص
ہوگی جیسے درد سر کہ حرارت آفتاب سے عارض ہو یا تمام بدن کو لاحق ہوگی جیسے تپ کہ بسبب
دھوپ کے عارض ہو۔ اور سوء مزاج مادی یا عضو سے مجاور اور ملتصق ہوگی یا آمین مداخل
اور نافذ ہوگا۔ اور مداخل اگر اتصال عضو میں تفرق کریگا تو اسکو ورم کہتے ہیں ورنہ غیر ورم ہے
اور امثلہ انکے مطولات میں مذکور ہیں۔ اور مرض ترکیب کے چار قسم ہیں۔ امراض خلقت۔
امراض مقدار۔ امراض عدد۔ امراض وضع۔ امراض خلقت بھی چار ہیں۔ اول امراض تشکل
اور وہ یہ ہیں کہ شکل عضو کی مجری طبعی سے ایسی متغیر ہو جاوے کہ مضر ہو جیسے سر چوڑا ہو یا سیدھا
عضو خمدار یا اسکا برعکس ہو۔ دوم امراض مجاری ہیں اور اسکی تین قسم ہیں اول من حیث الاتساع
مثال اسکی انتشار نور ہے بسبب کشادگی ثقبہ عنبیہ کے جو کہ مجری روح یا شبح کا علی اختلاف القولین
ہے۔ دوم من حیث التضییق ہے مثال اسکی ضیق النفس ہے اور خناق ہے۔ سوم من حیث الانسداد
اور مثال اسکی حدوث سدہ کا اس رگ میں جو کہ جگر سے مرارہ کو آتی ہے اور مرارہ سے
امعا کو جاتی ہے پس اگر سدہ مابین کبد اور مرارہ کے واقع ہوگا محدث یرقان ہے۔ اور
اگر مابین مرارہ اور امعا کے حادث ہوگا قولنج کا باعث ہے۔ سوم امراض تجاویف اسکو
امراض اوعیہ بھی کہتے ہیں اسکی چار قسم ہیں تین قسم تو یہ ہیں۔ یا من حیث الاتساع
جیسے کیسہ انثیین کا بسبب گرنے کسی جسم کے مافوق سے فراخ ہو جاوے چنانچہ مرض قیلہ اور
فتق میں یہ امر مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ یا من حیث التضییق جب فضائے معدہ تنگ ہو جاوے
یہ کبھی خلقی ہوتا ہے اور گاہے بسبب ورم عضو یا وسکے ظاہر ہوتا ہے اور تنگی بطون شریفہ دماغ
کی بھی اسی قبیل سے ہے۔ یا من حیث الانسداد جیسے بطون دماغ میں سکتہ کی حالت میں سدہ
ہو جاتا ہے۔ اور چوتھا قسم مرض خلو ہے جیسے شدت فرح مہلک اور لذت مہلک میں تجاویف قلب
کی خالی ہو جاتی ہے۔ چہارم امراض صفائح ہیں جو کہ سطح عضو سے (خواہ داخلی ہو خواہ خارجی)
متعلق ہیں جیسے صفائی اور ناہمواری عضو کی مثلاً جس عضو کی صفائی اور ہمواری مطلوب ہو مثل
قصبہ ریہ کے وہ ناہموار ہو جاوے۔ اور جس عضو کی خشونت اور ناہمواری مقصود ہو مثل معدہ
اور رحم کے وہ ہموار اور صاف ہو جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر سطوح اعضا میں فساد سرزد ہوگا
تو فائدہ مقصودہ اُنسے ناقص یا باطل ہوگا۔ اور امراض مقدار دو قسم ہیں یا یہ کہ عضو بمقدار

طبعی سے زیادہ ہوجاوے یا مقدار اصلی سے کم۔ خواہ عظم اور صغر خلقی ہوں خواہ عرضی۔ اور ایسا ہی
تمام بدن میں ہوں یا کسی خاص عضو میں پس یہ چار قسم حاصل ہوئے۔ چنانچہ فربہی مفرط مثال
زیادتی عام کی ہے۔ قرشی نے کہا ہے کہ میں نے دمشق میں ایک آدمی دیکھا بسبب فربہی مفرط کے اسکی شکل ایسی
شکل تھی۔ اور جالینوس سے منقول ہے کہ اُسنے ایک آدمی کو اہل سمرقند سے دیکھا وہ اسقدر موٹا تھا
کہ چلنے پھرنے سے عاجز تھا۔ اور عظم زبان کا اور داء الفیل مثال زیادتی خاص کی ہے۔ دُبلا پا
مفرط مثال نقصان عام کی ہے اور ضمور حدقہ چشم مثال نقصان خاص کی ہے۔ اور امراض
عدد کے دو قسم پر ہیں۔ اول یہ کہ عضو مقدار طبعی سے زائد ہو اُسکی دو قسم ہیں طبعی اور
غیر طبعی۔ زیادتی طبعی وہ ہے کہ جنس اُسکی بدن صحیح میں موجود ہو مثل انگلی کے کہ پانچ سے زائد ہوں
اور زیادتی غیر طبعی وہ کہ جنس اُسکی بدن صحیح میں موجود نہو۔ اور اُسکی دو قسم ہیں یا بدن سے
پیوستہ ہوگی مثل ثولول یعنی مسوں کے یا منفصل ہوگی مثل سنگریزہ مثانہ کے۔ اور دوم یہ
عضو تعداد طبعی سے ناقص ہو اُسکی بھی دو قسم ہیں طبعی اور عارضی۔ طبعی وہ ہے کہ وجود اُسکا
طبعی ہو لیکن اصل خلقت میں بسبب کمی مادہ کے مخلوق نہو جیسے کسی شخص کے تین یا چار انگلی
اصل خلقت میں ہوں۔ اور نقصان عارضی وہ ہے کہ اصل خلقت میں تو عضو صحیح و سالم مخلوق
ہوا ہو لاکن بعد انسان کسی عارضہ خارجیہ سے ناقص ہوجاوے جیسے کسی کی انگلی یا ہاتھ تلوار وغیرہ
سے کٹ گیا ہو یا آگ سے جل گیا ہو۔ اور امراض وضع کے مثل فساد وضع کے جو بسبب نزدیکی
ایک عضو کے دوسرے عضو سے۔ یا بسبب دوری ایک عضو کے دوسرے عضو سے نامناسب
طور پر واقع ہو یعنی ایک عضو دوسرے عضو سے ایسے طور پر دور یا نزدیک ہو کہ مناسب نہو۔
اور اُسکی دو قسم ہیں ایک باعتبار موضع نفس عضو کے۔ دوسرے باعتبار مشارکت دوسرے
عضو کے۔ امراض موضع کے چار ہیں۔ اول زوال عضو کا اپنے موضع سے بسبب خروج تام کے
(اسکو خلع کہتے ہیں) دوم زوال عضو کا مفصل سے بسبب خروج غیر تام کے (اسکو وثی بولتے ہیں)
سوم یہ کہ عضو اپنے موضع میں حرکت کرتا ہے حالانکہ سکون اُسکا واجب ہے مثل رعشہ کے۔
چہارم یہ کہ عضو اپنے مکان میں ساکن ہو حالانکہ حرکت اسکی واجب ہے جیسا تحجر مفاصل میں
اور امراض مشارکت دو قسم پر ہیں۔ اول یہ کہ حرکت عضو کی عضو مجاور کی طرف ممتنع یا
متعسر ہو۔ دوم یہ کہ حرکت عضو کی عضو مجاور سے ممتنع یا متعسر ہو پس تمام امراض وضع کے
چھ ہوئے۔ اور اقسام تفرق اتصال کے بہت ہیں اسامی اُنکے باعتبار اختلاف محل کے

مختلف ہین پس تفرق اتصال اگر جلد مین واقع ہوا اور فراخ نہو اسکو خدش کہتے ہین ۔ اور اگر بسیط اور
فراخ ہوا سکو سحج بولتے ہین ۔ اور جو گوشت مین خارج سے واقع ہوا سکو جراحت کہتے ہین بشرطیکہ
نیا ہوا اور اسمین پیپ پڑی ہوا اور جراحت اگر قدیم اور متقیح ہوا سکو قرحہ بولتے ہین ۔ اور جو گوشت
مین داخل سے بسبب تداخل مادہ کے واقع ہوا اگر ابتدائی ہی اور اسمین ریم نہین ہوئی ورم کہتے ہین
اور اگر ریم پڑ گئی ہوا سکو خراج سے موسوم کرتے ہین ۔ اور اگر بعد نضج مواد کے ٹوٹ جاوے اسکو
بھی قرحہ کہتے ہین پس اگر بعد پھوٹنے کے دیر تک رہے (بعضون نے چالیس دن مقرر کیے ہین)
اور درد کمتر ہو اور اسکے منھ پر کچھ صلابت ظاہر ہو اور اسکے اندر گوشت سفید نمودار ہو تب اسکو
ناصور کہا جاتا ہی ۔ اور ایسا ہی جو کہ استخوان اور غضروف اور عصب اور عروق اور عضلہ اور
اغشیہ اور شحم وغیرہ مین واقع ہو ہر ایک اسم علحدہ سے مخصوص ہی ۔ اور اسامی مخصوصہ انکے مع دیگر
فوائد کے مطولات مین مذکور ہین اور جس شخص کے دل مین جراحت پہونچے وہ مرجاتا ہی ۔ اور
امراض مرکبہ وہ ہین کہ چند امراض کے اجتماع سے ایک مرض حادث ہو مثل سل کے کہ تپ دق اور
قرحہ ریہ سے حادث ہوتی ہی ۔ اور اورام اور بثور کہ سوء مزاج مادی اور تفرق اتصال و زیادتی
مقدار سے حاصل ہوتے ہین بھی اسی قبیل سے ہین ۔ اور اوقات مرض متغیرہ کے جو کہ صحت کی طرف
منتہی ہون چار ہین ۔ ابتدا ۔ تزاید ۔ انتہا ۔ انحطاط ۔ ابتدا وہ زمان ہی جسمین مرض ظاہر ہوا اور زیادتی
مرض کی اسمین نمایان نہو یعنی بعد حدوث مرض کے جب تک حالت متشابہ الاحوال ثابت ہوا اور حالت
مرض مین ترقی ظاہر نہو اسکو زمان ابتدا کہتے ہین ۔ اور تزاید وہ وقت ہی جسمین ساعت بساعت
غلبہ مرض نمایان ہو یعنی زمان ابتدا کے بعد جب تک مرض زیادتی مین ہی وہ وقت تزاید مرض ہی
اور انتہا وہ وقت ہی جسمین مرض ایک حالت پر ٹھہر جاوے یعنی بعد ازدیاد کے جب مرض ایک حد پر
پہونچکر اسی حالت پر ثابت رہے سواے زیادتی اور کمی کے اس حالت کو انتہا سے تعبیر کرتے ہین اور
انحطاط اسوقت سے مراد ہی جسمین خفت اور کمی مرض کی ظاہر ہو ۔ اور واضح ہو کہ تحقق ازمنہ اربعہ
مرض کا اگر اول مرض سے آخر مرض تک ہوا سکو اوقات کلیہ کہتے ہین ۔ اور اگر باعتبار ایک نوبت کے
اسکو اوقات جزئیہ بولتے ہین کیونکہ ایک نوبت مین بھی اوقات اربعہ متحقق ہو سکتے ہین لیکن اوقات
نوبت کی بہ نسبت اوقات مرض کے خبر دیتے ہین کما لا ریب فیہ ۔ اشتباہ عرض کے بیان مین ۔
معلوم کرنا چاہیے کہ عرض وہ حالت غیر طبعی ہی کہ بواسطہ مرض کے موجب آفت کا ہوتی رہی ۔
اور وہ مرض کے تابع ہوتی ہی اور کبھی عرض بنفسہ خود مرض ہوتا ہی مثل درد سر کے کہ تپ کا عرض

اسباب کے اسباب ہونے میں تین شرطیں درکار ہیں اول یہ کہ سبب فاعلی قوت زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ملاقات اُسکی بدن میں زمانہ دراز تک ہو۔ سوم یہ کہ بدن کو اُسکے قبول کرنے کی استعداد ہو۔ اب اسباب امراض ترکیب بیان ہوتے ہیں۔ چونکہ امراض ترکیب کے حسب تفصیل سابق چار قسم پر تھے۔ یعنی امراض خلقت امراض عدد۔ امراض مقدار۔ امراض وضع۔ اور امراض خلقت بھی چار ہیں یعنی فساد شکل مرض مجاری مرض اوعیہ مرض صفائح۔ لہذا اسکو ترتیب وار بیان کیا جاتا ہے پس اسباب فساد شکل کے دو قسم پر ہیں خلقی اور غیر خلقی۔ اسباب خلقی (جو کہ قبل پیدائش کے رحم میں عارض ہوتے ہیں اور انکو اسباب باطنی بھی کہا جاتا ہے) دو طرح پر ہیں۔ ایک وہ ہے کہ قوت کی جہت سے ہوں مثل قصور قوت مصورہ کے کہ بسبب ضعف کے ہر جزو منی کو لائق عضو مخصوص کے کر نہیں سکتے۔ دوسرے وہ ہیں کہ مادہ یعنی منی کی جہت سے ہوں۔ اور اُسکی بھی دو قسم ہیں یا بسبب کمیت مادہ کے ہونگے مثلاً اگر مادہ کثیر المقدار ہو تو عدد طبعی سے زائد ہو جائینگے چنانچہ بعض انسانوں میں چھ انگلی دیکھی جاتی ہیں۔ اور اگر مادہ قلیل المقدار ہو تو عدد طبعی سے نقصان ہو جائیگا چنانچہ تین یا چار انگلی بعض آدمیوں میں دیکھی گئی ہیں۔ اور یا بسبب کیفیت مادہ کے ہونگے مثلاً مادہ حالت طبعی سے غلیظ یا رقیق ہو۔ پس بسبب عدم قوام معتدل کے مادہ مذکورہ قوت مصورہ سے عاصی ہوگا اور اُسکی اطاعت نہ کریگا اسلیئے شکل میں [illegible] اور اسباب غیر خلقی (جو کہ بعد پیدائش کے واقع ہوتے ہیں) دو طرح پر ہیں۔ ایک اسباب مرضی [illegible] مثل جذام اور سل اور تمدد اور لقوہ کے۔ دوسرے اسباب عرضی ہیں اُسکی بھی دو قسم ہیں یا حالت ولادت میں واقع ہونگے جیسا کہ خروج جنین کا حالت طبعی پر (جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) نہو مثلاً پشت پر یا دونوں پاؤں سے پیدا ہو ایسی ولادت سے اغلب فساد شکل عارض ہوتا ہے اور کبھی بعض اعضا مولود کے رحم میں بند ہو جاتے ہیں پس اسی جگہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور یا بعد ولادت کے عارض ہونگے جیسے وہ اسباب کہ حالت تقمیط میں واقع ہوں کیونکہ جب بچے کو نامناسب طور پر رکھکر لپیٹے جاویں اور دیر تک اُسی حالت پر پڑا رہے تو ضرور اُسکے ہیئت طبعی اعضا میں فساد واقع ہوگا اسلیئے کہ اعضا اُسکے اس حالت میں نرم اور سہل الانعطاف ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی اگر وقت خروج اور غسل اور تقمیط وغیرہ کے بچہ کو نامناسب طور پر پکڑا جاوے تو البتہ شکل اُسکی فاسد ہو جائیگی۔ یا وہ اسباب کہ خارج سے مثل ضربہ اور سقطہ کے لاحق ہوں خواہ قبل تولد کے ماں کے شکم میں عارض ہوں یا بعد تولد کے سرزد ہوں۔ یا حرکت بچہ کی وقت معینہ سے پیشتر واقع اور تشنج اور دبلا پن مفرط اور ورم اور امراض و قبیح اور اندمال قروح وغیرہ امور کہ انہیں تمام اسباب

اسباب مفردات مشکل ہیں۔ اور جنین رحم میں اس صورت پر رہتا ہی کہ منھ اسکا طرف پشت پاؤن
کے دونون پاؤن کی ایڑیون پر بیٹھا ہوا ہاتھون کو دونون زانو اور زانو پر رکھے ہوے زانو کو سینہ
اور پیٹ سے ملاے ہوے دونون گھٹنے کے درمیان سر جھکے ہوے (چنانچہ ناک اسکی درمیان ہر دو زانو
کے اور آنکھیں اسکی بعد دو زانو پر ہوتی ہین) بیٹھتا ہی۔ اگرچہ سر جنین کا اوپر کی طرف ہوتا ہی لیکن وقت
تولد کے بسبب قطع علائق کے جو کہ اسکو اس شکل پر رکھتے ہین بنا بر بوجھ سر کے بالطبع وہ نگون ہوتا ہی
اور اپنا سر فرج کے منھ پر کرتا ہی۔ اور تولد طبعی یہی ہی کہ اول سر اسکا فرج سے رو بآسمان باہر آوے
اور جسکے پاؤن اول خارج ہون اسمین خطر ہی اور اکثر بچے ہلاک ہوجاتے ہین۔ اور ایک قوم
اطبا کا یہ قول ہی کہ زینہ کا منھ طرف پشت مان کے ہوتا ہی اور مادینہ کا طرف شکم مادر کے۔
والغیب عند اللہ سبحانہ وتعالی۔ اب اسباب امراض مجاری کے بیان ہوتے ہین۔ اور چونکہ مرض
مجاری تین قسم پر ہی اتساع المجری۔ تضیق المجری۔ انسداد المجری تو اسلیے اسباب ہر ایک قسم کے
حسب اقسام امراض کے علحدہ علحدہ ہوتے ہین چنانچہ اسباب فراخی منافذ اور مجاری کے یا بدنی
ہونگے یا غیر بدنی مثال بدنی کی ضعف ماسکہ کا ہی (اور اسباب ضعف ماسکہ کے کئی ہین) یا حرکت
قویہ قوت دافعہ کی۔ اور مثال غیر بدنی کی ادویہ مفتحہ کو مثل عاقرقرحا اور دارچینی وغیرہ ادویہ
لذاعہ کے ہیستعمال کرنا اور ادویہ مرخیہ کو مانند خطمی اور اکلیل الملک اور لادن وغیرہ کے جو کہ گرم تر
ہون استعمال میں لانا۔ سکنجبیں شراد و مفتحہ کی اتساع مجاری مین بالذات ہی اور تاثیر ادویہ
مرخیہ کی بالعرض ہی اور حبس نفس کو بند کرنا بھی مجری کو وسیع کرتا ہی۔ اور اسباب تنگی منافذ کے
اسکے بر خلاف ہین یعنی مثل قوت ماسکہ اور ضعف دافعہ کے اور خارجی مثل ادویہ قابضہ اور
مسددہ کے۔ اور اسباب انسداد کے یہ ہین یا وقوع شی غریب کا مجری مین ہوگا غرابت اسکی خواہ
بالذات ہو مثل سنگریزہ کے مجری بول مین۔ اور ظاہر ہی کہ سنگریزہ جنس بدن سے نہین یا غرابت
اسکی مقدار مین ہو جیسے ثفل (گوہ) کا امعا مین واقع ہو۔ یا غرابت اسکی کیفیت مین ہو جیسے جمود
یا غلظت یا لزوجیت مادہ کی۔ چنانچہ خون جم جانا کسی مجری مین نظیر جمود مادہ کی ہی اور مثال غلظت
اور جمود مادہ کی ظاہر ہی۔ بالجملہ حصول مادہ غریب کا مجری مین نفوذ مانفذ کو منع کرتا ہی خواہ
غرابت اسکی کسی بات مین کی ہو۔ یا سبب انسداد کا اندمال اس زخم کا ہی جو کہ منفذ پر تھا یا الحجاب مجری
کا بسبب قرب ورم صلب کے کہ عضو کو گھونٹ کر اسکے فضا کو تنگ کرتا ہی۔ اور سردی شدید سے
تشنج و انقباض اور قوت ماسکہ کا قوی ہونا بھی اسی قبیل سے ہی۔ اور مسون کا منفذ مین ظاہر ہونا

اور ادویہ قابضہ کا ضماد کرنا اور اغذیہ لزجہ کھانا جیسے پانچپا اور ہریسہ اور ہرلیسہ اور نان میدہ وغیرہ بھی بدستور موجب انسداد مجری ہیں۔ اور اسباب امراض مجاری اور اسباب امراض اوعیہ یعنی تجاویف کے ایک ہی ہیں اُسی پر قیاس کر لیں۔ اور اسباب امراض صفائح کے جو کہ سطوح اعضا سے متعلق ہیں دو قسم پر ہیں۔ اول اسباب ملاست یعنی صفائی اور ہمواری عضو کی۔ دوسرے اسباب خشونت یعنی درشتی اور ناہمواری عضو کی پس اسباب ملاست عضو کے یا تو داخلی ہونگے جیسے اغذیہ مرطبہ کو تناول کرنا جس سے اخلاط رطب اور لزج پیدا ہوں اور سطوح ناہموار اعضا کو (مثل حلق اور معدہ کے) صفا اور ہموار کر دیں یا خارجی جیسے موم اور روغن کو باہم ملا کر سطح عضو پر پالش کریں۔ اور ہوا نرم میں بیٹھنا اور طلائیہ مملسہ کو استعمال کرنا اسی قبیل سے ہے۔ اور اسباب خشونت عضو بھی یا داخلی ہیں مثل مادہ حادہ کے کہ بنا بر حدت اور سرعت نفوذ کے رطوبات لزجہ کو سطح عضو سے (مثل قصبہ ریہ کے) قطع کرتا ہے۔ اور محللات اور مجففات مفرطہ اور قابضات داخلی کو مثل اغذیہ اور ادویہ قابضہ کے استعمال کرنا بدستور ہے۔ اور یا خارجی ہیں مثل دھوئیں اور گرد اور غبار کے اور محللات اور مجففات خارجی کو مثل ریاضت وغیرہ کے استعمال میں لانا بھی اسباب خشونت عضو سے ہے۔ یہاں تک اسباب امراض خلقت کے بیان ہوئے ہیں اور چونکہ اسباب امراض مقدار اور امراض عدد متحد ہیں لہذا انکو علیحدہ علیحدہ بیان نہیں کیا گیا پس اسباب زیادتی مقدار اور عدد کی کثرت مادہ کی ہے اسکے دو حال ہیں یا مادہ طبیعیہ ہوگا۔ اور مراد مادہ طبیعیہ سے وہ ہے کہ وہ مادہ ایسے فزونی کا محدث ہو کہ مثل اُسکے بدن میں موجود ہو مثل انگلی کے کہ پانچ سے زائد ہو۔ اور یا مادہ ردیہ ہوگا۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ مادہ ایسے فزونی کا محدث ہو کہ مثل اُسکے بدن میں موجود نہو مثل سلعہ وغیرہ زوائد کے۔ اور یا شدت قوت جاذبہ کے موجب زیادتی مقدار اور عدد کا ہے خواہ قوت جاذبہ بنفسہا قوی ہو خواہ بذریعہ مالش اور ضمادات سخنہ کے حاصل ہو مثلاً اگر زفت اور خردل وغیرہ سے عضو کو مالش کیجاوے تو قوت جاذبہ عضو مذکور کی قوی ہو جاویگی لیکن مالش اور ضمادات سے زیادتی مقدار میں ہو سکتی ہے زیادتی عدد میں نہیں ہو سکتی۔ وہو ظاہر۔ اور اسباب نقصان عدد اور مقدار کے دو قسم پر ہیں۔ یا اول پیدائش سے ظاہر ہونگے جیسے قلت مادہ کی اور خطا و ضعف قوت مصورہ کا۔ اور یا بعد پیدائش کے واقع ہونگے اور اسکی دو قسم ہیں یا داخلی ہونگے یا خارجی۔ اسباب داخلی وہ ہیں کہ باطن سے ظاہر ہوویں اور اجزاے تن میں نقصان کریں مثل مادہ اکالہ کے جذام میں۔ اور خارجی وہ ہیں کہ خارج بدن سے لاحق ہوں جیسے تلوار سے کاٹا جاوے اور آگ سے جلایا جاوے وغیرہ۔ اور اسباب فساد وضع کے جو بسبب مقارنت ایک عضو کے دوسرے عضو سے ہوتا ہے دو قسم پر ہیں عارضی اور مولودی پس اسباب عارضی میں سے یا مادہ مشنجہ ہے کہ اعصاب و رباط کو

کھینچی وضع عضو کی فاسد کرتا ہے یعنی انبساط سے مانع ہوتا ہے۔ یا التیام اور اندمال زخم کا ہے کیونکہ اندمال
کے بعد ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ وضع عضو میں فساد ڈالتا ہے اور مباعدت ایک عضو کی دوسرے عضو کے
منع کرتا ہے۔ اور مولودی اسباب مبطونہ فی الرحم سے ہوتی ہیں چنانچہ بعض اطفال میں مشاہدہ کیا گیا ہے
مثلاً ایک انگلی دوسری انگلی سے ملتصق اور پیوستہ ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی اسباب فساد وضع کے جو
سبب مباعدت یعنی دوری ایک عضو کی دوسرے عضو سے ہوتا ہے دو قسم پر ہیں عارضی اور
مولودی۔ سبب عارضی یا مادہ تشنجیہ ہے کہ عصب اور رباط کو کھینچ کر باعث انقباض ہوتا ہے اور مقاربت
ایک عضو کی دوسرے عضو سے منع کرتا ہے۔ یا مادہ مرخیہ ہے کہ عضلات کو سست اور ڈھیلا کرتا ہے
پس انقباض مشکل ہو جاتا ہے۔ یا اثر قرحہ کا اسکا سبب ہوتا ہے کہ بسبب اندمال کے مقاربت ایک
عضو کی دوسرے سے منع ہوتی ہے۔ اور مولودی اسباب مبطونہ فی الرحم سے حاصل ہوتے ہیں جیسا
بیان ہوا ہے۔ اور خشک اور سخت ہونا کسی خلط کا مفصل میں۔ اور حرکت مفرطہ طبعی بھی اسباب
فساد وضع کے ہیں۔ اور اسباب تفرق اتصال کے بھی یا داخلی ہیں یا خارجی پس اسباب داخلی
یا مادہ آکالہ یعنی کھانے والا ہے کہ بنا بر حدت اور تیزی کے عضو کو کھاتا ہے اور اسکے اجزا میں تفرقہ
ڈالتا ہے۔ یا مادہ محرقہ یعنی سوزندہ ہے کہ کسی عضو پر غالب ہوتا ہے اور اسکے اتصال کو توڑتا ہے
جیسے مادہ سنجاریہ کبدی میں دیکھا جاتا ہے کہ اجزاے جگر متفرق ہو کر پرزہ پرزہ جدا جدا خارج ہوتے ہیں
یا مادہ مرخیہ کہ عضلات اور رباط کو ڈھیلا کرتا ہے لہذا اس سے اتصال اعضا کا زائل اور تفرق اتصال
واقع ہوتا ہے۔ یا مادہ لادغ یعنی کاٹنے والا کہ بعض اجزا کو بعض اجزا سے جدا کرتا ہے۔ یا مادہ صادع
یعنی شگافندہ جیسے خلط یابس کہ شدت یبوست سے تفرق اتصال کرتی ہے۔ اور امتلا بھی
اسباب داخلی سے ہے کہ تفرق اتصال تک نوبت پہونچاتا ہے اور اسکی بہت قسم ہیں ایک
ریح ہے کہ شدت اور کثرت مقدار سے عضو کو ممتد اور ممتلی کرتی ہے اور اسکے اجزا میں تفرقہ
ڈالتی ہے جیسے یہ حالت فتق میں عارض ہوتی ہے۔ دوم خلط خشک یا تر ہے پس خلط تر
بسبب ارخاے اعصاب اور رباطات کے اور خشک بباعث تجفیف رطوبات کے تفرق
اتصال کا موجب ہوتی ہے۔ سوم شدت حرکت دافعہ کی کہ مجری طبعی سے خارج ہو اور بسبب
کثرت امتلاء مادہ مدفوعہ کے اسکا تحمل نہ ہو سکے پس تفرق اتصال ضرور ظاہر ہوگا جیسا ایام
بحران میں گاہے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ منھ رگوں کے بسبب کثرت مواد مدفوعہ کے پھٹ جاتے ہیں
چہارم حرکت بعد امتلاء کے خواہ حرکت عنیفہ ہو یا غیر عنیفہ پنجم انفجار یعنی ٹوٹ جانا کسی ورم کا ہے

ششم صیاح یعنی زور سے آواز نکالنا اسمیں حدوث تفرق اتصال کا بنا بر تمدد دیکھے ہیں چونکہ احتباس
ابخرہ سے حاصل ہوتا ہی لان الصیحۃ تحبس الابخرۃ۔ اور کبھی کودنا بھی تفرق اتصال کا موجب ہو جاتا ہی
اور اکثر اس سے فتق پیدا ہوتا ہی۔ اور اسباب خارجی تفرق اتصال کی جیسے کوئی عضو تلوار سے کاٹا جاوے
یا تیر سے سوراخ کیا جاوے یا رسی سے باندھکر کھینچا جاوے یا آگ سے جلایا جاوے اور مثال اسکی جیسا
کسی سنگین چیز سے کسی عضو کا کوفتہ ہو جانا اور کتے اور انسان وغیرہ کے دانتوں سے کاٹا جانا اور بوجھ
اٹھانے سے تفرق اتصال عارض ہونا۔ یہاں تک اسباب امراض مفردہ کی تشریح ہوئی ہی۔ اور اسباب
امراض مرکبہ کے اسباب امراض مفردہ سے مرکب ہوتے ہیں مثلاً ورم جو کہ امراض سوء مزاج اور تفرق اتصال
اور زیادتی مقدار جو کہ مرض ترکیب کا ایک قسم ہی سے مرکب ہی ویسے اسباب اسکے بھی اسباب امراض مذکورہ سے
مرکب ہونگے پس اسباب ورم کے بہت ہیں از انجملہ اخلاط سے بدن کا ممتلی ہونا۔ یا مادہ کا بھی سے
چپہ ہونا۔ یا مادہ مائی زیادہ ہونا۔ اور قوت عضو دافعہ کی اور ضعف عضو قابل کا اور ترک ریاضت معتادہ
اور حرارت مفرطہ وغیرہ امور کذائیہ بسبب سدہ کے سبب ورم ہیں۔ اور تنگی مجاری اور منافذ بسبب ستورہ کے اور
درد شدید اور ٹوٹنا ہڈی کا بھی اسباب ورم سے ہیں۔ اور اسباب قرحہ کے یا جراحت ہی کہ اسمیں ریم ہو جاوے
یا ورم ہی کہ ٹوٹ جاوے یا بثور ہیں کہ عضو کو کھا جاویں۔ اور اسباب خلع عضو کے یعنی عضو کا اپنی جگہ سے نکل جانا
یا بدنی ہونگے یا خارجی پس بدنی جیسے رطوبت اوجہرہ خبیثہ میں پیدا ہوئے کما ہو المشہور فی الفتق۔
یا مادہ غلیظہ کسی مفصل میں جمع ہو جاوے اور سر عضو کا مفصل سے خارج ہو وے جیسے نقرس میں
یا مادہ حادہ کہ جوہر عصب اور رباط کو تباہ کرے جیسے علت جذام اور عرق النسا میں۔ اور خارجی جیسے
سقطہ اور ضربہ سے رباط اور عضلہ کھینچا جاوے۔ اور مطلق اسباب وجع یعنی درد کے دو کیفیات حساسیت
اور ادراک منافی سے ہو من حیث ہو منافی۔ دو قسم پر ہیں۔ یا سوء مزاج مختلف ہوگی اسمیں تغیر مزاج
کا دفعتہً ظاہر ہوگا یا تفرق اتصال ہوگا۔ لیکن چونکہ اقسام درد کے مختلف ہیں لہذا اسباب انکے بھی بلحاظ
اقسام کے متعدد ہونگے پس اوجاع اور آلام مشہورہ جالینوس وغیرہ کے نزدیک پندرہ قسم ہیں
اول حکاک یعنی جسکے ساتھ خارش ہو اور سبب اسکا خلط شور یا تیز ہی۔ دوم خشن یعنی جسمیں درشتی
اور ناہمواری محسوس ہو۔ اور سبب اسکا خلط سخت اور غلیظ القوام یا یابس المزاج ہی مثل ریگ گردہ
اور مثانہ کے۔ سوم ناخس یعنی چبھنے والی اور سبب اسکا مادہ تیز ہی یا ریح کہ غشا کو من جہۃ العرض
کھینچتی ہی۔ چہارم ممدد جسمیں کھنچاؤ اور کشش سی معلوم ہو اور سبب اسکا خلط یا ریح ہی کہ غشا کو
من جہۃ الطول کشش کرتی ہی۔ پنجم ضاغط یعنی گھوٹنی والی۔ اور سبب اسکا مادہ یا ریح ہی کہ

ہین مروج ہی چھتیس دام عالمگیری ہی - راحتہ وہ مقدار ہی جس سے کمتر سے کچھ چھوٹا پیسہ ہے پیسہ
وزن اسکا باعتبار اختلاف بلاد کے مختلف ہوتا ہی چنانچہ روپیہ کمپنی بہادر کا ساڑھے دس ماشہ
ہوتا ہی اور روپیہ فرخ آبادی دس ماشہ ہی اور روپیہ لکھنوی بارہ ماشہ ہوتا ہی اور روپیہ ایک شاہی
رتی گیارہ ماشہ ہی اور علی ہذا القیاس رتی چار جو متوسط ہی اور عند البعض تین جو متوسط ہین -
سرخ کو ہندی مین رتی اور گھنگچی کہتے ہین آٹھ چاول کے برابر ہی - سیر اوزان مشہورہ بلاد
عجم سے ہی سولہوین حصہ من سے عبارت ہی یعنی ۱/۴۰ من کا سیر شاہی اور طبی عبارت
دام پختہ سے ہی سیر شاہجہانی چالیس دام پختہ ہی سیر عالمگیری چوالیس دام پختہ ہی سیر
اکبر شاہی کہ بالفعل مروج ہی بہتر دام ہی سیر اکبری تیس دام پختہ ہی سیر فرخ شاہی اٹھائیس
دام پختہ ہی سیر خراسانی پانزدہ مثقال ہی سیر ایرانی پانچ تولہ ہی سیر کابلی اسی روپیہ بھر ایک
روپیہ پانچ مثقال ہی اور سیر انگریزی جسے نمبری کہتے ہین اٹھتر تولہ چار ماشہ ہوتا ہی سکرجہ کو
فارسی مین سکرہ کہتے ہین اسکی مطلق سے مراد چھ استار ہین اور عند البعض سوا پانچ استار
یعنی ۱/۴ ۵ استار کا سکرجہ صغیرہ تین اوقیہ ہی اور سکرجہ کبیرہ نو اوقیہ ہی اور بقولے سات اوقیہ
ہی - سا سونا تین قیراط ہین اور نزد بعضے ساڑھے دس من ہی - سو نوفس اٹھائی قسط ہی
شعیرہ چار چاول ہی اور عند البعض دو چاول اور کہتے ہین کہ بارہ خردل کے برابر ہی اور نزد
بعضے چہارم رائی کے مساوی ہی - صاع نزدیک اہل مدینہ طیبہ کے چار مد ہی اور نزد اہل کوفہ کے
آٹھ رطل ہی - صاع طبی چار من ہی صاع عراقی اور بغدادی بھی آٹھ رطل ہی صاع حجازی
اور مدنی پانچ رطل اور ثلث رطل ہی یعنی ۱/۳ ۵ رطل کا - صاع ہاشمی چار صاع عراقی ہی صاع
چار مد ہی - صدقہ صغیرہ ساڑھے تین درم ہی اور بقول شیخ سات ساسونا ہی صدقہ کبیرہ چودہ
اور نزد شیخ چودہ ساسونا ہی - طسوج دو جو میانہ ہی یا آدھی قیراط - طولون نو اوقیہ ہی اور صاحب
بحر الجواہر نے تفصیل لکھی ہی کہ شراب سے بیس اوقیہ کو اور تیل سے نو اوقیہ کو اور شہد سے تیرہ اوقیہ کو
طولون کہا جاتا ہی تولہ ساڑھے تین مثقال اور تین قیراط ہی - عزی سات اوقیہ ہی - غاز بیگی وزن
اہل ایران کا ہی دو مثقال صیرفی سے مراد ہی کہ آٹھ ماشہ ہوتا ہی - غرما اور غرمانہ ربع مثقال سے
ثلث مثقال تک ہی فرق سولہ رطل ہی جو کہ بارہ مد یا تین صاع ہوتے ہین - اور عند البعض پانچ قسط
ہین - قفل مصری ایک اور نصف مثقال کو کہتے ہین اور بقولے بارہ مثقال ہی - فلوس عرف مین
دام پختہ اور دام کو کہتے ہین - فلنجیا مقدار ایک مثقال کا ہی اور بقولے ڈیڑھ مثقال ہی فیلاوس ڈیڑھ اوقیہ

فونابوس تین اوقیہ ہی فلنجا ایک مثقال ہی اور عند البعض ڈیڑھ مثقال ہی قالوس چھ مثقال ہی۔ قسط مصری میں لکھا ہی کہ نیم صاع ہی۔ قسط رومی بیس اوقیہ ہی اور قسط مصری اور انطاکی اٹھارہ اوقیہ ہی اور بقول بعض چار رطل ہی اور قسط عسل بقول حکماء یونان ایک رطل ہی اور عند البعض ڈیڑھ رطل ہی اور نزد شیخ اڑھائی رطل ہی۔ اور قسط شراب کی اسی رطل ہی اور قسط روغن اٹھارہ اوقیہ ہی قسط فطری اور قبرطی چوبیس اوقیہ ہی کہ ایک سیر شاہجہانی ہوتا ہی قوطولی صاحب مخزن ادویہ نے سات اوقیہ لکھا ہی اور عند البعض سات مثقال ہی اور صاحب بحر الجواہر نے لکھا ہی کہ وہ بیس اوقیہ شراب سے اور نو اوقیہ تیل سے اور تیرہ اوقیہ شہد سے اور کہتے ہیں کہ شراب سے دس اوقیہ مراد ہی قطیر بارہ درہم قفیز کہتے ہیں کہ ایک من آٹھ سیر شاہجہانی ہی اور بقول بعضے بیس من ہی بزرگ مثل ... سے اور وہ آٹھ مکوک ہوتے ہیں قفیز حجازی صاع عراقی کے مساوی ہی۔ قفیز ہاشمی عند البعض آٹھ رطل ہی اور کہتے ہیں کہ چار من سے ہر من دو سو ساٹھ درہم کا ہی قنطار چھ من ہی اور رطل سے بارہ سو رطل عراقی ہی اور بعضے ایک سو بیس رطل لکھتے ہیں۔ قلہ چھ درہم ہی اور بعضے کہتے ہیں دو سو پچاس من ہی ہر من دو رطل کا۔ اور نزد اہل حدیث کے قلتین میں فرق بزرگ ہیں۔ قوطیل بہتر مثقال ہی۔ قولون تیل سے نو اوقیہ ہی اور شراب سے دس اوقیہ ہی اور شہد سے ساڑھے تیرہ اوقیہ ہی۔ قوانوس تین اوقیہ ہی اور بقول شیخ ڈیڑھ اوقیہ ہی۔ قیراط شامی دو طسوج ہیں یعنی چار جو اور صاحب بحر الجواہر نے اقسرائی سے نقل کیا ہی کہ ربع دانگ ہی یعنی ¼ دانگ کا کہ برابر جو کے ہوتا ہی۔ قیاسانت ایک مثقال ہی۔ قسطاطونی ایک مثقال ہی۔ قاقشش ایک ملعقہ ہی اور عند البعض ایک دام ہی۔ قبضہ اس قدر ہی کہ سر انگشتوں میں پکڑیں قبضہ مقدار ایک مٹھی کا ہی۔ قدح مصری اٹھائیس اوقیہ اور چار ساتویں اوقیہ کے یعنی $28\frac{4}{7}$ اوقیہ کا۔ قربہ کے معنی مشک پانی اور دودھ کی جسمیں پچاس من شرعی پانی سما جاوے۔ کر ایک سو بیس قفیز ہی۔ کف یعنی ایک مٹھی بھر اسکو ایک قبضہ بھی کہتے ہیں وزن اسکا چھ مثقال قرار دیا گیا ہی۔ کیل اس پیمانہ کو کہتے ہیں کہ اسکے ساتھ وزن کرتے ہیں مقدار اسکا تین سو درہم کسر سے بالا ہی اور عند البعض چھیاسٹھ من ہی اور بقول بعضے چھتیس من ہی۔ اور نزد بعضے تین من اور آٹھواں حصہ من کا ہی یعنی $3\frac{1}{8}$ من کا ہی۔ کیلہ تین سو درہم اور کسر سے بالا ہی اور عند البعض آٹھ سو درہم کسر سے بالا ہی کیلجہ ایک پیمانہ ہی جو کم دو من کی گنجایش رکھتا ہی یعنی $1\frac{7}{8}$ من کا کسونائی آٹھ قیراط ہی

کور چھ قسط ہی - کول تین کیلچہ ہی - کوب جمع اسکی اکواب ہی تین رطل ہی اور عند البعض تین قسط ہی -
کرسنہ ربع درم سے ربع مثقال تک اور بعض کتابون مین ساڑھے چھ درم ہی - کرمع جمع اسکی اکرماع
ہی ربع درم سے ربع مثقال تک ہی - ماشہ آٹھ رتی یا بتیس جو جو ستہ چاول ہی - مثقال طبی ساڑھے
چار ماشہ ہی اور بقولے ایک سو چوبیس ۱۲۴ جو بھر کہ تین ماشہ چھ رتی ہوتا ہی اور بعضون نے تین ماشہ
پونے دو رتی لکھا ہی - اور شیخ رئیس کے حساب سے بہتر ۷۲ جو بھر ہوتا ہی اور مثقال شرعی بیس قیراط کے
برابر ہی کہ ساڑھے اڑسٹھ جو بھر ہوتا ہی - ماطریس بہتر ۷۲ قسط شراب کی قسط سے - مالیطول ڈیڑھ سو
رطل عراقی ہی - مد طبی ایک رطل اور ثلث رطل عراقی سے ہی یعنی ۱⅓ رطل کا اور عند البعض دو رطل
بغدادی ہین - مد شرعی امام اعظم رح اور محمد رح کے نزدیک دو رطل ہین - اور امام یوسف رح اور
امام شافعی رح کے ہان ایک رطل اور ثلث رطل ہین یعنی ۱⅓ رطل کا - مسطون کبیر روغن سے تین
اوقیہ ہی اور شراب سے تین اوقیہ اور آٹھ درخمی اور شہد سے چار اوقیہ ہی - مسطون صغیر تیل سے
چھ درخمی ہی اور شراب سے بیس درخمی اور شہد سے نو درخمی ہی - من طبی دو رطل عراقی ہی کہ تخمینا قولہ
نو ماشہ ہوتا ہی - اور بقول شیخ چالیس استار ہین اور مثقالون سے ایک سو اسی مثقال ہی اور اوقیہ سے
چوبیس اوقیہ اور درم سے دو سو ساٹھ درم کہ تخمینا چالیس ۴۰ تولہ اور آٹھ ماشہ ہوتا ہی - من تبریزی چھ سو
مثقال ہی یعنی دو سو تولہ کی ایک سو ساٹھ مثقال - من رومی ڈیڑھ سو مثقال یا بیس اوقیہ ہی -
من مصری اور انطاکیہ ایک سو بیس مثقال - من اسکندرانی دو سو پچیس مثقال - من قطری ایک سو
پینسٹھ ۱۶۵ مثقال یا ایک سو اسی مثقال ہی - من شاہی بارہ سو مثقال یعنی چار سو تولہ - من ہندی چالیس
سیر رائج الوقت اور ہندوستان کے سیر مختلف ہین جیسے لاہوری اور خام اور انگریزی وغیرہ اسی لیے
من کے اوزان مختلف ہوتے ہین - من جہانگیری چھتیس ۳۶ سیر جہانگیری ہین - من شاہجہانی چالیس
شاہجہانی - من عالمگیری چالیس سیر پوری ہین - من خانی آٹھ سیر کابلی - من شرعی من عراقی ہی کہ چالیس
استار ہین - اور بقولے چالیس دام پختہ - من اکبری تیس سیر اکبری - مکوک تین کیلچہ ہین اور عند البعض
ساڑھے سات من ہی اور نزد بعضے تین استار اور بقولے ڈیڑھ صاع ہی - مکیال چوبیس ۲۴ کیلچہ ہی اور
صاحب بحر الجواہر کے نزدیک مکیال اور مکوک ہر دو مساوی ہین - ملعقہ چمچے کو کہتے ہین شہد
اور معاجین سے چار مثقال کا ہوتا ہی اور خشک ادویہ سے ایک مثقال سے دو مثقال تک - مہر یعنی
طلاے مسکوک جسکو اشرفی کہتے ہین کامل اور پوری مہر نو ماشہ اور چھ رتی کی ہوتی ہی یعنی ۹½ ماشہ کا
اور ناقص مہر ساڑھے نو ماشہ کی ہوتی ہی اور عند البعض نو ماشہ اور پانچ رتی ہی مہر بنگالہ ... ماشہ

اور ربع سرخ ہی - مہر سورتی دس ماشہ اور سات رتی ہی مہر اکبری اور شاہجہانی اور عالمگیری کا مقدار دو ماشہ اور ساڑھے پانچ رتی ہی - مہر محمد شاہی اور احمد شاہی دس ماشہ اور پانچ رتی ہی - نوات تین مثقال ہی یا پانچ درم اور کہتے ہین کہ دو دانگ ہی اور عند البعض نیم درم ہی - ناطیل دو استار ہی - اور کہتے ہین دو اوقیہ ہی اور بقول سات درم ہی - نسطون کبیر تین اوقیہ ہوتا ہی - اور نسطون صغیر چھ درخمی - نش چودہ مثقال ہی - نقیر آٹھ قیراط ہی - وسق ساٹھ صاع شرعی ہی اور وہ اہل حجاز کے نزدیک تین سو بیس رطل ہین اور نزدیک اہل عراق کے چار سو ساٹھ رطل ہین اور اہل کوفہ کے نزدیک دو سو چالیس من ہی کہ مراد ایک بوجھ اونٹ سے ہی - دمشق آدھا صاع شرعی ہی - وقر ایک بوجھ گدھے اور اونٹ کا ہی - وکیلہ چوبیس کیلجہ ہین - ہا ہین پچیس استار ہین اور عند البعض چار ابولوس ہین - ہوطل تین اوقیہ ہی - عبارت چوتھائی من سے ہی یعنی ۱/۴ من کا ہی قاعدہ دوم لغات اور معالجات خارجیہ کے بیان مین تاکہ مبتدیون اور نو آموزون کو اس مین آسانی ہو جاوے انکو بھی آسانی کے لیے بترتیب حروف تہجی بیان کیا جاتا ہی - وہ ہی کہ ادویہ کو جوش کر کے اسکے آب صافی نیم گرم کو کسی بڑے برتن اسمین ہجلا دین اور پانی اسکی ناف تک ہونا چاہیے استنشاق کسی چیز کو ناک مین - اطریفل معرب تری پھل ہی کہ ہلیلہ اور بلیلہ اور آملہ سے عبارت ہی - آکال وہ چیز ہی کہ بسبب زیادتی تحلیل کے گوشت کو کھا جاوے یا ناقص کرے - مانند زنگار کے - اکتحال کسی چیز کو آنکھ مین ڈالنا - انکباب یعنی بھپارہ - پانی کو جوش دیکر اسکا دھنوان تمام بدن پر پہونچانا اور اپنے آپکو کپڑے سے ڈھانپ کر سرنگون کرنا جیسا عرق لانے کے واسطے کرتے ہین یا بخارات ادویہ مطبوخہ کے کان یا کسی اور خاص عضو مین پہونچانا - بخور وہ ہی کہ ادویہ کو جلا دین تاکہ بو اسکی دماغ مین موصول ہو یا دھنوان اسکا بطریق مخصوص کسی عضو کو پہونچا دین - برود ادویہ سرد کو بترتیب دیکر آنکھ مین ڈالین - بادزہر اسکی شان یہ ہی کہ صحت اور قوت کی حفاظت کرتا ہی اور روح کو تحلیل سے باز رکھتا ہی بسبب اسکے ضرر سموم کو روکتا ہی - اطبا کا قول ہی کہ جو چیز بالخاصیت سمیت کو دفع کرتی ہی اور معدنی مفرد ہی بادزہری مانند زہر مہرہ کے - پاشویہ دوا کو پانی مین پکا کر اسسے بر رسم معروف مریض کے پاؤن دھوتے ہین اور پانی کو صاف کر کے اوپر سے کپڑا لپیٹتے ہین اور تلوے کھلے رکھتے ہین بعد چند ساعت کے نیچے کی جانب سے کھولتے ہین

تریاق وہ دوا ہی کہ خاصیت پادزہر کی رکھتی ہو مانند تریاق فاروق کے اور
ترکیب ... ہوتا ہی۔ تمریخ کسی چیز تر کو بدن پر ملنا۔ جاذب وہ چیز ہی کہ مادہ کو اپنی طرف
کھینچے مانند جند بید ستر کے۔ جالی وہ چیز ہی کہ رطوبت لزجہ کو مسام عضو کے منھ سے صاف کرے
اور گرم بھی ہوتی ہی مثل ترمس کے اور سرد بھی ہووے ہی مثل حموضات کے۔ جامد وہ چیز ہی کہ
سیلان قبول کرنا اسکی شان سے ہو اور حالانکہ بالفعل مجتمع غیر سیال ہو اور اسکی ذات مین
ایک نوع کی رطوبت ہوتی ہی کہ برودت اسکے لیے مجمد اور مکثف عارض ہوتی ہی اور جبکہ حرارت
بدنی اور خارجی اسمین تاثیر کرتی ہی سائل ہو جاتی ہی۔ جوارش وہ ہی کہ طعام کو ہضم کرے۔
حقنہ نائی وہ چیز ہی کہ محقنہ مین ڈالکر دبر کے راستہ امعا مین اور احلیل اور قبل کے راستہ مثانہ اور رحم
مین پہونچاوین اور بیان تفصیلی اسکا گذر چکا ہی۔ حمول کی یہ کیفیت ہی کہ لتہ کو ادویہ سے تر کرکے
یا آلودہ کرکر دبر یا قبل مین اٹھاوین۔ خاتم وہ چیز ہی کہ بسبب یبوست اپنی کے جراحت کے
سطح پر خشک ریشہ پیدا کرے کہ زخم کو آفات سے حفاظت ہو مانند انزروت کے خضاب وہ چیز ہی
کہ بالون کو سیاہ کرے یا اسکو رنگ دے۔ دہنی وہ چیز ہی کہ اسکے جوہر مین روغن ہو مانند لبوب
کے۔ دابق وہ دوا ہی کہ بسبب لزوجت اپنے کے ہاتھ سے چمٹ جاوے۔ ذرور وہ ہی کہ خشک
ادویہ کو رگڑین اور آنکھ مین ڈالین یا زخم پر دھورین۔ رادع وہ چیز ہی کہ بسبب تبرید کے اور
تکثیف عضو کے اور بباعث تضییق اسکے مسام کے مواد منصبہ کو عضو سے منع کرے اور جسقدر
مواد گرنے پہ ہو اسکو گرنے سے مانع ہو اور معہذا عضو کو تقویت دے اور حرارت جاذبہ عضو کو تسکین
بخشے تاکہ مواد کو جذب نہ کرے مانند صندل کے۔ اور یہ ضد جاذب کی ہی۔ زروق کو ہندی مین
پچکاری کہتے ہین وہ دوری ہی کہ بذریعہ آلہ معمولہ اس عمل کے احلیل اور قبل کے اندر پہنچتے ہین اور
اس آلہ کو زراقہ اور مزرقہ کہتے ہین۔ سائل وہ چیز ہی کہ اجزا اسکے جہات مین پراگندہ ہووین
وہ اجزا اسکے ازہم منقطع ہووین یا ہووین مانند مائعات کے اور یہ ضد جامد کی ہی۔ سعوط دوا کا
یا پانی ناک مین ٹپکانا لیکن بلا سدید نے عام رکھا ہی خواہ ناک مین خواہ کان مین خواہ احلیل مین
ہر تینون صورتون پر سعوط کا اطلاق ہو سکتا ہی۔ سکوب وہ چیز سائل ہی کہ تھوڑے تھوڑے
فاصلہ سے بدن پر ڈالین اور توقف کرکے ویسا ہی کرین۔ سم وہ چیز ہی کہ بسبب کیفیت مضادہ
اور خاصیت اپنی کے فساد مزاج کا کرے مانند بیش کے۔ سنون وہ چیز ہی کہ ادویہ کو کھسکر
دانتون پر ملین یا دھرین اور انکے جوہر کے لیے مقوی ہو اسکو منجن کہتے ہین۔ شموم وہ چیز ہی

کہ دوا تر اور خشک کو سونگھین - شافہ وہ چیز ہی کہ ادویہ معمولہ اس عمل کو دراز کرکے دبر یا قبل یا ذکر مین شیافہ
مین رکھین یا پانی مین گھسکر آنکھ مین ڈالین - ضماد یعنی لیپ دوا سوفی ظاہر بدن پر لگاوین - صاحب
تحفہ نے لکھا ہی کہ باوجود اسکے رقیق اور نرم ہووے خواہ اسکو عضو پر مالش کرین یا اسپر باندھین
اور خواہ اسمین موم ہو یا نہو - طلا وہ ہی کہ دوا پتلی کو عضو پر مالش کرین یا اسپر لگاوین - طبیخ وہ ہی
کہ ادویہ کو جوش دیکر پانی اسکا استعمال مین لاوین - عاصر وہ چیز ہی کہ بسبب شدت قبض کے
مادہ رطوبت رقیقہ کو جو کہ تجویف عضو مین ہی خارج کرے مانند ہلیلہ کابلی کے - عطوس وہ دوا ہی
جسکو چھینک کے لیے سونگھین - غرغرہ وہ چیز ہی کہ قسم مالیات سے منہ مین لیکر حرکت دیوین اور حلق
تک پہونچاوین لیکن اسکو نہ نگلین اور پھینکدین - غسال وہ چیز ہی کہ بسبب رطوبت اور سیلان کے
یا بباعث قوت جلائیہ کے مادہ اور اجسام متشبہ کو سطح عضو سے دھووے مانند پانی کے - فتیلہ یہ ہی
کہ دوا کو کپڑے مین لپیٹکر اور دراز کرکے دبر یا قبل یا کان یا ناک یا زخم یا جراحت مین دھرین - فرزجہ
وہ ہی کہ دوا کپڑے مین لپیٹکر عورت کے بول کی راہ مین رکھین - قابض وہ دوا ہی کہ مجاری عضو
کو تنگ کرے اور اسکے اجزا کو باہم جمع کرے مانند گل ارمنی کے - قاتل وہ چیز ہی کہ اپنی کیفیت
اور صورت نوعیہ سے ہلاک کرے - قاشر وہ چیز ہی کہ بسبب زیادتی جلا اپنی کے اجزاء فاسد کو
خارج کرے یا میل کو سطح استخوان سے دور کرے مثل قسط کے - قطور وہ چیز پانی ہی کہ کان اور دیگر
سوراخون مین ٹپکائین - کاوی یعنی داغ دہندہ وہ چیز ہی کہ جلد کو جلاکر کوئلے کی مانند خشک
اور سخت کرے مثل زاک زرد کے - کثیف وہ چیز ہی کہ وقت تاثیر حرارت غریزی کے سوا اجزاء
خرد کے اجزا اسکے منقسم ہووین اور اجزاء ارضی اسمین غالب ہو جاوین اور رطوبت شدید الممازجہ بلکہ
اسطور پر ہو کہ سہولت تفرق کو مانع ہو - اور اگر باوجود اسکے لزج ہو تو اکثر اجزاء کو ریزہ
ریزہ ہونے سے مانع ہوتی ہی مانند کدو کے - کحل یعنی سرمہ وہ چیز ہی کہ باریک سرمہ کی مانند
کرکے آنکھ مین لگاوین - کماد یعنی سینک اور ٹکور جو چیز گرم کرکے عضو پر رکھین جب سرد
ہو جاوے پھر بدستور گرم کرکے عضو پر دھرین - اور وہ تر بھی ہوتی ہی جیسا پانی ادویہ کا
یا صرف پانی گرم مثانہ گاو یا شیشہ مین بھرکر یا کپڑا اسمین ترکرکر عضو پر رکھین - اور
خشک بھی جیسے ادویہ خشک کو تھیلی مین باندھکر توے پر گرم کرکر عضو پر رکھین - یا کپڑا یا نمدا
یا اینٹ خام یا پختہ گرم کرکے عضو پر رکھین - کاجل وہ ہی کہ دھوان ادویہ کا لیکر آنکھ مین
لگاوین - لاذع وہ چیز ہی کہ ساتھ قوت نفاذ اپنی کے اتصال عضو کو متفرق کرے

ہار مانند چیز دل کے اور بار د مانند سرکہ کے۔ لخلخہ وہ چیز ہی کہ رقیق اور خوشبودار چیزون کو جو ہر سے جزن
کی شیشی میں ڈالکر سونگھیں۔ لزج وہ چیز ہی کہ جب اسکو دونون طرفون سے کھینچا جاوے تو ایک
طرف دوسرے سے منقطع اور منفصل نہووے اور باوجود اسکے سہل التشکل ہو اور جس چیز سے ملے اس سے
ملاقات کرے شدید الالتصاق ہو مانند عسل کے۔ لعوق وہ چیز ہی کہ طلاء سے تھوڑا تھوڑا
اور اسکو عضو پر لگاوین۔ لطیف وہ چیز ہی کہ وقت تاثیر حرارت غریزی کے اجزا اسکے ابرز جزو
کے منقسم ہو جاوین مانند زعفران کے اور یہ ضد کثیف کی ہی۔ لعابی وہ چیز ہی کہ جب اسکو
پانی مین تر کرین اس سے اجزا لزجہ منفصل ہووین مانند خبازی کے۔ مائع وہ چیز ہی کہ سیلان کرے
اور رقیق القوام ہو مثل پانی کے۔ مالح وہ چیز ہی کہ زبان مین سوائے کاٹنے کے لذع کرے
مانند نمک کے۔ مبرد وہ چیز ہی کہ بسبب قوت تبرید اپنی کے برودت پیدا کرے مانند کافور کے۔
مبہی وہ چیز ہی کہ بسبب تولید ریاح لطیفہ کے مجاری اعصاب اور عضلات عضو تناسل بدن
دور کرے محرک اسکی ہوا اور باعث تکون مادہ منویہ کا ہو جاوے مانند لبوب کے۔ مجفف وہ چیز ہی
کہ بسبب تحلیل اور تلطیف اپنی کے رطوبات بدن کو نیست و نابود کرے مثل ادویات کے۔ مجمد وہ چیز ہی
کہ مادہ کو تکثیف اور تبرید اپنی سے فراہم کرے مانند بزر البنج کے۔ محلل وہ چیز ہی کہ مادہ کو تبخیر کے لیے
تیار کرے اور اسکے ہر ایک جزو کو بخار سے منفصل کرے اور جب تاثیر اسکی دائم اور ہمیشہ ہووے
مادہ کو بالکل نیست و نابود کر دے مانند بابونہ کے۔ مُحلل جسکو کاسر ریاح بھی کہا جاتا ہی وہ چیز ہی
کہ قوام ریح کو رقیق کرکے اسکو مندفع کرے مانند اجواین کے۔ محرق وہ چیز ہی کہ اپنی حرارت
سے لطافت اور رطوبت اخلاط کو بالکل نابود کرے اور خاکستر اسکی باقی رکھے مانند فرفیون کے
اور یہ ضد محلل کی ہی۔ محکک وہ چیز ہی کہ بموجب حدت اپنی کے خلط لذاع اور تیز کو مسام جلد
کی طرف جذب کرے اور قرحہ تک نوبت پہونچائے مانند کبیکج کے۔ محمر وہ چیز ہی کہ خون کو بسبب
قوت جاذبہ اپنی کے جلد کی طرف جذب قوی کرے یہان تک کہ عضو کو گرم کرے اور رنگ جلد کو
سرخ کرے مثل رائی کے۔ مخدر وہ چیز ہی کہ روح حساسہ محرکہ عضو کو روح نفسانی کی تاثیر
کے لیے۔ یا عضو اور عصب کو قوائے نفسانی کی تاثیر کے لیے غیر قابل قبول تام کے لیے کرے
اور اسکے دو نوع ہین۔ اول یہ کہ کیفیت سے ہو اور وہ یبوست اور برودت قویہ ہی مانند افیون کے
دوم وہ کہ بالخاصیت ہو مثل طرخون اور عناب کے پتون کے کہ تخدیر حس ذوق مین تاثیر عظیم
رکھتی ہین۔ مخشن وہ چیز ہی کہ بسبب شدت قبض اور تجفیف اپنی کے سطح عضو کو مختلف الاجزا

لے جدید اشقاقاط جادہ کو توڑ دے مانند البوشی را کے۔ معرق وہ چیز ہے کہ رطوبات کو مسام کی راہ سے بذریعہ
عرق دفع کرے مثل گل ارمنی کے۔ معطس وہ دوا ہے کہ بسبب نفوذ قوت اپنی کے تحریک مواد دماغی کے
بخیشوم ہیں کرے اور اسکی تحریک سے چھینک آوے مثل کندش کے۔ معطش وہ چیز ہے کہ طبیعت کو
محتاج ترویج کرے خواہ ترویج اسکی پانی سے ہو مثل معدہ اور کبد کے خواہ ہوا سے ہو مثل ریہ اور دل کے
مثل کرفس کے۔ معفن وہ دوا ہے کہ مزاج روح اور رطوبات اصلی کو فاسد کرے تاکہ روح میں صلاحیت
اپنے کام کی ہو مثل سانپ کے۔ معدل وہ چیز ہے کہ اخلاط متغیرہ کو حالت اصلی پر لاوے
اور تعدیل مزاج کی کرے۔ مغثی وہ چیز ہے کہ مادہ اور رطوبات معدی کو بطرف اعالی معدہ کے
اور اسکو دفع نہ کر سکیں مانند تربد کے۔ مغری وہ دوائے خشک ہے کہ رطوبات لزجہ اسمیں ہوں
اور بسبب اسکے قوبات مسام جلد اور عضو پر چپک کر سیلان مواد کو مانع ہو مثل اسپغول بریان کے
مغلظ وہ چیز ہے کہ قوام رطوبات کو غلیظ تر اور کثیف تر قوام سابق سے کرے اور یہ ضد ملطف
کی ہے اور اسکی تین قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ بسبب برودت اپنی کے بعض اجزائے خلط کو جامد کرے
مانند تخم کدو کے۔ دوم یہ کہ بسبب حرارت اپنی کے اجزائے خلط کو منعقد کرے مانند تحلب کے
سوم یہ کہ بباعث رطوبت کے جو اسمیں ہے اجزائے خلط کو غلیظ کرے مانند سنگھاڑہ خشک کے
مفتت وہ دوا ہے کہ اجزائے خلط متحجر کو ریزہ ریزہ کرے مانند سنگ سرماہی کے۔ مفتح وہ شی ہے کہ
مادہ سادہ محتبسہ داخل مجری کو جسکی شان سے نفوذ ہے خارج بدن کی طرف نکالے مانند اسطوخودوس
کے اور یہ ضد مسدد کی ہے۔ مفجج وہ شی ہے کہ بموجب برودت اپنی کے فعل حرارت غریزی
کو غذا اور خلط میں باطل کرے بعد یکہ غذا کو منہضم اور خلط کو غیر نضیج رکھے مانند کاہو کے۔ مفرح
وہ شی ہے کہ روح حیوانی اور نفسانی کو بدن میں منبسط اور منتشر کر کے اسکے مزاج کو تعدیل کرے
اور خوف کو زائل کرے مانند عنبر کے۔ مفشی وہ چیز ہے کہ ریاح مجتمعہ کو پراگندہ کرے
مفجر اور اسمیں وہ ادویہ ہیں کہ ورم کو توڑ دیں مانند ہڑتال کے۔ مقرح وہ دوا ہے کہ رطوبت
جسسے اجزائے جلد کا باہم پیوند ہے نابود کرے اور مادہ ردیہ حادہ کو بجائے اسکے
موجب قرحہ کا ہو جاوے مانند پیاز کے اور یہ ضد مدمل کی ہے۔ مقطع وہ چیز ہے کہ مادہ
منشبثہ عضو کو اجزائے خرد کی طرف منقسم کرے اگرچہ غلظت اور لزوجت اسکی باقی ہووے
مانند غاریقون کے اور بارد مانند سرکہ کے۔ مقوی وہ شی ہے کہ مزاج اور قوام عضو کو معتدل
تعدیل کرے کہ فضول منصبہ کو قبول نہ کرے خواہ بسبب تعدیل مزاج کے

پیاپی خارج ہو مثل حقنہ کے۔ منقی وہ دوا ہے کہ اسکی شان سے یہ ہو کہ رطوبات کو اعالی سے نیچے بدن کی طرف
حرکت دیوے تاکہ معدہ اور منفذ کے راستہ سے مندفع ہو جاوے جیسا پانی غیر مطبوخ تخم کسوس کا۔ مکرب
وہ چیز ہے کہ حرارت متعبہ اور رداءت جوہر اپنے سے قلب اور معدہ کو ضرر پہونچاوے اور بیقراری کا
موجب ہو مثل پیاز نجیر کے۔ ملحم جسکو منبت اللحم بھی کہتے ہیں کہ بسبب تعدیل مزاج اور تجفیف
کے خون زخم کو منعقد کر کر گوشت بنا دیوے مانند مرداسنگ کے۔ ملطف وہ چیز ہے کہ قوام
مادہ موجودہ بدن کو بہ نسبت قوام سابق کے رقیق القوام کرے مانند زوفا کے اور یہ ضد مغلظ
کی ہے۔ ملین وہ چیز ہے کہ مواد اور رطوبات کو کہ امعا اور اسکے حوالی میں موجود ہوں مقعد کے
راستہ خارج کرے مانند تمر ہندی کے۔ مملس وہ چیز ہے کہ سطح عضو خشن پر پراگندہ ہو کر
اسکی خشونت کو رفع کرے اور اسکی دو قسم ہیں۔ ایک یہ کہ خشونت عضو کو زائل کرے
اور اسکو مملس حقیقی کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ خشونت اسکی اس طور پر ڈھانپیں کہ رطوبت لزجہ کو ظاہر
عضو پر پیدا کرے اور اسکو مملس مجازی بولتے ہیں مثل کتیرہ کے اور یہ ضد مخشن کی ہے۔ منشف
وہ چیز ہے کہ جب رطوبت مائیہ اسکی مسام میں نفوذ کرے اسکا اثر اسمیں ظاہر نہو مانند اسفنج کے
منضج وہ دوا ہے کہ قوام خلط کو تعدیل کر کے دفع کرنے کے لیے تیار اور مستعد کرے حار مانند
پرسیاوشان کے بارد مانند آلو بخارا کے۔ اور صاحب تحفہ نے لکھا ہے کہ یہ ضد منفج کی ہے
منفج وہ چیز ہے کہ رطوبت فضلیہ غلیظہ کثیرہ اس مرتبہ تک اسمیں غالب ہو وے کہ حرارت غریزی
اسکے تحلیل پر قادر نہو بلکہ اسکو ریاح سے تحلیل کرے مانند پیاز کے۔ منفذ وہ چیز ہے کہ بسبب ... سے
منافذ ہو کر وہ دوا اسمیں نفوذ کرے مانند زعفران کے۔ منوم وہ چیز ہے کہ بخاری روح نفسانی کو
بند کرے تاکہ روح کو بدن میں پراگندہ ہونے سے منع کرے مانند افیون کے اور اسکو مسبت بھی
کہتے ہیں۔ موسخ قروح یعنی دوا ہے چرک لانے والی وہ چیز ہے کہ رطوبت غلیظہ اپنی سے قرحہ کو
... کرے اور خشک ہونے دے اور پھٹنے بھی نہ دے بلکہ اسکی رطوبت کو زیادہ کرے
مانند موم روغن کے۔ مہزل وہ چیز ہے کہ بدن کو لاغر کرے مانند لک وغیرہ کے۔ مہیج وہ دوا ہے
کہ اخلاط یا قوت باہ کو ہیجان اور جوش میں لاوے۔ نطول یعنی ترید ا وہ دوا ہے کہ تقسیم یا بعد
فاصلہ سے علی الاتصال بدن پر گرائیں اور کبھی اسکو آبزن اور انکباب پر بھی اطلاق کرتے ہیں
نفوخ وہ چیز ہے کہ دواؤں کو گھس کر ناک میں پھونکیں خواہ کسی اور عضو میں نفوخ کریں
نقوع وہ چیز ہے کہ ادویہ کو رات کے وقت لعابات میں تر رکھیں اور صبح پانی صاف کر کے

نوش کریں۔ وجور وہ چیز ہے کہ وقت بیہوشی کے حلق میں ٹپکاتے ہیں۔ ہاضم وہ چیز ہے کہ غذا کو جلدی فائدہ طبخ کا دیوے مانند زنجبیل کے اور یہ ضد منضج کی ہے۔ ہاشش وہ چیز ہے کہ ادنے مس سے اجزاے اسکے ازہم جدا اور منتشر ہو جاویں مانند غاریقون کے فقط

نظم خاتمہ

ہزار شکر ہوا مظہر علوم تمام
یہ میں نے جمع کیا ہے کہ یادگار رہے
جو علم طب میں ضروری تھا سو بیان کیا
مجھے کرم سے بزرگوں کے ہے امید فلاح
وگرنہ عیب کوئی ہا میں مرے بجز ہیں خاص
نگزیں جو فاتحہ احقر یہ وہ بھی پائیں مراد

خدا کرے کہ یہ ہو مظہر علوم تمام
جہان میں میں نہ رہوں مجھسے یادگار رہے
ملال طبع نہو اسلیے نہ طول دیا
جہاں کہیں کہ خطا ہوئے کریں اصلاح
کریں بفاتحہ ممتاز مجھکو باخلاص
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد

اللہم اجعلہا مقبولا عند الخواص والعوام بحق نبیہ محمد و آلہ الکرام

خاتمۃ الطبع

شافی مطلق کا شکر نامتناہی ہے کہ ان دنوں ایک کتاب خاص فن طب میں نایاب مسمی بہ تشریح الاسباب معروف بہ مظہر علوم جسمیں بہت شرح وبسط کے ساتھ ستہ ضروریہ کا بیان ہے یعنی طریقہ استعمال وانضباط خورد ونوش۔ وبیداری۔ وخواب وبول وبراز کا مفصل حال ہے درحقیقت تعدیل ان اسباب کی موجب زندگی وبقاے حیات انسان ہے پس جاننا اسکا ہر فرد بشر کو لابد وضروری بے ظن وگمان ہے آج تک کوئی رسالہ مستقل اس مقدمہ خاص میں کسی طبیب نے جداگانہ تدوین نہیں کیا اور جو کچھ لکھا ہے وہ ضمناً مطالب کے ساتھ سرسری طور پر لکھا ہے تصنیف وتالیف شیخ رئیس وقت بقراط عہد عیسی ن جالینوس زمان طبیب نامور حکیم قاضی الہی بخش صاحب امرتسری کہ جنکی عداد علمی فن طب میں خاندانی ہے اس کتاب نادر الوجود کو کمال کوشش وعرق ریزی سے بڑی بڑی کتابوں طب سے مثل قانون شیخ الرئیس اور اسکے حواشی اور ذخیرہ خوارزمشاہی واکسیر اعظم وغیرہ

اور اوس میں کتابوں معتبر و متعارف طب سے انتخاب کیا ہی اور سوائے کتب طب کے اور
اور کتب درسیہ مانند میبذی و صدرا و شرح چغمینی و تشریح الافلاک وغیرہ سے جو مساعد و معین
اس فن کی تحقیق میں تھیں اونسے بہ دلائل و براہین اقتباس کرکے اس نادر کتاب میں درج فرمائے
اور حق تالیف اسکا مصنف موصوف نے مطبع کو دیا یہ خود ظاہر ہی کہ میبذی قانون بسمت
کوئی صاحب بغیر اجازت مطبع کے قصد طبع کا نہ فرماوینگے اسحق محمدی مطالب اس کتاب
نادر الوجود کی قابل دید ہی یہ کتاب سراپا فوائد بست غور و فکر سے بمطابقت اصل مسودہ
مصنف موصوف اور بکاغذ پاکیزہ و تقطیع مناسب کے خوشخط بمقام کانپور مطبع نامی
فیض رسان جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مین بحسن اہتمام کارپردازان مطبع
بماہ دسمبر سنہ ۱۸۷۳ع کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی خداوند کریم مقبول عالم فرمائے

بمنہ و کرمہ فقط

قطعہ تاریخ طبع سابق از شاعر نازک خیال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

فن طب مین کیا ہی یہ عمدہ کتاب — چھپی کس طرح کی خوش اسلوب ہی
تجھے فکر تاریخ عاقل جو ہو — تو لکھدے یہی خوب و مرغوب ہی

۱۸۷۷ع